

مریضوں کے معالج اسلامی احکام

(بعد اصلاح و اضافہ)



پانچواں ایڈیشن 2013

تالیف

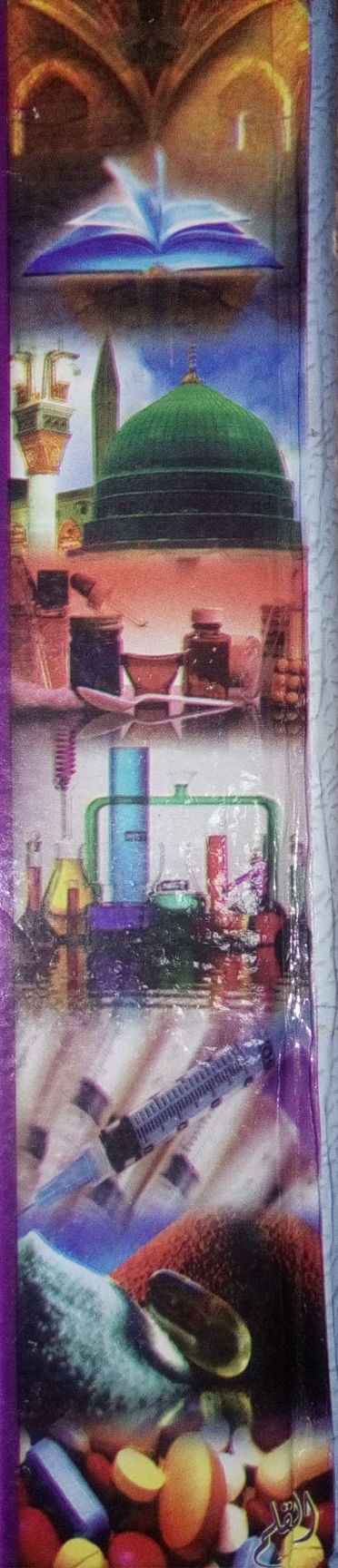
ڈاکٹر مفتی عبدالواحد (ایم بی بی ایس)

مفتی جامعہ مدنیہ لاہور

رئیس دارالافتاء و تحقیق جامع مسجد الہدال، چوہدری پارک، لاہور

مجلس نشریات اسلام

اے-3، ناظم آباد مینشن، ناظم آباد نمبر ۱، کراچی



الانوار

اسٹاکسٹ: مکتبہ ندوہ قاسم سنٹر اردو بازار کراچی فون: 2638917

ناشر

فضل ربی ندوی

مجلس نشریات اسلام

1-کے-3 ناظم آباد نمبر 1 کراچی نمبر 74600

فہرست مضامین

7	تقدیم	
9	پیش لفظ	
10	عرض ثانی	
10	عرض ثالث	
11	عرض چہارم	
13	صحت اور حفظان صحت	باب: 1
13	صحت کی اہمیت	
14	حفظان صحت کی تدابیر	
14	1- غذا میں تنوع	
21	2- کسر و تعدیل کی رعایت	
22	3- کھانا کھانے کے مفید صحت آداب	
25	4- جسمانی صفائی	
27	5- ماحولیاتی صفائی	
28	6- دیگر تدابیر	
31	7- متعدی امراض سے بچاؤ کی تدابیر	
32	8- خطرناک امراض سے بچاؤ کی مسنون دعائیں	
33	علاج معالجہ	باب: 2
33	تکلیف و ضرر کو دور کرنے والے اسباب کی تین قسمیں	
34	علاج کی شرعی حیثیت	

- 38 علاج بذریعہ عمل جراحت
- 40 علاج بذریعہ دوا
- 42 مجبوری میں حرام چیز کا بطور دوا استعمال
- 43 علاج بذریعہ دم اور دغا
- 46 مصنوعی اعضاء کی پیوند کاری
- 47 باب: 3: بیماری میں پرہیز
- 49 باب: 4: بیماری میں ابتلاء کی حکمت
- 54 باب: 5: بیماری کی عیادت
- 59 باب: 6: وضو کے مسائل
- 61 باب: 7: وضو کو توڑنے والی اور نہ توڑنے والی اشیاء کا بیان
- 74 باب: 8: طہارت میں معذور کا بیان
- 79 باب: 9: فرض غسل کے اسباب
- 85 باب: 10: تیمم
- 88 باب: 11: پلستر، جبیرہ اور پٹی پر مسح
- 91 باب: 12: حیض، نفاس اور استحاضہ
- 100 باب: 13: استنجہ کا بیان
- 101 باب: 14: بیماری کی نماز کا بیان
- 112 باب: 15: امامت و اقتداء کے چند مسائل
- 114 باب: 16: مفسدات نماز
- 116 باب: 17: مرنے والے کے احکام
- 117 پیدائش سے پہلے یا فوراً بعد بچے کے مرنے پر احکام
- 120 باب: 18: مرض موت میں مبتلا مریض کے تصرفات

- 125 باب: 19: شہید کا بیان
- 131 باب: 20: روزہ کے احکام
- 143 باب: 21: فساد و عدم فساد صوم کا معیار
- 167 باب: 22: اعتکاف کے مسائل
- 169 باب: 23: حج کے احکام
- 187 باب: 24: آب زمزم اور اس کی خصوصیات
- 193 باب: 25: نکاح
- 196 باب: 26: مہر کے مسائل
- 197 باب: 27: رضاعت
- 202 باب: 28: بیویوں کے درمیان برابری و مساوات
- 203 باب: 29: بیوی کا مجامعت میں حق
- 206 باب: 30: عنین (Impotent) کی زوجہ کا حکم
- 211 باب: 31: طلاق
- 214 باب: 32: مجنون یعنی دیوانہ کی زوجہ کا حکم
- 217 باب: 33: عدت اور سوگ
- 222 باب: 34: نسب کا ثابت ہونا
- 228 باب: 35: لعان
- 230 باب: 36: خرچہ کا بیان
- 232 باب: 37: قصاص کے احکام
- 232 قتل کی پانچ قسمیں
- 236 وجوب قصاص اور عدم قصاص کی صورتیں
- 239 اعضاء و جوارح میں وجوب قصاص

- 245 شجاج (Head Injuries)
- 249 باب: 38 دیت
- 251 دیت یا ارش واجب ہونے کی صورتیں
- 258 اسقاط کی وجہ سے جنین کی موت پر احکام
- 260 باب: 39 حدود
- 260 زنا کی حد
- 264 چوری کی حد
- 266 رہزنی اور ڈکیتی پر حد
- 268 شراب پینے پر حد
- 271 باب: 40 قصاص اور حد میں کاٹے گئے عضو کو یا ظلم و خطا سے کاٹے گئے عضو کی پیوند کاری کے احکام
- 274 باب: 41 مشت زنی (Masturbation)
- 277 باب: 42 مصنوعی تخم ریزی (Artificial insemination)
- 282 باب: 43 ٹیسٹ ٹیوب بار آوری (Test tube fertilisation)
- 285 باب: 44 ٹیسٹ ٹیوب تولید میں مستعار رحم (Borrowed womb)
- 287 باب: 45 حمل کے دوران یا حمل کے استحکام سے قبل موردی بیماری کی تشخیص
- 287 باب: 46 حمل کے استحکام سے پہلے جنس معلوم کرنا اور لڑکے کی طلب میں لڑکی کے علقہ کو ضائع کرنا
- 290
- 292 باب: 47 ولادت سے پہلے بچے کی جنس معلوم ہونا
- 294 باب: 48 انسانی کلوننگ
- 299 باب: 49 ضبط ولادت
- 305 باب: 50 انسانی روح کی حقیقت

- 312 باب: 51 دماغی موت (Brain Death)
- 313 باب: 52 قتلِ ترحم (Mercy Killing)
- 315 باب: 53 پوسٹ مارٹم معائنہ
- 318 باب: 54 تشریح الابدان کی تعلیم کے لئے نعش کی کانٹ چھانٹ
- 321 باب: 55 طبیب و معالج کی اجرت
- 324 باب: 56 معالج پرتاوان
- 330 باب: 57 دوا کے نمونہ جات (Samples) اور ہدایا کے احکام
- 334 باب: 58 دوا کے بارے میں احکام
- 347 باب: 59 جیلٹن کیپسول
- 349 باب: 60 تعدیہ امراض
- 353 باب: 61 طاعون (Plague)
- 358 باب: 62 تغیر خلق اللہ اور کاسمیٹک سرجری
- 383 باب: 63 DNA اور اس سے متعلقہ احکام
- 366 باب: 64 انسانی اعضاء کی پیوند کاری
- 380 باب: 65 انتقال خون
- 388 باب: 66 سر کا گنجان چھپانے کے مروجہ طریقے
- 390 باب: 67 نظر لگنے کا بیان
- 394 باب: 68 چھینک آنے کے احکام
- 397 باب: 69 ختنہ کے احکام
- 399 باب: 70 مریض کے علاج اور تیمارداری میں پردے کا اہتمام
- 403 باب: 71 سگریٹ نوشی و دیگر مضر اشیاء کے استعمال کا حکم

تقدیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين اما بعد
برصغیر میں مسلمانوں کے سیاسی انحطاط کے بعد انگریزی استعماری نظام نے اسلامی
معاشرتی، معاشی اور قانونی نظام میں بڑی تبدیلیاں کیں اور انگریزی قانون کو رائج کر دیا جس کے
نتیجے میں ہر سطح پر بڑی پیچیدگیاں پیدا ہوئیں جنہیں اب تک مسلمانان پاکستان اپنے قانونی
ڈھانچے میں موجود پاتے ہیں اور اسے بری طرح اجنبی محسوس کرتے ہیں۔ ادارہ ہذا کی تمام تر کوشش
اور کاوش ایسی ہی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔ ”مریض اور معالج کے اسلامی احکام
” میں ہمارے موجودہ معاشرتی اور قانونی نظام میں پوسٹ مارٹم، ٹیسٹ ٹیوب بے بی۔ اعضاء کی
پہنود کاری، انتقال خون۔ منشیات۔ حجاب اور دیگر متعلقہ امور پر قرآن و سنت کی روشنی میں سیر
حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

جناب ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کی شخصیت علمی حلقوں میں جانی پہچانی شخصیت ہے اور
بالخصوص اس موضوع پر مستند ہے ان کا فرمایا ہوا اس لئے کہ موصوف جامعہ مدنیہ میں مفتی ہیں اور
داتا دربار ہسپتال میں ایک ماہر ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ اس کتاب میں طب جدید اور اسلامی
قانون پر مشتمل ان کی آراء نہایت ہی مستند اور قابل استفادہ عام ہیں۔

ادارہ ہذا جناب ڈاکٹر صاحب کا بہت شکر گزار ہے کہ انہوں نے ہماری خواہش پر ایک ایسی
مستند اور موضوع پر محیط دستاویز تیار کر دی ہے جو آگے چل کر اس سلسلہ میں تحقیقی کام کرنے والوں
کے لئے نشان راہ ثابت ہوگی۔

اس کتاب کی تکمیل میں میرے رفقاء جناب حافظ محمد سعد اللہ صاحب اور جناب حافظ
عبدالحفیظ صاحب، کمپوزر جناب حافظ احمد یار صاحب کی کاوشوں کو بڑا عمل دخل ہے۔ میں ان کا تہہ
دل سے مشکور ہوں۔

کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے مجھے یقین ہے کہ آپ اس کے پھیلے ہوئے مضامین کو دیکھ کر ادارے کی کوشش کو ضرور سراہیں گے۔

اگر کتاب میں کوئی عملی و ادبی غلطی آپ کو نظر آئے تو اس پر مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں درست کی جاسکے۔

حافظ غلام حسین

قائم مقام ڈائریکٹر ریسرچ سیل

20 نومبر 1994ء

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم
 الحمد لله ہمارے دین اسلام میں زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ہدایت و رہنمائی موجود ہے اور
 خود قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں سے فقہاء نے ہمیں ایسے اصول مہیا کر دیئے ہیں کہ جن کی
 روشنی میں ہم کسی بھی دور میں پیش آنے والے جدید سے جدید تر مسائل کا حل معلوم کر سکتے ہیں۔
 ہر دور کی ضرورت کے لئے جتنے اجتہاد کی ضرورت ہے الحمد للہ وہ موجود ہے اور اس کے اہل
 لوگ اپنی ذمہ داریوں سے واقف ہیں اور اللہ تعالیٰ ان سے اس دور کی دینی ضرورت کو پورا کرتے
 ہیں اور ہم پورے اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جو حل طلب ہو لیکن حل طلب
 ہی رہے حل نہ ہو سکے۔ البتہ اس پر فتن دور میں کچھ لوگ اگر یہ چاہتے ہوں کہ ضرورت سے زائد
 اجتہاد یا ازسرنو اجتہاد کی اجازت ہو اور ہرنا اہل کو بھی اس کی اجازت ہو تو درحقیقت وہ ترقی معکوس
 کی تمنا کرتے ہیں۔ علم میں ترقی اس کا نام ہے کہ پہلے کے مسلمات کو برقرار رکھتے ہوئے آگے
 بڑھیں اور ضرورت کی مزید تحقیقات میں لگیں۔ ترقی اس کا نام نہیں کہ مسلمات کو منہدم کرنے لگ
 جائیں اور اپنے جہل مرکب کے باعث علم کو علم ہی نہ رہنے دیں جہالت و گمراہی کا مجموعہ بنا دیں۔
 اس غلط روش کو ترک کرنا ضروری ہے۔

ہماری یہ کوشش پیش خدمت ہے اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ ہی سے دعا
 ہے کہ وہ اس کو قبول فرمائیں اور اس کو دنیا میں نافع خلائق اور آخرت میں ہمارے لئے ذریعہ نجات
 بنا دیں۔ آمین۔

عبدالواحد

جامعہ مدنیہ لاہور

25۔ رجب 1411ھ

عرض ثانی

الحمد لله رب العالمین

و الصلاة والسلام علی رسولہ الکریم و علی آلہ و صحبہ اجمعین
کتاب مریض و معالج کے اسلامی احکام کا یہ دوسرا ایڈیشن ہے۔ سابقہ ایڈیشن میں کتابت کی جو غلطیاں رہ گئی تھیں ان کی تصحیح کی کوشش اور زیادہ موزوں ترتیب کے ساتھ ساتھ بعض مباحث کا اضافہ کیا گیا ہے۔

اس ایڈیشن کے ناشر جناب فضل ربی صاحب ندوی کے ہم شکر گزار ہیں اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی اور سابقہ موجودہ ایڈیشن کی طبع و نشر و اشاعت میں حصہ لینے والے تمام حضرات کو بہت بہت اجر عطا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے بار بار دعا ہے کہ وہ ہماری کوتاہیوں اور لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے محض اپنے فضل سے اس کتاب کو قبول فرمائیں اور نافع خلائق بنائیں۔

عبدالواحد

11 شوال المکرم 1416ھ

جامعہ مدنیہ، لاہور

عرض ثالث

بسم اللہ حامدا و مصليا

قارئین کے سامنے یہ کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے۔ اس ایڈیشن میں پہلے رہ جانے والی غلطیوں کی اصلاح بھی کی گئی ہے اور بعض نئے مباحث کا آخر میں اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ مثلاً ٹیسٹ ٹیوب تولید میں مستعار رحم کا حکم، انسانی کلوننگ، قتلِ رحم، دماغی موت اور گنجے پن کو دور کرنے کے بعض جدید طریقوں کے بارے میں شرعی نقطہ نظر سے مباحث ہیں۔
اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں۔ ہم تمام تعاون کرنے والے حضرات کے شکر گزار ہیں۔

عبدالواحد

شعبان المکرم 1420ھ

دارالافتاء۔ جامعہ مدنیہ لاہور

عرض چہارم

بسم اللہ حامد و مصلیٰ۔ اس مرتبہ پوری کتاب کو از سر نو دیکھا اور اس میں بہت کچھ تبدیلیاں کیں جو یہ ہیں۔

- 1- قرآن وحدیث کے دلائل کے عربی متن اور ان کے ترجمے اور حوالے دیئے گئے ہیں
- 2- مضامین اور ابواب کی ترتیب بہتر بنائی گئی ہے۔
- 3- بہت سے مضامین اور ابواب کا اضافہ کیا گیا ہے۔ مثلاً انسانی روح کی حقیقت، جیلائن کپسول، حمل کے استحکام سے پہلے موروثی بیماریوں کی تشخیص اور جنس کی تعیین اور انسانی اعضاء کی پیوند کاری۔

4- جو نئے مسائل سامنے آئے ان کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

5- کتاب کی نئی کمپوزنگ کرائی گئی ہے۔

ناشر جناب فضل ربی صاحب ندوی اور کمپوزر جناب شاہد خاں صاحب کے علاوہ ہم مندرجہ ذیل ڈاکٹر صاحبان کے بھی شکر گزار ہیں جنہوں نے قیمتی دستاویزات سے ہماری مدد کی۔

1- ڈاکٹر نسیم اشرف صاحب (اسلام آباد کلینک سعودی پاک ٹاور اسلام آباد)

2- ڈاکٹر ظفر نیاز صاحب (سینئر رجسٹرار ایسٹ میڈیکل وارڈ میوہسپتال لاہور)

آخر میں ہم جناب مولانا محمد متین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ مولانا مرحوم دیال سنگھ لائبریری کے اسلامک ریسرچ سیل کے ڈائریکٹر تھے۔ ان کی شفقت اور حوصلہ افزائی نے اس کتاب کو اول شکل میں پیش کرنے کا حوصلہ دیا لیکن اس کتاب کے چھپنے سے پہلے ہی وہ وفات پا گئے۔ پچھلی اشاعتوں میں ان کا تذکرہ ہونے سے رہ گیا تھا جس کا اس مرتبہ بڑی شدت سے احساس ہوا۔ دعا کہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی مساعی جمیلہ پر بھرپور اجر سے نوازیں اور ان کے درجات کو بڑھاتے ہی رہیں۔

عبدالواحد

صفر 1426ھ

عرض پنجم

بسم اللہ حامدا و مصليا

اس پانچویں ایڈیشن میں مندرجہ ذیل امور کا اضافہ کیا گیا ہے:

- 1- داغنے (Couterization) کے ذریعے علاج۔
- 2- جامہ (یعنی پچھنے لگانے) کے ذریعے علاج۔
- 3- ثبوت نسب کے شرعی اصول۔
- 4- DNA کا تعارف اور کسی مجرم کی شناخت میں اور کسی بچے کے نسب کے ثابت ہونے میں DNA کا دخل۔
- 5- طیب و معالج پرتاوان۔
- 6- قصاص اور حد میں کاٹے گئے۔ عضو کی یا ظلم و خطا سے کاٹے گئے عضو کی پیوند کاری کے احکام۔
- 7- ایڈز (Aids) کا تعارف اور اس میں مبتلا شخص کی زوجہ کا حکم۔
- 8- معتدہ (جو عورت عدت میں ہو اس) کے چند اور احکام۔
- 9- روزے کے فدیہ کی کچھ مزید تفصیل۔
- 10- روزے کے کفارے کا بیان۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باب: 1

صحت اور حفظانِ صحت

صحت کی اہمیت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگ دھوکے میں رہتے ہیں (وہ ہیں) صحت و فراغت۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَخْصَمٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَصْبَحَ مُعَاوِيٌّ فِي جَسَدِهِ آمِنًا فِي سَرَبِهِ عِنْدَهُ قُوَّةٌ يَوْمَهُ فَكَأَنَّمَا حِينُوتُ لَهُ الدُّنْيَا (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن مخصن انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے صبح کی اس حال میں کہ اس کو جسمانی عافیت اور اپنے بارے میں امن اور اس دن کی خوراک حاصل ہو تو گویا اس کے لئے پوری دنیا جمع کر دی گئی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَنَّهُ قَالَ أَوْلُ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّعِيمِ أَنْ يُقَالَ لَهُ أَلَمْ نُنْصَحْ لَكَ جِسْمَكَ وَ نَزْوِكَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے جن نعمتوں کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ ہیں کہ کہا جائے گا کیا ہم نے تیرے جسم کو صحیح و تندرست نہ کیا تھا اور کیا ہم نے تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہ کیا تھا؟

قَالَ (النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لِلْعَبَّاسِ يَا عَبَّاسُ يَا عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ سَلِ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا

وَالْآخِرَةَ (احمد)

رسول اللہ صے حضرت عباس ؓ سے کہا کہ اے عباس اے رسول اللہ صے پچا اللہ سے دنیا و آخرت میں عافیت کا سوال کیا کیجئے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ مَا أَسْأَلُ اللَّهَ بَعْدَ الصَّلَاةِ الْخُمْسِ فَقَالَ سَلِ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ فِي الثَّلَاثَةِ سَلِ اللَّهَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (زاد المعاد)

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے ایک بدو رسول اللہ صے پاس آیا اور پوچھا کہ پانچ نمازوں کے بعد میں اللہ سے کس چیز کا سوال کیا کروں؟ آپ صے ارشاد فرمایا کہ اللہ سے عافیت طلب کیا کرو۔ اس نے دوبارہ سوال کیا۔ (آپ صے وہی جواب دیا) تیسری مرتبہ کے سوال میں آپ نے فرمایا دنیا و آخرت میں عافیت کی طلب اللہ سے کیا کرو۔

حفظان صحت کی تدابیر

1- غذا میں تنوع

گوشت کا استعمال

i- جنگلی گدھے کا گوشت

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ رَأَى حِمَارًا وَخَشِيًّا فَعَقَرَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَهْلٌ مَعَكُمْ مِنْ لَحْمِهِ شَيْءٌ قَالَ مَعْنَارٌ جُلُهُ فَأَخَذَهَا فَأَكَلَهَا (ترمذی)

حضرت ابو قتادہ ؓ نے ایک جنگلی گدھا دیکھا اور اس کا شکار کیا (اور اس کی حلت کے بارے میں نبی ﷺ سے پوچھا) تو آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس اس کے گوشت کا کچھ حصہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس اس کی ایک ٹانگ ہے۔ آپ نے وہ لی اور کھائی۔

ii- خرگوش کا گوشت

عَنْ أَنَسٍ ؓ قَالَ أَنْفَجْنَا أَرْبَعًا بِمَرِّ الظُّهْرَانِ فَأَخَذَتْهَا فَأَتَيْتُ بِهَا أَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا

وَبَعَثَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ بِوَرَكَيْهِمَا فَخَذَّ يَهَا فَقَبِلَهُ۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے مرظہ ان میں ایک خرگوش کو اس کے بل میں سے نکلنے پر مجبور کیا اور پھر میں نے اس کو پکڑ لیا۔ پھر میں اس کو ابو طلحہ کے پاس لے آیا جنہوں نے اس کو ذبح کیا اور اس کی پیٹھا اور اس کی رانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کے طور پر بھیجیں۔ آپ نے اس ہدیہ کو قبول کیا۔

iii- مرغی کا گوشت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلَّ لَحْمِ الدَّجَاجِ۔ (بخاری)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کو گوشت کھاتے دیکھا۔

iv- مچھلی کا گوشت

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ غَزَوْتُ جَيْشَ الْخَبَطِ وَأَمَرَ عَلَيْهِمُ أَبُو عُبَيْدَةَ فَجَعَلْنَا جُوعًا شَدِيدًا فَأَلْقَى الْبَحْرَ حُونَثًا مَيْتًا لَمْ تَرْمِثْ لَهُ الْعُنْبُرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الزَّاكِبَ تَحْتَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا ذَكَرْنَا لِلنَّبِيِّ فَقَالَ كُلُوا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللَّهُ إِلَيْكُمْ وَأَطْعَمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ قَالَ فَأَرْسَلْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَآكَلَهُ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جیش خبط کے ساتھ لڑائی میں شریک ہوا۔ اس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ ہمیں سخت بھوک لاحق ہوئی۔ سمندر کی موج کے ساتھ ایک عنبر نامی مچھلی آن کر گئی کہ اس جیسی ہم نے پہلے نہ دیکھی تھی۔ پندرہ دن تک ہم نے اس کا گوشت کھایا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی کو کھڑا کیا تو وہ (اتنی اونچی تھی کہ) سوار اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جب ہم واپس آئے تو نبی ص سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا وہ رزق تھا جو اللہ نے تمہیں دیا کھاؤ اور اگر تمہارے پاس موجود ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے کچھ آپ کو بھی بھیجا اور آپ ص نے وہ کھایا۔

v- سرخاب کا گوشت

عَنْ سَفِينَةَ قَالَتْ أَكَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ لَحْمَ حُبَارَى. (ترمذی)
نبی صکے آزاد کئے ہوئے غلام حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ سرخاب کا گوشت کھایا۔

vi- بکری کا گوشت

عَنْ عُمَرُ وَ بِنِ أُمَيَّةَ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَبِيحَتُهُ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِي يَدِهِ فَدَعَى إِلَى الصَّلَاةِ
فَأَلْفَاهَا وَالسَّبْغَيْنِ الَّتِي يَحْتَرُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. (بخاری)

حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صکو بکری کے شانے کا
گوشت جو آپ کے ہاتھ میں تھا کاٹتے دیکھا۔ جب آپ کو نماز کی اطلاع کی گئی تو آپ نے بقیہ
گوشت اور وہ چھری جس سے آپ کاٹ رہے تھے رکھ دی اور بغیر ہاتھ منہ دھوئے نماز کے لئے
کھڑے ہو گئے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ إِلَيْهِ الذَّرَاعَ وَ كَانَتْ تُعْجِبُهُ
فَنَهَسَ مِنْهَا. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صکے پاس گوشت لایا گیا اور آپ کو دستی کا گوشت
پیش کیا گیا جو کہ آپ کو پسند تھا تو آپ نے دانتوں سے نوچ کر اس کو کھایا۔

vii- اونٹ کا گوشت

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ... ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ بِيَدِهِ ثَلَاثًا وَسِتِّينَ وَ
أَمَرَ عَلِيًّا فَنَحَرَ مَا عَبَّرَ مَا يَقُولُ مَا بَقِيَ وَأَشْرَكَهُ فِي هَدْيِهِ ثُمَّ أَمَرَ مِنْ كُلِّ بَدْنَةٍ بِبِضْعَةٍ
فَجَعَلَتْ فِي قَدْرِ فَطَبَخَتْ فَأَكَلَا مِنْ لَحْمِهَا وَ شَرِبَا مِنْ مَزِجِهَا. (ابو داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجرہ عقبہ کی رمی کے بعد رسول اللہ صقر بان گاہ واپس
آئے اور اپنے ہاتھ سے تریسٹھ اونٹ ذبح کئے اور بقیہ کے ذبح کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ پھر آپ
نے حکم دیا کہ ہر اونٹ کا گوشت کا ایک ایک ٹکڑا لیا جائے۔ یہ سب ٹکڑے ایک دیگ میں ڈال کر
پکائے گئے۔ پھر دونوں نے قربانی کے ان اونٹوں کا گوشت کھایا اور شور با بھی پیا۔

viii- گائے کا گوشت

عَنْ جَابِرٍ قَالَ ذَبَحَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَقْرَةً يَوْمَ النَّحْرِ (مسلم)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے قربانی کے دن ایک گائے ذبح کی۔

عَنْ عَائِشَةَ وَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَقْرٍ فَقَبِلَ هَذَا مَا تَصَدَّقَ بِهِ عَلَى بَرِّيرَةَ فَقَبِلَ هُوَ لَهَا صَدَقَةً وَلَنَا هَدِيَّةً (مسلم)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گائے کا گوشت لایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ گوشت بریرہ رضی اللہ عنہا کو صدقہ میں دیا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ان کے لئے صدقہ تھا لیکن (چونکہ اب بریرہ نے ہدیہ کے طور پر ہماری ملکیت میں دے دیا ہے تو یہ) ہمارے لئے ہدیہ ہے (صدقہ نہیں ہے)۔

تنبیہ: علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الطب النبوی میں یہ روایت نقل ہے عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَكُمْ بِالْبُقَرِ فَإِنَّهَا شِفَاءٌ وَسَمْنُهَا دَوَاءٌ وَلُحْمُهَا دَاءٌ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گائے کے دودھ کے استعمال کو لازم بناؤ کیونکہ وہ شفا ہے اور اس کا گھی دوا ہے البتہ اس کا گوشت بیماری ہے)۔ لیکن ایک تو اوپر کی صحیح حدیث اس کے معارض ہے دوسرے یہ روایت خود ضعیف ہے جس کی دو وجہیں ہیں ((1) ابو نعیم نے اپنی کتاب الطب میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن اس کے الفاظ فقط یہ ہیں فَإِنَّهَا شِفَاءٌ وَسَمْنُهَا دَوَاءٌ (کیونکہ اس کا دودھ شفا ہے اور اس کا گھی بیماری ہے اور اس میں وَلُحْمُهَا دَاءٌ کے الفاظ نہیں ہیں ((2) ابن تیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں اس کے بعض راویوں کو ضعیف کہا ہے (حاشیہ علی الطب النبوی للحافظ الذہبی رحمہ اللہ ص 196)۔

سبز یوں اور پھلوں کا استعمال

چند

عَنْ أُمِّ الْمُؤَدِّرِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ ... فَجَعَلَتْ

لَهُمْ سَلْقًا وَشَعِيرًا... (ترمذی)

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صمیرے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ علیؑ بھی تھے۔ میں نے ان کے لئے چقندر اور جو پکائے۔

گھیا کدو

عَنْ أَنَسٍ ؓ أَنَّ حَيَاتًا دَعَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَهُ فَذَهَبَتْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص فَقَرَّبَ حَبِيبُ شَعِيرٍ وَ مَزَقًا فِيهِ دَبَائِئُ وَقَدِيدًا. قَالَ أَنَسٌ ؓ فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص صَيَّبَ الدَّبَائِئُ مِنْ حَوَالِي الْقُضْعَةِ فَلَمْ أَزَلْ أَحِبُّ الدَّبَائِئُ بَعْدَ يَوْمِ مَيْدٍ. (بخاری)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک درزی نے نبی ص کی دعوت کی۔ میں بھی نبی ص کے ساتھ گیا۔ انہوں نے جو کی روٹی اور شوربا جس میں گھیا (کدو) اور سکھایا ہو گوشت تھا سامنے رکھا۔ میں نے نبی ص کو پیالہ کے اطراف میں سے گھیا لیتے دیکھا۔ جب سے میں بھی گھئے کو پسند کرنے لگا۔
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ ؓ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص صَيَّبَ كُلَّ الرُّطَبِ بِالْفَتْأِ. (بخاری)
حضرت عبد اللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ص کو تازہ کھجوریں کھڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

خر بوزہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص صَيَّبَ بَيْنَ الْخُزْبِ وَالرُّطَبِ (شمالی ترمذی)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی ص کو خر بوزہ اور کھجور کھٹے کھاتے ہوئے دیکھا۔

تر بوز

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ص كَانَ يَأْكُلُ الْبُطِيخَ بِالرُّطَبِ (ترمذی)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ تر بوز تازہ کھجوروں کے ساتھ کھاتے تھے۔

کشمش

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَغَيْرِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَابَسْتَاذَنَ عَلِيَّ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ... ثُمَّ دَخَلُوا الْبَيْتَ فَقَرَّبَ لَهُ رَبِيًّا فَأَكَلَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مشكوة)

حضرت انس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہونے کے لئے اجازت طلب کی..... پھر گھر میں داخل ہوئے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کشش پیش کئے جو آپ نے تناول فرمائے۔

پکا ہوا پیاز اور لہسن

عَنْ أَبِي زَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْبَصْلِ فَقَالَتْ إِنَّ أَحْرَجَ طَعَامٍ أَكَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ بَصْلٌ (ابو داؤد)

ابوزید رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پیاز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ آخری کھانا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھا یا اس میں (پکے ہوئے) پیاز تھے۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ الثُّومِ إِلَّا مَطْبُوعًا (ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچا لہسن کھانے سے (کراہت تشریحی کے درجہ میں) منع فرمایا۔ پکا کر کھانے کی اجازت دی۔

غلہ اور اناج

گندم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شِيعَ آلُ مُحَمَّدٍ يَوْمَئِذٍ مِنْ خُبْزِ بُرِّ إِلَّا وَأَحَدُهُمَا تَمَزُّ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آل محمد صومناں سیر ہو کر گندم کی روٹی نہ کھاتے تھے مگر یہ کہ ان میں سے ایک دن (صرف) چھوڑے ہوتے تھے۔

جو

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاخَذَ كِسْرَةً مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ فَوَضَعَ عَلَيْهَا تَمْرَةً فَقَالَ هَذِهِ إِدَامٌ هَذِهِ وَأَكَلُ - (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا اور اس پر ایک چھوڑا رکھا اور فرمایا کہ یہ اس کا سالن ہے اور کھالیا۔

شہد اور دیگر میٹھی اشیاء

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُحِبُّ الْخَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ - (ابن ماجہ)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی اشیاء اور شہد کو پسند کرتے تھے۔

روغنیاں اور دیگر اشیاء

سرکہ

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ أَهْلَهُ الْإِدَامَ فَقَالُوا مَا عِنْدَنَا إِلَّا خَلٌّ فَدَعَا بِهِ فَجَعَلَ يَأْكُلُ بِهِ وَيَقُولُ نَعْمَ الْإِدَامَ الْخَلُّ نَعْمَ الْإِدَامَ الْخَلُّ - (مسلم)
حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ص نے اپنے گھر والوں سے سالن کا پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے پاس سرکہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ آپ نے سرکہ منگوایا اور اس سے روٹی کھانے لگے اور فرمانے لگے سرکہ اچھا سالن ہے سرکہ اچھا سالن ہے۔

نمک

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَكَّمُ الْمَلْخُ - (ابن ماجہ)
حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے سالن کا سردار نمک ہے۔

گھی، مکھن، پنیر اور چھوڑے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ فَقَدَّمَ مَنَارَ بَدَاؤِ تَمْرٍ أَوْ كَانَ يُحِبُّ الزَّبَدَ وَالتَّمْرَ - (ابوداؤد)

بسر کے دو بیٹے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے مکھن اور چھوڑے خدمت میں پیش کئے اور آپ کو مکھن اور چھوڑے پسند تھے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ بِجُبْنَةٍ فِي تَبُوكٍ فَدَعَا بِالسَّكِينِ فَسَمَّى وَقَطَعَ

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبوک میں پنیر کا ایک ٹکڑا لایا گیا۔ آپ نے چھری منگوائی اور بسم اللہ پڑھ کر اس کو کاٹا۔
عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ كَانَ أَحَبَّ الطَّعَامِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخُبْزِ وَاللَّيْثِ مِنَ الْحَنِينِ۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا اثرید تھا روٹی کا اور حیس کا۔ (حیس چھوڑے، پنیر اور گھی کو ملا کر بنایا جاتا تھا)۔

زیتون کا تیل

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَكَلُوا الزَّيْتِ وَأَدْهِنُوا بِهِ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَكَةٍ (ترمذی)

حضرت ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (روٹی کے ساتھ) زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کو سوراخ جسم پر بھی لگاؤ کیونکہ وہ مبارک درخت کا ہوتا ہے۔

2- کسر و تعدیل کی رعایت

جب کھانے کی کسی شے کی کیفیت کسر و تعدیل کی محتاج ہوتی تو اگر ممکن ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ایسی شے کو ملا لیتے جس سے کیفیت میں اعتدال پیدا ہو جاتا اور اگر کوئی دوسری شے مہیا نہ ہوتی تو بغیر اسراف کے اتنی مقدار میں اس شے کو تناول فرماتے جو ضرر رساں نہ ہو۔

عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ كَانَ يَأْكُلُ الْبَطِيخَ بِالزُّطْبِ يَقُولُ يَدْفَعُ حَرَّ هَذَا بِزُدِّ هَذَا۔ (ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صخر بوزہ کو کھجور کے ساتھ ملا کر کھاتے تھے اور فرماتے تھے اس کی حرارت اس کی برودت کو دور کر دیتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ الزُّطْبَ بِالْقَنْبَائِ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلوٰۃ تازہ کھجور کٹڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا۔

3- کھانا کھانے کے مفید صحت آداب

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونا

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَةِ أَنَّ بَرَكََةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَبْرَكَ طَعَامِ الْوُضُوءِ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ (ترمذی)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے تورات میں پڑھا تھا کہ کھانے کی برکت کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔ اس کا ذکر میں نے نبی صے کیا تو آپ نے فرمایا کھانے کی برکت کھانے سے پیشتر اور کھانے کے بعد ہاتھ منہ دھونے میں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَمْنُ بَاتٍ وَفِي يَدِهِ عَمْرٌ لَمْ يَغْسِلْهُ فَأَصَابَهُ شَيْئٌ فَلَا يَلُومَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صے ارشاد فرمایا کہ جس نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کے ہاتھ پر چکنائی لگی ہو اور اس نے ہاتھ نہ دھوئے ہوں اور اس کی وجہ سے اس کو کچھ نقصان و تکلیف پہنچی ہو تو وہ صرف اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔

2- کھانا کھاتے ہوئے بیٹھنے کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں

کھانا آسانی سے معدہ میں اتر جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَأْرُوِي رَسُولُ اللَّهِ صَيَا كُلُّ مَتَكًا قَطُّ۔ (ابوداؤد)
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلوٰۃ کبھی بھی ٹیک و سہارا لگا کر کھاتے نہیں دیکھا گیا۔

وَفِي رَوَايَةٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَالًا كُلُّ مَتَكًا (ابوداؤد)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔
 ٹیک لگانے کی چار صورتیں ہیں اور چاروں اس میں داخل ہیں۔ اول یہ کہ دائیں یا بائیں پہلو کو دیوار یا تکیہ وغیرہ پر سہارا لگائے۔ دوسرے یہ کہ ہتھیلی سے زمین پر سہارا لگائے۔ تیسرے یہ کہ چوڑی مار کر بیٹھے۔ چوتھے یہ کہ کمر گاؤ تکیہ یا دیوار سے لگائے کہ یہ سب صورتیں بفرق مراتب ٹیک میں داخل ہیں۔

نَهَى النَّبِيُّ أَنْ يَأْكُلَ الرَّجُلُ وَهُوَ مُنْبَطِعٌ عَلَى وَجْهِهِ (ابن ماجہ)

نبی کریم صے منہ کے بل لیٹ کر کھانے سے منع فرمایا۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صُمُقُعِيًّا يَأْكُلُ تَمْرًا (شمائل ترمذی) وَ فِي رِوَايَةٍ أَنَّهُ كَانَ يَجْلِسُ لِلْأَكْلِ مُتَوَرِّكًا عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَيَضَعُ بَطْنَ قَدَمَيْهِ الْيَسْرَى عَلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ الْيُمْنَى۔ (زاد المعاد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صکو، اکڑوں بیٹھ کر کھجور کھاتے دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کھانے کے لئے گھٹنوں کے بل بیٹھتے تھے اور اپنے بائیں پاؤں کا تلو دا میں پاؤں کی پشت پر رکھتے تھے۔

چھوٹے لقمے کھائے

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَيَّا كُلَّ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ۔ (شمائل ترمذی)
 حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صاپنی تین انگلیوں سے کھاتے تھے۔

تین انگلیوں سے کھانے میں لقمہ زیادہ بڑا نہیں ہوگا اس لئے پوری طرح چبایا بھی جائے گا اور نگلنے میں بھی سہولت ہوگی۔

تین سانس میں پانی پیئے

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يَتَنَفَّسُ فِي الشَّرَابِ ثَلَاثًا وَيَقُولُ إِنَّهُ أَرْوَى وَأَمْرٌ أَوْ أَبْرَأُ۔ (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ پانی پینے کے درمیان تین مرتبہ سانس لیتے تھے اور

فرماتے تھے کہ اس طریقے میں زیادہ سیرابی زیادہ پچتا اور (تکلیف سے) زیادہ بچاؤ ہے۔

مشکیزہ سے منہ لگا کر پانی نہ پیئے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّرْبَ مِنْ فِي السَّقَايِ۔ (بخاری)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشکیزہ کے منہ سے منہ لگا کر پانی پینے سے منع فرمایا۔

پینے کے برتن میں سانس لینا یا پھونکنا

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ أَنْ يَتَنَفَّسَ فِي الْإِنَائِ أَوْ يَنْفَخَ فِيهِ۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پینے کے برتن میں سانس لینے یا اس میں پھونکنے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں دو خطرے ہیں:

- (i) کہیں اتفاق سے ایک دم بہت سا پانی حلق میں چلا جائے جس سے یا تو سانس گھٹ جائے یا کچھ پانی سانس کی نالی میں چلا جائے۔
- (ii) ہو سکتا ہے مشکیزہ بھرتے ہوئے کوئی موذی کیڑا اس میں چلا گیا ہو اور وہ حلق میں یا معدے میں جا کر تکلیف پہنچائے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلٌ الْقَدَاةَ أَرَاهَا فِي الْإِنَائِ قَالَ أَهْرِفُهَا قَالَ فَإِنِّي لَا أَرَوِي مِنْ نَفْسٍ وَاحِدٍ قَالَ فَأَبِنِ الْقَدْحَ عَنْ فَيْكٍ ثُمَّ تَنَفَّسَ۔ (ترمذی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں پھونکنے سے منع فرمایا: ایک شخص نے پوچھا کہ برتن میں کبھی کوئی تنکا وغیرہ ہوتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اتنا پانی بہا دو۔ اس شخص نے پھر سوال کیا کہ ایک سانس میں پینے سے میں سیراب نہیں ہوتا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیالہ اپنے منہ سے علیحدہ کر کے سانس لو۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمِضْ الْمَاءَ مَضًّا وَلَا يَعْطَبْ عَطْبًا فَإِنَّ الْكِبَادَ مِنَ الْعَبِّ۔ (بیہقی)

نبی ص نے ارشاد فرمایا کہ جب تم پانی پیو تو چھوٹے چھوٹے گھونٹ لومنہ لگا کر پیتے ہی نہ جاؤ کیونکہ جگر کا درد اسی سے ہوتا ہے۔ (گرمی کے موسم میں جلدی سے بہت سا پانی پینے سے معدہ میں درد ہو جاتا ہے۔ وہی درد مراد ہے)۔

بہت پیٹ بھر کر کھانے سے پرہیز

عَنِ الْمُقَدَّامِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ آدَمِيَّ وَعَاءً شَرَّ مِنْ بَطْنِ يَحْسِبُ ابْنُ آدَمَ لَقِيمَاتٍ يَقْمَنُ ضَلْبُهُ فَإِنْ كَانَ لَا بَدَّ فَاعِلًا فَنَلْتُ لَطْعَامِهِ وَثَلْتُ لِشَرَابِهِ وَثَلْتُ لِنَفْسِهِ۔
(ترمذی)

حضرت مقدم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ص نے ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنے پیٹ سے برابر تن کوئی نہیں بھرتا۔ ابن آدم کیلئے تو چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا کئے رکھیں۔ اگر زائد کھانا ہی ہے تو تہائی (معدہ) کھانے کے لئے تہائی پینے کے لئے اور تہائی سانس لینے کے لئے۔
البتہ کبھی کسی عذر سے ہو مثلاً روزہ رکھنے کی خاطر یا خود کھانا کھا چکا تھا پھر مہمان کے آنے پر اس کی خاطر سے کچھ اور کھالیا تو مضائقہ نہیں جیسا کہ نبی ص کی موجودگی میں اور آپ کے کہنے پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بار بار دودھ پیا یہاں تک کہ آخر میں کہا۔

وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لِأَجْدِ مَسَلًا

(اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اب میں مزید گنجائش نہیں پاتا۔)

4- جسمانی صفائی

منہ اور دانتوں کی صفائی

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ أَنَّهُ قَالَ قَالَ السَّوَاكُ وَطَهْرَةٌ لِلْفَمِ مَرْصَاةٌ لِلزَّبِّ۔ (احمد)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی ص نے ارشاد فرمایا سواک منہ کو صاف کرنے اور رب کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ لَا يَزِيْزُ قَدَمِيْ مِنْ لَيْلٍ وَلَا نَهَارٍ فَيَسْتَيْقِظُ إِلَّا يَتَسَوَّكُ قَبْلَ أَنْ يَتَوَضَّأَ۔ (ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی صدن میں یارات میں جب بھی سوتے تھے تو بیدار ہونے پر وضو کرنے سے پیشتر مسواک کرتے تھے۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ يَبْدَأُ رَسُولُ اللَّهِ إِذَا دَخَلَ بَيْتَهُ قَالَتْ بِالسُّوَاكِ - (مسلم)

شریح بن ہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتے ہی کیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ مسواک کرتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أَمْتِي لَأَمَرْتُهُمْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَاءِ وَبِالسُّوَاكِ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر مجھے اپنی امت پر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں امت کو عشاء کو تاخیر کے ساتھ پڑھنے کا اور ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیتا۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرُ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ وَإِغْفَاءُ اللَّحْيَةِ وَإِسْتِنْسَافُ الْمَائِىِ وَقَصُّ الْأَظْفَارِ وَغَسْلُ الْبُرَاجِمِ وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمُصْمَصَّةُ وَفِي رِوَايَةِ الْخُتَّانِ بَدَلُ إِغْفَاءِ اللَّحْيَةِ - (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ص نے ارشاد فرمایا کہ دس خصلتیں فطرت میں سے ہیں موچھیں کترانا۔ داڑھی بڑھانا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ناخن تراشنا۔ جوڑوں کے اوپر کھال کی سلوٹوں کو دھونا۔ بغلوں کے بال نوچنا۔ زیر ناف بالوں کو مونڈنا اور استنجا کرنا۔ راوی کہتے ہیں کہ دسویں بات میں بھول گیا ہوں الایہ کہ وہ کلی کرنا ہو۔ اور ایک روایت میں داڑھی بڑھانے کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارَ بَعْضُ مِنْ سِنِينَ الْمُرْسَلِينَ الْخَيَاءِ وَيُرْوَى الْخُتَّانُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسُّوَاكِ وَالتَّكَاخُ - (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ص نے ارشاد فرمایا چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں۔ حیاء۔ اور ایک روایت میں اس کی جگہ ختنہ کرنے کا ذکر ہے اور عطر لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ (أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ) وَقَتَّ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ وَتَنْفِيفِ الْإِبْطَرِ وَ

حَلَقِي الْعَانَةَ أَنْ لَا تَنْتَوِكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ موچھیں کترنے، ناخن تراشنے بغل کے بال نوچنے اور زیر ناف بال موٹھنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مدت مقرر کی کہ چالیس دن سے زیادہ ہم ترک نہ کریں۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْمَرِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضُ شَارِبَهُ وَيَأْخُذُ مِنْ أَطْفَارِهِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ۔ (ملاقات ص 291 ج 8)

حضرت ابو عبد اللہ اعمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اپنی موچھیں کترتے تھے اور اپنے ناخن کاٹتے تھے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے (سر اور داڑھی کے) بال ہوں اسے چاہئے کہ وہ انکا اکرام کرے (یعنی بالوں کو صاف ستھرا رکھے اور ان میں تیل لگائے)۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَأَى رَجُلًا شَعْنًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُهُ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يَسْكُنُ بِهِ رَأْسَهُ وَرَأَى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَ سَخَّةٌ فَقَالَ مَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ۔ (نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا جس کے بال پراگندہ تھے تو فرمایا کہ کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے اپنے بالوں کی گندگی کو دور کرے اور ایک شخص کو میلے کپڑے پہنے دیکھا تو فرمایا کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے یہ اپنے کپڑوں کو دھو لے؟

5- ماحولیاتی صفائی

عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَهِّرُوا أَفْبِيَّتَكُمْ فَإِنَّ إِلَهُهُمُ لَا تَطْهَرُ إِلَّا بِبَيْتِهَا (ترمذی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنے صحنوں کو پاک و صاف رکھا کرو کیونکہ یہود اپنے صحنوں کو صاف نہیں رکھتے۔

6- دیگر تدابیر

لیٹنے کا طریقہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا عَلَى بَطْنِهِ فَقَالَ لَهُ إِنَّ هَذِهِ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللَّهُ. (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو اپنے پیٹ کے بل لیٹے دیکھا تو اس سے فرمایا لیٹنے کی اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

عَنِ النَّبَرَاءِيِّ بْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِدًا أَتَيْتَ مَضْجِعَكَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ. (بخاری و مسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا جب تم اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرو تو نماز کا وضو کرو اور پھر اپنی دائیں کروٹ پر لیٹو (کیونکہ اس سے دل کو جو کہ بائیں طرف ہوتا ہے کام کرنے میں بوجھ نہیں ہوتا)۔

بینائی کی حفاظت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اكْتَحِلُوا بِالْأَيْمَنِ ثُمَّ إِذَا نَمَدَ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ وَيُنْبِثُ الشَّعْرَ وَرَعِمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ مَكْحَلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ ثَلَاثَةَ فِي هَذِهِ وَثَلَاثَةَ فِي هَذِهِ. (ترمذی)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اٹھ سرمد لگایا کرو کیونکہ یہ بینائی کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال بڑھاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک سلائی تھی جس سے آپ ہر رات سرمد لگاتے تھے تین مرتبہ اس آنکھ میں اور تین مرتبہ اس آنکھ میں۔

شام کے کھانے کا التزام

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَشُّوا وَلَوْ بِكَفِّ مِنْ حَشْفٍ فَإِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مُهْرِمَةٌ. (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شام کا کھانا کھاؤ اگرچہ ایک مٹھی ردی کھجور کی ہو کیونکہ شام (یارات) کا کھانے کو ترک کرنا بڑھا پالاتا ہے۔

برتن ڈھانپ کر اور مشکیزہ باندھ کر رکھنا

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَيِّقُولُ غَطُّوا الْإِنَائِ وَأَوْكُوا السِّقَائِ فَإِنَّ فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَنْزِلُ فِيهَا وَبَائٌ لَا يَمُزُّ بِإِنَائِي لَيْسَ عَلَيْهِ غَطَائٌ وَسِقَائٌ لَيْسَ عَلَيْهِ وَكَائٌ إِلَّا وَقَعَ فِيهِ مِنْ ذَلِكَ الدَّاءِ۔

وَفِي رِوَايَةٍ فَإِنَّ لَمْ يَجِدْ أَحَدَكُمْ إِلَّا أَنْ يَغْرِضَ عَلَيَّ إِنَائِهِ غَوْدًا وَيَذْكُرَ اسْمَ اللَّهِ فَلْيَفْعَلْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا برتنوں کو ڈھانپنا کرو اور مشکیزوں کے منہ کو بند کر کے رکھا کرو کیونکہ سال میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں بیماری کی وبا نازل ہوتی ہے اور جس برتن پر ڈھکنانہ ہو اور جس مشکیزہ کا منہ بند نہ کیا ہوا ہو اس میں واقع ہو جاتی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اگر کسی کو کچھ نہ ملے تو اگر ہو سکے کہ اپنے برتن پر عرضاً کوئی لکڑی ہی رکھ دے تو بسم اللہ پڑھ کر وہی رکھ دیا کرے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ أَبُو حَمِيدٍ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنَ النَّبِيعِ بِإِنَائِي مِنْ لَبْنٍ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْأَحْمَزَةُ تَهْ وَلَوْ أَنْ تَغْرِضَ عَلَيْهِ غَوْدًا۔ (بخاری و مسلم)

ایک انصاری شخص ابو حمید نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نقیع سے ایک برتن میں دودھ لے کر آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کو ڈھانپنا کیوں نہیں۔ اگر کچھ نہ ملتا تھا تو اس پر عرضاً ایک لکڑی ہی رکھ دیتے۔

شروع رات میں چھوٹے بچوں کو گھروں میں رکھنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَادًا كَانَ جَنَحَ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكَفُّوا صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ حِينَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ مِنَ اللَّيْلِ فَخَلُّوهُمْ۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ جب شام پڑ جائے تو اپنے چھوٹے بچوں کو گھروں میں کر لو کیونکہ اس وقت جنات پھیل جاتے ہیں اور جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر چھوڑ دو۔

وَفِي رِوَايَةٍ وَآيَةٌ وَآكُفْنُوا صَبِيَّانَكُمْ عِنْدَ الْمَسَاءِ فَإِنَّ لِلْجِنِّ انْتِشَارًا وَخَطْفَةً۔
ایک روایت میں ہے کہ شام کے وقت اپنے بچوں کو جمع کر لو۔ یعنی ان کو اندر کر لو کیونکہ اس وقت جنات پھیل جاتے ہیں اور جس چیز پر بس چلے اچک لیتے ہیں۔

سونے سے پہلے چراغ گل کرنا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- صِبْطُفُوا الْمَصَابِيحَ عِنْدَ الزُّقَادِ فَإِنَّ الْفُؤَيْسِقَةَ رُبَّمَا اجْتَزَّتْ الْفَيْتِيلَةَ فَأَخْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ۔ (بخاری)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا سوتے ہوئے چراغوں کو گل کر دیا کرو کیونکہ بعض اوقات چوہا چراغ کی بتی کھینچ لے جاتا ہے اور گھر والوں کو جلا دیتا ہے۔ (یعنی جلتی بتی کی وجہ سے گھر کو آگ لگ جاتی ہے)۔

پیالے کے ٹوٹے کنارے سے منہ لگا کر پینے سے اجتناب

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- فِي ثَلْمَةِ الْقَدْحِ وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ۔ (ابوداؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے ٹوٹے ہوئے کنارے سے پینے سے اور پینے کی چیز میں پھونکنے سے منع فرمایا۔

برتن میں اگر مکھی گر جائے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- إِذَا وَقَعَ الذَّبَابُ فِي إِنَائِي أَحَدِكُمْ فَأَمْلَقُوهُ يَقُولُ اغْمِسُوهُ فَإِنَّ فِي أَحَدِ جَنَاحَيْهِ دَائٍ وَفِي الْآخَرِ شِفَاءٌ وَأَنَّهُ يَتَّقِي بِجَنَاحِهِ الدَّيْ فِيهِ الدَّاءُ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ۔ (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اس کو برتن میں موجود

الْقُصْعَةَ وَقَالَ كُلْ بِاسْمِ اللَّهِ تَقَةَ بِاللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجذوم شخص کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ اس کو کھانے کے برتن میں داخل کیا اور فرمایا بِاسْمِ اللَّهِ تَقَةَ بِاللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ (اللہ کے نام کے ساتھ اس پر اعتماد توکل کرتے ہوئے کھاؤ)۔

8- خطرناک امراض سے بچاؤ کی مسنون دعائیں از حسن حصین

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ۔

اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں برص سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور تمام بری (اور موذی) بیماریوں سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْأَذْوَاءِ۔

اے اللہ میں آپ کی پناہ میں آتا ہوں برص سے اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور تمام بری (اور موذی) بیماریوں سے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَذْمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرْدِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَرَقِ

وَالْحَزَقِ وَالْهَزَمِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا أَوْ أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ لِدَيْعًا۔

اے اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی عمارت وغیرہ کے نیچے) دب کر مرنے سے اور

تجھ سے پناہ مانگتا ہوں (کسی اونچی جگہ سے) گر کر مرنے سے اور پناہ مانگتا ہوں ڈوب کر مرنے سے جل کر مرنے سے اور حد سے زیادہ بڑھاپے سے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان مرتے

وقت میرے ہوش و حواس خبط کر دے اور اس سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرے راہ میں (جنگ سے) پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہو اور اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ سانپ بچھو کے کاٹنے سے مروں۔

وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبُكْمِ وَالْجُنُونِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْأَسْقَامِ وَضَلَعِ

الدَّيْنِ۔

اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بہرہ پن سے گونگے پن سے اور دیوانگی سے اور جذام

(کوڑھ) سے اور بدترین (موذی) بیماری سے اور قرض کے غلبہ سے۔

باب: 2

علاج معالجہ

تکلیف و ضرر دور کرنے والے اسباب تین قسم کے ہیں۔

1- قطعی اور یقینی

جیسے پیاس کی تکلیف دور کرنے کیلئے پانی اور بھوک کی تکلیف دور کرنے کیلئے روٹی اور سردی کے اثرات دور کرنے کیلئے گرم کپڑے وغیرہ
اس سبب کو ترک کرنا توکل میں شمار نہیں ہوتا بلکہ موت کا خوف ہو تو اس کو ترک کرنا حرام ہے۔

2- ظنی

مثلاً طب میں علاج معالجہ کیلئے اختیار کیے جانے والے ظاہری اسباب اور دوائیں کہ ظن غالب ہوتا ہے کہ ان کے استعمال سے شفا حاصل ہوگی۔ یہی حکم اس دم اور تعویذ کا ہے جو کلام الہی یا اللہ تعالیٰ کے نام پر مشتمل ہو اور شرک سے خالی ہو۔

ان کو اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں۔ لیکن ان کو ترک کرنا ممنوع بھی نہیں ہے بلکہ بعض لوگوں کے حق میں بعض حالات میں ان کا ترک کرنا افضل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَيْدُ خُلِّ الْجَنَّةِ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هُمْ الَّذِينَ لَا يَسْتَرْقُونَ وَلَا يَتَطَيَّرُونَ وَلَا يَكْتُمُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ (مسلم)

رسول اللہ صنے فرمایا میری امت میں سے ستر ہزار (یعنی کثیر تعداد) افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا

یہ وہ لوگ ہیں جو (نا جائز اور وہی اسباب سے تو بچتے ہی ہیں ساتھ میں جائز اسباب جو ظنی کے درجہ میں ہیں ان سے بھی پرہیز کرتے ہیں یعنی) نہ دم کراتے ہیں اور نہ فال و شگون لیتے ہیں اور نہ داغ لگواتے ہیں اور (بس) اپنے رب (کے مسبب الاسباب اور موثر حقیقی ہونے کا استحضار کرتے ہوئے اس) پر توکل کرتے ہیں۔

3- وہمی

مثلاً مختلف قسم کے کڑے، منکے اور پتھر وغیرہ پہننا یا باندھنا جن سے شفا حاصل ہونے کا ظن غالب نہیں ہوتا بلکہ موہوم امید ہوتی ہے کہ شاید شفا حاصل ہو۔
توکل کیلئے ان کا ترک شرط ہے۔

مسئلہ: کسی شخص کو کوئی بیماری لاحق ہوئی اور اس نے اس کا علاج نہیں کیا یہاں تک کہ مر گیا تو گناہ گار نہ ہوگا۔²

مسئلہ: جب یہ اعتقاد ہو کہ شفا دینے والے اللہ تعالیٰ ہیں اور انہوں نے دوا کو سبب بنایا ہے تو علاج معالجہ میں مشغول ہونے میں کوئی حرج نہیں اور اگر یہ اعتقاد ہو کہ خود دوا ہی شفا دینے والی ہے تو یہ اعتقاد بھی غلط ہے اور اس کے تحت علاج کرنا بھی ناجائز ہے۔

علاج کی شرعی حیثیت

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ وَجَاءَتِ الْأَعْرَابُ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنْتَ دَاوِي فَقَالَ نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ تَدَاوُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَائِي إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً غَيْرَ دَائِي وَاحِدٍ قَالُوا أَمَا هُوَ قَالَ أَلْهَرْمُ۔ (احمد)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا۔ چند بدو آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم دوا کیا کریں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں اے اللہ کے بندو دوا کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر یہ کہ اس کیلئے شفاء بھی پیدا کی ہے سوائے ایک بیماری کے۔ انہوں نے پوچھا وہ کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا بڑھاپا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خود علاج کرنا اور کرانا

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوَّاعًا أُجْرَفَ (بخاری)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صنے چھینے لگوائے اور لگانے والے کو اس
کی اجرت دی۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَأْسِهِ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ (بخاری)
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صکے سر میں درد تھا تو اس کی وجہ سے آپ
نے چھینے لگوائے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ لَا يَصِيبُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفْرًا حَةً وَلَا شَوْكَةً إِلَّا وَضَعَ عَلَيْهَا
الْحِنَاءَ (ترمذی و ابن ماجہ)
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صکو جب بھی کسی چھری تلوار کا زخم لگتا یا آپ
کے کوئی کاٹنا چھتا تو آپ اس پر مہندی لگاتے تھے۔

ماہر طبیب کو اختیار کرنا

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ رَجُلًا فِي زَمَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحْتَقَنَ الدَّمَ وَأَنَّ الرَّجُلَ
دَعَا رَجُلَيْنِ مِنْ بَنِي أَنْمَارٍ فَتَطَّرَا إِلَيْهِ - فَرَعِمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُهُمَا أَيُّكَمَا أَطَبَّ فَقَالَ
أَوْ فِي الطَّبِّ خَيْرٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَفَقَالَ أَنْزَلَ الدَّوَاءَ الَّذِي أَنْزَلَ الدَّاءَ - (مؤطا مالک)
حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صکے زمانے میں ایک صاحب کو زخم
لگا اور خون جمع ہو گیا۔ ان صاحب نے بنی انمار کے دو آدمیوں کو بلوایا۔ دونوں نے آکر معائنہ کیا۔
رسول اللہ صنے ان سے پوچھا کہ تم دونوں میں سے طب میں زیادہ ماہر کون ہے؟ ان صاحب نے
(جواب دینے کے بعد) پوچھا کہ یا رسول اللہ صکیا طب میں خیر و بھلائی ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا
کہ جس ذات نے بیماری پیدا کی ہے اسی نے اس کی دوا بھی پیدا کی ہے۔
مسئلہ: جس شخص کو طب میں مہارت نہ ہو یعنی اس نے ماہر و حاذق اطباء سے علم طب حاصل
نہ کیا ہو اس کو علاج کرنا جائز نہیں اور ایسے لوگوں پر علاج کرنے کی پابندی ہونی چاہئے۔

جاہل طبیب نقصان کا ذمہ دار ہوگا

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطَبَّبْ وَلَمْ يُعْلَمْ

مِنْهُ الطَّبُّ قَبْلَ ذَلِكَ فَهُوَ صَامِنٌ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے کسی کا علاج کیا حالانکہ اس کے بارے میں اس سے پیشتر طبیب ہونے کا علم نہ ہو تو (جو نقصان ہوگا اس کا) تاوان اس کے ذمے ہوگا۔

طیبب کو مریض کے پاس بھیجنا اور طیبب کا جانا

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِزًّا ثُمَّ كَوَّاهُ عَلَيْهِ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طیبب کو بھیجا جس نے ان کی ایک رگ کو کاٹا پھر اس کو داغ لگایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مبارک ہاتھوں سے داغنا

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رُمِيَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فِي أَعْخِلِهِ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم بِيَدِهِ بِمَشْقَصٍ ثُمَّ وَرَمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو میں اَخْل رگ پر تیر لگا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے نیزے کے پھل سے داغ لگایا۔ سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جب دوبارہ ورم ہوا تو آپ نے دوبارہ داغ لگایا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری میں دوا تجویز کرنا

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَفَّالٌ إِنَّ أَحْيَى اسْتَطَلَقَ بَطْنَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَاهُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَاءَ الرَّابِعَةَ فَقَالَ اسْقِهِ عَسَلًا فَقَالَ لَقَدْ سَقَيْتُهُ فَلَمْ يَزِدْهُ إِلَّا اسْتِطْلَاقًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ بَطْنُ أَحْيَى فَسَقَاهُ فَبَرِيَ۔ (بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نبی ص کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بھائی کو اسہال لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو شہد پلاؤ اس نے شہد پلایا اور پھر آ کر اس نے کہا

کہ میں نے اس کو شہد پلایا لیکن اس کی تکلیف بڑھ گئی ہے۔ تین مرتبہ آپ نے فرمایا شہد ہی پلاؤ۔ چوتھی مرتبہ جب آپ نے یہی فرمایا تو اس نے کہا کہ میں نے اس کو شہد پلایا ہے۔ لیکن اس کی تکلیف میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کا قول سچا ہے اور تمہارے بھائی کے پیٹ نے خطا کی ہے۔ پھر جب شہد پلایا تو تکلیف دور ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ کا علاج کے دوسرے طریقے تجویز کرنا

عَنْ سَلْمَى خَادِمَةِ النَّبِيِّ قَالَتْ مَا كَانَ أَحَدٌ يَشْتَكِي إِلَى رَسُولِ اللَّهِ وَجَعًا فِي رَأْسِهِ إِلَّا قَالَ اخْتَبِحْمِ وَلَا وَجَعًا فِي رِجْلَيْهِ إِلَّا قَالَ اخْتَبِصْنَهُمَا۔ (ابوداؤد)

نبی کی خادمہ سلمی کہتی ہیں کہ جو کوئی رسول اللہ ﷺ سے سر میں درد کی شکایت کرتا تو آپ سینگے (چھینے) لگوانے (Cupping) کا حکم دیتے اور جو کوئی اپنے پاؤں میں درد کی شکایت کرتا تو آپ اس کو مہندی لگانے کا حکم دیتے۔

مسئلہ: علاج کے طور پر مردوں کے لئے صرف تلوؤں میں مہندی لگانا جائز ہے۔ البتہ پاؤں کی پشت اور ناخنوں پر مہندی نہ لگے تاکہ عورتوں کے ساتھ مشابہت نہ ہو۔

بچوں کے لئے تکلیف دہ طریقہ علاج سے اجتناب

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا تُعَذِّبُوا صَبِيَانَكُمْ بِالْعُغْمَزِ مِنَ الْعُدْرَةِ وَ عَلَيْنِكُمْ بِالْقَسَطِ۔ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بچوں کو حلق کے درد میں حلق کو دبا کر تکلیف مت دو بلکہ قسط کا استعمال لازم پکڑو۔

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى مَا تَدْعُونَ أَوْلَادَكُمْ بِهَذَا الْعَلَاقِ عَلَيْنَكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُدْرَةِ وَ يَلْدُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ۔ (بخاری)

حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم اپنے بچوں کے حلق کو انگلی سے کیوں دباتی ہو۔ اس عود ہندی کے استعمال کو لازم پکڑو کیونکہ اس میں سات شفا میں ہیں۔ ان میں سے ایک ذات الجنب (Pleurisy) سے شفاء ہے۔ حلق کے درد میں

اس کے قطرے ناک میں ٹپکائے جائیں اور ذرات الجنب میں اس کے قطرے منہ میں ٹپکائے جائیں۔

مایوسی ہو جائے تو علاج و تدبیر ترک کرنا

مسئلہ: اگر کوئی مرض اور زخم ایسا ہو کہ جس سے بالکل جانبر نہ ہوتا ہو تو اس کیلئے دوا استعمال نہ کرے بلکہ علاج ترک کر دے۔ اسی طرح کبھی دماغ کی شریان پھٹنے وغیرہ سے مریض پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ کبھی تو مریض جانبر ہو جاتا ہے اور کبھی بے ہوشی طویل ہو جاتی ہے اور طبی تحقیق کے مطابق صحت یاب ہونے کا امکان بالکل نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں بھی علاج ترک کر دینا چاہیے۔

حاملہ کے علاج میں بچے کی رعایت

مسئلہ: حاملہ عورت میں جب تک بچہ حرکت نہ کرنے لگے (علاج کیلئے یا دوسرے کو عطیہ دینے کیلئے) فصد کھلوانی یا خون نکلوانا صحیح نہیں اور جب بچہ کی حرکت شروع ہو جائے تو پھر فصد کھلوانا جائز ہے البتہ ولادت کے قریب پھر پرہیز کرے تاکہ بچہ کو نقصان نہ پہنچے۔

مسئلہ: حاملہ عورت اپنی تکلیف کیلئے دوا استعمال کرے تو اس میں کچھ حرج نہیں بلکہ اولیٰ ہے اور اگر اس سے حمل ضائع ہو گیا تو عورت پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔ البتہ اگر کسی دوا سے جنین کی خلقت پر برا اثر پڑنے کا اندیشہ ہو تو شدید ضرورت کے بغیر اس دوا کو استعمال نہ کیا جائے۔

علاج بذریعہ عمل جراحی (Surgery)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى أَبِي بِنِ كَعْبٍ طَبِيْبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِزًّا ثُمَّ كَوَّاهُ عَلَيْهِ. (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک طبیب کو بھیجا جس نے ایک رگ کاٹی پھر اس کو داغا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمَى سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ فِي أَكْحَلِهِ فَحَسَمَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِبَيْدِهِ بِمَشْقَصٍ ثُمَّ وَرَمَتْ فَحَسَمَهُ الثَّانِيَةَ (مسلم)۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو کی اکل رگ میں تیر لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے نیزے کے پھل سے داغ لگایا۔ سعد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں جب دوبارہ ورم ہوا تو آپ نے دوبارہ داغ دیا۔

مسئلہ: حاملہ عورت مرجائے اور معلوم ہو یا گمان غالب ہو کہ بچہ زندہ ہے تو عورت کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکال لیا جائے۔

مسئلہ: کنواری کے ساتھ فرج (Vagina) سے باہر جماع کیا گیا اور منی کے فرج میں داخل ہونے سے اسے حمل ٹھہر گیا تو ولادت کے وقت اس کے پردہ بکارت کو زائل کر دیا جائے۔

مسئلہ: اگر بچہ ماں کے پیٹ میں عرضاً ٹھہر گیا یعنی (Lie Transverse) ہو اور رحم سے بچے کو نکالنے کی اس کے سوائے اور کوئی صورت نہ ہو کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالا جائے اور اگر ایسا نہ کیا جائے تو ماں کی جان کو خطرہ ہو تو اگر بچہ مر چکا ہو تب تو ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اگر بچہ زندہ ہو تو ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: جسم کا کوئی عضو گر گل گیا ہو تو اس کو کاٹ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے
مسئلہ: کوئی شخص اپنی زائد انگلی یا دیگر زائد عضو کو کٹوانا چاہے تو جائز ہے۔ بشرطیکہ ایسے انتظامات ہوں کہ ان کی موجودگی میں عام طور پر اس قسم کے اپریشن سے موت واقع نہیں ہوتی۔

مسئلہ: پتھری نکلوانے کیلئے اپریشن کروانا جائز ہے۔ اسی طرح ہر وہ اپریشن کرنا بھی جائز ہے جس میں یا تو مریض صحیح ہو جاتا ہے یا کبھی صحیح ہو جاتا ہے اور کبھی مرجاتا ہے اور اگر بیمار حصہ چھپڑنے سے مریض جانبر نہ ہو تو پھر ایسا اپریشن کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ: جسم میں کوئی خلقی (پیدائشی) نقص ہو جو عیب کا باعث بنے یا کسی حادثہ کے باعث عیب پیدا ہو گیا تو اس عیب کے رفع کرنے کیلئے پلاسٹک سرجری کرنا جائز ہے لیکن بڑھاپے کو چھپانے کیلئے یا قدرتی طور پر پیدا ہونے والی تبدیلیوں کو چھپانے کیلئے پلاسٹک سرجری کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھوں کے بال آگ آئیں تو اس کو چاہیے کہ وہ

ان کو صاف کر دے۔

علاج بذریعہ دوا

رسول اللہ ﷺ کے تجویز کردہ علاج

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ أَمَرَ نَارِسُ بْنُ سَوَّلٍ اللَّهُ وَاللَّهُ بِرَسُولِهِ أَنْ نَتَدَاوَى مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ بِالْفَسِطِ الْبَحْرِيِّ وَالزَّيْتِ۔ (ترمذی)

حضرت زین بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میں حکم دیتے تھے کہ ذات الجنب کی بیماری میں ہم قسط بحری اور زیتون کا تیل بطور دوا استعمال کریں۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْعُثُ الزَّيْتِ وَالْوَرَسِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ (ترمذی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی ﷺ ذات الجنب کی بیماری میں زیتون کے تیل اور ورس کے استعمال کی تعریف فرماتے تھے۔ (ورس ایک قسم کی گھاس کی مانند ہے جس سے رنگائی کا کام لیتے ہیں)۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ مَرْصُوتٍ قَالَ مَرَّ صَافِيَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْ حَتَّى وَجَدَتْ بَرْدَهَا عَلَى فَوَادِي وَقَالَ لِي إِنَّكَ رَجُلٌ مَفُودٌ فَاتِ الْحَرِثِ بْنِ كَلْدَةَ مِنْ تَقْيِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ فَلْيَا خُذْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ مِنْ عَجْوَةٍ الْمَدِينَةِ فَلْيَجَاهُنْ بَنَوَاهُنَّ ثُمَّ لِيَلْذُكْ بِهِنَّ۔ (ابو داؤد)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت کو تشریف لائے۔ آپ نے اپنا ہاتھ میرے دونوں پستانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے آپ کے ہاتھ کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی۔ آپ نے فرمایا تمہارے دل میں تکلیف ہے۔ حارث بن کلدہ کو بلاؤ کیونکہ وہ طب سے واقف ہیں۔ اور حارث کو چاہئے کہ وہ مدینہ کی عجوہ (کھجور) کے سات دانے لیں اور ان کو گٹھلیوں سمیت کوٹ لیں اور وہ تمہارے منہ میں پٹکائیں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ دَوَاءُ عِزْقِ النَّسَائِ أَلْيَةُ شَاةٍ أَعْرَابِيَّةٍ يَذَابُ ثُمَّ تَجْزَى أُنْثَلَانَةٌ أَجْزَأِي ثُمَّ تُشْرَبُ عَلَى الرِّيقِ فِي كُلِّ يَوْمٍ جُزْءٍ۔ (ابن

(ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عرق النسا کی دوا بدوی دسے کی چکتی ہے جو پگھلائی جائے اور اس کے تین حصے کئے جائیں اور ایک حصہ ہر روز نہار منہ پیا جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مختلف اشیاء اور ادویہ کے فوائد کا ذکر کرنا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالُوا لِرَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْكُمَاةُ جَدْرِي الْأَرْضِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْكُمَاةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَا وَهَا شِفَاءٌ لِلْعَيْنِ وَالْعَجْوَةُ مِنَ الْجَنَّةِ وَهِيَ شِفَاءٌ مِنَ السَّمِّ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چند صحابہ مکتفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ سانپ کی چھتری (کھمبی) زمین کی خارش ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو احسان الہی ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے اور عجوہ (کھجور کی اصل) جنت سے ہے اور اس میں زہر سے شفاء ہے۔

عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ عُمَيْسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم سَأَلَهَا بِمَا تَسْتَمَشِينَ قَالَتْ بِالشُّبُومِ قَالَ حَارِ جَارٍ قَالَتْ ثُمَّ اسْتَمَشَيْتُ بِالسَّنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ أَنَّ شَيْئًا كَانَ فِيهِ الشِّفَاءُ مِنَ الْمَوْتِ لَكَانَ فِي السَّنَا۔ (ترمذی)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم مسہل (Purgative) کے طور پر کیا استعمال کرتی ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ شہرم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو گرم و خشک ہے۔ اسماء کہتی ہیں پھر میں نے سنا کہ استعمال شروع کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کسی شے میں موت سے شفاء ہوتی تو سنا میں ہوتی۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَائٍ إِلَّا السَّامَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ السَّامُ الْمَوْتُ وَالْحَبَّةُ السَّوْدَاءُ الشُّونِزُ۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ لے دانے میں سوائے موت کے ہر بیماری سے شفاء ہے ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کہتے تھے کہ

کالے دانے سے مراد شو نیز یعنی کلونجی ہے۔

حلال دواؤں کی موجودگی میں حرام ادویہ سے اجتناب

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالِدَوَاءَ وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً فَتَدَاوُوا وَلَا تَدَاوُوا بِالْمَحْرَمِ۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو درداء رضي الله عنه کہتے ہیں رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم نے ارشاد فرمایا بلاشبہ اللہ نے بیماری اور دوا پیدا کی اور ہر بیماری کے لئے دوا بنائی۔ سنو! اے لوگوں تم دوا کرو۔ البتہ حرام چیز کو دوا نہ بناؤ۔
عَنْ طَارِقِ بْنِ سُوَيْدٍ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنَّ بَارِئًا ضَمِنَا أَعْنَابًا نَعْتَصِرُهَا فَتَنْشُرُ مِنْهَا؟ قَالَ لَا فَرَّاجِعُهَا قُلْتُ إِنَّا نَسْتَشْفِي لِلْمَرِيضِ قَالَ إِنْ ذَلِكَ لَيْسَ بِشِفَاءٍ وَلَكِنَّهُ دَاءٌ (مسلم)

حضرت طارق بن سويد حضرمی رضي الله عنه کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلى الله عليه وآله وسلم ہمارے علاقے میں انگور ہوتے ہیں کیا ہم ان کا رس نکال کر (اور اس کی شراب بنا کر) اس کو پی سکتے ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے دوبارہ آپ سے یہ سوال کیا کہ ہم یہ مریض کو بطور دوا کے پلا دیا کریں۔ آپ نے فرمایا یہ (یعنی شراب) شفاء نہیں ہے۔ بلکہ یہ خود بیماری ہے۔

مجبوری میں حرام چیز کا بطور دوا استعمال

مسئلہ: کسی حرام چیز کو بطور دوا صرف اسی صورت میں استعمال کرنے کی گنجائش ہے جب کوئی ماہر و حاذق مسلمان پرہیزگار طبیب بتائے کہ بیماری کا علاج صرف اسی حرام چیز سے ممکن ہے اور متبادل حلال کوئی دوسری دوا موجود نہیں۔ جس کی دلیل مندرجہ ذیل ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ قَدِمَ زَهْطٌ مِنْ عَرَبِيَّةٍ وَعَكَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فَاجْتَنُوا الْمُدِينَةَ فَشَكُّوا ذَلِكَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم فَقَالَ لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى إِبِلِ الصَّدَقَةِ فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَبْوَاهِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوا فَلَمَّا صَحُّوا... الخ

حضرت انس رضي الله عنه کہتے ہیں عربینہ اور عکل قبیلوں کی ایک جماعت نبی کریم صلى الله عليه وآله وسلم کے پاس آئی۔ ان کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا اس نہ آئی۔ انہوں نے اس کی شکایت نبی صلى الله عليه وآله وسلم سے کی تو آپ نے فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں میں جاؤ اور ان کے پیشاب (جو ناپاک اور حرام ہوتے ہیں

ان کو بدن پر ملو اور انکا دودھ پیتو تو فائدہ ہوگا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا (اور وہ تندرست ہو گئے)۔

داغنے (Cauterizak) کے ذریعے علاج

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الشفاء فی ثلاث فی شرطة محجم

او شربة عسل اور کية بالنار و انا نهی امتی عن الکی۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیماری سے شفا تین چیزوں میں ہے۔ (i) کھینچنے لگانے (حجامہ، Cupping) کے اس آلہ میں جس میں کھینچا ہوا خون جمع ہوتا ہے (آلہ کے ذکر سے مراد خود حجامہ کا عمل ہے۔ (2) شہد پینے میں اور (3) آگ کے ساتھ (یعنی آگ پر آلے کو گرم کر کے داغنے میں لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں) (یعنی علاج کے دیگر طریقوں کو اس طریقے پر ترجیح دیتا ہوں کیونکہ یہ تو آخری درجے کا علاج ہے اس لیے ابتدا ہی میں اس کو اختیار کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ علاوہ ازیں دور جاہلیت میں لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ داغنا بیماری کو جلا دیتا ہے اور مریض تندرست ہو جاتا ہے اور اس کو اختیار نہ کیا جائے تو انسان مر جاتا ہے۔ دور جاہلیت میں لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ داغنا بذات خود آدمی کو شفا دیتا ہے غرض ممانعت کی ایک وجہ دور جاہلیت کے اس غلط عقیدے سے بچاؤ بھی تھی۔)

دعا، دم اور تعویذ کے ذریعے علاج

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفْرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَرُّوا بِمَاءٍ فِيهِ لَدَيْغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْمَاءِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَإِنَّ فِي الْمَاءِ رَجُلًا لَدَيْغًا أَوْ سَلِيمًا فَأَنْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَيْءٍ فَجَاءَ بِالشَّيْءِ إِلَى أَصْحَابِهِ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اصحاب کا ایک پانی پر گزر ہوا (جس کے پاس عرب کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ اس قبیلہ کے یعنی) وہاں کے لوگوں کے

سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا تھا۔ اس قبیلہ کا ایک شخص ان صحابہ مکتفین کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے کیونکہ قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھو نے ڈس لیا ہے۔ ان میں سے ایک صاحب گئے اور کچھ بکریوں کے عوض سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ وہ سردار ٹھیک ہو گیا (اور ان صحابی کو بکریاں مل گئیں)۔ یہ صحابی بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَايَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَنْ اشْتَكَى مِنْكُمْ شَيْئًا أَوْ اشْتَكَاهُ أَخٌ لَهُ فَلْيَقُلْ رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ وَأَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَاعْفِرْ لَنَا خُوبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ أَنْزَلَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ وَشَفَايَ مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ فَيَبْرِأِيذَنْ اللَّهُ. (ابو داؤد)۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف ہو یا اس کے بھائی کو تکلیف ہو تو وہ یوں کہے۔ رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ وَأَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحِمْتَكِ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحِمَتَكَ فِي الْأَرْضِ وَاعْفِرْ لَنَا خُوبَنَا وَخَطَايَانَا أَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ أَنْزَلَ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِكَ وَشَفَايَ مِنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ۔

ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ اے اللہ تیرا نام مقدس ہے اور آسمان و زمین میں تیرا ہی حکم چلتا ہے۔ جیسے آسمان میں تیری رحمت ہے تو زمین میں بھی اپنی رحمت کر۔ اے اللہ تو ہمارے گناہ..... اور ہمارے خطاؤں کو بخشش دے تو ہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اس تکلیف پر اپنے پاس سے اپنی رحمت اور اپنی شفا سے شفا نازل فرما۔ اس پر اللہ کے حکم سے شفا ہوگی۔

عَنْ عُمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ شَكَاَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَجَعًا يَجِدُهُ فِي جَسَدِهِ مِنْذُ اسْلَمَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ضَعِ يَدَكَ عَلَى الَّذِي تَأَلَّمَ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللَّهِ ثَلَاثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَحْدُو وَأَحَادِرُ. (مسلم) وَفِي أَبِي دَاوُدَ قَالَ فَفَعَلْتُ ذَلِكَ فَأَذْهَبَ اللَّهُ مَا كَانَ بِي۔

حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ جب سے وہ مسلمان ہوئے ہیں اس وقت سے اپنے جسم میں درد پاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان سے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ اپنی تکلیف کی جگہ رکھو اور تین مرتبہ بسم اللہ کہو اور سات مرتبہ یہ کلمات کہو اَعُوذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَفُؤَدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجْدُ وَ أَحَاذِرُ۔ (میں اللہ کی عزت اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے میں ڈرتا ہوں)۔

حضرت عثمان بن ابی عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ نے میری تکلیف دور فرمادی
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا اشْتَكَى الْإِنْسَانُ أَوْ كَانَتْ بِهِ فُرْجَةٌ أَوْ جَرَحٌ قَالَ بِأَضْبَعِهِ هَكَذَا وَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ تَرْبُةً أَرْضِنَا بِرِيقَةٍ بَعْضِنَا لِيَشْفَى سَقِيمَنَا يَا ذِي رَيْبِنَا۔ (بخاری و مسلم)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب کوئی شخص بیمار ہوتا یا اس کے پھوڑا یا زخم ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی انگلی کو اپنا لعاب لگا کر اس کو مٹی سے چھوتے تھے اور پھر اس کو زخم و تکلیف کی جگہ ملتے ہوئے یوں فرماتے تھے۔ بِسْمِ اللَّهِ تَرْبُةً أَرْضِنَا بِرِيقَةٍ بَعْضِنَا لِيَشْفَى سَقِيمَنَا يَا ذِي رَيْبِنَا۔ (اللہ کے نام کے ساتھ یہ دوا کے طور پر ہماری زمین کی مٹی ہے ہم سے ایک کے لعاب کے ساتھ تاکہ ہمارے رب کے حکم سے یہ ہمارے بیمار کو شفا دے)۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي إِذْ سَجَدَ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فِي إِضْبَعِهِ فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدْعُ نَبِيًّا وَلَا غَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِأَنْبَاءٍ فِيهِ مَاءٌ وَمِلْحٌ فَجَعَلَ يَضَعُ مَوْضِعَ اللَّدْغَةِ فِي الْمَاءِ وَالْمِلْحِ وَيَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَالْمَعْوَدَاتَيْنِ حَتَّى سَكَتَ۔ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھتے ہوئے جب سجدہ کیا تو ایک بچھونے آپ کی انگلی کو ڈس لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا اور فرمایا اللہ بچھو پر لعنت فرمائے یہ (ایذا دینے میں) نہ نبی کو چھوڑے نہ غیر نبی کو چھوڑے۔ پھر آپ نے ایک برتن میں پانی اور نمک منگوایا۔ پھر آپ نے ڈس ہوئی جگہ کو نمک اور پانی میں ڈالتے رہے اور سورہ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اور معوذتین پڑھتے رہے یہاں تک آپ کی تکلیف کو سکون آ گیا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ الدَّوَائِ الْقُرْآنُ۔ (ابن ماجہ)
حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہترین دوا قرآن ہے۔

مصنوعی اعضاء کی پیوند کاری

عَنْ عَزْرِ فَحْجَةَ بْنِ أَسْعَدَ قَالَ أُصِيبَ أَنْفِي يَوْمَ الْكَلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاتَّخَذْتُ أَنْفًا
 مِنْ وَرَقٍ فَأَتَتْ عَلِيَّ فَأَمَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ آتَخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ - (ترمذی)

حضرت عرفجہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جاہلیت کے دور کی جنگ کلاب میں میری ناک کٹ گئی تھی۔
 میں نے چاندی کی بنی ہوئی ناک لگوائی تھی۔ وہ بدبودار ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے
 کی ناک لگوانے کا حکم دیا۔

باب: 3

بیماری میں پرہیز

مضر اشیاء سے پرہیز

عَنْ أُمِّ الْمُؤَذَّرِ بِنْتِ قَيْسِ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ دَخَلَ عَلِيٌّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَمَعَهُ عَلِيٌّ (وَعَلِيٌّ نَاقَةٌ مِنْ مَرَضٍ) وَلَنَا ذَوَالُ مُعَلَّقَةٍ فَقَامَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَامَ عَلِيٌّ يَأْكُلُ مِنْهَا فَطَفِقَ رَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ لِعَلِيٍّ مَهْ فَإِنَّكَ نَاقَةٌ حَتَّى كَفَّ قَالَتْ وَصَنَعْتُ شَعِيرًا وَ سَلَقًا فَعِجْتُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ لِعَلِيٍّ مِنْ هَذَا أَصَبَ فَإِنَّهُ أَنْفَعُ لَكَ۔ (ابن ماجہ)

حضرت ام منذر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ حضرت علیؑ بھی تھے۔ ہماری کھجوروں کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ وہ کھجور کھانے لگے۔ حضرت علیؑ بھی آپ کے ساتھ کھانے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اے علی رک جاؤ کیونکہ تمہارے اندر ابھی مرض کی نقابت باقی ہے۔ ام منذر کہتی ہیں کہ میں نے جو اور چقدر پکائے اور وہ پیش کئے تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے علی یہ کھاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہت نفع مند ہے۔

غیر مضر قلیل مقدار کی اجازت

مریض اگر ایسی شے کھانے کی خواہش کرے جس میں اس کے لئے ضرر نہ ہو یا نفع زیادہ ہو تو اس کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرنا۔

عَنْ صَهْبِيبٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ وَبَيْنَ يَدَيْهِ خُبْزٌ وَ تَمْرٌ فَقَالَ اذْنُ وَ كُلْ فَأَخَذْتُ تَمْرًا فَأَكَلْتُ فَقَالَ أَتَأْكُلُ تَمْرًا وَبِكَ رَمَدٌ؟ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمْضَغُ مِنَ النَّاحِيَةِ الْأُخْرَى فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ۔ (ابن ماجہ)

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کے سامنے روٹی اور چھوڑے رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا آ جاؤ اور کھاؤ۔ میں نے ایک چھوڑا اٹھایا اور کھا لیا۔ آپ نے فرمایا تم چھوڑے کھا رہے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ دکھ رہی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دوسری جانب سے کھا رہا ہوں اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا۔

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَهُوَ أَرْمَدٌ وَبَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ رَمْلٌ يَأْكُلُهُ فَقَالَ يَا عَلِيُّ تَشْتَهِيهِ؟ وَرَمَى إِلَيْهِ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ بِأُخْرَى حَتَّى رَمَى إِلَيْهِ سَبْعًا ثُمَّ قَالَ حَسْبُكَ يَا عَلِيُّ۔ (ابو نعیم)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ آشوب چشم کی تکلیف کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ کے سامنے کچھ چھوڑے رکھے ہوئے تھے جو آپ تناول فرما رہے تھے۔ آپ نے پوچھا اے علی کیا اس کی خواہش ہے؟ اور ان کی طرف ایک چھوڑا پھینکا۔ پھر ایک اور پھینکا یہاں تک سات چھوڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اے علی بس تمہارے لئے اتنے کافی ہیں۔

بیماری کے باعث بعض افعال سے پرہیز

ذَكَرَ أَبُو نَعِيمٍ أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَمَدَتْ عَيْنُ امْرَأَةٍ مِنْ نِسَائِهِ لَمْ يَأْتِهَا حَتَّى تَبْرَأَ عَيْنُهَا۔ (ابو نعیم)

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے کسی کو آشوب چشم کی تکلیف ہوتی تھی تو جب تک ان کی تکلیف دور نہ ہو جاتی آپ ان سے جماع نہ کرتے۔

باب: 4

بیماری میں ابتلاء کی حکمت

گناہوں سے مغفرت

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ وَلَا وَصْبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَةَ يَشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ۔ (بخاری)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کو جو بھی زخم و تکلیف اور فکر و حزن و غم پہنچے یہاں تک کہ کوئی کاٹھا بھی اس کو چھبے تو اس کے بدلے میں اللہ اس کے گناہوں کو معاف فرماتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَا لَكَ تَزْفُزِفِينَ قَالَتْ الْحُمَى لَا بَارَكَ اللَّهُ فِيهَا فَقَالَ لَا تَسْبِي الْحُمَى فَإِنَّهَا تَذْهَبُ خَطَايَا بَنِي آدَمَ كَمَا يَذْهَبُ الْكَبِيرُ خَبِثَ الْحَدِيدِ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو انکی حالت دیکھ کر ان سے پوچھا تم کچکپا کیوں رہی ہو۔ انہوں نے جواب دیا بخار (کی وجہ سے)، اللہ اس میں برکت نہ رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بخار کو برانہ کہو کیونکہ یہ اولاد آدم کے گناہ اسی طرح دور کرتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے میل کو دور کرتی ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصِيبُ عَبْدًا نَكْبَةٌ فَمَا فَوْقَهَا أَوْ دُونَهَا إِلَّا بِذَنْبٍ وَ مَا يَغْفُو اللَّهُ تَعَالَى أَكْثَرَ وَ قَرَأَ وَ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ آيَاتِكُمْ وَ يَغْفُو عَنْ كَثِيرٍ۔ (ترمذی)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بندے کو جو بھی چھوٹی بڑی تکلیف پہنچتی ہے وہ اس کے گناہ کے سبب سے پہنچتی ہے اور جن گناہوں سے اللہ

تعالیٰ درگزر فرماتے ہیں وہ زیادہ ہوتے ہیں اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبْتُمْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا وَ إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُؤَافِيَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دنیا ہی میں سزا دے لیتے ہیں اور جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہ کا بدلہ اس سے روک لیتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کو (اس کے گناہوں کی) پوری سزا دیتے ہیں۔

رفع درجات

عَنْ خَالِدِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنْزِلٌ لَهُ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ إِنْتِلَاهُ اللَّهُ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَلَدِهِ ثُمَّ صَبَرَ عَلَى ذَلِكَ حَتَّى يَبْلُغَهُ الْمَنْزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ۔ (ابوداؤد)

خالد سلمی رحمہ اللہ کے والد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندے کے لئے اللہ کی جانب سے بلند مرتبہ لکھا جاتا ہے لیکن اس کے عمل اتنے نہیں ہوتے کہ اس تک پہنچ سکے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں پھر اس کو اس آزمائش میں صبر عطا فرماتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ کی جانب سے لکھے ہوئے مرتبہ پر فائز ہو جاتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ عَظْمَ الْجَزَائِ مَعَ عَظْمِ الْبَلَاءِ۔ (ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بڑا انعام بڑی آزمائش کے ساتھ ہوتا ہے۔

اصلاح احوال و اعمال

عَنْ عَامِرِ الزَّرَامِ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْأَسْقَامَ فَقَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَصَابَهُ السَّقَمُ ثُمَّ عَافَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهُ كَانَ كَفَّارَةً لِمَا مَضَى مِنْ ذُنُوبِهِ وَ مَوْعِظَةً فِيمَا يَسْتَقْبِلُ وَإِنَّ الْمُنَافِقَ إِذَا مَرِضَ ثُمَّ أَغْفِيَ كَانَ كَالْبَعِيرِ عَقَلَهُ أَهْلُهُ ثُمَّ أَرْسَلُوهُ فَلَمْ يَدْرِ لِمَ عَقَلُوهُ وَ لِمَ أَرْسَلُوهُ۔ (ابوداؤد)

حضرت عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماریوں کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مومن جب بیمار ہوتا ہے پھر اللہ عزوجل اس کو صحت عطا فرماتے ہیں تو یہ بیماری اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ اور آئندہ کے لئے نصیحت بنتی ہے۔ اس کے برعکس منافق جب بیمار ہوتا ہے اور پھر تندرست ہوتا ہے تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہوتی ہے کہ اس کو اس کے مالک نے باندھ دیا ہو پھر کھول دیا ہو اور اونٹ کو کچھ سمجھ نہیں ہوتی کہ اس کو کیوں باندھا تھا اور کیوں کھول دیا۔

مریض کو فائدہ رضا بالقضا میں ہے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَمَنْ سَخَطَ فَلَهُ السَّخَطُ۔ (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل جب کچھ لوگوں کو پسند کرنا چاہتے ہیں تو ان کو تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں تو جو تکلیف پر راضی ہوئے ہیں ان سے اللہ راضی ہوتے ہیں اور جو اللہ کی قضا پر راضی نہیں ہوتے اللہ ان سے ناراض ہوتے ہیں۔

عَنْ شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ وَ الصَّنَابِجِيِّ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى رَجُلٍ مَرِيضٍ يَعُو دَانِهِ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ أَضْبَحْتَ قَالَ أَضْبَحْتُ بِنِعْمِهِ قَالَ شَدَادٌ أَبَشِرُ بِكُفَّارَاتِ السَّيِّئَاتِ وَ حَطِّ الأَخْطَا يَا فَاتِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ إِذَا أَنَا ابْتَلَيْتُ عَبْدًا مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنًا فَحَمَدَنِي عَلَى مَا ابْتَلَيْتُهُ فَإِنَّهُ يَقُومُ مِنْ مَضْجَعِهِ ذَلِكَ كَيَوْمٍ وَ لَدَتْهُ أُمُّهُ مِنَ الأَخْطَا يَا وَ يَقُولُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَنَا قَيْدُتُ عَبْدِي وَ ابْتَلَيْتُهُ فَأَجْرُوا لَهُ مَا كُنْتُمْ تُجْرُونَ لَهُ وَ هُوَ صَحِيحٌ۔ (احمد)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور حضرت صنابجی رضی اللہ عنہ ایک بیمار شخص کی عیادت کے لئے اس

کے پاس گئے اور اس سے پوچھا کہ صبح کس حال میں کی؟ اس نے جواب دیا کہ بڑی نعمت یعنی اللہ کی قضا پر رضا و تسلیم کے ساتھ کی۔ اس پر حضرت شداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہیں گناہوں کے کفاروں اور خطاؤں کے مٹنے کی خوشخبری ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ اللہ عز و جل فرماتے ہیں کہ میں جب اپنے بندوں میں سے کسی مومن بندے کو دکھ و تکلیف میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ اس ابتلا پر میری تعریف کرتا ہے تو وہ اپنے بستر علالت سے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک و صاف اٹھے گا جس دن کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بندے کو بیماری میں مبتلا کیا اور اس کی آزمائش کی تو (اے فرشتو) تم اس کے لئے وہی اجر لکھو جو اس کے لئے صحت کی حالت میں لکھتے تھے۔

بیماری پر اجرتکلیف کے بقدر ملتا ہے

عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَيْ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً قَالَ الْإِنْبِيَاءُ ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَأَلَّا مَثَلُ يُبْنَلَى الرَّجُلُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَتْ فِي دِينِهِ ضَلْبًا اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةً هَوِّنَ عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذَلِكَ حَتَّى يَمْشِيَ عَلَى أَرْضٍ مَالَهُ ذَنْبٌ۔ (ترمذی)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے سخت مصیبت و تکلیف کس کو پیش آتی ہے۔ آپ نے فرمایا انبیاء کو پھر جو ان کے مشابہ ہیں اور اس کے بعد جو ان کے مشابہ ہیں۔ آدمی کی آزمائش اس کی دینداری کے مطابق ہوتی ہے۔ اگر وہ دین میں پختہ ہے تو اس کی آزمائش و تکلیف بھی سخت ہوتی ہے اور اگر وہ دین میں کمزور ہے تو اس کی تکلیف و آزمائش ہلکی ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ ایسے ہی چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس پر کچھ گناہ باقی نہیں رہتا۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسَسْنِيهِ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَغَكَا شَدِيدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَجَلٌ إِنِّي أُوْعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذَلِكَ لِأَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ أَجَلٌ۔ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ کو بخار تھا میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے چھوا اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تو سخت بخار ہے۔ آپ

نے فرمایا کہ ہاں مجھے بخاری حرارت اتنی شدید ہوتی ہے جتنی کہ تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا کہ ایسا اس لئے ہے کہ آپ کو دو گنا اجر ملے تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

بیماری میں غیر شرعی باتوں سے پرہیز ضروری ہے

مسئلہ: بعض لوگ مرض وغیرہ میں کالے رنگ کا بکرا ذبح کرتے ہیں اور اس کی سری مریض کے گرد گھمانے کے بعد کسی چوراہے میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ باطل عقیدہ ہے اور سخت گناہ کی بات ہے۔

مسئلہ: اسی طرح بہت سے لوگوں میں یہ اعتقاد ہے کہ بیمار کی طرف سے بکرا ذبح کر کے اس کے گوشت کو فقرا پر تقسیم کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور جان کو جان کا بدلہ خیال کرتے ہیں۔ یہ باطل عقیدہ ہے۔ شریعت میں قربانی اور عقیدہ کے علاوہ اور کسی بھی موقع پر جانور ذبح کرنا مستقل عبادت نہیں ہے۔ شریعت میں آفات اور بیماریوں سے حفاظت کیلئے صدقہ و خیرات کی ترغیب آئی ہے اور نقدی کی صورت میں صدقہ افضل ہے کیونکہ ضرورت مند شخص نقدی سے اپنی ضرورت کی شے خرید سکتا ہے۔

باب: 5

بیمار کی عیادت

اہمیت و فضیلت

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَطْعَمُوا الْجَائِعَ وَ عُوذُوا الْمَرِيضَ - (بخاری)

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور مریض کی عیادت کرو۔

عَنْ ثُوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْمُسْلِمَ إِذَا عَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ لَمْ يَزَلْ فِي حَزْنَةٍ الْجَنَّةِ حَتَّى يَزِجَعَ - (مسلم)

حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو لوٹنے تک وہ جنت کے باغیچے میں ہوتا ہے (یعنی جنت میں لے جانے والے عمل میں ہوتا ہے)۔

فائدہ: مسلمان میں ناسق مسلمان بھی شامل ہے لہذا اس کی عیادت کو جانا بھی مستحب ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرَضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُوذُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فَلَانًا مَرَضَ فَلَمْ تَعُدَّهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ وَجَدْتَنِي عِنْدَهُ - (مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے اے ابن آدم میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ بندہ کہے گا اے میرے رب میں آپ کی عیادت کیونکر کرتا آپ تو رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ کیا تجھے علم نہیں ہوا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو

جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمٍ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ ﷺ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بَعِينِي - (ترمذی)
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری آنکھوں میں تکلیف کی وجہ سے میری عیادت کی۔

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الوُضُوءِ وَعَادَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوِ عَدَمِهِ مِنْ جَهَنَّمَ مَسِيرُهُ سِتِّينَ خَرِيفًا - (ابوداؤد)
حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کی تو وہ ساٹھ سال کی مسافت جہنم سے دور کر دیا جاتا ہے۔

عیادت کے آداب

1- مریض کے پاس شور نہ کرے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ تَخْفِيفُ الْجُلُوسِ وَقَلَّةُ الصَّحَبِ فِي الْعِيَادَةِ عِنْدَ الْمَرِيضِ - (رزین)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مریض کی عیادت کے وقت سنت طریقہ یہ ہے کہ تھوڑی دیر بیٹھو اور شور نہ کرو۔

2- مختصر وقت بیٹھے

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعِيَادَةُ فَوْاقَ نَاقَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ أَفْضَلُ الْعِيَادَةِ سُرْعَةُ الْقِيَامِ - (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عیادت تو بس اتنی دیر ہے جتنی دیر کہ اونٹنی کا دودھ دوہنے کے درمیان مختصر سا وقفہ کیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ افضل عیادت اس میں ہے کہ جلدی اٹھ جائے۔

3- گناہوں کے معاف ہونے کی خوشخبری دے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ كَانَ إِذَا دَخَلَ عَلَى مَرِيضٍ يَعُوذُ قَالَ لَا بَأْسَ طَهُورُ
إِنْشَاءِ اللَّهِ - (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مریض کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تھے تو فرماتے تھے کہ اس کو مشقت خیال نہ کرو بلکہ انشاء اللہ یہ گناہوں کو دور کرنے والا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَ مَرِيضًا فَقَالَ ابْشِرْ فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ هِيَ نَارِي أَسْلَطَهَا عَلَى عَبْدِي الْمُؤْمِنِ فِي الدُّنْيَا لَتَكُونَ حَظَّهُ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ - (احمد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مریض کی عیادت کی اور فرمایا کہ خوشخبری ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ میری آگ ہے جو میں اپنے مومن بندے پر دنیا میں مسلط کرتا ہوں تاکہ یہ قیامت کے دن کی آگ کے بدلے میں ہو جائے۔

4- مریض کیلئے دعا کرے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوذُ مُسْلِمًا فَيَقُولُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ إِلَّا شَفَى إِلَّا أَنْ يَكُونَ قَدْ حَضَرَ أَجَلُهُ - (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کی عیادت کو جاتا ہے اور سات مرتبہ یہ کہتا ہے۔ اَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ - (میں عظمت والے اللہ تعالیٰ سے جو عظمت والے عرش کے مالک ہیں یہ دعا کرتا ہوں کہ وہ تمہیں شفا عطا فرمادیں)۔

تو اس کو شفا ہوتی ہے الا یہ کہ مریض کی موت ہی کا وقت ہو چکا ہو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُوذُ مَرِيضًا فَلْيَقُلْ اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ - (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص کسی

مریض کی عیادت کو جائے تو یوں کہے۔

اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا أَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ.

اے اللہ اپنے بندے کو شفا عطا فرماتا کہ تیرے دشمن کو یہ زخم لگائے اور تیری رضا کے لئے جنازہ کے ساتھ چلے۔

5- مریض کو تسلی دے

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتُمْ عَلَى الْمَرِيضِ فَقَبِسُوا لَهُ فِي أَجَلِهِ فَإِنَّ ذَلِكَ لَا يَزِدُّ شَيْئًا وَيَطْبِيبُ بِنَفْسِهِ. (ترمذی)

حضرت ابو سعید خدری رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جب تم مریض کے پاس (عیادت کیلئے) جاؤ تو اس کی موت کے بارے میں اس کے غم کو دور کرو تمہاری یہ بات تقدیر کو تو نہیں پھیر سکتی لیکن مریض کو اس سے راحت ہوتی ہے۔

6- جو اپنا بڑا ہوا اور جس کو مریض چاہے وہ مریض کے سر پر ہاتھ رکھے

اور اس کے جسم پر ہاتھ پھیرے

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَعْزُ ذُنْبِي...
ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ عَلَى جَبْهَتِي ثُمَّ مَسَحَ وَجْهِي وَبَطْنِي ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ اشْفِ سَعْدًا. (بخاری)

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے ہیں میں مکہ مکرمہ میں شدید بیمار ہو گیا۔ نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ میری عیادت کے لئے میرے پاس تشریف لائے۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے ماتھے پر رکھا۔ پھر میرے چہرے اور میرے سینے اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور کہا اے اللہ سعد کو شفا عطا فرمائیے۔

مسئلہ: ہر شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مریض کے سر پر ہاتھ رکھے کیونکہ اس سے مریض کو کبھی تکلیف ہوتی ہے۔ ہاں اگر وہ خود رکھنے کو کہے تو پھر ہاتھ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کافر ذمی کی عیادت کرنا جائز ہے

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ غُلَامًا لِيَهُودٍ كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّصَ فَاتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

يَعُوذُ فَقَالَ أَسْلِمَ فَأَسْلَمَ۔ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی کا لڑکا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس اس کی عیادت کو گئے۔ اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گیا۔

عیادت کا وقت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عیادت کیلئے کوئی خاص دن یا خاص وقت منقول نہیں بلکہ آپ دن میں بھی اور رات میں بھی عیادت کیلئے گئے ہیں۔ البتہ مریض کی راحت اور اس کے آرام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

سرکاری ہسپتالوں میں مریض سے ملنے کے اوقات مقرر کئے جاتے ہیں تو وہ ان کی انتظامی ضرورت کی وجہ سے ہوتا ہے اور ایسا کرنا بھی جائز ہے۔

تنبیہ: اگر معلوم ہو کہ عیادت کیلئے مریض کے پاس جانے سے مریض کو تکلیف ہوتی ہے تو اس صورت میں اجتناب کرنا چاہئے۔ جیسا کہ اس وقت بھی ہوتا ہے جب مریض کو I.C.U میں رکھا جاتا ہے اور اس سے ملاقات سے منع کر دیا جاتا ہے۔

باب: 6

وضو کے مسائل

مسئلہ: اگر کسی کا ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا اور کہنی کا کچھ بھی حصہ باقی نہیں رہا تو کہنی کا دھونا اس سے ساقط ہو گیا اور اگر کہنی یا اس کا کچھ حصہ باقی رہ گیا تو اس کا دھونا فرض ہے۔¹

مسئلہ: اعضائے وضو پر اگر کچھ زائد عضو مرکب ہو تو

(i) اگر اس حصہ پر جس کا دھونا وضو میں فرض ہے زائد پیدا ہوا مثلاً کہنی سے نیچے کے حصے میں پیدا ہو جیسے زائد انگلی یا زائد ہتھیلی موجود ہو تو اس کا دھونا بھی فرض ہے۔²

(ii) اور اگر وہ کہنی سے اوپر ہو مثلاً کندھے پر دو ہاتھ پیدا ہوں تو اصلی اور زائد طے کرنے میں گرفت اور پکڑ کا اعتبار کیا جائے گا اگر وہ دونوں ہی ہاتھوں سے کسی چیز کو پکڑ سکتا ہے تو دونوں ہی اصلی شمار ہوں گے اور دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہوگا۔ اور اگر دونوں سے نہیں پکڑ سکتا تو اگر وہ دونوں ہاتھ پورے اور متصل (ملے ہوئے) ہیں تو اس وقت بھی دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہوگا اور اگر دونوں پورے ہوں مگر منفصل (جدا جدا) ہوں تو صرف اصلی ہاتھ کا دھونا فرض ہوگا کہ جس کے ساتھ وہ پکڑ سکتا ہے اور دوسرے کو دھونا مستحب ہوگا۔ (3)

مسئلہ: اگر کسی کا پاؤں کٹ جائے اور ٹخنے میں سے کچھ باقی نہ رہے تو اس کا دھونا ساقط ہو جائے گا اور اگر کچھ باقی رہے تو جتنا باقی ہے اس کا دھونا فرض ہے۔ (4)

مسئلہ: اگر کسی کا پاؤں (یا وضو کا کوئی اور عضو) خشک یا بے حس ہو جائے اور ایسا ہو جائے کہ اگر اس کو کاٹو تو اس شخص کو خبر نہ ہو تو وضو میں اس پاؤں یا عضو کا دھونا بھی فرض ہے۔¹

مسئلہ: اگر پاؤں کی پھٹن (Tylosis) میں پانی لگنا ضرر کرتا ہو تو اس میں رکھی ہوئی دوائی کے اوپر ہی سے صرف پانی بہانا جائز ہے۔²

مسئلہ: اگر اس پھٹن کو سولے تو اوپر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔ (3)

مسئلہ: اگر کسی کے اعضاء میں شکاف (پھٹن یا زخم) ہے اور دھونا اس کو نقصان نہ کرتا ہو تو اس کا دھونا فرض ہے اور اگر دھونا نقصان کرے تو دھونے کا فرض اس سے ساقط ہو جائے گا اور اس کے اوپر سے پانی بہانا فرض ہے اور اگر زخم پر پانی بہانا بھی نقصان دیتا ہو تو مسح کافی ہے اور اگر مسح بھی نقصان کرتا ہو تو مسح بھی اس سے ساقط ہو جائے گا لہذا وہ اس کے ارد گرد سے دھولے اور اس جگہ کو چھوڑ دے اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہیں کرتا اور وہ گرم پانی پر قادر ہے تو اس کو گرم پانی استعمال کرنا لازم ہوگا۔ (4)

مسئلہ: اگر کسی کے دونوں ہاتھوں میں پھٹن ہو اور وہ پانی استعمال نہ کر سکتا ہو اور وہ اپنا چہرہ اور سر پانی میں رکھنے پر بھی قادر نہیں ہے تو وہ تیمم کرے۔ (5)

مسئلہ: کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لئے اس کی آنکھوں سے پیپ بہت نکلی اور ایسی سوکھ گئی کہ اگر اس کو نہ چھڑائے تو اس کے نیچے آنکھ کے کنارے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کو چھڑا ڈالنا واجب ہے۔ اس کو چھڑائے بغیر نہ وضو درست ہوگا اور نہ ہی غسل۔ (6)

مسئلہ: کنٹیکٹ لینز Contact Lens لگے ہوئے ہوں تو ان سے وضو اور غسل میں کوئی فرق نہیں آتا۔

مسئلہ: محض زیبائش کے لئے رنگین کنٹیکٹ لینز لگانے کی اجازت ہے۔

باب: 7

وضو کو توڑنے والی اور نہ توڑنے

والی اشیاء کا بیان

پیشاب و پاخانہ کی راہوں سے عادت کے طور پر نکلنے والی اشیاء
مسئلہ: جو ریح (ہوا) مرد اور عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے اس سے وضو نہیں
ٹوٹتا۔¹

مسئلہ: جب کوئی شخص نماز میں اپنے مقعد میں پھڑک محسوس کرے تو وضو ٹوٹنے کا یقین
ہوئے بغیر نماز نہ چھوڑے کیونکہ یہ کبھی عضوی پھڑک Muscle Twitch بھی ہوتی ہے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي صَلَاتِهِ فَوَجَدَ
حَرَكَةً فِي ذُبْرِهِ أَحَدَتْ أَوْ لَمْ يُحَدِّثْ فَأَشْكَلْ عَلَيْهِ فَلَا يَنْصَرِفْ حَتَّى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ
يَجِدَ رِيحًا (ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی
اپنی نماز میں ہو اور وہ اپنے مقعد میں کچھ پھڑک محسوس کرے (جس سے) وہ تردد میں پڑ جائے
کہ (ہوا خارج ہوئی یا نہیں اور اس طرح) وضو ٹوٹا یا نہیں تو وہ (اپنی نماز سے) نہ پھرے یہاں
تک کہ وہ (ہوا نکلنے کی) آواز سنے یا (ہوا کی) بو پائے (یا بو اور آواز کے ہوتے ہوئے جس طرح
ہوا کے نکلنے کا یقین ہوتا ہے اس طرح کا یقین ہو کہ ہوا نکلی ہے)۔

مسئلہ: جو عورت مفضاۃ ہو یعنی جس عورت کی شرمگاہ اور پاخانہ کے مقام کے درمیان کا پردہ
پھٹ کر دونوں راستے ایک ہو گئے ہوں اس کی شرمگاہ سے ریح نکلنے سے احتیاطاً وضو کرنا واجب
ہے۔¹

مسئلہ: جس عورت کا پیشاب اور جماع کا مقام (Urethra & Vagina) آپس میں مل کر ایک ہو گیا ہو تو اس کے آگے کے مقام سے یعنی Per Vagina ریح خارج ہونے پر اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔²

مسئلہ: جس مرد کا عضو تناسل (Penis) کٹ گیا ہو۔ اگر اس کے پیشاب کے مقام سے کوئی ایسی چیز نکلے جو پیشاب کے مشابہ ہو اگر وہ اس کو روکنے پر اس طرح قادر ہو کہ چاہے تو روک لے اور چاہے تو خارج کر دے تب تو وہ پیشاب ہے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر وہ اس طرح پر قادر نہیں تو جب تک وہ (نکل آنے کے بعد) نہ بہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (3)

مسئلہ: خنثی (Pseudo- Hermaphrodite) کے متعلق جب یہ ظاہر ہو جائے کہ وہ مردوں میں شامل ہے تو اس کی دوسری فرج بمنزلہ زخم کے شمار ہوگی لہذا اس سوراخ سے کچھ ظاہر ہو تو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ بہہ نہ جائے۔ (4)

مسئلہ: خنثی مشکل (True Hermaphrodite) کے دونوں سوراخوں میں سے کسی ایک سے پیشاب نکلنے پر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ بہے یا نہ بہے۔ (5)

مسئلہ: اگر کسی مرد کے عضو تناسل میں زخم ہو اور اس میں دوسرا سوراخ ہوں ان میں سے ایک سوراخ ایسا ہو کہ اس سے وہی چیز نکلتی ہے جو پیشاب کے راستے سے بہتی ہے اور دوسرا سوراخ ایسا ہو کہ اس سے وہ چیز نکلتی ہے جو پیشاب کے راستے سے نہ بہتی ہو تو پہلا سوراخ پیشاب کا سوراخ (Penile Opening) ہے جب پیشاب اس کے سرے پر ظاہر ہوگا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا خواہ بہے یا نہ بہے اور دوسرے سوراخ سے اگر کچھ رطوبت ظاہر ہو تو جب تک وہ نہ بہے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (6)

مسئلہ: اگر کسی شخص کا بواسیری مسہ (Haemorrhoidal Pile) اندر سے باہر نکل آئے اور اس کو ہاتھ یا کپڑے کے ذریعے اندر داخل کر دے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر مثلاً چھینک آنے سے وہ مسہ خود بخود اندر داخل ہو جائے تب بھی وضو ٹوٹ گیا اسی میں احتیاط ہے۔¹

مسئلہ: کالج (Rectal Prolapse) کے نکلنے ہی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اندر کی نجس رطوبت باہر ہو جاتی ہے۔²

مسئلہ: جومنی (Semen) شہوت کے بغیر نکلے اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھا یا یا وہ کسی بلند جگہ سے گرے اور منی نکل آئی تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا یعنی اس صورت میں اس پر غسل فرض نہیں ہوگا صرف وضو فرض ہوگا۔ (3)

پیشاب پاخانے کی راہ سے اور عورت کی شرمگاہ سے خلاف عادت نکلنے والی اشیاء وہ اشیاء یہ ہیں

(1) استحاضہ کا خون (Abnormal Uterine Bleeding) (2) کیڑا، (3) کنکری اور پتھری ((4) زخم کا گوشت اور ((5) حقنہ کی ٹی (Enema Tube) جو مقعد کے اندر غائب کر دی گئی تھی۔

مسئلہ: کیڑا یا پتھری اگر پاخانے کے مقام سے نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر مرد یا عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے تب بھی یہی حکم ہے۔ (4)

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے پیشاب کے سوراخ (Penile Opening) میں تیل ٹپکائے پھر وہ تیل باہر نکل آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ (5)

مسئلہ: اگر عورت نے اپنے فرج داخل (Vagina) میں تیل ٹپکا یا مرہم لگائی تو اس تیل یا مرہم کے باہر نکل آنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (6)

مسئلہ: اگر تیل سے حقنہ (Enema) کیا پھر وہ تیل اس کے مقعد سے باہر نکل آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ حقنہ کی صورت میں تیل نجاست کے ساتھ مل جاتا ہے۔ (7)

مسئلہ: اگر کسی شخص نے سوکھی انگلی پاخانے کے مقام میں داخل کی اور وہ انگلی اندر غائب نہیں ہوئی یعنی انگلی کا کچھ حصہ باہر رہا۔ پھر انگلی باہر نکالی تو انگلی پر تری اور بو کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر تری یا بو موجود ہو تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ پھر بھی احتیاط وضو کرنے میں ہے۔ اور اگر انگلی پوری اندر غائب ہوگئی تو وضو ٹوٹ گیا تری یا بو کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔¹

مسئلہ: اگر کسی کے پاخانے کے مقام میں کوئی سوکھی لکڑی مثلاً آلہ حقنہ کا سرا یا سوکھا Proctoscope یا کوئی Dilator وغیرہ داخل کیا اور اس کا ایک سرا باہر رہا تو اس کو باہر نکالنے پر اس پر تری یا بو ہونے کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر تری یا بو ہوگی تو وضو ٹوٹ گیا ورنہ نہیں۔ البتہ

احتیاطاً وضو کر لینا چاہئے۔ اور اگر کوئی آلہ پوری طرح اندر غائب ہو گیا تو ہر حال میں وضو ٹوٹ جائے گا۔²

مسئلہ: لیکن یہی عمل اگر ترانگی یا آلہ کے ساتھ کیا ہو (جب کہ اس پر گلیسرین یا کوئی اور Lubricant لگا ہو) تو ہر حال میں وضو ٹوٹ جائے گا۔ خواہ غائب ہو یا نہ ہو۔ (3)

مسئلہ: کسی عورت کے فرج Vagina میں (P/V Examination کیلئے) انگلی داخل کرنے سے مریض عورت کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (4)

مسئلہ: ولادت سے پیشتر جو پانی (Amniotic Fluid) چھوٹتا ہے وہ نفاس یا حیض نہیں بلکہ نجس رطوبت ہے۔ اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور نماز معاف نہیں ہوتی بلکہ اس کے باوجود بھی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اندرونی شرمگاہ (Vagina) میں گدی (Pad) یا روئی نماز اور وضو سے پہلے رکھنا واجب ہوگا۔ (5)

مسئلہ: فرج داخل کی رطوبتیں (Vaginal Secretions) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پاک ہیں اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نجس ہیں۔ عمل صاحبین کے قول پر ہے۔ لہذا لیکوریہ (Leucorrhoea) جو کہ فرج داخل کی رطوبت ہے اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جب کہ رحم سے خارج ہونے والی رطوبتیں Uterine Secretions بالاتفاق نجس ہیں۔ (6)

مسئلہ: بوسیر کے علاج کے لئے کوئی تیل یا مرہم پاخانے کی راہ میں لگائی۔ جب وہ باہر نکل آئے تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اب یہ تیل اور مرہم نجس ہیں۔ یہ تیل یا مرہم اگر کپڑوں کو لگ جائے تو نجس ہونے کے باعث کپڑے کا اتنا حصہ بھی نجس و ناپاک ہو جائے گا اسی طرح بطور جلاب کے جب Liquid Paraffin کا استعمال کیا جائے اور وہ پاخانے کی راہ سے از خود نکل آئے یعنی Leak ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔¹

مسئلہ: مردوں میں چونکہ پیشاب کی نالی (Urethra) لمبی ہوتی ہے اس لئے پیشاب سے فراغت کے بعد اکثر لوگوں میں اس کے دو چار قطرے باقی رہ جاتے ہیں۔ کھڑے ہونے کے بعد کھانسی کر کے یا ٹانگ کو جھٹکا دے کر یا پیشاب کی نالی کو پیچھے سے انگلیوں سے دبا کر وہ قطرے نکال دیئے جائیں اس کو استنجا سکھانا بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد وضو کریں اور نماز

پڑھیں۔ اگر ان قطروں کو نہ نکالا اور وضو کے بعد یا نماز کے دوران وہ قطرے نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز نہ ہوگی۔²

مسئلہ: اگر اچھی طرح استنجاسکھانے کے بعد پھر پیشاب کے قطرے آنے کا محض شک ہوتا ہو اور قطرہ نکلتا نہ ہو تو اس کی طرف توجہ نہ کرے اور وضو کرتے ہوئے اپنی رومالی پر پانی کے چھٹیٹیں ڈال لے پھر بھی شک رہے تو مستحب ہے کہ نماز کے دوران پیشاب کی نالی میں روئی بھر لے۔ اور اگر اس عمل کے بغیر قطرہ نہ رکتا ہو تو پھر یہ عمل کرنا واجب ہے۔ (3)

مسئلہ: مرد کی پیشاب کی راہ سے دیگر دو قسم کی رطوبتیں بھی خارج ہوتی ہیں ایک مذی (Prostatic Secretions) جو شہوت کے وقت خارج ہوتی ہے اور دوسرے ودی کہلاتی ہے جو درحقیقت ان نمکیات کا گاڑھا محلول (Sediment of salts) ہوتا ہے جو مٹانہ میں نیچے بیٹھ جاتا ہے اور پیشاب کے آخری حصہ کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔ ان دونوں سے صرف وضو ٹوٹتا ہے غسل واجب نہیں ہوتا۔ (4)

II پیشاب پاخانے کی راہ کے علاوہ کسی اور جگہ سے نجاست کا نکلنا

یہ نجاستیں خون، پیپ اور کچ لہو ہیں۔ ان نجاستوں سے وضو ٹوٹنے کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ نکل کر جسم کے اس حصہ تک بہے جس کا دھونا یا مسح کرنا وضو یا غسل میں واجب یا مستحب ہے۔ آسان الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ خون پیپ وغیرہ زخم کی حدود سے تجاوز کر کے متصل صحیح جگہ پہنچ جائے۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَلُو ضُؤِي مِنْ كُلِّ دَمٍ سَائِلٍ۔ (کامل ابن عدی)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہنے والے خون سے وضو لازم ہو جاتا ہے۔

عَنْ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ كَانَ إِذَا رَغَفَ رَجَعَ فَنَوَّضًا وَلَمْ يَشْكَلْهُ ثُمَّ رَجَعَ وَبَنَى عَلَى مَا قَدْ صَلَّى۔ (بیہقی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب کبھی (نماز کے دوران) ناک سے نکسیر پھوٹی تو وہ نماز چھوڑ

کرواپس جاتے اور وضو کرتے اور کچھ بات نہ کرتے پھر واپس آ کر جہاں سے نماز چھوڑی تھی وہیں سے شروع کرتے۔

بہنے کی تعریف یہ ہے کہ زخم کی جگہ سے نکل کر تندرست جگہ پر آ جائے۔ پس جب تک خون زخم وغیرہ کی جگہ میں رہے یعنی زخم کے احاطہ (Peripheries) کے اندر رہے اور اس سے اوپر اٹھ کر زخم کے احاطہ سے باہر کو نہیں بہتا اس وقت تک وہ بہنے والا نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کی آنکھ میں زخم سے خون نکل کر آنکھ کے ایک گوشے تک چلا جائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اس لئے کہ آنکھ کے اندر کا دھونا وضو یا غسل میں فرض یا واجب یا مستحب نہیں ہے۔¹

مسئلہ: اسی طرح اگر کسی جگہ کے زخم کے اندر اندر یعنی Within Peripheries خون ایک جانب سے بہہ کر دوسری جانب چلا جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔²

مسئلہ: اگر سر کے زخم Head injury میں خون دماغ سے اتر کر ناک کی نرم جگہ تک آ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ غسل جنابت میں اس حصہ کا دھونا فرض ہے۔ (3)

اسی طرح اگر دماغ سے جاری ہو کر خون ناک کی ہڈی تک آ جائے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر چہ ناک کی نرم جگہ تک نہ آیا ہو کیونکہ جو شخص روزہ سے نہ ہو اس کے لئے وضو کرتے وقت ناک میں پانی ڈال کر اوپر کو کھینچنا کہ اس کے سخت حصے تک پہنچ جائے سنت ہے۔¹

مسئلہ: اگر کسی کے دماغ سے خون اتر کر کان کے اندر (یعنی External Auditory Tube) میں آ جائے تو وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ غسل میں اس جگہ کو دھونا فرض نہیں ہے لیکن اگر خون کان کے سوراخ تک آ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔²

مسئلہ: اگر بالفعل خون کا بہنا نہ پایا جائے اور بالقوۃ (Potentially) بہنا پایا جائے مثلاً نکلنے ہوئے خون کو پونچھتا رہا اور بہنے نہ دیا (جیسا کہ Bleeding Time معلوم کرنے میں کیا جاتا ہے) اور وہ خون اتنا تھا کہ اگر وہ نہ پونچھتا تو بہہ جاتا تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ پس اگر زخم سے تھوڑا سا خون نکلا اور زخم کے سرے پر ظاہر ہوا۔ اس نے روئی یا کپڑے یا کسی اور چیز مثلاً Tissue Paper سے پونچھ دیا یا اس پر مٹی یا راکھ ڈالی یا اس پر روئی وغیرہ رکھ دی اور اس چیز نے اس خون کو خشک کر دیا پھر خون نکلا اور اس نے پھر ایسا ہی کیا اور چند بار اسی طرح کیا تو نکلے ہوئے خون کی مقدار کا اندازہ کیا جائے گا اور دیکھا جائے گا کہ اگر نہ پونچھتا یا مٹی وغیرہ ڈال کر

جذب نہ کرتا تو وہ بہہ جاتا یا نہیں۔ پس اگر اتنی مقدار بنتی ہو کہ جو بہہ جاتی تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

خون کی مقدار کا اندازہ کرنے کا حکم اس وقت ہے جب ایک ہی مجلس (Sitting) میں یکے بعد دیگرے اس کو خشک کیا ہو۔ لیکن اگر مختلف مجالس میں ایسا کیا ہو تو اس کی کل مقدار کا اندازہ نہیں کیا جائے گا اور ہر مجلس کی مقدار بہنے کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (3)

مسئلہ: چھوٹی چچڑی، مچھر، پسوا اور مکھی وغیرہ کے خون چوس لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ ان کا پیا ہوا خون اتنا نہیں ہوتا کہ جو خود بہہ سکے اور اگر بڑی چچڑی یا چونک خون چوس کر بھر جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ وہ خون اتنی مقدار میں ہوتا ہے کہ خود بہہ سکے۔ (4)

مسئلہ: اگر کسی نے فصد کھلوائی (Venesection) اور اس سے بہت سا خون نکلا اور اس طرح سے بہہ گیا کہ زخم کے ارد گرد نہیں لگا یعنی اس کے بدن کے اس حصہ پر نہیں لگا کہ وضو یا غسل میں جس کے پاک کرنے کا حکم ہے تب بھی اس کا وضو ٹوٹ گیا۔¹

اسی طرح خون کے کسی تجزیہ (Test) کیلئے سوئی کے ذریعے سرنج (Syringe) میں خون لیا یا ویدی ٹیکہ (Intravenous) لگانے کیلئے پہلے خون کو سرنج میں کھینچا یا خون کا عطیہ دیا تو ان تمام صورتوں میں بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: وضو کو توڑنے میں زخم کو دبا کر نکالے ہوئے اور خود بخود نکلے ہوئے خون وغیرہ کا حکم یکساں ہے۔ پس اگر زخم، پھوڑا، پھنسی، دنبل اور آبلہ وغیرہ کو دبا کر خون یا پیپ کو نکالا اور وہ بہنے کی حد کو پہنچ گیا تو وضو ٹوٹ گیا۔²

مسئلہ: اگر کسی شخص نے ناک سکی اور اس سے جھے ہوئے خون کا کتلہ نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا کیونکہ یہ منجمد خون ہے جب کہ نجس خون وہ ہے جو بہہ کر نکلے۔ لہذا اگر ناک سکنے سے بہتے ہوئے خون کا قطرہ نکلا تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (3)

مسئلہ: اگر منہ یا دانتوں سے تھوک کے ساتھ خون مل کر آئے تو اگر خون غالب ہے یا برابر ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر خون مغلوب اور تھوک غالب ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ خون کے غالب ہونے اور برابر ہونے کی علامت یہ ہے کہ تھوک کارنگ کم سرخ ہو اور خون

کے مغلوب ہونے کی علامت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ پیلا ہو۔ (4)

خون کا غالب ہونا اس کے بہنے والے ہونے پر دلیل ہے اور برابر ہونے کی صورت میں بھی غلبہ ظن ہوتا ہے کہ وہ خود بخود بہنے والا ہے۔

مسئلہ: کسی شخص نے کوئی چیز چباٹی یا کاٹی یا اس نے دانتوں میں خلال یا مسواک یا برش کا استعمال کیا اور اس چیز یا دانتوں پر خون کا اثر پایا تو جب تک وہ نہ بہے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ (5)

اور اس کے بہنے والا ہونے کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ منہ اور دانتوں میں جس جگہ سے خون نکلا ہو اس جگہ پر انگلی یا کپڑا رکھے۔ اگر دوبارہ اس انگلی یا کپڑے پر خون ظاہر ہو تو گمان غالب یہ ہے کہ وہ خون بہنے والا ہے ورنہ نہیں۔

III کسی بیماری سے پانی کا نکلنا

مسئلہ: آنکھوں سے جو صاف پانی بہے خواہ تیز روشنی سے یا دھوپ کی تپش سے یا بیاز کاٹنے سے یا کھانسی روکنے یا کسی کا ہاتھ لگنے سے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح سرمہ یا دوائی کی تیزی یا اسلامی کی چوٹ سے جو پانی نکلے وہ بھی ناقض وضو نہیں۔¹

مسئلہ: آنکھ میں کوئی چیز (Foreign Body) پڑ جائے پھر خواہ خود نکل جائے یا آنکھ میں پیوست ہو جائے اس سے جو صاف پانی نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح پروال (Trichiasis) کی رگڑ سے جو پانی بہے اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔²

مسئلہ: اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو جب تک ان سے صاف پانی نکلے اور اس میں چھچچاہٹ نہ ہو اور پیپ نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ جب آنکھوں سے چکنا پانی یا پیپ نکلے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (3)

مسئلہ: زکام کی وجہ سے آنکھوں سے پانی بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (4)

مسئلہ: آنکھ اور ناک کے درمیان نلی Naso-Lacrima Duct کے بند ہونے (Blockage) سے جو پانی بہے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اگر انفیکشن (Dacryocystitis) سے جو چھچھے پانی یا پیپ کی آمیزش ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (5)

مسئلہ: کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کی

رطوبت پھیل کر آنکھ میں تو بہہ گئی لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلی تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر رطوبت آنکھ کے باہر نکل آئی تو وضو ٹوٹ گیا۔ (6)

مسئلہ: اگر عورت کی چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔ (7)

مسئلہ: اگر نافر سے پانی نکلے جو کسی بیماری سے ہی نکلتا ہے تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔¹

مسئلہ: اگر کوئی دوا ناک کے راستے داخل کی گئی پھر وہ دوائی ناک ہی کی طرف سے واپس نکلی یا منہ کے رستے واپس نکلی تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔²

مسئلہ: منہ میں زخم ہونے کی صورت میں جب تک پیپ کا یقین نہ ہو یا خون نظر نہ آئے اس وقت تک لعاب ناقض وضو نہیں ہے اگرچہ تکلیف کی وجہ سے لعاب کثرت سے بہے۔ (3)

مسئلہ: اگر کسی نے آبلے (Blister) یا پھوڑے کو چھیل ڈالا یا وہ خود چھل گیا اور اس میں سے پانی یا خون یا کچھ لہو یا پیپ نکلی۔ اگر وہ زخم کے کنارے سے باہر بہہ گئی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر زخم کے کنارے سے باہر نہ ہی تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (4)

مسئلہ: اگر زخم پر پٹی باندھی جو زخم کے پانی اور خون کو جذب کر لیتی ہے تو اگر ایک ہی مجلس میں تری پٹی کے باہر کی طرف پھوٹ آئی یا پٹی اندر کی طرف تر ہو گئی اگرچہ تری باہر نہیں پھوٹی تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لئے کہ اس سے رطوبت کا بہنا ظاہر ہو گیا ہے اور یوں سمجھیں گے کہ وہ زخم ایسا ہے کہ اگر اس پر پٹی نہ ہوتی تو اس میں موجود خون یا پیپ وغیرہ بہہ پڑتی۔

اور اگر مجلس میں نہ بہنے والی مقدار ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اس کو دوسری مجلس میں جذب کردہ مقدار کے ساتھ جمع نہیں کریں گے۔ (5)

اسی طرح اگر پٹی دو پرت (Layer) کی تھی اور تری ایک پرت تک پھوٹ آئی تو رطوبت کے بہنے والی ہونے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ (6)

اگر پٹی کھول کر دیکھنا نقصان دہ ہو تو زخم کا اندازہ کیا جائے کہ کیا اس کی رطوبت اندر کی پرت تک پھوٹ آئی ہوگی یا نہیں۔

مسئلہ: جسم پر دانے نکل آئے ہوں اور وہ ٹوٹ گئے ہوں تو اگر ان سے پانی از خود نہیں بہا

7)) بلکہ ہاتھ یا کپڑا لگنے سے پھیل گیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: زخم یا کان یا ناک یا منہ سے کیڑا نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح جو گوشت زخم میں سے الگ ہو کر گر پڑا اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ وہ کیڑا اور گوشت پاک ہے اور جو رطوبت ان پر لگی ہوئی ہے وہ بہنے کی مقدار تک نہیں۔¹

مسئلہ: اگر کان میں تیل ڈالا جو اس میں کچھ مدت ٹھہرا رہا پھر کان سے بہہ کر باہر نکل گیا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔²

مسئلہ: کسی کے کان سے بیماری کی وجہ سے پانی نکلتا ہے تو یہ پانی نجس ہے جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجائے جس کا دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (3)

نوٹ: جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ نجس ہوتی ہے لہذا جس پانی اور رطوبت کے نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے اس کو نماز کے کپڑوں سے نہ پونچھے۔

IV قے

مسئلہ: اگر با وضو شخص کو منہ بھر کر صفرا یعنی Bile، یا جما ہوا خون یعنی Clotted

Blood، کھانے یا پانی کی قے ہو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جاتا۔ (4)

مسئلہ: خالص بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (5)

عَنْ مَعْدَانَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَائِیِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَتَوَضَّأَ فَلَقِيْتُ ثُوبَانَ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقٍ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ صَدَقَ وَأَنَا صَبِيبٌ لَهُ وَضُوءُهُ۔ (ترمذی)

معدان رحمہ اللہ حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو قے ہوئی تو آپ نے وضو کیا۔ معدان کہتے ہیں کہ (بعد میں) میری ملاقات حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے دمشق کی مسجد میں ہوئی تو میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ابو برداء نے سچ کہا اور میں نے ہی (اس موقع پر) رسول اللہ ﷺ کے لئے وضو کا پانی ڈالا تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِذَا قَائٍ أَحَدَكُمْ فِي صَلَاتِهِ أَوْ قَلَسَ فَلْيَنْصِرْ فَلْيَتَوَضَّأْ... (دارقطنی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے

کسی کو اپنی نماز کے دوران منہ بھر کرتے ہو جائے تو وہ نماز سے پلٹے اور وضو کرے.....

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ إِذَا رَغَفَ الرَّجُلُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْئُ... فَإِنَّهُ يَنْصَرِفُ وَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرِجِعُ فَيَتِمُّ مَا بَقِيَ عَلَى مَا مَضَى مَا لَمْ يَتَكَلَّمْ (عبد الرزاق)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب نماز میں کسی شخص کی تکسیر بہہ پڑے یا منہ بھر کرتے ہو (کہ اس کو روکنے پر قادر نہ ہو) یا مذی نکل آئے تو وہ نماز سے پلٹے اور وضو کرے۔ پھر واپس لوٹے اور جب تک کوئی بات نہ کی ہو تو جتنی نماز پڑھ لی تھی وہیں سے شروع کرے۔

مسئلہ: اگر قے منہ بھر سے کم ہوئی تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ منہ بھر کرنے کی حد یہ ہے کہ مریض قے کو دقت و مشقت کے بغیر منہ میں نہ روک سکے۔¹

مسئلہ: اگر غذا یا پانی وغیرہ کے معدہ میں پہنچنے سے پہلے ہی قے ہو جائے اور وہ خوراک کی نالی میں سے ہی نکل جائے تو بالاتفاق اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔²

مسئلہ: اگر کسی نے صرف کیڑوں یا کچھوؤں کی منہ بھر کرتے کی تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا کیونکہ ان (کیڑوں اور کچھوؤں) میں سے ہر ایک فی ذاتہ پاک ہے اور ان کے اوپر جسقدر نجاست لگی ہے وہ تھوڑی ہے منہ بھر کر نہیں ہے۔ اس لئے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (3)

مسئلہ: اگر قے میں خون آئے تو وہ خون یا تو سر سے اترے گا یا معدہ سے نکلا ہوگا اور وہ بہنے والا ہوگا یا جما ہوا ہوگا۔ ان صورتوں میں مندرجہ ذیل احکام ہوں گے۔

- 1- اگر وہ سر سے اترتا ہے اور بہنے والا ہے تو سب کا اتفاق ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔
- 2- اگر وہ سر سے اترتا ہے اور جمدا ہے تو سب کا اتفاق ہے کہ اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔
- 3- اگر وہ معدہ سے نکلا ہے اور جما ہوا ہے تو منہ بھر نہ ہونے کی صورت میں اس سے بھی بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹتا۔ لیکن اگر منہ بھر کر ہوگا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (4)

4- اگر معدہ سے آنے والا خون بہتا ہوا ہو تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کے مطابق کسی دوسری جگہ زخم سے خون نکلنے کی مانند وضو ٹوٹ جائے گا اگرچہ منہ بھر کر نہ ہو اس لئے کہ یہ بھی معدہ کے زخم سے نکلا ہے۔¹

مسئلہ: اگر قے میں بلغم کھانے وغیرہ کسی اور چیز کے ساتھ مخلوط ہو تو مندرجہ ذیل احکام ہوں گے۔

- 1- اگر کھانے وغیرہ کا غلبہ ہو اور صرف کھانے کو دیکھیں تو وہ منہ بھر کی مقدار ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔
 - 2- اگر بلغم کا غلبہ ہو اور صرف بلغم کو دیکھیں تو وہ منہ بھر کی مقدار میں ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔
 - 3- اگر کھانا اور بلغم دونوں برابر ہوں اور دونوں الگ الگ منہ بھر کی مقدار کے ہوں تو کھانے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔
 - 4- اگر دونوں الگ الگ منہ بھر کی مقدار نہ ہوں تو بالاتفاق وضو نہیں ٹوٹے گا۔²
- مسئلہ: اگر قے چند بار ہوئی اور قے کا سبب ایک ہے تو متفرق قے کا اندازہ کیا جائے گا۔
- اگر کرنے میں وہ سب منہ بھر ہونے کی مقدار کو پہنچ جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (3)
- مسئلہ: کھانسی کے ساتھ خون آنے (Hemoptysis) کی صورت میں جب کہ وہ بہتا ہوا ہو (یعنی جما ہوا نہ ہو) وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (4)
- تنبیہ: انسان کے بدن سے جو چیز ایسی نکلے جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں ہوتی جیسے تھوڑی سی قے اور نہ بہنے والا خون۔ (5)

۷ بے ہوشی و غشی

- مسئلہ: بیہوشی خواہ تھوڑی ہو یا بہت اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (6)
- مسئلہ: غشی بھی بے ہوشی کی ایک قسم ہے لہذا اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (7)
- مسئلہ: مرگی کے دورہ (Epileptic Fits) سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۶ جنون (پاگل پن)

- مسئلہ: جنون خواہ قلیل ہو یا کثیر اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔¹
- مسئلہ: معتوہ کے عتہ (دماغی خلل اور عقل میں نقصان) کی وجہ سے وضو نہیں ٹوٹتا۔
- تنبیہ:** جنون اور معتوہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ مجنون میں عقل زائل ہو جاتی ہے اور جسمانی قوت زیادہ ہو جاتی ہے اور وہ ہنگامہ برپا کرتا ہے جب کہ معتوہ میں عقل میں کچھ خلل آ جاتا ہے جس کی بنا پر گفتگو میں اختلاط آ جاتا ہے اور صحیح تدبیر نہیں سوچ سکتا البتہ دوسروں کو مار پیٹ اور گالم گلوچ اور ہنگامہ آرائی نہیں کرتا۔

VII نشہ

مسئلہ: نشہ بھی جنون و بیہوشی کی طرح تھوڑا ہو یا زیادہ وضو کو توڑ دیتا ہے۔²
 نشہ کی حد جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ ہے کہ نشہ کرنے والے کی چال میں لغزش ہو یعنی وہ
 لڑکھڑاتا ہو اور ادھر ادھر جھکتا ہوا چلے۔ لہذا اگر بھنگ وغیرہ کے استعمال سے چال میں لغزش آ
 جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ (3)

باب: 8

طہارت میں معذور کا بیان

معذور کی تعریف

معذور وہ شخص ہے جس کو وضو ٹوٹنے کا ایسا عذر لاحق ہو جس کا روکنا اس کے قابو سے باہر ہو اور اس کا وہ عذر ایک نماز کے پورے وقت تک برابر قائم رہے۔ اتنا وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز فرض و واجب طہارت کے ساتھ پڑھ سکے۔ مثلاً نماز کے پورے وقت میں نکسیر یا استحاضہ کا خون جاری رہے یا ریح یا پیشاب یا دست یا پیپ خارج ہوتی رہے یا بدن کے کسی مقام مثلاً آنکھ، کان، ناک، ناف، پستان وغیرہ سے درد کے ساتھ پانی نکلتا رہے۔ اور اگر عذر کچھ دیر رک جاتا ہے اور اتنا وقت مل جاتا ہے جس میں طہارت کے ساتھ نماز پڑھ سکے یعنی صرف وضو کے فرائض ادا کر کے نماز کے فرائض و واجبات ادا کر سکے تو اس کو معذور نہ کہیں گے۔¹

معذور ہونے کی شرط

پہلی مرتبہ عذر ثابت ہونے کیلئے یہ شرط ہے کہ ایک نماز کے پورے وقت تک عذر قائم رہے یعنی اس کو اتنا وقت بھی نہ ملے جس میں ایسے وضو سے جس میں فقط فرض اعضاء دھو کر فرض و واجب نماز کے صرف فرائض و واجبات ادا کر سکے۔²

وضاحت: ظہر کا کچھ وقت گزر چکا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جائے تو خیر ورنہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہتا رہا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہ ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے پر معذور ہونے کا حکم لگائیں گے۔ اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں اور جو نمازیں اتنے وقت میں عذر کے ساتھ پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوں گی پھر سے پڑھے

مگر اس کو نفل و سنت کی قضاء واجب نہیں۔ عصر میں بھی غیر مکروہ وقت تک انتظار کرے۔ پھر اگر انتظار کر کے غیر مکروہ وقت کے آخر میں نماز پڑھ لی اس کے بعد عذر مکروہ وقت میں بند ہو جائے تب بھی وہ معذور نہ ہوگا اور نماز لوٹائے گا۔ مکروہ وقت میں بھی عذر جاری رہے اور اس طرح عذر کے ساتھ عصر کا پورا وقت نکل جائے تو نماز کا اعادہ نہ کرے اس لئے کہ پورے وقت میں عذر موجود رہا ہے اور آدمی کا معذور ہونا ثابت ہو گیا ہے۔

عذر کے باقی رہنے کی شرط

عذر کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ نماز کا کوئی وقت اس پر ایسا نہ گزرے کہ اس میں عذر موجود نہ ہو۔ لہذا جب ایک دفعہ معذور ہو گیا تو جب دوسرا وقت آئے اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں بلکہ پورے وقت میں اگر ایک دفعہ بھی خون آ جایا کرے اور باقی سارے وقت میں بند رہے تو بھی معذور رہے گا۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہا۔¹

معذوری ختم ہونے کی شرط

عذر اس وقت ختم ہوتا ہے جب فرض نماز کا ایک پورا وقت ایسا گزرے کہ اس میں عذر بالکل نہ پایا جائے۔²

معذور کیلئے حکم

مسئلہ: معذور ہر نماز کے وقت میں نیا وضو کرے اور اس سے جو فرض واجب، سنت اور قضا نمازیں چاہے پڑھے جب وہ وقت گزر جائے گا تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نئے وقت کے لئے نیا وضو کرنا ہوگا۔ (3)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أَسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَأَدْعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِزْقٌ وَلَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَفِي رِوَايَةٍ تَوْضِئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی ﷺ کے پاس آئیں اور

کہا یا رسول اللہ میں ایسی عورت ہوں جس کو استحاضہ کی تکلیف ہے اور (اس میں خون اتنا مسلسل آتا ہے کہ) میں تو پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں (نماز نہ چھوڑو کیونکہ) یہ تو محض خون کی رگ ہے (جس کے زخم کی وجہ سے خون بہتا ہے) حیض نہیں..... اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا چونکہ تم معذور ہو لہذا تم ہر نماز کے لئے وضو کرو۔

مسائل

مسئلہ: اگر مثلاً عصر کی نماز کے لئے وضو کرتے وقت خون جاری تھا اور عصر کی نماز پڑھتے وقت بند تھا اور پھر مغرب کی نماز کے تمام وقت میں بند رہا تو عصر کی نماز کا اعادہ کرے اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب عصر کی نماز پڑھنے کے دوران خون بند ہوا اور مغرب کی نماز کے سارے وقت میں بھی بند رہا کیونکہ یہ شخص معذور نہیں بنا اور عصر کی نماز بغیر طہارت کے ہوئی۔

مسئلہ: فرض نماز کا وقت گزرنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے کوئی نماز نہیں پڑھ سکتا دوسرا وضو کرنا چاہیے۔¹

اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کرے اگر چہ اشراق و چاشت کیلئے ہو تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے ظہر کیلئے نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح اگر معذور عید الفطر یا عید الاضحیٰ کی نماز کیلئے وضو کرے تو اس سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد نصف النہار تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں ہے اس لئے وہ وضو ظہر کا وقت ختم ہونے سے باطل ہوگا۔²

مسئلہ: عذر کے علاوہ اگر کوئی دوسرا حدث پایا جائے تو اس سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا اگر وقت کے اندر کوئی دوسرا حدث مثلاً استحاضہ والی عورت کو نکسیر جاری ہو جائے یا پیشاب یا خانہ کی ضرورت کے لئے جائے یا ریح خارج ہو جائے تو اس دوسرے حدث کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائے گا۔¹

تنبیہ: وقت گزرنے سے معذور کا وضو اس صورت میں ٹوٹتا ہے جب اس کے وضو کے دوران یا وضو کے بعد نماز کا وقت گزرنے تک کسی بھی وقت میں عذر جاری ہوا ہو۔²

اور اگر وضو سے پہلے تو عذر جاری تھا لیکن وضو کے دوران اور اس کے بعد خون بند رہا یہاں

تک کہ وہ وقت نکل گیا تو وہ وضو باقی ہے اور اس کو اختیار ہے کہ اسی وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھے جب تک کہ خون جاری نہ ہو یا کوئی دوسرا حدث لاحق نہ ہو۔ (3))

مسئلہ: زخم یا نگیسیر کے خون کی وجہ سے جو معذور ہو اس نے پیشاب یا پاخانے کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت زخم یا نگیسیر کا خون بند تھا۔ جب وضو کر چکا تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ جو وضو نگیسیر یا زخم کے خون کے سبب سے کیا ہو خاص وہ وضو نگیسیر یا زخم کے خون کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔ (4))

مسئلہ: کسی شخص کے چپک نکل رہی تھی اور اس کے کسی زخم سے رطوبت جاری تھی۔ اس نے وضو کیا۔ وضو کے بعد پھر ایک دوسری جگہ سے رطوبت جاری ہو گئی جو پہلے جاری نہ تھی تو اس کا وضو ٹوٹ گیا کیونکہ یہ نیا عذر ہے۔ (5))

مسئلہ: اسی طرح اگر ناک کے ایک نٹھنے سے خون جاری تھا اور اس نے وضو کیا پھر وضو کے بعد دوسرے نٹھنے سے بھی خون جاری ہو گیا تو اس پر دوسرا وضو لازم ہوگا۔ (6))

لیکن اگر پہلے ہی دونوں نٹھوں سے جاری تھا پھر ایک نٹھنے کا بند ہو گیا تو باقی وقت تک اس کا وضو باقی ہے کیونکہ عذر باقی ہے۔ (7))

مسئلہ: معذور شخص نے وضو کیا اور نفل نماز شروع کی۔ ابھی ایک رکعت پڑھی تھی کہ نماز کا وقت نکل گیا تو نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ وقت نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پر قضا لازم ہوگی۔ (8))

مسئلہ: اگر معذور اس بات پر قادر ہے کہ زخم پر کپڑا باندھ کر یا روئی رکھ کر یا روئی بھر کر خون وغیرہ کے عذر کو روک سکتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ عذر کو ان طریقوں سے روکے۔¹

مسئلہ: اگر جھکنے یا سجدہ کرنے سے خون یا پیشاب کے قطرے جاری ہوتے ہیں ورنہ نہیں ہوتے تو کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہونے سے عذر جاری ہوتا ہے بیٹھنے سے نہیں تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔²

مسئلہ: اور اگر لیٹنے سے قطرے جاری نہیں ہوتے تو لیٹ کر نماز نہ پڑھے بلکہ یہ شخص معذور ہے کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ بھی کرے۔ (3))

مسئلہ: جس شخص کو ریح کے خارج ہونے کا عذر ہے محض سونے سے اس کا وضو نہیں

ٹوٹتا۔ (4)

مسئلہ: معذور موزوں پر مسح کرے تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ معذور کی دو حالتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک حالت یہ کہ جتنے عرصے میں اس نے وضو کیا اور موزے پہنے ہیں اس تمام عرصہ میں اس کا وہ مرض جس کے سبب سے وہ معذور ہے نہ پایا جائے دوسری حالت یہ کہ مرض مذکورہ بالا تمام وقت یا اس کے کسی حصہ میں پایا جائے۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ نماز کے وقت کے نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور چونکہ اس نے موزے طہارت کاملہ کی حالت میں پر پہنے ہیں اس لیے اس کا مسح نہ ٹوٹے گا۔ اور دوسری صورت کا حکم یہ ہے کہ وقت کے نکل جانے سے جس طرح اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اس کا مسح بھی ٹوٹ جائے گا۔ اور اس کو موزہ اتار کر پاؤں دھونا پڑیں گے۔ کیونکہ اس نے موزے طہارت کاملہ کی حالت میں نہیں پہنے۔ (5)

مسئلہ: جس شخص کو ریح کا عذر ہو وہ اس شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھے جس کو سلسل بول (پیشاب جاری رہنے) کا مرض ہو ایک اس وجہ سے کہ امام میں دو عذر ہیں ایک حدیث (بے وضو ہونا) دوسرا نجاست (پیشاب لگنا) اور مقتدی میں ایک عذر ہے یعنی صرف حدیث کا دوسرے اس وجہ سے کہ دونوں کے عذر مختلف ہیں اور معذور کے پیچھے معذور کی اقتداء جائز ہونے میں دونوں کے عذر کا ایک ہونا شرط ہے۔ لہذا اگر اوپر کی مثال کے برعکس بھی ہو یعنی سلسل بول والا ریح کے عذر والے کے پیچھے نماز پڑھے تب بھی مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ (1)

باب: 9

فرض غسل کے اسباب

1- حیض و نفاس سے پاک ہونا

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَبِي حُبَيْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ فَسَأَلَتْ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ذَلِكَ عِزْقٌ وَ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةَ فَدَعَى الصَّلَاةَ وَإِذَا أَذْبَرَتْ فَاعْتَسَلِي وَصَلِي. (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش کو استحاضہ کی تکلیف تھی۔ انہوں نے اس کے (حکم کے) بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ تو (رحم کی) ایک رگ ہے (جو کسی مرض سے زخمی ہوگئی ہے اور پھٹ گئی ہے اور اس میں سے خون بہتا ہے) یہ حیض نہیں ہے (بلکہ استحاضہ ہے)۔ تو جب (استحاضہ کے دوران) حیض شروع ہو جائے تو نماز چھوڑ دو اور جب حیض ختم ہو جائے تو غسل کرو اور نماز پڑھو۔

2- احتلام ہونا یعنی سوتے جاگتے میں منی کا شہوت سے اپنی جگہ سے

جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا

عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيمٍ أَنَّهَا سَأَلَتْ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَزِي فِي مَنَاهِمَا مَا يَبْرِي الرَّجُلَ فَقَالَ لَيْسَ عَلَيْهَا غُسْلٌ حَتَّى تُنْزَلَ كَمَا أَنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ عَلَيْهِ غُسْلٌ حَتَّى يُنْزَلَ. (احمد و نسائی)

حضرت خولہ بنت حکیم نے نبی ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا جو خواب میں (کوئی شہوانی بات) دیکھے جیسا کہ (عام طور سے) مرد دیکھتا ہے (تو کیا اس پر غسل واجب ہوتا ہے) آپ نے فرمایا جب تک اس کو انزال نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا جیسا کہ مرد پر غسل

واجب نہیں ہوتا جب تک اس کو انزال نہ ہو۔

تنبیہ: عورتوں میں انزال سے مراد ہے جنسی جوش (Orgasm) کے وقت شرمگاہ کی رطوبتوں (Vaginal Secretions) کا خارج ہونا۔ عورت میں انہی رطوبتوں کو منی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جنسی جوش (Orgasm) سے پہلے شہوت کی وجہ سے جو رطوبت خارج ہو عورتوں میں وہ مذی کہلاتی ہے۔ مذی کے نکلنے سے شہوت یعنی جنسی شوق بڑھتا ہے جب کہ منی کے نکلنے سے وہ ختم ہو جاتا ہے۔

3- حشفہ (Glans Penis) کا یا اگر وہ کٹا ہوا ہو تو اس کے بقدر

آلہ تناسل کا عورت کی شرمگاہ میں داخل ہونا

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَائِدٍ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ عَمَّا يُوْجِبُ الْغُسْلَ مِنَ الْجَمَاعِ... فَقَالَ مُعَاذٌ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغُسْلُ۔ (طبرانی کبیر)

عبدالرحمن بن عائد رحمہ اللہ سے روایت ہے ایک شخص نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جماع میں غسل کس چیز سے واجب ہوتا ہے..... حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا جب (مرد کے) ختنہ کی جگہ (عورت کے) ختنہ کی جگہ سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے۔

فرض غسل کے ارکان

1- اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔

2- ناک میں پانی پہنچانا جہاں تک نرم حصہ ہے۔

3- سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

مسئلہ: اگر کسی کے دانت میں کیڑا لگنے (Caries) کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے کچھ خلا (Cavity) ہو اور اس نے کلی کر لی تو غسل میں کلی کا فرض پورا ہو جائے گا۔ دانتوں کے خلا سے اگر کھانے کے ذرات نکال لے اور پھر کلی کرے تو اس میں احتیاط ہے۔¹

مسئلہ: دانت ملنے کی وجہ سے بعض اوقات سونے کا نول چڑھا لیتے ہیں۔ غسل میں اس کے اتارنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: ٹیڑھے دانتوں کو سیدھا کرنے کے لئے مستقل تار (Fixed Braces) لگاتے ہیں۔ اس کے لگے ہونے کے دوران دانتوں کے کچھ حصے کے نیچے پانی نہیں جاتا لیکن مجبوری کی وجہ سے فرض غسل ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر ناک میں تر رینٹ ہو تو ناک میں پانی داخل کرنے سے فرض پورا ہو جائے گا۔ اور اگر ناک میں خشک رینٹ ہو تو اس صورت میں ناک میں پانی ڈالنے کا فرض پورا نہ ہوگا۔ لہذا اس خشک رینٹ کو نکال کر اس جگہ پانی پہنچائے۔²

مسئلہ: سر کے بالوں کے لئے پیوند کاری (Transplantation) کی گئی ہو تو اس میں فرض غسل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ: سر کے گتے پن کو دور کرنے کے لئے ایک جالی نما جھلی پر انسانی بال جوڑ دیئے جاتے ہیں۔ پھر اس جھلی کو سر کے ساتھ چپکا دیا جاتا ہے۔ اگرچہ پانی اس جھلی کے نیچے چلا جاتا ہے لیکن جہاں سے وہ جھلی چپکی ہوئی ہے اس کے نیچے پانی نہیں پہنچتا لہذا اس کے لگے ہونے کے دوران فرض غسل نہیں ہوتا۔

مسئلہ: جس شخص کا ختنہ نہیں ہو اس کے لئے اگر قلفہ (ختنہ کی کھال Prepuce) کو کسی مشقت کے بغیر الٹ کر ختنہ (Glans Penis) کو کھولنا اور اس پر پانی پہنچانا ممکن ہو تو اس طرح سے پانی پہنچانا واجب ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو یعنی اس کھال کا سوراخ اس قدر تنگ ہو کہ صرف پیشاب نکلنے کا سوراخ ہو تو حرج کی وجہ سے اس کے اندر پانی پہنچانا واجب نہیں البتہ ایسی صورت میں اس حرج کا ازالہ ختنہ کے ذریعے ممکن ہے لیکن اگر کوئی شخص ختنہ کرانے کی طاقت نہ رکھتا ہو مثلاً کوئی شخص ایسی عمر میں مسلمان ہوا ہو کہ بوڑھا ضعیف ہو تو اس کے حق میں یہ حرج ہے اور معاف ہے۔ (3)

مسئلہ: اگر کسی کے پاؤں میں پھٹن ہو اور اس میں چربی یا مرہم (یا موم وغیرہ) رکھ لیا اگر اس جگہ پر پانی کا پہنچنا نقصان نہ کرتا ہو تو اس کا غسل و وضو جائز نہیں ہے لہذا اس چربی یا مرہم وغیرہ کو نکال کر اس جگہ پانی پہنچانا فرض ہے اور اگر اس جگہ پانی لگنا نقصان کرتا ہو تو اس کا غسل و وضو

جائز ہے جب کہ اس کے اوپری حصہ پر پانی بہا لیا ہو۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کا زخم ٹھیک ہو گیا اور زخم کے اوپر کا چھلکا اٹھ گیا ہو اور اس کے کنارے جلد کے ساتھ لگے ہوئے ہوں سوائے اس کنارے کے جس سے پیپ نکلتی ہو اور وہ اٹھا ہوا ہو۔ یا کسی کے چچک نکلی ہو اور اس کے چھلکے اٹھ گئے ہوں مگر کنارے ملے ہوں اور چھلکوں کے نیچے پانی نہ پہنچے تو مضائقہ نہیں اور اس کا وضو اور غسل پورا ہے۔ پھر اگر چھلکے اتر جائیں تو ان کے نیچے کی جگہ دوبارہ دھونا ضروری نہیں۔²

مسئلہ: بیداری میں اگر منی شہوت کے بغیر خارج ہو تو اس سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ أَصْحَابِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَطَاؤُ وَطَاؤُسٍ وَعِكْرِمَةُ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَائِمٌ يُصَلِّي فَقَالَ هَلْ مِنْ مُفْتٍ؟ فَقُلْتُ سَلْ فَقَالَ كَلَّمْنَا بَلْتُ تَبِعَهُ الْمَاءُ الدَّفِيقُ فَقُلْنَا أَلَدَى يَكُونُ مِنْهُ الْوَلَدُ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا عَلَيْكَ الْغُسْلُ فَوَلَّى الرَّجُلُ وَهُوَ يَرْجِعُ وَعَجَّلَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي صَلَوَتِهِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ يَا عِكْرِمَةُ عَلَيَّ بِالرَّجُلِ فَأَتَاهُ بِهِ... ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيَّ الرَّجُلُ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ مِنْكَ هَلْ تَجِدُ شَهْوَةً فِي قَلْبِكَ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ حَذَرَ افِي جَسَدِكَ قَالَ لَا قَالَ إِنَّمَا هَذَا بَرْدَةٌ يَجْزِيكَ مِنْهُ الْوَضُوءُ (کنز العمال)۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے چند شاگرد (یعنی میں اور) عطاء اور طاؤس اور عکرمہ بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص آیا اور پوچھا کہ کیا آپ میں کوئی مفتی ہے۔ مجاہد کہتے ہیں میں نے (اس سے) کہا پوچھو (کیا پوچھتے ہو) اس نے کہا میں جب بھی پیشاب کرتا ہوں تو اس کے بعد اچھلتا ہوا پانی یعنی منی نکلتی ہے۔ میں نے پوچھا کیا وہی جس سے بچہ پیدا ہوتا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ تو ہم نے جواب دیا کہ تم پر غسل واجب ہے (اور جب بھی ایسا ہو غسل کرو) وہ شخص (اس مشقت والے جواب سے بہت پریشان ہوا اور) اناللہ پڑھتے ہوئے واپس پلٹا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے (جواب میں غلطی محسوس کر کے) جلدی سے نماز ختم کی اور سلام پھیر کر کہا اے عکرمہ اس (سوال کرنے والے) شخص کو میرے پاس لاؤ۔ وہ اس کو لے آئے..... پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس

شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا مذکورہ صورت میں کیا تم اپنے دل میں شہوت اور خواہش نفس پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ آپ نے پھر پوچھا کیا اس وقت تم اپنے آلہ تناسل میں بے حسی اور کمزوری پاتے ہو (کہ اگر کمزوری پائی جائے تو یہ اس کی علامت ہوگی کہ اس سے پہلے آلہ تناسل میں انتشار تھا اگرچہ بہت تھوڑا ہو اور انتشار شہوت کی وجہ سے ہوتا ہے) اس نے جواب دیا کہ نہیں (ایسا بھی نہیں ہوتا)۔ اس پر آپ نے فرمایا یہ تو محض ٹھنڈا پانی ہے (جس کو شہوت کی کچھ بھی گرمی اور حرارت نہیں لگی اور اس صورت میں تو تمہارے لئے وضو کرنا ہی کافی ہے) غسل کرنا واجب نہیں۔

غسل مستحب کے مواقع

(1) مجنون و بے ہوش اور نشہ والے کو جب افاقہ ہو جائے تو غسل کرنا مستحب ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَقَلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ أَصَلَى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَ نَكَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ صَعُؤَ لِي مَائِي فِي الْمَخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَأَغْتَسَلَ فَدَهَبَ لِيَنْوِيءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ أَصَلَى النَّاسُ قُلْنَا لَا هُمْ يَنْتَظِرُونَ نَكَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ صَعُؤَ لِي مَائِي فِي الْمَخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَأَغْتَسَلَ... (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ مرض (وفات) میں مبتلا ہوئے تو (ایک نماز کے وقت) آپ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے کہا نہیں یا رسول اللہ (بلکہ) وہ تو آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے لگن (یعنی بڑے تسلی) میں پانی رکھ دو۔ ہم نے ایسے ہی کیا۔ آپ نے غسل کیا۔ پھر آپ مشقت کے ساتھ اٹھنے لگے تو عیسیٰ طاری ہو گئی۔ پھر جب افاقہ ہوا تو پوچھا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے جواب دیا کہ نہیں یا رسول اللہ وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میرے لئے لگن میں پانی رکھ دو۔ کہتی ہیں ہم نے (ویسے ہی) کر دیا تو آپ نے غسل کیا۔

(2) چھینے لگوانے (Cupping) کے بعد۔¹

(3) استحاضہ والی عورت کے لئے جب اس کے استحاضہ کا خون بند ہو جائے یعنی استحاضہ

باب: 10

تیمم

مسئلہ: جنبی کو اگر خوف ہو کہ نہانے میں سردی سے مر جائے گا یا بیمار ہو جائے گا تو اگر وہ جنگل میں ہو اور جنگل میں پانی گرم کرنے یا آگ تاپنے یا لحاف وغیرہ کا کوئی انتظام نہیں ہے تو بالا جماع تیمم جائز ہے۔¹

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ احْتَلَمْتُ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَأَشْفَقْتُ أَنْ أَعْتَسِلَ فَأَهْلَكَ فَتَيْمَّمْتُ ثُمَّ صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِي الصُّبْحَ فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَمْرُو صَلَّيْتُ بِأَصْحَابِكَ وَأَنْتَ جُنُبٌ؟ فَأَخْبَرْتَهُ بِالَّذِي مَنَعَنِي مِنَ الْإِغْتِسَالِ وَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا (ابوداؤد)

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غزوہ ذات سلاسل کے موقع پر ایک ٹھنڈی اور بچ رات میں مجھے احتلام ہو گیا تو مجھے یہ ڈر ہوا کہ میں غسل کروں گا تو ہلاک ہو جاؤں گا لہذا میں نے تیمم کر لیا پھر اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ ان ساتھیوں نے (بعد میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے (مجھ سے) فرمایا اے عمرو! تم نے جنابت کی حالت میں اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھادی۔ اس پر میں نے آپ کو غسل سے مجبوری کی وجہ بتائی اور کہا میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا۔ (اپنے آپ کو قتل نہ کرو بلاشبہ اللہ تم پر رحیم ہے چونکہ یہ بات انہوں نے اپنے اجتہاد سے معلوم کی تھی اور ان میں اجتہاد کی اہلیت بھی تھی اس لئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ان کی بات پر) مسکرائے اور کچھ کہا نہیں۔

اور اگر شکر کے اندر ہو اور بیمار ہونے یا جان جانے کا خوف ہو تو تیمم کر لے لیکن یہ اس وقت ہے جب اس کے پاس اتنے دامنہ ہوں کہ حمام میں نہا سکے اور نہ خود پانی گرم کرنے کا سامان ہے

اور نہ ٹھنڈ سے محفوظ مکان ہے اور نہ ٹھنڈ سے محفوظ لباس ہے۔ اگر یہ موجود ہوں تو تیمم جائز نہیں۔
1۔

مسئلہ: بیمار کو اگر گرم پانی سے ضرر نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے ہو تو گرم پانی سے وضو کرے۔
اس کو تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ: اگر تندرست بے وضو کو یہ خوف ہو کہ اگر وضو کرے گا تو سردی سے مر جائے گا یا بیمار ہو جائے گا تو اگر یہ خوف محض وہم کے درجہ میں ہو تو تیمم جائز نہیں اور اگر خوف صحیح ہو تو جائز ہے۔²
مسئلہ: اگر مریض کو پانی کے استعمال سے مرض بڑھ جانے یا صحت دیر سے ہونے کا خوف ہو خواہ اس وجہ سے کہ پانی کا استعمال نقصان دہ ہے مثلاً چیچک میں یا اس وجہ سے کہ وضو کرنے سے جسم کے متاثرہ حصہ کو حرکت ہوگی جب کہ اس کے مکمل سکون کی ضرورت ہے تو ایسی صورت میں تیمم کرے۔

اور یہ خوف اس طرح معلوم ہوگا کہ یا تو اس کو علامت سے یا تجربہ سے گمان غالب ہو یا کوئی طبیب کامل جس کو دین سے بھی تعلق ہو اس کی خبر دے۔ دین سے لاتعلق اور کافر اور غیر حازق طبیب کی بات کا اور اسی طرح محض اپنے خیال کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (3)
مسئلہ: مریض کو مرض کے بڑھ جانے یا صحت کے دیر سے ہونے کا خوف تو نہیں ہے لیکن اس کو خود وضو کرنے پر قدرت نہ ہو تو اگر اس کو کوئی خدمت کرنے والا ملے اگرچہ دستور کے مطابق اجرت پر ملے اور وہ خدمتگار کی اجرت دے سکتا ہو یا اس کے پاس کوئی ایسا شخص ہو کہ اگر اس سے مدد لے گا تو وہ مدد کرے گا تو یہ مریض تیمم نہ کرے اس لئے کہ وہ پانی کے استعمال پر قادر ہے۔ (4)

مسئلہ: اگر چیچک نکلی ہو یا زخم ہوں تو اکثر کا اعتبار ہوگا۔ لہذا جنابت میں پیمائش کے اعتبار سے اکثر بدن کا اعتبار کریں گے اور بے وضو ہونے میں شمار کے اعتبار سے اکثر اعضاء وضو کا اعتبار کریں گے۔ اگر بدن اکثر صحیح ہو اور تھوڑے میں زخم ہو تو صحیح کو دھو لے اور زخم پر اگر ہو سکے۔ تو مسح کر لے اور اگر اس پر مسح نہ ہو سکے تو پٹی پر مسح کر لے۔¹

مسئلہ: اگر آدھے اعضاء وضو صحیح ہوں اور آدھے زخمی ہوں تو صحیح اعضاء کو دھو لے اور زخمی اعضاء پر مسح کر لے۔ اگر آدھا بدن صحیح ہو اور آدھا زخمی ہو تو تیمم کرے اور پانی کا استعمال نہ کرے

ہاں اگر آدھے صبح حصے کو دھو لے اور زخمی حصہ کو مسح کر لے اور پھر تیمم بھی کر لے تو اس میں زیادہ احتیاط ہے۔²

مسئلہ: سر پر زخم ہوں اور پانی نقصان کرے تو سر کو چھوڑ کر گردن پر پانی ڈال کر نہائے اور اگر مسح نقصان نہ کرتا ہو تو سر کا مسح کرے اور اگر سر پر پٹی بندھی ہو اور اس کو اتارنا دشوار ہو تو اسی پر پٹی پر مسح کر لے اور اگر مسح بھی ضرر کرتا ہو تو دھونا اور مسح کرنا دونوں ساقط ہیں۔ (3)

مسئلہ: صحیح عضو کو دھونے سے اگر زخمی عضو کو پانی پہنچتا ہے تو تیمم کرے۔ (4)

مسئلہ: جس شخص کے دونوں بازو کہنی کے اوپر سے اور دونوں پاؤں ٹخنوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں اور اس کے چہرے پر زخم ہوں تو بغیر طہارت اور بغیر تیمم کے نماز پڑھ لے اور اس نماز کے اعادہ کی بھی ضرورت نہیں۔ (5)

مسئلہ: اگر اکثر اعضاء وضو پر زخم ہوں جن کو پانی مضر ہو اور تیمم کے اکثر مواضع پر زخم ہوں جن کو تیمم کرنا مضر ہو تو جتنے کو دھونے پر قادر ہے وہ دھو لے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں نماز لوٹا لے۔ (6)

مسئلہ: بیمار یا بے دست و پا معذور کو کوئی دوسرا شخص تیمم کرائے تو جائز ہے اور تیمم کی نیت کرنا مریض پر فرض ہے تیمم کرانے والے پر فرض نہیں۔

مسئلہ: نماز جنازہ کے لئے اس وجہ سے تیمم کیا کہ بیمار تھا تو اس سے فرض نماز اور دیگر سب عبادتیں جائز ہیں۔ (7)

باب: 11

پلستر، جبیرہ اور پیٹی پر مسح

ٹوٹی ہوئی ہڈی کے علاج کے لئے پلستر لگایا جاتا ہے۔ جبیرہ سے بھی یہی کام لیتے ہیں اور جبیرہ ان کچھیلوں کو کہتے ہیں جو لکڑی یا زسل (بانس) وغیرہ سے چیر کر ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھتے ہیں۔

پیٹی سے مراد کپڑے کی وہ تہہ ہے جو پھوڑے پھنسی اور زخم وغیرہ پر باندھتے ہیں۔ مسئلہ: پیٹی، پلستر اور جبیرہ پر مسح فرض عملی ہے اور یہ مسح اس وقت ہے جب ان کے نیچے دھونے پر قاعدہ ہو خواہ اس وجہ سے کہ زخم پر پانی لگنا نقصان کرتا ہو یا اس وجہ سے کہ پلستر کو کھولنا ممکن نہیں یا اس وجہ سے کہ جبیرہ کے کھولنے میں ضرر ہو۔¹

مسئلہ: ان پر مسح ایک ہی دفعہ کافی ہے تین دفعہ ضروری نہیں ہے۔² مسئلہ: وہ شخص بھی مسح کر سکتا ہے جو پیٹی کھولنے کے بعد خود نہیں باندھ سکتا اور اس کے پاس کوئی اور باندھنے والا بھی نہیں ہے۔ (3)

مسئلہ: اگر ٹھنڈے پانی سے دھونا نقصان کرتا ہو اور گرم پانی سے دھونا نقصان نہ کرتا ہو تو پیٹی وغیرہ اتار کر گرم پانی سے دھونا لازم ہے اور مسح کرنا جائز نہیں۔ (4) مسئلہ: اگر جبیرہ اور پیٹی پر مسح کرنے سے ضرر ہو تو بالاتفاق مسح ترک کرنا جائز ہے اور اگر ضرر نہ ہو تو ترک جائز نہیں ہے۔ (5)

مسئلہ: اگر جبیرہ اور پیٹی زخم سے زیادہ جگہ پر ہو تو اگر اس کو کھولنا اور زخم پر مسح کرنا دونوں نقصان کریں تو پورے جبیرہ و پیٹی پر مسح کرے خواہ وہ زخم کے مقابل ہو یا صحیح بدن کے مقابل ہو۔¹

مسئلہ: اگر زخم پر مسح کرنا نقصان کرے لیکن پیٹی کھولنا نقصان نہ کرے تو پیٹی کو کھولے اور

صرف زخم کے اوپر پٹی رہنے دے اور آس پاس کی جگہ سے پٹی ہٹالے پھر پٹی پر مسح کرے جو زخم کے اوپر ہے اور آس پاس کی جگہ کو دھولے۔ اور اگر پٹی کو کھولنا اور مسح کرنا دونوں نقصان نہ کریں تو پوری پٹی کو کھول کر اتار دے اور زخم پر مسح کرے اور اس کے آس پاس دھولے۔²

مسئلہ: اگر اکثر یعنی آدھے سے زیادہ پلستر، جبیرہ اور پٹی پر مسح کر لیا تو کافی ہے۔ آدھے جبیرہ یا اس سے کم پر بالاتفاق مسح جائز نہیں۔ (3)

مسئلہ: زخم پر دوائی میں بھگو کر جو پھیلا رکھا جاتا ہے اگر اس پر مسح نہ کیا بلکہ اس کے اوپر پٹی پر مسح کیا تو کافی ہے۔ (4)

مسئلہ: پٹی کی دونوں گروں کے درمیان جو ہاتھ یا کہنی یا بدن کی کوئی اور جگہ کھلی رہ جاتی ہے اس پر مسح کرنا کافی ہے کیونکہ اس کے دھونے میں پٹی تر ہو کر زخم کو نقصان پہنچنے کا خوف ہے۔ (5)

مسئلہ: اگر زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تھا کہ پٹی کھل کر گر پڑی تو زخم کو دھونا لازم نہیں اور کیا ہوا مسح بھی باطل نہیں ہوگا پٹی کو دوبارہ باندھ لے۔ اور اگر زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گرے اور وضو موجود ہو تو مسح باطل ہو جائے گا اور خاص اس جگہ کا دھونا واجب ہوگا۔ (6)

مسئلہ: اگر زخم اچھا ہو گیا اور پٹی ابھی نہ اتری ہو تو مسح باطل ہو جائے گا اور پٹی اتار کر اس جگہ کو دھونا واجب ہوگا لیکن یہ جب ہے کہ پٹی کا کھولنا ضرر نہ کرے۔ اور اگر ضرر کرے مثلاً زخم اچھا ہو گیا اور پانی اس کو ضرر نہیں کرے گا لیکن پٹی اس طرح چسپی رہے کہ گوشت سے جدا کرنے میں زخم کے تازہ ہونے کا احتمال ہے تو اس صورت میں مسح باطل نہ ہوگا۔ (7)

مسئلہ: اور اگر زخم نماز کے دوران ٹھیک ہو گیا یا زخم اچھا ہونے پر نماز کے دوران پٹی اتار گئی تو اس جگہ کو دھو کر نماز نئے سرے سے پڑھے۔ (8)

مسئلہ: وضو کیا اور دو آنگی ہوئی تھی اس کے اوپر پانی بہا لیا۔ پھر اس جگہ کے اچھا ہو جانے کے بعد دو آنگی تو دھونا لازم ہوگا۔ اور اگر بغیر اچھا ہوئے گر گئی تو دھونا لازم نہیں ہوگا۔¹

مسئلہ: اگر ناخن ٹوٹ جائے اور اس پر دو آنگی ہو اور اس کا چھڑانا نقصان کرتا ہو۔ اگر ہو سکتا تو اس کے اوپر پانی بہا لے۔ اگر اس پر قدرت نہ ہو تو اس کے اوپر مسح کرے۔ اور اگر مسح بھی نقصان کرتا ہو تو اس کو چھوڑ دے یعنی عذر کی وجہ سے دونوں ساقط ہو گئے۔²

مسئلہ: اعضاء (مثلاً پاؤں) پھٹے ہوئے ہوں۔ اگر ہو سکے تو ان شگافوں پر پانی بہا دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ان پر مسح کرے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ان کو چھوڑ دے اور ان کے آس پاس کی جگہ دھو لے۔ (3)

مسئلہ: زخم کی پٹی پر مسح کیا پھر وہ گر گئی اور دوسری تبدیل کی تو بہتر یہ ہے کہ دوبارہ مسح کرے اور اگر دوبارہ مسح نہ کرے تب بھی جائز ہے۔ (4)

مسئلہ: اسی طرح اگر اوپر کی پٹی دور ہو جائے تو نیچے کی پٹی پر مسح کا اعادہ واجب نہیں صرف مستحب ہے۔ (5)

مسئلہ: جبیرہ اور پلستر اور پٹی کا طہارت کی حالت پر باندھنا شرط نہیں ہے۔ لہذا اگر بے وضو کی حالت میں پلستر یا جبیرہ باندھا گیا ہو تب بھی اس پر مسح جائز ہے۔ (6)

مسئلہ: غسل میں بھی جبیرہ پر مسح جائز ہے۔ (7)

مسئلہ: اگر جبیرہ یا پلستر میں مسح کرنے کے بعد کسی طرح پانی داخل ہو جائے تو مسح باطل نہیں

ہوتا۔ (8)

باب: 12

حیض، نفاس اور استحاضہ

حیض (Menstruation) کا بیان

حیض وہ خون ہے جو رحم (Uterus) سے ولادت یا بیماری کے بغیر ہر مہینے فرج کے راستے (Per vagina) نکلتا ہے۔

شرائط حیض

1- اس کا وقت نو سال کی عمر سے ایاس (ناامیدی Menopause) کی عمر تک ہے۔ نو برس سے پہلے جو خون آئے وہ حیض نہیں۔ ایاس کا وقت پچپن برس کی عمر کے بعد ہوتا ہے (اور بعض کے نزدیک پچاس برس کی عمر ہے)۔ پھر ایاس کی عمر کے بعد جو خون آئے اگر وہ خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ (یعنی بیماری کا خون Abnormal uterine bleeding) ہے۔ البتہ اگر عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض ہی کے سمجھے جائیں گے۔

2- ان چھ رنگوں میں سے کسی ایک رنگ کا ہو..... سیاہ، سرخ، زرد، گدلا، سبز، خاکستری میاں۔ غرض جب تک بالکل سفید نہ ہو جائے وہ حیض ہے۔²

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ مَوْلَاةٍ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ النَّسَاءُ يَبْعَثْنَ إِلَى عَائِشَةَ بِالِدِرْحَمِ فِيهَا الْكُرْسُفُ فِيهِ الصُّفْرَةُ مِنْ دَمِ الْحَيْضِ يَسْأَلُنَهَا عَنِ الصَّلَاةِ فَتَقُولُ لَهُنَّ لَا تَعْجَلْنَ حَتَّى تَرَيْنَ الْقَصَّةَ الْبَيْضَاءَ (بخاری)۔

علقمہ رحمہ اللہ اپنی والدہ جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ باندی تھیں کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ عورتیں ڈبیاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھیجتی تھیں جن میں روئی

ہوتی تھی جس پر حیض کے خون کی زردی ہوتی تھی اور ان سے پوچھواتی تھیں کہ کیا اب ہم نماز پڑھیں تو وہ جواب میں فرماتیں کہ تم جلدی نہ کرو (اور نماز نہ پڑھو) یہاں تک کہ تم روئی (اور کپڑے) کو بالکل سفید دیکھو۔

تنبیہ: گدی (Pad) کے اوپر کے رنگ کا اعتبار اسی وقت ہے جب تک وہ تر ہو۔ اس وقت کا اعتبار نہیں جب وہ خشک ہو۔ اگر ایسا ہو کہ جب تک کپڑا تر ہے تب تک خالص سفیدی ہو اور جب وہ خشک ہو جائے تو زرد ہو جائے تو وہ سفیدی کے حکم میں ہے (جو حیض کے ختم کی علامت ہے)۔ اور اگر سرخی یا زردی دیکھی اور خشک ہونے کے بعد وہ سفید ہوگئی تو تر حالت کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ حیض سمجھا جائے گا۔¹

3- حیض کی کم سے کم مدت تین دن اور تین راتیں (یعنی 72 گھنٹے) ہے۔ اس سے ذرا بھی کم ہو تو وہ خون حیض کا نہیں ہے بلکہ استحاضہ (Non Menstrual Bleeding) ہے اور حیض کی اکثر (Maximum) مدت دس دن اور دس راتیں (یعنی 240 گھنٹے) ہے۔²

i- عَنْ سَفِيَانٍ قَالَ بَلَغَنِي عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَدْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ (دارمی)
سفیان ثوری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول پہنچا ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن (اور تین رات) ہے۔

ii- عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ الْحَائِضُ إِذَا جَاوَزَتْ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَهِيَ بِمَنْزِلَةِ الْمُسْتَحَاضَةِ تَغْتَسِلُ وَتُصَلِّي (دارقطنی)
حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے حائضہ عورت کو حیض جب دس دن سے متجاوز ہو جائے تو وہ اب استحاضہ والی شمار ہوگی لہذا غسل کرے اور نماز پڑھے۔

4- رحم حمل سے خالی ہو

5- خون آنے سے پہلے پاکی کی کامل مدت گزر چکی ہو جو کہ کم از کم پندرہ دن اور پندرہ راتیں ہے۔¹

تنبیہ: جب خون سوراخ (یعنی Vagina) سے باہر کی کھال (Labia Majora) میں نکل آئے اس وقت سے حیض شروع ہوتا ہے۔ اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پائے تو جب تک

خون سوراخ کے اندر ہی اندر رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگے گا۔ جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آجائے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔²

نفاس (Post Partum Bleeding) کا بیان

نفاس وہ خون ہے جو بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم سے نکلے۔

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل ہی نہ نکلا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک غسل واجب نہ ہوگا لیکن بچہ کے ساتھ نجاست نکلنے کے وجہ سے اس پر وضو واجب ہوگا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک احتیاطاً غسل واجب ہوگا اس لئے کہ ولادت کے ساتھ کچھ نہ کچھ خون ہوتا ہی ہے۔ (3)

مسئلہ: اگر اکثر یعنی نصف سے زیادہ بچہ باہر نکل آیا تو اس وقت آنے والا خون نفاس ہوگا اس سے پہلے والا نہیں اور اسی طرح جب بچہ رحم کے اندر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اکثر حصہ باہر نکل آئے تب جو خون نکلے گا وہ نفاس کا ہوگا اس سے پہلے نہیں۔ (4)

مسئلہ: اگر بچہ کی تھوڑی خلقت ظاہر ہو گئی جیسے ہاتھ یا پاؤں یا انگلی یا ناخن یا بال بن گیا اگرچہ بچہ ابھی پورا نہیں بنا اور اسقاط (Abortion) ہو گیا خواہ دوائی وغیرہ سے گرا دے (یعنی Induced ہو) یا خود ہی گر جائے تو اس کے نکلنے سے آنے والا خون نفاس ہوگا۔ (5)

مسئلہ: اور اگر اس کی خلقت میں سے کچھ ظاہر نہیں ہوا (بلکہ صرف لوٹھڑا نکلا) تو آنے والا خون نفاس نہ ہوگا۔ بلکہ اگر مدت کے اعتبار سے جب کہ تین دن سے کم نہ ہو اور اس سے پہلے پورے پندرہ دن یا زائد پاکی کے گزر چکے ہوں تو حیض شمار ہوگا ورنہ استحاضہ ہوگا۔¹

مسئلہ: بچہ اگر ناف کی طرف سے پیدا ہوا مثلاً بڑے آپریشن (Caesarian) سے یا اس طرح کہ اس حاملہ کے پیٹ میں زخم تھا وہ پھٹ گیا اور اس طرف سے بچہ نکل آیا تو اگر پیٹ کے زخم کے رستے سے نکلنے والا خون رحم (Uterus) سے آیا ہے تب تو نفاس ہے اور اگر رحم سے نہیں آیا تو وہ عام زخم سے جاری ہونے والا خون ہے اور نفاس نہ سمجھا جائے گا۔ لیکن ناف (یعنی پیٹ کے زخم یا Caesarian) سے بچہ نکلنے کے بعد فرج یعنی شرمگاہ کی طرف سے جو بھی خون آ

جائے وہ نفاس ہوگا۔²

مسئلہ: اگر جڑواں (Twins) بچے پیدا ہوں جس کی شرط یہ ہے کہ ان دونوں کی ولادت میں چھ مہینے سے کم زمانہ ہو مثلاً کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے۔ ایسی صورت میں پہلا بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائے گا۔ پھر اگر دوسرا بچہ پہلے بچے کی پیدائش کے بعد سے چالیس دن کے اندر پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے بچے کی پیدائش سے چالیس دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ ہے۔ اور اگر چالیس دن کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہوا تو اس دوسرے بچے کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں۔ مگر دوسرے بچے کے پیدا ہونے کے بعد بھی زچہ کو نہانے کا حکم ہے یعنی دوسرا بچہ پیدا ہونے کے بعد غسل کرے۔

اگر دونوں بچوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ وقفہ ہو تو یہ جڑواں نہ ہونگے بلکہ یہ دو علیحدہ حمل اور دو علیحدہ نفاس ہونگے۔ (3)

مسئلہ: اگر تین جڑواں بچے ہوں اور پہلے اور دوسرے کی ولادت میں اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے کی ولادت میں چھ مہینے سے کم وقفہ ہو اگرچہ پہلے اور تیسرے کی ولادت میں چھ مہینے سے زیادہ کا وقفہ ہو تو یہ ایک ہی حمل سمجھا جائے گا اور پہلے کی پیدائش کے بعد سے زیادہ زیادہ چالیس دن تک نفاس ہے اور باقی استحاضہ ہے۔ (4)

نوٹ: یاد رہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہوتی ہے۔

مسئلہ: نفاس کی کم سے کم (Minimum) مدت کچھ مقرر نہیں۔ نصف سے زیادہ بچہ نکلنے کے بعد بس خون آجائے اگرچہ ایک ہی گھڑی ہو اور نفاس کی اکثر (Maximum) مدت چالیس دن ہے۔¹

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَقْتُ النَّفَاسِ أَرْبَعُونَ إِلَّا أَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَلِكَ۔ (دارقطنی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفاس کی (زیادہ سے زیادہ) مدت چالیس دن ہے مگر یہ کہ عورت اس سے پہلے پاک ہو جائے (خواہ ایک دن یا اس سے بھی کم مدت میں ہو)۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَتْ النَّفْسَاءُ تَجْلِسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَلَّا تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ

يَوْمًا۔ (ترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نفاس والی عورتیں (زیادہ سے زیادہ) چالیس دن تک (نماز چھوڑے) بیٹھی رہتی تھیں۔

مسئلہ: اگر خون چالیس دن سے زیادہ رہا تو اس عورت کے لئے جس کو پہلی مرتبہ نفاس آیا چالیس دن نفاس ہوگا اور اس سے جو بھی زائد ہو وہ استحاضہ ہوگا۔²

یہی حکم اس عورت کا ہے جس کو یا دن نہیں کہ اس سے پہلے بچہ ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا۔

مسئلہ: جس عورت کی نفاس کی عادت مقرر ہے یعنی اس کے ہاں پہلے بچہ ہوا ہے اور اس سے نفاس کی مدت معلوم ہے اس کے لئے گزشتہ معمول کے دنوں تک نفاس ہوگا اور باقی استحاضہ ہوگا۔ مثلاً کسی کی عادت تیس دن کے نفاس کی ہے اور خون پچاس دن جاری رہا تو تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی بیس دن استحاضہ ہے۔ جس عورت کے پہلے ایک سے زیادہ بچے ہو چکے ہوں اس کے آخری بچے کے وقت جتنے دن نفاس رہا وہی اس کی موجودہ عادت کہلائے گی۔ (3)

مسئلہ: چالیس دن کے اندر اگر خون کی دو مدتوں کے درمیان کچھ طہر (پاکی) کے دن گزریں اگرچہ پندرہ دن یا ان سے بھی زائد ہوں تو وہ نفاس ہی میں شمار ہوں گے۔

حیض و نفاس کے احکام

مسئلہ: حیض و نفاس کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد اس کی قضا کرنی پڑے گی۔¹

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ يُصَيَّبُنَا ذَلِكَ فَنُؤْمِرُ بِقَصَائِ الصُّومِ وَلَا نُؤْمِرُ بِقَصَائِ الصَّلَاةِ

(بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمیں بھی حیض آتے تھے تو ہمیں روزہ قضا رکھنے کا حکم دیا جاتا تھا اور نمازیں قضا پڑھنے کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

مسئلہ: فرض نماز کے دوران حیض و نفاس شروع ہو گیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضاء نہ پڑھے۔ اور اگر نفل یا سنت نماز میں حیض آ گیا تو اس کی قضا پڑھنا ہو

گی۔ 2۔

مسئلہ: روزے کے دوران حیض یا نفاس آیا اگرچہ آدھا دن گزرنے کے بعد آیا ہو تب بھی وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے۔ (3)

مسئلہ: اگر نماز کے آخری وقت میں حیض یا نفاس شروع ہوا اور ابھی نماز نہیں پڑھی تب بھی معاف ہوگئی۔

مسئلہ: حیض و نفاس کے زمانے میں نہ تو جماع کرنا جائز ہے اور نہ ہی عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم شوہر کے کسی عضو سے مس ہو۔ (4)

مسئلہ: بچہ آدھے سے کم نکلا اس وقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے اگر ہوش و حواس باقی ہوں (اور نماز کا وقت ختم ہونے والا ہو) تو اس وقت بھی نماز پڑھے نہیں تو گناہ گار ہوگی۔ نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضا نہ کرے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچے کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو پھر اس وقت نماز نہ پڑھے۔ بعد میں قضا پڑھ لے۔ (5)

استحاضہ (Abnormal Uterine Bleeding)

جو خون حیض و نفاس کی صفت سے باہر ہو وہ استحاضہ ہے۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں بن سکتی ہیں۔

- 1- جو اقل (Minimum) مدت حیض یعنی تین دن سے بھی کم ہو۔
- 2- جو اکثر مدت حیض یعنی دس دن سے زیادہ ہو۔
- 3- جو اکثر مدت نفاس یعنی چالیس دن سے زیادہ ہو۔
- 4- حیض و نفاس کی عادت سے زیادہ ہو اور دونوں کی اکثر مدت سے تجاوز کر جائے۔ مثلاً کسی عورت کی حیض کی عادت چھ دن کی ہو اور ایک مہینے حیض کی اکثر مدت دس دن سے بھی بڑھ کر بارہ دن خون آئے تو پہلے چھ دن حیض کے ہوں گے اور بقیہ چھ دن استحاضہ کے ہوں گے۔
- 5- حمل کے دوران (Ante-Partum Bleeding) چاہے جتنے دن خون آئے۔
- 6- نو برس سے کم عمر کی لڑکی کو جو خون آئے۔

- 7- آئسہ یعنی عورت بچپن برس سے زیادہ عمر کی ہو جائے تو اس کو جو خون آئے۔
 8- پاکی کی کم سے کم مدت یعنی پندرہ روز سے بھی کم وقفہ ہو کر خون آنا۔
 9- جو خون ولادت کے وقت بچہ ظاہر ہونے سے پہلے بلکہ آدھے بچے کے باہر آنے تک آئے وہ استحاضہ ہے۔

10- بالغ ہونے پر پہلی دفعہ حیض آیا اور وہ بند نہیں ہوا بلکہ کئی مہینوں تک مسلسل آتا رہا تو جس دن پہلی دفعہ خون آیا اس وقت سے دس دن رات یعنی 240 گھنٹے حیض ہے۔ اس کے بعد بیس دن یعنی 480 گھنٹے استحاضہ ہے۔ اسی طرح مسلسل دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔

اسی طرح جس کو پہلی دفعہ نفاس آیا اور خون بند نہیں ہوا تو پہلے چالیس روز نفاس کے شمار ہوں گے اور باقی استحاضہ کے۔

مسئلہ: اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہے اور اس زمانہ کے اول و آخر میں جو خون آیا وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ: اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی تو اس پاکی کا کچھ اعتبار نہیں اور یوں سمجھیں گے کہ گویا یہ پوری مدت خون جاری رہا ہے اس لئے جتنے دن حیض آئے کی عادت ہوا تنے دن حیض کے ہوں گے اور باقی استحاضہ کے ہوں گے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کے تین دن یعنی پہلی، دوسری اور تیسری تاریخ کو حیض آنے کا معمول ہے۔ ایک مہینہ یہ ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی اس کے بعد پھر ایک دن خون آیا۔ تو یہ سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا مسلسل خون آیا۔ ان میں سے پہلے تین دن حیض کے ہوں گے اور باقی تیرہ دن استحاضہ کے ہوں گے۔ اور اگر چوتھی، پانچویں اور چھٹی تاریخ میں حیض آنے کی عادت تھی تو یہ تاریخیں تو حیض کی شمار ہوں گی اور پہلے تین دن اور آخری دس دن استحاضہ کے ہیں اور اگر خون آنے کی تو یہی صورت رہی لیکن عورت کو پہلی مرتبہ خون آیا تھا تو پہلے دس دن حیض کے ہوں گے اور باقی چھ دن استحاضہ کے ہوں گے۔¹

استحاضہ کا حکم

استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو۔ ایسی عورت نماز بھی پڑھے روزہ بھی رکھے قضاء نہ کرنا چاہئے اور اس عورت سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي امْرَأَةٌ اسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهَرُ أَفَادَعُ الصَّلَاةَ فَقَالَ لَا إِنَّمَا ذَلِكَ عِزْقٌ وَوَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی ﷺ کے پاس آئیں اور کہا یا رسول اللہ میں ایسی عورت ہوں جس کو استحاضہ کی تکلیف ہے اور (اس میں خون اتنا مسلسل آتا ہے کہ) میں تو پاک ہی نہیں ہوتی تو کیا میں نماز چھوڑ دوں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں (نماز نہ چھوڑو کیونکہ) یہ تو محض خون کی رگ ہے (جس کے زخم کی وجہ سے خون بہتا ہے) حیض نہیں ہے۔
مسئلہ: مسلسل استحاضہ والی عورت ہر نماز کے وقت میں وضو کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ فَقَالَ تَدْعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ أَقْرَانِهَا ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَاحِدًا ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ۔ (ابن حبان)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے استحاضہ والی عورت کے بارے میں پوچھا گیا (کہ جب اس کو خون مسلسل آئے تو وہ نماز کے بارے میں کیا کرے) آپ ﷺ نے فرمایا وہ اپنے حیض کے دنوں میں نماز چھوڑ دے پھر (حیض کے دن گزرنے پر) ایک غسل کرے اور (آئندہ) ہر نماز کے لئے (اس کے وقت میں) وضو کرے۔

عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْمُسْتَحَاضَةُ لَا بَأْسَ أَنْ يَأْتِيَهَا رَوْحُهَا۔ (عبدالرزاق)۔

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا استحاضہ والی عورت سے اس کا شوہر جماع کرے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیہ: جن صحابیات کا استحاضہ کی تکلیف میں مبتلا ہونے کا علم ہے ان کے نام یہ ہیں۔

1- حضرت فاطمہ بن ابی حبیش رضی اللہ عنہا۔

- 2- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا۔
- 3- حضرت حمہ بنت جحش (زوجہ ابوطلمحہ) رضی اللہ عنہا۔
- 4- حضرت ام حبیبہ بنت جحش (زوجہ عبدالرحمن بن عوف) رضی اللہ عنہا۔
- 5- ام المؤمنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔
- 6- حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا۔
- 7- حضرت اسماء بنت الحارثیہ رضی اللہ عنہا۔
- 8- حضرت اسماء (اخت میمونہ) رضی اللہ عنہا۔
- 9- حضرت بادیہ بنت غیلان ثقفی رضی اللہ عنہا۔
- 10- حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا۔

باب: 13

استنجا کا بیان

مسئلہ: اگر کسی کے دونوں ہاتھ شل ہو جائیں یا کٹ جائیں یعنی آدمی لہجا ہو اور بیوی نہ ہو جو پانی ڈالے تو استنجا چھوڑ دے۔ اور اگر رواں پانی موجود ہو اور کوئی ایک ہاتھ موجود ہو تو اپنے ہاتھ سے استنجا کرے۔

اسی طرح بیمار آدمی کی اگر بیوی نہ ہو اور اس کا بیٹا یا بھائی ہو اور وہ بیمار خود وضو و استنجا نہیں کر سکتا تو استنجا اس سے ساقط رہے گا۔

اسی طرح بیمار عورت کا اگر شوہر نہ ہو اور وہ وضو کرنے سے عاجز ہو اور اس کی بیٹی یا بہن ہو تو استنجا اس سے ساقط ہو جائے گا۔¹

مسئلہ: نجاست پھیل جانے کی وجہ سے استنجا کرانا ہو اور صفائی کرنی ہو تو دوسرا شخص اپنے ہاتھ پر کوئی موٹا کپڑا لپیٹ کر اور پردے کا خیال کرتے ہوئے صفائی کرادے۔

مسئلہ: مردوں میں اکثر اوقات پیشاب کرنے کے بعد پیشاب کی نالی میں اس کے لمبا ہونے اور اس میں خم ہونے کے باعث ایک دو قطرے رہ جاتے ہیں۔ کسی طریقے سے خواہ کھنکھارنے سے یا زمین پر پاؤں مارنے سے یا پیشاب کی نالی کو پیچھے سے انگلیوں کے ساتھ دبانے سے ان قطروں کو نکالنا واجب ہے۔ اگر ان قطروں کو نہ نکالا اور وضو کے دوران یا وضو کے بعد وہ قطرے نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر نماز کے دوران نکلے تو نماز بھی ٹوٹ جائے گی اور وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔

باب: 14

بیمار نماز کا بیان

قیام سے متعلق مسائل۔

اگر آدمی کھڑے ہونے پر قادر ہو تو فرض اور واجب نماز کو کھڑے ہو کر پڑھنا ضروری ہے۔ اسی طرح فجر کی سنتوں میں بھی کھڑے ہونے کا زیادہ اہتمام ہونا چاہئے۔
مسئلہ: جو شخص بیماری یا عذر کی وجہ سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہو وہ بیٹھ کر فرض نماز پڑھے اور رکوع و سجود کرے۔¹

تنبیہ: عذر کا معنی یہ ہے کہ اسکو کھڑے ہونے سے ضرر ہوتا ہو خواہ نماز شروع کرنے سے پہلے موجود ہو یا نماز کے اندر پیش آیا ہو۔ اور خواہ وہ عذر حقیقی ہو جیسے اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا حکمی ہو مثلاً کھڑے ہونے سے مرض کی زیادتی کا یا دیر میں اچھا ہونے کا یا چکر آنے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن میں کسی جگہ شدید اور ناقابل برداشت درد ہوتا ہو۔ ان سب صورتوں میں قیام ترک کرے اور بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھے۔ اور اگر تھوڑا یعنی قابل برداشت درد یا تکلیف ہو تو قیام کا چھوڑنا جائز نہیں۔²

تنبیہ: عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا یا خفیف سی تکلیف ہوئی بیٹھ کر نماز شروع کر دی حالانکہ وہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر ادھر ادھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے

مسئلہ: اگر تھوڑی دیر قیام پر قادر ہے اور ساری نماز میں قادر نہیں تو جس قدر کھڑا ہو سکتا ہے اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے لہذا اگر صرف اس پر قادر ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہے اور قراءت کے واسطے قیام نہیں کر سکتا تو اسی قدر کھڑا ہونا فرض ہے پھر قراءت کیلئے بیٹھ جائے یا اگر تکبیر کہہ کر تھوڑی سی قراءت کے واسطے بھی قیام کر سکتا ہے پوری قراءت کے واسطے قیام نہیں کر سکتا تو اس

کیلئے حکم ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہے اور جس قدر کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے اگرچہ ایک آیت ہی ہو اتنی دیر کھڑے ہو کر قراءت کرے پھر عاجز ہو تو بیٹھ جائے۔¹

اگر دیوار وغیرہ کا سہارا لگا کر کھڑے ہونے پر قادر ہے تو سہارا لگا کر کھڑے ہو کر نماز پڑھے اس کے سوا اور کچھ جائز نہیں۔ اسی طرح اگر (لاٹھی کا یا اپنے خادم یعنی کسی فرمانبردار کا سہارا لے کر کھڑا ہو سکتا ہے تو سہارے سے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے ورنہ نماز درست نہ ہوگی اور اس کا لوٹانا فرض ہوگا اس لئے کہ جس طرح پورے قیام پر قادر ہونے سے پورا قیام فرض ہے اسی طرح بعض قیام پر قادر ہونے سے بعض قیام فرض ہے۔²

عَنْ أُمِّ قَيْسِ بِنْتِ مُحَمَّدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَمَّا أَسَنَّ وَحَمَلَ اللَّحْمَ اتَّخَذَ عُمُودًا فِي مَضَلَّةٍ يَغْتَمِدُ عَلَيْهَا (ابوداؤد)

حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عمر رسیدہ ہوئے اور جسم بوجھل ہو گیا تو اپنے مصلے پر آپ نے ایک ستون سا بنوایا جس سے (نماز پڑھتے ہوئے بوقت ضرورت) سہارا لیتے تھے۔

مسئلہ: اگر مریض اتنا کمزور ہو کہ گھر میں نماز پڑھے تو قیام کر سکتا ہے اور مسجد میں جماعت کیلئے جانے کے بعد قیام پر قادر نہ ہوگا تو وہ مسجد میں نہ جائے بلکہ اپنے گھر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے۔ (3)

مسئلہ: اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے رمضان المبارک کے روزے سے عاجز ہو جائے گا بیٹھ کر نماز پڑھے اور رمضان المبارک کے روزے بھی رکھے (4)

بیٹھ کر نماز پڑھنا

عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَقَطَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجَحَشَ شِقَّهُ الْأَيْمَنُ فَدَحَلْنَا عَلَيْهِ نَعُوذَهُ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے اور آپ کا دایاں پہلو چھل گیا۔ ہم آپ کے پاس آپ کی عیادت کیلئے گئے تو نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

مسئلہ: قیام پر قادر نہ ہونے پر مریض و معذور جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو اس کو کسی خاص طریقے سے بیٹھنا ضروری نہیں ہے بلکہ جس طرح اس کو آسان ہو اسی طرح بیٹھے۔ لیکن اگر دو زانو بیٹھنا (یعنی جس طرح تشہد میں بیٹھے ہیں) آسان ہو یا کسی دوسری طرح بیٹھنے کے برابر ہو تو دو زانو بیٹھنا بہتر ہے ورنہ گھٹنوں کے بل یا چار زانو یا اور جس طرح آسانی سے بیٹھ سکے بیٹھے اور تشہد کے وقت اگر ہو سکے تو دو زانو ہو جائے ورنہ اس میں بھی جس طرح آسانی ہو اس طرح بیٹھے¹۔

عَنْ حُمَيْدِ قَالَ رَأَيْتُ أَنَسًا يُصَلِّي مُتَوَّعًا عَلَى فِرَاشِهِ (بخاری)

حمید رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو عذر کی وجہ سے اپنے بستر پر چوکڑی مار کر بیٹھے نماز پڑھتے دیکھا۔

مسئلہ: اگر مریض سیدھا بیٹھنے پر قادر نہیں اور کسی دیوار کا یا کسی فرمانبردار شخص کا یا تکیہ وغیرہ کا سہارا لے کر بیٹھنے پر قادر ہے تو اس پر فرض ہے کہ اس سہارے سے بیٹھ کر نماز پڑھے اس کو لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔²

عَنْ أَهْبَانَ بْنِ أَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكَى رُكْبَتَهُ فَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَهُ رُكْبَتَهُ وَسَادَةً

(بخاری)

حضرت اہبان بن اوس رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تکلیف ہوئی تو وہ جب سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔

مسئلہ: اگر قیام اور رکوع و سجود سے عاجز ہے اور بیٹھنے پر قادر ہے تو بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور اشارہ کی حقیقت سر کا جھکا دینا ہے اور سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے زیادہ نیچے تک کرنا ضروری ہے۔ اگر رکوع و سجود کے اشارے برابر مقدار کے کرے گا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔¹

مسئلہ: اگر رکوع و سجود سے عاجز ہے یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا اور قیام پر قادر ہے تو مستحب اور افضل یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے۔²

مسئلہ: اشارہ سے نماز پڑھنے والا سجدہ سہوا اور سجدہ تلاوت بھی اشارہ سے کرے۔ (3)

عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو كَانَ يَقُولُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعِ الْمَرِيضُ السُّجُودَ أَوْ مَأً

بِرَاسِهِ إِنَّمَا وَلَمْ يَزْفَعْ إِلَى جَنْبَتِهِ شَيْئًا (مالک)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ جب مریض کو سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ اپنے سر سے اشارہ کرے (اور سر کو کچھ جھکا دے) اور (سجدہ کی خاطر) اپنے ماتھے تک کوئی چیز نہ اٹھائے۔

مسئلہ: اگر پیشانی پر زخم ہو جس کی وجہ سے پیشانی پر سجدہ نہ کر سکے تو اس کو اشارہ سے نماز پڑھنا درست نہیں اور اس کو ناک پر سجدہ کرنا فرض ہے۔ اگر ناک پر سجدہ نہ کیا اور اشارہ سے نماز پڑھی تو جائز نہ ہوگی ((14) اگر پیشانی اور ناک دونوں میں عذر مثلاً زخم ہے تو سجدہ کے لیے سر سے اشارہ کر لینا کافی ہے سجدہ نہ کرے۔

مسئلہ: اگر کسی کبڑے یا بوڑھے کی پیٹھ رکوع کی حد تک جھکی ہوئی ہو تو وہ رکوع کیلئے اپنے سر سے اشارہ کرے یعنی سر کو ذرا جھکا دینے سے اس کا رکوع ادا ہو جائے گا۔ (5)

مسئلہ: اگر کوئی مریض زمین پر ماتھا نہیں ٹکا سکتا لیکن اگر اس کے سامنے ایک بالشت (9 انچ) اونچی تپائی رکھی ہو یا اتنا اونچا پتھر رکھا ہو اور وہ سر کو اس پر ٹکا سکتا ہو تو اس شخص پر لازم ہے کہ سجدہ کے لئے وہ سر کو جھکا کر اس پتھر یا تپائی پر ماتھے کو ٹکائے۔

مسئلہ: اگر زمین پر بیٹھ سکتا ہے تو زمین پر بیٹھنا کرسی پر بیٹھنے سے افضل ہے۔ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے تو رکوع اور سجدہ دونوں اشارہ سے کرے کرسی کے آگے میز پر ماتھا نہ ٹکائے۔

مسئلہ: جو مریض نہ تو زمین پر سجدہ کر سکتا ہے اور نہ ہی زمین پر بیٹھ سکتا ہے وہ کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن رکوع و سجدہ کے لئے صرف سر کا اشارہ کرے سامنے کوئی لکڑی رکھ کر اس پر ماتھا ٹکانا ضروری نہیں بلکہ اگر وہ لکڑی چھاتی کے برابر ہو تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

لیٹ کر نماز پڑھنا

عَنْ عُمَرَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كَانَتْ بِي بَوَاسِيرٌ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَإِن لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ (بخاری)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے بوا سیر کا مرض تھا میں نے (اس بیماری میں) نماز پڑھنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے فرمایا (اول تو یہ کوشش کرو کہ) کھڑے ہو کر نماز پڑھو (اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھو) اور اگر (بیٹھنے کی) طاقت

نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر نماز پڑھو۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ يَصِلُ مِنَ الْمَرِيضِ مُسْتَلْقِيًا عَلَى قَفَاهُ الْفَبِلَةَ (دار قطنی)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا مریض (اگر بیٹھ نہ سکے تو) اپنی گدی پر چت لیٹ کر نماز پڑھے (اور) اس کے قدم قبلہ رخ ہوں۔

مسئلہ: اگر بیٹھ نہ سکتا ہو یا کسی وجہ سے بیٹھنا نقصان کرتا ہو مثلاً کسی کو عرق النساء (Sciatica) کی سخت تکلیف ہو یا کسی نے پرانے طریقے سے آنکھ بنوائی ہو اور مسلمان طبیب حاذق نے چت لیٹے رہنے کا حکم کیا اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے اشارہ سے نماز پڑھتا رہے کیونکہ جیسے جان بچانا فرض ہے ویسے ہی اعضاء کا بچانا بھی فرض ہے۔¹

مسئلہ: لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ چت یعنی کرپر لیٹے اور اپنے دونوں پاؤں قبلہ کی طرف کو پھیلائے (ہمارے ملک میں چونکہ قبلہ مغرب کی طرف ہے لہذا مریض کا سر مشرق کی طرف ہو اور اس کے پاؤں مغرب کی طرف ہوں اور اشارہ سے رکوع و سجود کرے۔ اگر کچھ طاقت ہو تو دونوں گھٹنوں کو کھڑا کر لے اور پاؤں قبلہ کی طرف نہ پھیلائے کیونکہ بلا مجبوری کے یہ فعل مکروہ تہزیہی ہے۔

چاہیے کہ سر کے نیچے ایک تکیہ رکھ دیں تاکہ لیٹا ہوا مریض بیٹھنے والے کے مشابہ ہو جائے اور منہ قبلہ کی طرف ہو جائے آسمان کی طرف نہ رہے اور رکوع و سجود کیلئے اشارہ بھی اچھی طرح کر سکے۔¹

مسئلہ: اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر لیٹے اور منہ قبلہ کی طرف کو کر کے اشارہ سے نماز پڑھے تو جائز ہے لیکن چت لیٹنا اولیٰ و افضل ہے اور دائیں کروٹ کو بائیں کروٹ پر فضیلت ہے اور جائز دونوں طرح ہیں۔²

مسئلہ: اگر تندرست آدمی نے کھڑے ہو کر نماز شروع کی پھر دوران نماز اس کو کوئی ایسی تکلیف پیش آگئی کہ قیام نہیں کر سکتا مثلاً کوئی رگ چڑھ گئی تو بیٹھ کر باقی نماز پڑھے نئے سرے سے پڑھنے کی ضرورت نہیں اور ہو سکے تو رکوع و سجود کرے۔ اور اگر رکوع و سجود پر بھی قادر نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے باقی نماز پڑھے اور اگر بیٹھنے پر بھی قادر نہ ہو تو بیٹھ کر اشارہ سے باقی نماز پڑھے

اور اگر بیٹھے پر بھی قادر نہ ہو تو لیٹ کر اشارہ سے باقی نماز پڑھے (3))
مسئلہ: جو شخص عذر کی وجہ سے بیٹھ کر رکوع و سجود سے نماز پڑھتا تھا پھر نماز کے اندر تندرست

ہو گیا یعنی قیام پر قادر ہو گیا تو اپنی باقی نماز کھڑے ہو کر پڑھے (4))
مسئلہ: اگر کچھ نماز کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر اشارہ سے پڑھی پھر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع و سجود کرنے پر قادر ہو گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے:

(i) ایک دفعہ اشارہ سے رکوع و سجود کر لینے کے بعد رکوع و سجود کی قدرت حاصل ہوئی ہو۔ تو نئے سرے سے نماز پڑھے لیکن اگر نماز شروع کرنے کے بعد اور رکوع و سجود کرنے سے پہلے ہی یہ قدرت حاصل ہوئی تو اسی نماز کو رکوع و سجود کے ساتھ پورا کر لے نئے سرے سے پڑھنے کی ضرورت نہیں (5))

اگر چت یا کروٹ پر لیٹ کر اشارہ سے نماز شروع کی پھر کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر رکوع و سجود کرنے پر قادر ہو گیا خواہ رکوع و سجود کے اشارے کرنے سے پہلے یا ان کے بعد میں قادر ہوا ہر حال میں نئے سرے سے نماز پڑھے (6))

مسئلہ: عذر کے ساتھ اشارہ سے جو نمازیں پڑھیں صحت کے بعد ان کا اعادہ نہیں ہے۔
مسئلہ: جب مریض سر سے اشارہ کرنے سے بھی عاجز ہو تو نماز کا فرض اس سے ساقط ہو جاتا ہے۔ آنکھ یا ابرو یا دل کے اشارہ سے نماز نہ پڑھے کیونکہ ان کے اشارہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ ایسے مریض کو جب صحت ہو جائے تو اس پر ایسی نمازوں کی قضا کے لازم ہونے یا نہ ہونے میں چار صورتیں ہیں۔

i مرض ایک دن ایک رات یعنی پانچ نمازوں سے زیادہ رہا اور اس کی عقل قائم نہ رہی اس صورت میں حالت مرض کی نمازوں کی قضا نہیں ہے۔

ii دن رات سے زیادہ مرض رہا اور عقل قائم رہی۔

iii مرض بے ہوشی کے ساتھ ایک دن ایک رات یا اس سے کم رہا مگر عقل قائم رہی۔

iv مرض دن رات سے کم رہا اور عقل قائم نہ رہی

ii, iii اور iv تینوں صورتوں میں قضا لازم ہے۔¹

مریض اگر قبلہ رخ ہونے پر قادر نہ ہو

مسئلہ: مریض قبلہ کو پہچانتا ہو لیکن قبلہ کی طرف منہ پھیرنا نقصان دے یا مریض خود سے قبلہ کی طرف منہ کرنے پر قادر نہیں اور ایسا کوئی شخص موجود نہیں جو اس کا منہ قبلہ کی طرف کو پھیر دے تو جس طرف رخ ہے اسی طرف کو نماز پڑھ لے بعد میں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔²

مسئلہ: اور اگر کوئی ایسا شخص مل گیا جو اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دے تو اس کو کہے کہ میرا منہ قبلہ کی طرف پھیر دو۔ اگر اس کو حکم نہ کیا اور قبلہ کے علاوہ کسی اور طرف کو نماز پڑھی تو جائز نہ ہو گی۔ (3)

مریض کے بستر کا نجس ہونا

مسئلہ: اگر مریض نجس بستر پر ہو تو اگر پاک بستر نہیں ملتا یا ملتا ہے لیکن کوئی ایسا شخص نہیں جو اس کا بستر بدل دے (اور مریض خود اٹھنے کے قابل نہ ہو) تو نجس بستر پر نماز پڑھ لے اور اس کا اعادہ نہ کرے۔ اور اگر ایسا شخص مل جائے جو اس کا بستر بدل دے تو چاہیے کہ اس کو کہے اور اگر نہ کہا اور نجس بستر پر نماز پڑھی تو نماز جائز نہیں ہوگی۔¹

مسئلہ: کسی مریض کے نیچے نجس بستر ہے اور یہ حال ہے کہ بستر بدلنے میں حرکت کی وجہ سے اس کو بہت تکلیف ہوگی یا مرض میں زیادتی ہوگی تو اس کا بستر نہ بدلیں اور وہ اسی پر نماز پڑھے اور کسی قسم کا شک نہ کرے کیونکہ اس کے حق میں وہ پاک ہے۔²

اگر مریض کے کپڑوں پر خون یا پیپ لگ جائے

مسئلہ: اگر کسی کا زخم بہتا ہو۔ اس پر کپڑا باندھ لیا۔ کپڑے پر ہتھیلی کے پھیلاؤ سے زیادہ جگہ پر خون لگ گیا یا مریض کے پپے ہوئے کپڑوں پر لگ گیا تو اگر زخم بننے کی یہ حالت ہو کہ کپڑے دھونے یا بدلنے کے بعد نماز پڑھنے کے دوران ہی دوبارہ اتنے پھیلاؤ پر خون لگ جائے گا تو اس کو دھوئے بغیر یا تبدیل کئے بغیر ویسے ہی نماز پڑھ لے اور اگر زخم کی ایسی حالت نہ ہو تو پھر نماز سے پہلے کپڑے کو دھونا یا تبدیل کرنا فرض ہے۔ اور اگر کپڑے پر 2.75 سم کے قطر کے پھیلاؤ کے برابر خون لگا ہو تو دوبارہ نجس نہ ہونے کی صورت میں کپڑے کو دھونا یا تبدیل کرنا واجب ہے۔

اور اگر کپڑے پر 2.75 سم کے قطر کے پھیلاؤ سے کم خون لگا ہو تو دوبارہ نجس نہ ہونے کی صورت میں اس کو دھونا سنت ہے۔ (3)

جنون، بے ہوشی اور نشہ کی حالت میں نماز کے مسائل

عَنْ يَزِيدَ مَوْلَى عَمَّارٍ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ أُغْمِيَ عَلَيْهِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَأَفَاقَ نَضْفَ اللَّيْلِ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ (دار قطنی)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمارؓ کو ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازوں کے وقت میں بے ہوشی رہی اور آدھی رات کو ہوش آیا تو انہوں نے (اس وقت) ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔

عَنْ اِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ فِي الْمَغْمَى عَلَيْهِ يَوْمًا وَلَيْلَةً قَالَ يَقْضَى (کتاب الآثار لمحمد)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جو شخص پورے ایک دن رات (یعنی کل پانچ نمازوں تک) بے ہوش رہے تو وہ (ہوش آنے پر) ان نمازوں کو قضا کرے۔

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّهُ أُغْمِيَ عَلَيْهِ أَكْثَرَ مِنْ يَوْمَيْنِ فَلَمْ يَقْضِ (دار قطنی)

نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دو دن سے زیادہ بے ہوش رہے تو (ہوش آنے پر) انہوں نے فوت شدہ نمازیں قضا نہیں پڑھیں۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص پانچ نمازوں کے وقت تک بے ہوش رہے تو ان نمازوں کو قضا کرے۔
مسئلہ: اور اگر بے ہوشی پانچ نمازوں سے بڑھ جائے یعنی چھ نمازیں ہو جائیں تو اب ان نمازوں کو قضا نہ کرے لیکن یہ (یعنی ترک قضا کا) حکم اس وقت ہے جب اس بے ہوشی برابر رہے (Continuous) اور اس مدت کے دوران کبھی افاق نہ ہو۔

لیکن اگر افاقہ ہوتا ہے اور افاقہ کا ایک وقت مقرر ہے مثلاً روزانہ صبح کے وقت میں مرض میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کچھ ہوش آ جاتا ہے اور تھوڑی دیر افاقہ رہتا ہے تو اس افاقہ کا اعتبار کیا جائے گا اور اس افاقہ سے پہلے اگر بے ہوشی ایک دن رات سے کم تھی تو ان نمازوں کی قضا واجب

ہوگی۔ اور اگر افاقہ کا وقت مقرر نہ ہو بلکہ کبھی یکا یک افاقہ ہو جاتا ہے اور تندرستوں کی سی باتیں کرتا ہے پھر بے ہوش ہو جاتا ہے تو اس افاقہ کا اعتبار نہیں ہوگا اور یہ بے ہوشی متصل اور لگاتار سمجھی جائے گی¹۔

مسئلہ: جنون کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر کسی درندے یا آدمی کے خوف یا سخت بیماری سے ایک دن رات سے زیادہ بے ہوش رہا تو اس سے قضا ساقط ہو جائے گی۔²

مسئلہ: اگر شراب پی اور اس کے نشے کی وجہ سے ایک دن رات سے زیادہ عقل جاتی رہی تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوگی خواہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانے تک رہے اور خواہ شراب دوا سمجھ کر پی ہو یا کسی نے مجبور کر کے پلا دی ہو تب بھی قضا واجب ہے کیونکہ بندوں کے فعل سے اللہ تعالیٰ کا حق ساقط نہیں ہوتا۔¹

مسئلہ: یہی حکم اپریشن کیلئے بے ہوش کرنے میں بھی ہے۔

مسئلہ: اسی طرح اگر اجوائن خراسانی یا کوئی اور دوا استعمال کی جس سے ایک دن رات سے زیادہ عقل درست نہ رہی تو اس سے نماز ساقط نہیں ہوگی۔ ان سب وقتوں کی قضا نماز پڑھے۔²

مسئلہ: اگر ایک دن رات سے زیادہ سوتا رہا تو یہ سب نمازیں قضا کرے کیونکہ عام طور سے ایک دن رات سے زیادہ کوئی نہیں سوتا)) (3)

مسئلہ: اگر کوئی مریض ایسی حالت کو پہنچ گیا کہ غنودگی وغیرہ کی وجہ سے اس کو رکعتوں کا شمار اور رکوع و سجود وغیرہ یاد نہیں رہتا تو اس پر اس وقت کی نمازوں کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ صحت کے بعد ان کی قضا پڑھ لے لیکن اگر کوئی شخص اس کو بتاتا جائے اور وہ اس کے مطابق نماز پڑھ لے تو جائز ہے۔)) (4)

تنبیہ: یہ بتلانا تعلیم نہیں بلکہ یاد دہانی اور خبردار کرنا ہے اس لئے یہ نماز فاسد نہیں ہوتی۔

مسئلہ: یہی حکم اس شخص کا ہے جس کو زیادہ بڑھاپے کے وجہ سے فتور آ گیا ہو اور وہ رکعتوں اور رکوع و سجود وغیرہ یاد نہ رکھ سکتا ہو تو دوسرے شخص کے بتلانے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی۔)) (5)

متفرق مسائل

مریض اپنی نماز میں قراءت و تسبیح اور شہد و درود و دعا اسی طرح پڑھے جیسے تندرست پڑھتا

ہے۔ (6)

اگر ان سب یا کچھ سے عاجز ہو تو چھوڑ دے۔ تندرست اور مریض میں صرف ان چیزوں میں فرق ہے جن میں مریض عاجز ہے۔ اور جن پر مریض قادر ہے ان کا حکم اس پر تندرست کی

مانند ہے۔ (7)

مسئلہ: اگر کسی کی بیوی ایسی بیمار ہو کہ خود وضو نہ کر سکے تو خاوند پر اس کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ اسی طرح اگر خاوند ایسا بیمار ہو تو بیوی پر اس کو وضو کرانا واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر بیوی خاوند سے یا خاوند بیوی سے امداد طلب کرے اور وہ مدد کرے تو وضو کرنا فرض ہے اور تیمم جائز نہیں۔¹

مسئلہ: اگر کسی کے دانتوں میں درد ہو اور منہ میں سرد پانی یا کوئی دوا ڈالے بغیر سکون نہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اگر کوئی شخص امامت کے لائق مل جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے ورنہ اسی حالت میں یعنی منہ میں دوائی رکھے ہوئے خود ہی نماز پڑھ لے اور قراءت وغیرہ نہ کرے۔²

مسئلہ: وہ مریض جو جمعہ کے لئے مسجد نہیں جاسکتا اس کے واسطے مستحب ہے کہ جمعہ کے روز ظہر کی نماز میں اتنی تاخیر کرے کہ جمعہ کی نماز سے امام فارغ ہو جائے اور اگر اتنی تاخیر نہ کرے تو مکروہ تنزیہی ہے (3)

مسئلہ: مریض کی جو نمازیں حالت مرض میں قضا ہو گئیں ان کو جب صحت ہونے پر قضا کرے تو اس طرح نماز پڑھے جیسے تندرست پڑھتے ہیں اور اگر اس حالت کی طرح پڑھی جس حالت کی نماز فوت ہو گئی تھی مثلاً بیٹھ کر یا اشارہ سے تو نماز جائز نہ ہوگی۔ اور اگر صحت کی حالت میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں اور ان کو بیماری کی حالت میں قضا کرتا ہے تو اس طرح پڑھے جس پر اب قادر ہے یعنی بیٹھ کر یا اشارہ سے۔ اس سے نماز ہو جائے گی۔ اس وقت صحت کی طرح پڑھنا واجب نہیں ہے لہذا یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی طاقت آجائے گی تب پڑھوں گا یا جب بیٹھنے اور رکوع و سجود کرنے لگوں گا تب پڑھوں گا (4)

مسئلہ: اگر آپریشن طویل ہو تو اس کی ایسی منصوبہ بندی کرنی چاہیے کہ کوئی نماز قضا نہ ہو اور اگر اتفاق سے آپریشن طویل ہو جائے یا ایسے وقت میں ایمر جنسی آجائے کہ نماز کا وقت نکلتا ہو تو

اگر اتنی گنجائش ہو کہ جلدی سے مختصر وضو کر کے مختصر طور پر فرض ادا کر سکتا ہو تو نماز قضا نہ کرے سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنے وقفہ کی بھی گنجائش نہ ہو اور مریض کی جان یا اس کے کسی عضو کے تلف ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز قضا کر کے پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر اکھڑے ہوئے دانت کو دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ لیا اور نماز پڑھی تو نماز ہو جائے

گی۔

باب: 15

امامت و اقتداء کے چند مسائل

مسئلہ: معذور اپنے جیسے عذر والے کی یا اپنے جیسے عذر والے کی جس میں کوئی زائد عذر بھی ہو امامت کر سکتا ہے۔ البتہ دو عذر والا ایک عذر والے کی امامت نہیں کر سکتا کیونکہ ایک تو امام کے حال کا مقتدی کے حال سے قوی یا اس کے مساوی ہونا شرط ہے اور دوسرے معذور امام اور مقتدی دونوں کے عذر کا ایک ہونا ضروری ہے مثلاً دونوں کو سلس بول ہو یا دونوں کو ریح کا مرض ہو وغیرہ۔ اگر دونوں کو الگ الگ قسم کے عذر ہوں مثلاً ایک کو ریح کا مرض ہے اور دوسرے کو سلس بول کا مرض ہے یا اس کے خون جاری ہے تو وہ ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتے بلکہ الگ الگ نماز پڑھیں۔¹

مسئلہ: معذور نے اپنے مثل معذور اور صحیح کی امامت کی تو صحیح (تندرست) کی نماز درست نہیں ہوگی۔ معذور کی درست ہو جائے گی۔²

البتہ اگر معذور نے عذر کے رکے ہوئے ہونے کی حالت میں وضو کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھائی تو صحیح کی نماز بھی درست ہو جائے گی ((3)

مسئلہ: اشارہ سے باجماعت نماز پڑھنے میں مقتدی کے امام سے آگے ہونے نہ ہونے میں سر کا اعتبار ہے۔ اگر مقتدی کا سر امام کے سر کے برابر یا اس سے پیچھے ہے اگرچہ اس کے قدم امام کے قدم سے آگے ہوں تو اقتداء صحیح ہو جائے گی اور اس کے برعکس اگر اس کا سر امام کے سر سے آگے اور پاؤں امام سے پیچھے ہیں تو اس کی اقتداء درست نہیں ہوگی۔ یہ حکم اشارہ سے اس نماز پڑھنے والے کا ہے جو کسی صحیح کا یا اپنے مثل اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا مقتدی ہو اور امام و مقتدی دونوں میں سے ہر ایک جو معذور ہونے کی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہوں یا چت لیٹے ہوئے ہوں اور ان کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔ لیکن اگر دونوں کروٹ پر لیٹے ہوں تو مقتدی کو اپنے امام کی پیٹھ

کے پیچھے کروٹ سے لیٹا ہوا ہونا شرط ہے اور اس صورت میں سر کے آگے پیچھے ہونے کا اعتبار نہ ہو گا۔¹

مسئلہ: امام لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھتا ہو اور مقتدی بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھتا ہو تو مقتدی کی نماز صحیح نہ ہوگی۔²

مسئلہ: امام نے زخم پر پٹی باندھی ہو اور اس پر مسح کیا ہو تو اس کے پیچھے ایسے شخص کی نماز صحیح ہوگی جس نے تمام اعضاء وضو کو دھویا ہو۔ (3)

مسئلہ: مریض امام بیٹھ کر نماز پڑھائے اور تندرست مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہوں تو نماز درست ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مرض و فوات میں بیٹھ کر نماز پڑھائی جبکہ صحابہ کرام نے کھڑے ہو کر اقتداء کرتے رہے۔ (4)

مسئلہ: جنون کی حالت میں مبتلا شخص کی اور نشے میں مدہوش کی اور معتوہ کی امامت صحیح نہیں ہوتی۔ (5)

مسئلہ: جس کے منہ سے بدبو آتی ہو یا جس کے زخم ہوں اور اس کے زخموں سے بدبو آتی ہو اس شخص کو چاہیے کہ وہ نماز باجماعت کیلئے مسجد میں نہ جائے بلکہ گھر میں نماز پڑھے۔ (6)

مسئلہ: مجنون و پاگل کو مسجد سے دور رکھنا چاہیے۔ (7)

عَنْ وَائِلَةَ بِنِ الْأَسْنَقِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ جَنَبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَ مَجَانِبِنَكُمْ۔ (ابن ماجہ)

حضرت وائلہ بن اسنق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا اپنی مسجدوں سے اپنے بچوں اور دیوانوں کو دور رکھو (کہ کہیں وہ مسجد میں شور کریں یا اس کو پیشاب کر کے ناپاک کر دیں)۔

باب: 16

مفسدات نماز

مسئلہ: بلا ضرورت ایک بار بھی کھجلا نا مکروہ تحریمی ہے اور نماز واجب الاعدادہ ہے اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ بغیر کھجلائے نماز میں یکسوئی نہ ہو تو ایک یا دو بار کھجلا نا بلا کراہت جائز ہے۔ اور تین بار اس طرح کھجلا نا کہ صرف تین دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مدت میں تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر کھجائے اور رکھے تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کو چھینک آئی اور نمازی نے اس کو **يَوْمَ حَمَكِ** اللہ کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر خود نمازی کو چھینک آئی اور اس نے خود ہی **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** کہا تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔¹

مسئلہ: اگر درد یا مصیبت سے نماز میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا آواز سے روئے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ البتہ اگر مریض مرض سے بے قابو ہو جائے اور اس سے بے اختیار آہ یا ہائے نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی۔ اور اگر نماز میں ایسے رویا کہ صرف آنسو ہے اور آہ نہ نکلی تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔²

مسئلہ: بلا ضرورت کھنکھارنے اور گلا صاف کرنے اور کھانسی کرنے میں اگر دو حرف بھی پیدا ہو جائیں۔ مثلاً **ا ح نکل** جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ لا چاری اور مجبوری کے وقت کھنکھارنا اور گلا صاف کرنا درست ہے۔ اسی طرح کھانسی بلا اختیار آئے اور حرف پیدا ہو جائیں تو نماز نہیں ٹوٹی۔ اور اگر کھنکھارنے یا کھانسنے سے حروف نہیں نکلے تو نماز فاسد نہیں ہوتی لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔¹

مسئلہ: چھینک یا ڈکار یا جمائی لینے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر حروف بلا اختیار نکلے ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوگی لیکن اگر مجبوری کے بغیر طبیعت کے تقاضہ سے زائد تکلف کر کے حروف ادا کرے

مثلاً جمائی لینے والا ہاہ باہ دو دفعہ کہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر حرف نہیں نکلے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔²

مسئلہ: اگر جسم کے اندر موجود نجاست اپنی اصلی جگہ سے الگ ہو تو خواہ کسی چیز میں بند ہو نماز سے مانع ہوگی لہذا اگر کسی شخص نے اس حال میں نماز پڑھی کہ اس کی جیب میں ایسی شیشی ہو جس میں خون یا پیشاب ہے تو نماز جائز نہیں اگرچہ اس شیشی کا منہ بند ہو اور خواہ وہ پوری پوری ہو یا کم بھری ہو۔

یہی حکم اس وقت ہے جب نماز پڑھتے ہوئے جیب میں رومال ہو جس میں 2.75 سم قطر کے پھیلاؤ کے برابر نجاست لگی ہو۔ (3)

باب: 17

مرنے والے کے احکام

1- اس کو کلمہ کی تلقین کی جائے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَقِنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (مسلم)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو لا إله إلا الله کی تلقین کرو۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ كَانَ آخِرَ كَانٍ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ (ابو داؤد)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جس نے دنیا میں جہنم کی سخت وعید کے کام نہ کئے ہوں یا ان سے سچی توبہ کر لی ہو اور) جس کا (دنیا سے جاتے ہوئے) آخری کلام لا إله إلا الله ہو وہ سیدھا جنت میں داخل ہوگا۔ (جہنم میں نہیں جائے گا اگرچہ یہ ممکن ہے کہ اس کو اپنی بد اعمالیوں کی سزا کے طور پر قبر کی یا قیامت کے دن کی بعض سختیوں کو برداشت کرنا پڑے۔)

2- اس کے پاس سورہ یسین کی تلاوت کی جائے

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِفْرَأْ وَيَسْ عَلِيٍّ مَوْتَاكُمْ (ابو داؤد)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والوں کے پاس سورہ یسین پڑھو کہ اس کی برکت سے موت کے شدائد میں کمی ہوگی۔

3- مرنے والے کو قبلہ رخ کیا جائے

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ سَأَلَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ

فَقَالُوا تُوْفِي وَ أَوْصَى أَنْ يُوجَّهَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَصَابَ الْفُطْرَةَ
(حاکم)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ شریف لائے تو حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ ان کی وفات ہو گئی ہے اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ مرتے وقت ان کو قبلہ رخ کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے فطرت اسلام کی بات پائی۔

4- مرنے پر آنکھیں بند کر دی جائیں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصْرَهُ
فَأَغْمَضَهُ۔ (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں۔

5- میت کو چادر سے ڈھانپ دیا جائے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوْفِي سَجَّ بِبُرْدٍ حَبْرَةٍ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کو ایک دھاریا ربڑی چادر سے ڈھانپا گیا۔

پیدائش سے پہلے یا فوراً بعد بچے کے مرنے پر احکام

ا اگر بچے کے پورے اعضاء بن چکے ہوں۔

مسئلہ: پیدائش کے وقت اکثر حصہ پیدا ہونے کے بعد جس بچے کی کوئی آواز یا سانس یا کسی عضو یا آنکھ جھپکنے کی حرکت وغیرہ ایسی پائی جائے جس سے اس کی زندگی معلوم ہو تو اس کا نام رکھیں اور اس کو غسل و کفن دیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔¹

مسئلہ: اور اگر اکثر حصہ پیدا ہونے کے بعد زندگی کی کوئی علامت نہ پائی جائے تو اس کو غسل دیں اور اس کا نام رکھیں اور اس کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں اور اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں۔²

اکثر حصہ بدن کے نکلنے کا معیار

اگر سیدھا یعنی سر کی طرف سے پیدا (Cephalic Presentation) ہو تو سیدہ تک نکلنے سے کریں گے اور اگر الٹا یعنی پاؤں کی طرف سے پیدا (Breech Presentation) ہو تو ناف تک نکلنے سے اکثر حصہ نکلنا سمجھا جائے گا۔ (3)

اگر جنمانے والی (یعنی Delivery کرانے والی) ڈاکٹر یا دائی یا خود بچہ کی ماں اس کی زندگی کی علامت یعنی رونے یا حرکت کرنے وغیرہ کی گواہی دیں تو غسل دینے اور نماز جنازہ پڑھنے کے لئے ان کا قول مقبول ہوگا اور اس پر غسل و نماز کا حکم عائد ہوگا۔

مسئلہ: اگر بچہ پیدا ہوتے وقت اس کا سر نکلا اس کے بعد وہ رویا یعنی اس سے زندگی کا کوئی اثر ظاہر ہوا پھر نصف سے زیادہ بدن نکلنے سے قبل ہی مر گیا تو اس پر مردہ پیدا ہونے کا حکم لگے گا اور اس کو مسنون طریقے پر غسل نہیں دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ اس کو معمولی طریق پر غسل دے کر یعنی اس پر سے پانی بہا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا۔ (4)

II اگر پورے اعضاء نہ بنے ہوں

مسئلہ: اگر حمل گر جائے تو اگر بچہ (Foetus) کے ہاتھ پاؤں منہ ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلائیں اور نہ کفن دیں کچھ بھی نہ کریں بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر دبا دیں۔ (5)

مسئلہ: اور اگر اس بچہ کے کچھ عضو بن گئے ہوں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جائے اور یونہی نہلا دیا جائے اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔¹

مسئلہ: ناف کاٹنے سے پہلے بچہ مر جائے تو اب اس کی ناف (آنول) کا ثنا فضول ہے

کیونکہ وہ اس لئے کاٹی جاتی ہے کہ وہ ایک زائد چیز ہے جس کے لگے رہنے سے زندہ تو تکلیف ہو گی۔ لہذا بچے کو ناف اور Placenta سمیت دفن کریں گے۔

مسئلہ: بعض اوقات جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس میں حیات کے ظاہری آثار نہیں ہوتے یعنی بچے کا رونا یا ہاتھ پیر ہلانا یا کسی اور عضو کو حرکت دینا نہیں پایا جاتا البتہ کچھ دیر کے لئے مشین پر دل کی حرکت محسوس کی جاتی ہے یا زیادہ سے زیادہ اتنا نظر آتا ہے کہ بچے نے اپنا ہاتھ سیکڑا ہے اور پھیلا یا ایسی صورت میں بچے کو زندہ نہیں سمجھا جائے گا اور یہ سمجھا جائے گا کہ بچہ مردہ پیدا ہوا ہے۔

(قولہ ای و جدمنہ ما یدل علی حیاتہ) ای من بکاء او تحریک عضو او طرف و نحو ذلك بدائع و هذا معناه في الشرع كما في البحر و قال في الشرنبلالية یعنی الحیاة المستقره و لا عبرة لانقباض و بسط الید و قبضها لان هذه الاشياء حركة المذبوح و لا عبرة بها حتی لو ذبح رجل فمات ابوہ و هو يتحرك لم يرثه المذبوح لان له في هذه الحالة حکم الميت كما في الجوهره الخ اقول و ما نقلناه عن البدائع مشی عليه في الفتح و البحر و الزيلعي و يمكن حملہ علی ما في الشرنبلالية (رد المحتار ص 654 ج 1)

باب: 18

مرض موت میں مبتلا مریض کے تصرفات

مرض وفات میں مبتلا مریض کی تعریف

وہ مریض ہے جو اپنی حاجتوں کے لئے گھر سے باہر نہ نکل سکتا ہو۔ ایک تعریف یہ بھی کی گئی ہے کہ یہ وہ مریض ہے جو ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے عام طور پر موت واقع ہو جاتی ہے خواہ مریض صاحب فراش ہو یا نہیں۔

مسائل

مرض موت میں مبتلا مریض کے وہ تصرفات جن کے ساتھ قرض خواہوں یا وارثوں کے حق کا تعلق ہوتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔

1- جن سے قرض خواہوں اور وارثوں کا حق باطل نہیں ہوتا بلکہ ان کا حق ایک شے سے دوسری شے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو مالیت میں پہلی شے کی مثل ہو مثلاً مریض نے اپنا زیور روپوں کے عوض پوری قیمت پر فروخت کیا تو اب قرض خواہوں اور وارثوں کا حق زیور کے بجائے روپوں کے ساتھ متعلق ہو گیا۔ مریض کے یہ تصرفات صحیح ہوتے ہیں۔

2- جن سے قرض خواہوں اور وارثوں کا حق باطل ہوتا ہے مثلاً مریض اپنی کوئی شے ہبہ یا صدقہ کر دے۔ یہ کر کے مریض کو کچھ نہیں ملا تو قرض خواہوں اور وارثوں کا تعلق جس شے سے تھا وہ اب جاتی رہی۔ اس طرح سے ان کا حق بھی جاتا رہا۔ مریض کے یہ تصرفات جائز نہیں۔

پھر قرض خواہوں اور وارثوں کے حق کا تعلق صرف اس مال میں ہوتا ہے جس میں میراث جاری ہوتی ہے مثلاً ترکہ میں چھوڑی ہوئی اشیاء۔ جن اشیاء میں میراث جاری نہیں ہوتی مثلاً اشیاء کے منافع ان کے ساتھ قرض خواہوں اور وارثوں کے حق کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔

وہ حقوق جن میں میراث تو جاری ہوتی ہے لیکن نہ تو وہ مال ہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں مال ہونے کا حکم لگایا جاتا ہے مثلاً قصاص لینے یا معاف کرنے کا حق ان میں بھی قرض خواہوں اور وارثوں کے حق کا تعلق نہیں ہوتا۔

مرض موت میں مبتلا مریض کے ہبہ سے متعلق مسائل 1-

1- مریض کا ہبہ اور صدقہ اس وقت تک صحیح نہیں ہوتا جب تک اس پر موہوب لہ (یعنی جس کو ہبہ کیا ہے اس) کا قبضہ نہ ہو جائے۔ اور جب قبضہ ہو جائے تو یہ ہبہ ایک تہائی ترکہ میں سے صحیح ہوگا اس لئے کہ اس حالت میں اس کی حیثیت وصیت کی ہے اور اگر قبضہ ہونے سے پیشتر واہب (یعنی ہبہ کرنے والا) مر جائے تو ہبہ باطل ہو جاتا ہے۔

اگر ہبہ میں مکان دیا اور موہوب لہ نے اس پر قبضہ کر لیا پھر واہب کچھ اور مال چھوڑے بغیر مر گیا تو ہبہ اس مکان کی تہائی میں صحیح ہوگا اور دو تہائی وارثوں کو واپس ملے گا۔ یہی معاملہ تمام قابل تقسیم اور ناقابل تقسیم اشیاء کا ہے۔

اگر مریض نے ایسی شے ہبہ کی جو ایک تہائی مال سے نہ نکلتی ہو بلکہ اس کی مالیت ایک تہائی ترکہ سے زیادہ کی ہے تو موہوب لہ پر واجب ہوگا کہ وہ وارثوں کے مطالبہ کرنے پر ایک تہائی سے زائد وارثوں کو واپس کر دے۔

مسئلہ: مریض نے ایک من عمدہ چھوڑے جن کی قیمت تین سو روپے ہو ایک تندرست کو ہبہ کئے ایک من گھٹیا چھوڑوں کے عوض میں جن کی قیمت صرف سو روپے ہے۔ اور دونوں نے قبضہ کر لیا۔ پھر مریض مر گیا اور وارثوں نے اس تصرف کی اجازت نہ دی تو تندرست آدمی پر واجب ہوگا کہ یا تو وہ مریض کے چھوڑے واپس کر دے اور اپنے چھوڑے لے لے یا مریض کے چھوڑوں کا نصف من واپس کرے اور اپنے چھوڑوں کا نصف من واپس لے لے۔ اور اگر مذکورہ بالا صورت میں مریض کا ہبہ عوض کے ساتھ مشروط نہ تھا تو تندرست کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو ہبہ واپس کر دے اور اپنے عوض واپس لے لے اور چاہے تو مریض کے دو تہائی واپس کر دے۔

مسئلہ: واہب نے اپنا ہبہ موہوب لہ سے اس وقت واپس لیا جب وہ مریض ہے اور یہ ہبہ

موجبہ کی صحت میں ہوا تھا۔ اگر یہ واپسی عدالتی فیصلے کے تحت ہوئی تو واپسی صحیح ہوئی اور موجبہ کی موت کے بعد اس کے قرض خواہوں اور وارثوں کا واجبہ پر کچھ حق نہ ہوگا۔ اور اگر یہ واپسی عدالتی فیصلے کے بغیر ہوئی تو مریض کا واجبہ کو اس کے مطالبہ پر ہبہ واپس کرنا اس کی جانب سے ایک نیا ہبہ شمار ہوگا لہذا اس کا حساب اس کے ایک تہائی ترکہ میں سے کیا جائے گا جب کہ میت پر کچھ قرض نہ ہو اور اگر میت کے ذمے اس کے کل ترکہ کے برابر قرض ہو تو واپسی کو کالعدم اور باطل کر دیا جائے گا اور واجبہ سے لے کر وارثوں کو ہبہ دلوا یا جائے گا۔

مسئلہ: مریض عورت نے اپنے شوہر کو اپنا مہر ہبہ کر دیا۔ پھر اگر وہ تندرست ہو جائے تو ہبہ صحیح ہو جائے گا اور اگر مرض میں مر جائے تو اگر مرض موت سے مختلف مرض کی وجہ سے مرے تب بھی ہبہ صحیح ہوگا اور اگر مرض موت والے ہی مرض ہی سے مرے تو وارثوں کی اجازت کے بغیر ہبہ صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ: عورت نے مرض موت میں اپنے شوہر کو مہر معاف کر دیا اور عورت سے پہلے ہی اس کا شوہر مر گیا تو عورت کو مہر کا دعویٰ کرنے کا حق نہ ہوگا۔ البتہ جب عورت مر جائے گی تو اس کے وارثوں کو دعویٰ کرنے کا اختیار ہوگا کیونکہ جب تک عورت کو موت نہ آئے اس کا مہر معاف کرنا صحیح سمجھا جائے گا۔ ہاں مرنے کے بعد معلوم ہوگا کہ وہ صحیح نہیں ہوا تھا۔

مسئلہ: مرض وفات میں مبتلا مریض نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ پھر اس کے ہاتھ اپنا مکان فروخت کیا اور اس کی قیمت بھی اس کو ہبہ کر دی اور مزید مثلاً دس ہزار روپے کی وصیت کی۔ پھر بیوی کی عدت کے دوران شوہر مر گیا تو وصیت اور قیمت کا ہبہ باطل ہوگا۔

مسئلہ: اپنا بیچ اور فالج زدہ اور شل ہاتھ پاؤں والوں کے یہ عوارض طویل ہو جائیں اور ان سے موت کا خوف نہ ہو تو ان بیماروں کا ہبہ تندرست لوگوں کی طرح کل مال میں شمار ہوگا۔

مرض موت میں مبتلا مریض کے اقرار 1-

مسئلہ: جب مریض پر صحت کے زمانے کا قرض نہ ہو تو مریض کا اجنبی کے لئے کل مال کا اقرار جائز ہے۔

مسئلہ: صحت کے زمانے کا قرض مرض کے زمانے کے اس قرض پر مقدم ہوگا جو مریض

کے اقرار سے ثابت ہو۔ لہذا ترکہ میں سے پہلے زمانہ صحت کا قرض ادا کیا جائے گا پھر اگر ترکہ میں کچھ بچا تو اس سے زمانہ مرض کا قرض ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ: زمانہ مرض کا جو قرض گواہوں کے ذریعے یا خود قاضی و حج کے مشاہدے سے ثابت ہوا ہو تو وہ اور زمانہ صحت کا قرض دونوں کا حکم یکساں ہے۔

مسئلہ: زمانہ صحت کا قرض اس ودیعت پر بھی مقدم ہوتا ہے جس کا مریض نے مرض میں اقرار کیا ہو۔

مسئلہ: مرض موت میں جو ادا بیگیاں کسی معروف سبب سے لازم ہوئی ہوں وہ اس قرض اور ودیعت پر مقدم ہوتی ہیں جن کا مریض نے اپنے مرض موت میں اقرار کیا ہو۔

معروف سبب میں یہ باتیں شامل ہیں: مشاہدہ میں آئی ہوئی بیع، دوسرے کے مال کا اتلاف اور مہر مثل پر نکاح۔ اگر مہر مثل سے زائد مہر مقرر کیا گیا ہو تو زائد باطل ہوگا اگرچہ نکاح جائز ہوگا۔

مسئلہ: مریض نے اپنے قبضے میں موجود کسی شے کا غیر وارث کے لئے اقرار کیا تو یہ اقرار اس کے کل مال میں سے صحیح ہوگا جب کہ معلوم ہو کہ مریض نے حالت مرض میں اس غیر وارث کو اس شے کا مالک نہیں بنایا ہے اور اگر حالت مرض میں اس کا مالک بنانا معلوم ہو تو پھر یہ اقرار صحیح نہ ہوگا اور کل مال کے ایک تہائی میں سے اس شے کو نکالا جائے گا۔

مسئلہ: مریض کو یہ جائز نہیں کہ وہ بعض قرض خواہوں کو تو قرض واپس کر دے اور بعض کو نہ کرے اگرچہ وہ قرض بیوی کا مہر اور کام کی اجرت ہی کیوں نہ ہو سوائے دو صورتوں کی۔

i- مرض میں جو قرض لیا اس کو ادا کیا ہو۔

ii- مرض میں قیمت مثل پر خریدی ہوئی اشیاء کی قیمت ادا کی ہو۔

لیکن ان دونوں صورتوں میں شرط یہ ہے کہ قرض اور خرید کا ثبوت گواہی سے ہو محض اقرار سے نہیں۔

مسئلہ: وارث کے ذمے مریض کا قرض تھا۔ مریض نے اقرار کیا کہ اس نے اپنا قرض وصول کر لیا ہے تو یہ اقرار جائز نہ ہوگا خواہ قرض زمانہ صحت کا ہو یا زمانہ مرض کا اور خواہ مریض کے ذمے قرض ہو یا نہیں۔

مسئلہ: مریض عورت نے اپنا مہر وصول کر لینے کا اقرار کیا۔ پھر اگر شوہر کی زوجیت یا عدت میں اس کا انتقال ہو تو اس کا اقرار صحیح نہ ہوگا۔

مسئلہ: زوج نے اپنے مرض موت میں اپنے شوہر کو مہر معاف کیا اور پھر مرگئی تو دیگر وارثوں کی اجازت پر موقوف ہوگا۔

مسئلہ: مریض نے مرض موت میں بیوی کو اس کے طلاق کے مطالبہ پر تین طلاقیں یا ایک طلاق بائن دی اور پھر اس کے لئے عدت کے دوران کسی قرض کا اقرار کیا تو عورت کو حصہ میراث اور قرضے میں سے جو بھی کمتر ہو وہ ملے گا۔ اور اگر عدت گزرنے کے بعد اقرار کیا تھا تو عورت کو قرض ملے گا اور اگر شوہر نے بیوی کی طرف سے مطالبہ طلاق کے بغیر طلاق دی تو بیوی کو میراث میں سے حصہ ملے گا خواہ وہ کتنا ہی ہو اور اس کے لئے اقرار صحیح نہ ہوگا کیونکہ وہ اس کی وارث ہے۔

مسئلہ: مریض نے تنہا اپنے وارث کے لئے یا اس کو کسی غیر وارث کے ساتھ شریک کر کے کسی شے یا کسی قرض کا اقرار کیا تو یہ اقرار باطل ہوگا الا یہ کہ اس کی موت کے بعد بقیہ وارث اس کی تصدیق کر دیں۔ اور اگر مریض کا کوئی وارث نہ ہو تو یہ اقرار صحیح ہوگا۔

باب: 19

شہید کا بیان

شہید کی تین اقسام ہیں

- 1- شہید کامل۔ اس کو شہید دنیا و آخرت بھی کہتے ہیں اس سے مراد وہ مکلف مسلمان ہے جو بے گناہ اور مظلومانہ کسی آلہ جارحہ مثلاً تلوار، چھری، تیر، بندوق وغیرہ سے قتل کیا گیا ہو اور نفس قتل سے مال دیت واجب نہ ہو بلکہ قصاص واجب ہو۔ یا کسی کافر حربی یا باغی ڈاکو نے آلہ جارحہ کے علاوہ کسی چیز سے قتل کیا ہو یا وہ اس کے قتل کا سبب ہوئے ہوں اور اس مقتول نے زخمی ہونے کے بعد راحت دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔
 - اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔¹
 - 2- شہید ناقص۔ اس کو شہید آخرت یا شہید ثواب بھی کہتے ہیں۔ اس کے کفن و دفن کے احکام عام مردوں کی طرح ہوتے ہیں البتہ وہ آخرت میں شہید کا ثواب پائے گا۔
 - 3- شہید دنیا یعنی جو صرف کسی دنیاوی غرض کے لئے لڑائی کرے اور اس کا مقصد اعلائے کلمۃ اللہ بالکل نہ ہو بلکہ حصول مال یا حصول جاہ وغیرہ ہو اور اس میں قتل ہو جائے۔
- دنیا میں اس پر شہید کے احکام جاری ہونگے کیونکہ دل میں مخفی نیت کو انسان نہیں جان سکتا لہذا ظاہری حال پر عمل کرتے ہوئے اس کو غسل نہ دیں گے لیکن آخرت میں وہ عند اللہ شہید نہیں ہو گا اور وہ ثواب جو شہداء کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے نہیں پائے گا۔

شہید کامل کے احکام

- 1- شہید کامل کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے صاف نہ کیا جائے بلکہ اس

طرح خون کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔¹

2- جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں کپڑوں کو اس کے جسم سے نڈا تاریں انہی خون آلود کپڑوں کے ساتھ دفن کر دیں۔ اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون پورا کرنے کے لئے اور کپڑے بڑھا کر کفن پورا کیا جائے اور اگر کپڑے عدد مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کو اتار کر عدد مسنون کے مطابق کر دیئے جائیں اور جو چیزیں جنس کفن سے نہیں ہیں وہ اس کے بدن سے اتار لی جائیں جیسے ہتھیار، ذرہ، جوتا، موزے وغیرہ۔²

شہید کامل کی شرائط

1- مسلمان ہو

2- مکلف ہو

مکلف یعنی عاقل و بالغ ہو۔ پس جو شخص حالت جنون میں مارا جائے یا نابالغ مارا جائے تو اس کے لئے شہید کامل کے احکام ثابت نہیں ہوں گے اور اس کو عام مردوں کی طرح غسل و کفن دیا جائے گا خواہ وہ کسی طرح بھی قتل کیا گیا ہو۔ (3)

3- پاک ہونا

یعنی حدث اکبر سے پاک ہو۔ پس جنبی اور حیض یا نفاس والی عورت شہید کامل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں شہید ہو جائے تو اس کو بھی غسل و کفن دیا جائے گا۔ جنبی ہونا اس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ قتل سے پہلے اس نے خود بیان کیا ہو یا اس کی عورت نے بتایا ہو۔ (4)

ایک صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ جنگ احد میں حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے۔ ان کو فرشتوں نے غسل دیا تھا اس لئے وہ غسل ملائکہ کہلاتے ہیں۔

اگر حیض یا نفاس والی عورت طاہر ہو چکی ہو اور خون بند ہو چکا ہو لیکن ابھی اس نے غسل نہ کیا ہو کہ قتل ہو جائے تب بھی اس کو غسل دیں گے۔

اگر حیض شروع ہوئے ابھی پورے تین دن نہیں ہوئے تھے مثلاً ایک یا دو دن خون دیکھا تھا

کہ قتل کی گئی تو بلا تفاق اسے غسل نہ دیں گے کیونکہ ابھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ جائزہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ خون استحاضہ کا ہو۔¹

4- بے گناہ مقتول ہو

جو کسی شرعی جرم کی سزا میں مارا گیا ہو وہ بے گناہ مقتول نہیں ہوتا اور اس کے لئے بھی شہید کامل کے احکام ثابت نہیں ہوتے۔ بے گناہ مقتول ہونے کی مندرجہ ذیل تین صورتوں میں سے کوئی بھی ہو۔²

(i) حربیوں یا باغیوں یا ڈاکوؤں نے اس کو قتل کیا ہو

حربیوں سے مراد حربی کافر ہیں لہذا اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو خواہ آلہ جارحہ تلوار بندوق وغیرہ سے مارا جائے یا غیر جارحہ مثلاً پتھر لکڑی وغیرہ سے مارا جائے اور خواہ وہ لوگ خود اس کے قتل کے مرتکب ہوئے ہوں یعنی براہ راست ان کے ہاتھ سے مارا جائے یا وہ اس کے قتل کا سبب ہوئے ہوں مثلاً حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکوؤں نے کسی مسلمان کے گھر میں آگ لگا دی جس سے کوئی مسلمان جل گیا ہو یا جن جانوروں پر وہ سوار ہوں انہوں نے کسی مسلمان کو روند کر مار دیا ہو۔ (3)

(ii) یا مظلومانہ قتل کیا گیا ہو

حربی و باغی و رہزن کے علاوہ کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھوں کسی آلہ جارحہ سے مظلومانہ مارا گیا ہو جس میں شریعت کی طرف سے اس قتل کی سزا میں ابتداء کوئی مالی عوض یعنی دیت مقرر نہ ہو بلکہ قصاص ہو۔ (4)

(iii) یا میدان جنگ میں پایا جائے

میدان جنگ میں مقتول پایا جائے جب کہ اس پر زخم کے نشانات ہوں۔ لہذا اگر کوئی مسلمان میدان جنگ میں مقتول پایا جائے اور اس پر ظاہری یا اندرونی ضرب یا زخم کے نشانات ہوں مثلاً آنکھ یا کان سے خون نکلا ہو یا گلا گھونٹنے یا ہڈی ٹوٹنے کا نشان ہو تو اس پر بھی شہید کامل کے احکام جاری ہوں گے۔

اور اگر میدان جنگ میں کوئی مردہ ملا اور اس پر قتل کا کوئی نشان نہیں ملا مثلاً زخم یا گلا گھونٹنے یا ضرب یا خون کا نشان نہ تھا یا اگر خون تھا تو وہ ایسی طرف سے نکلا کہ کسی اندرونی ضرب کے بغیر بھی کسی بیماری کے سبب سے وہاں سے نکلتا ہے جیسے کہ اس کی ناک سے یا پیشاب یا پاخانہ کے مقام سے خون نکلا تو وہ شہید نہیں کیونکہ بعض وقت ناک سے نکسیر کا خون اور پیشاب اور پاخانہ کے مقام سے بھی کسی بیماری سے بغیر زخم کے خون نکلتا ہے۔ لہذا ایسے آدمی کے شہید کامل ہونے میں شک واقع ہو گیا اور شک کی وجہ سے غسل ساقط نہیں ہوگا۔¹

5- زخمی نے دنیا کا کچھ فائدہ نہ اٹھایا ہو

یعنی زخمی ہونے کے بعد دنیا سے فائدہ نہ اٹھایا ہو مثلاً کھانا پینا، سونا، علاج کرانا وغیرہ ان میں سے کوئی بات نہ پائی گئی ہو۔ پس اگر کسی شخص نے زخمی ہونے کے بعد کچھ دیر زندہ رہنے کی وجہ سے کچھ کھایا یا پیا یا وہ سو یا یا اس نے علاج کرایا اگرچہ یہ چیزیں بہت قلیل ہوں تو یہ شخص شہید کامل نہیں ہے۔ اسی طرح کسی خیمہ یا سائبان میں ٹھہرا مثلاً جہاں زخمی ہوا تھا وہاں خیمہ لگا کر اس کو ٹھہرایا یا اتنی دیر تک زندہ رہا کہ ایک نماز کا وقت گزر گیا اور اس کے ہوش و حواس درست تھے اور وہ نماز ادا کرنے پر قادر تھا یا کچھ خریدے یا فروخت کرے یا بہت سی باتیں کرے یا کسی دنیاوی کام کی وصیت کرے یا وہاں سے اٹھ کر دوسری جگہ کوچلا جائے یا لوگ اسے زندہ کو حالت ہوش و حواس میں میدان جنگ سے اٹھا کر دوسری جگہ لے جائیں خواہ وہ وہاں زندہ پہنچا ہو یا راستہ میں ہی مر گیا ہو تو ان سب صورتوں میں اس نے دنیاوی فائدہ اٹھایا ہے اور وہ شہید کامل کے حکم میں نہیں ہے اس لئے اس کو غسل دیا جائے گا۔ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ یہ باتیں پائی جائیں تو وہ دنیاوی فائدہ اٹھانے والا شمار نہیں ہوگا اس لئے اس وقت یہ باتیں شہید کامل ہونے میں مانع نہیں ہوں گی اور اس کو غسل نہیں دیا جائے گا۔

اگر میدان جنگ سے اس کو محض اس لئے اٹھالائے کہ گھوڑے یا گاڑیاں وغیرہ اس کو نہ روندیں تو وہ شہید کامل ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی نے آخرت کے متعلق وصیت کی ہو یا دنیاوی امور کے متعلق ایک دو بات کی ہو اگرچہ لڑائی کے بعد ہو یا نماز ادا کرنے کی مقدار زندہ رہا مگر ہوش و

حواس درست نہ تھے اگرچہ ایک دن رات سے زیادہ زندہ رہا تو ان صورتوں میں بھی وہ شہید ہے اس کو غسل نہیں دیا جائے گا۔²

شہید ناقص یعنی شہید آخرت کی تفصیل

وہ صورتیں جن میں شہادت کا ثواب ملتا ہے چالیس سے اوپر ہیں۔ یہاں موضوع سے متعلق صورتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

- 1- وہ بے گناہ مقتول جو شہید کامل میں اس لئے داخل نہ ہو کہ جو شرطیں اس کے لئے بیان کی گئی ہیں ان میں سے کوئی شرط اس میں مفقود تھی۔
- 2- طاعون سے مرنے والا۔ اس میں وہ شخص بھی داخل ہے جو طاعون زدہ بستی میں طاعون کے بغیر وفات پا جائے بشرطیکہ اس بستی میں ثواب کی نیت اور صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے، راہ فرار اختیار نہ کرے۔
- 3- پیٹ کی بیماری (استسقاء یا اسہال) میں وفات پانے والا۔
- 4- ذات الجنب (Pleurisy) کے مرض میں وفات پانے والا۔
- 5- سل (ٹی بی) کے مرض میں وفات پانے والا۔
- 6- مرگی کے مرض سے یا کسی سواری سے گر کر ہلاک ہونے والا۔
- 7- بخار میں مرنے والا۔
- 8- جس کی موت سمندر میں الٹیاں لگنے (Sea Sickness) سے واقع ہوئی ہو۔
- 9- جو شخص اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ کہے اور اسی بیماری میں وفات پا جائے۔
- 10- جس کی موت اچھو لگنے سے ہوئی ہو۔
- 11- جس کی موت زہر پیلے جانور کے ڈسنے سے ہوئی ہو۔
- 12- جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔
- 13- آگ میں جل کر مرنے والا۔
- 14- پانی میں ڈوب کر مرنے والا۔

15- جس عورت کی موت حالت حمل میں ہو جائے۔

16- نفاس والی عورت جس کی موت ولادت کے وقت ہوئی ہو یا ولادت کے بعد مدت نفاس ختم ہونے سے پہلے ہوئی ہو۔¹

زندگی میں جسم سے علیحدہ ہو جانے والے اعضاء کا حکم
کسی زندہ شخص کا کوئی عضو اس کے بدن سے کٹ جائے یا آپریشن کے ذریعے علیحدہ کر
دیا جائے تو اس کا غسل و کفن اور نماز جنازہ کچھ نہیں۔ یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا
جائے۔²

باب: 20

روزہ کے احکام

روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا معیار

چند مقدمات

1- شریعت کے احکام کا مدار ان امور پر نہیں جن کو معلوم کرنے کیلئے بہت کچھ تحقیقات و تدقیقات کی ضرورت ہو۔ نماز روزے کے لئے اوقات اور مہینے معلوم کرنے کی خاطر علم فلکیات کی باریکیوں کا مکلف نہیں بنایا بلکہ روزوں کیلئے چاند کی رویت کو مدار بنایا اور نمازوں کیلئے سورج کے طلوع و غروب اور اشیاء کے سایہ کو مدار بنایا اور یہ ایسے امور ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر معاشرہ و مقام کے لوگوں کی ان تک رسائی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ صَوْمُ هُوَ الزُّوْمُ وَيَتَبُهُ وَأَفْطَرُ الزُّوْمُ وَيَتَبُهُ (بخاری)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھنے پر عید کرو۔

2- حدیث میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ... قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا الْإِفْطَارُ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (مسند ابی یعلیٰ)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ تو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس سے نہیں جو جسم سے باہر نکلے۔

3- حدیث میں ہے عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِكْتَحَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ (ترمذی)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا۔
4- ایک اور حدیث میں ہے عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّمَا الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ وَلَيْسَ

مِمَّا دَخَلَ وَالْفِطْرُ فِي الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَلَيْسَ مِمَّا حَرَجَ۔ (عبدالرزاق)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا وضو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم سے باہر آئے اس سے نہیں جو جسم میں داخل ہو جب کہ روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس سے نہیں جو جسم سے باہر آئے۔

اس حدیث میں مذکور تقابل کا تقاضا ہے کہ جن قدرتی راستوں سے کوئی چیز جسم سے باہر آتی ہے انہی راستوں سے کوئی چیز اگر جسم کے اندر جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ قدرتی راستوں سے باہر آنے سے پہلے وہ چیز کسی جوف (Cavity) میں ہوتی ہے خواہ وہ آنتوں کا جوف Canal Alimentary ہو یا مثانہ کا ہو یا رحم کا ہو یا کان کا ہو۔ داخل ہونے پر بھی شے کسی جوف میں ہی داخل ہوگی۔

ان مقدمات کا حاصل یہ ضابطہ ہے

اگر کوئی شے جسم کے کسی جوف (Cavity) میں قدرتی یا مصنوعی راستہ (Opening) سے جان بوجھ کر یا غلطی سے داخل کی جائے مسام سے نہیں اور وہ جوف میں ٹھہر جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے الا یہ کہ کہیں ضرورت اور مجبوری کا تقاضا ہو کہ روزے کے ٹوٹنے کا حکم نہ لگایا جائے۔

اس ضابطہ سے صرف خود قصداً کی جانے والی منہ بھر قے کا استثناء ہے جو حدیث سے ثابت ہے۔ اس سے بھی روز ٹوٹ جاتا ہے۔

کن باتوں سے روزہ ٹوٹتا ہے

جان بوجھ کر قصداً قے کرنے سے

روزہ یاد ہوتے ہوئے خود اپنے ارادہ و اختیار سے منہ بھر کر قے لانے اور کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے خواہ معالج نے کسی غرض سے قے کرائی ہو (غرض قے Induced ہو اور منہ بھر کر ہو تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے) چاہے قے میں کھانا پانی، پت (Bile)، جما ہوا خون نکلا ہو یا نرا بلغم نکلا ہو۔ اس صورت میں روزے کی صرف قضا آتی ہے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔¹

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ... اسْتَقْبَأَ فَلْيَقْضِ - (ابو دائود)
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے (روزہ کی حالت میں) اپنے اختیار سے (منہ بھر کر) قے کی تو (چونکہ اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے) وہ روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ: اگر ایک ہی مجلس میں کئی بار قصداً قے کی اور وہ سب مل کر منہ بھر ہونے کی مقدار تھی تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر کئی مجالس میں تھوڑی تھوڑی قے کی ہو یا ایک دفعہ صبح کو پھر دوپہر کو پھر شام کو قے کی ہو کہ اگر اس کو جمع کیا جائے تو منہ بھر ہونے کی مقدار کو پہنچ جائے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔²

2- جسم کے کسی جوف میں کسی چیز کے داخل ہونے سے

بلا ارادہ خود بخود منہ بھر کر قے آئی جس میں کچھ ہی ہو پھر روزہ ہوتے ہوئے قصداً اس کو منہ کے اندر سے ہی واپس نکل لیا خواہ تمام کو نکلے یا اس میں سے بعض حصہ کو نکلے جب کہ نکلے ہوئی مقدار چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زائد ہو۔

تنبیہ: خود بخود قے آنے سے روزہ نہیں ٹوٹا خواہ منہ بھر کے ہو یا تھوڑی ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَرَعَهُ الْقَيْئُ وَهُوَ صَائِمٌ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَضَاءٌ - (ابو دائود)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو روزے کی حالت میں منہ بھر کر قے ہو جائے اس پر قضا نہیں ہوتی۔

مسئلہ: اگر کسی کو بلا مقصد خود بخود قے ہوئی اور اس نے گمان کیا کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر اس نے عمدتاً کھایا یا تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ (عمدة الفقہ ص: 320 ج 3)

مسئلہ: خون اگر دانتوں سے نکل کر حلق میں داخل ہو جائے اور تھوک غالب ہو اور خون کا مزہ حلق میں نہیں پایا تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا لیکن اگر تھوک کے غالب ہونے کے باوجود خون کا مزہ حلق میں پایا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر صرف قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ: عنبر و عود کا دھواں قصداً اپنے منہ کے اندر لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کسی دوا

مثلاً Tinct Benzoin Co کی بھاپ لینے اور تنگی تنفس میں Inhaler کے استعمال کا بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح Menthol وغیرہ سوگھنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اس کے ذرات اصل سے جدا ہو کر ہوا میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔

مسئلہ: سانس کے ذریعہ آکسیجن لینے (Oxygen inhalation) سے روزہ نہیں

ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر کسی شخص نے حقنہ (Enema) کرایا یعنی اس کے ذریعہ کوئی دوا یا پانی یا تیل وغیرہ کو مقعد میں چڑھایا اور وہ حقنہ کے مقام تک جو مقعد سے چار انگل اوپر ہے پہنچ گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔¹

مسئلہ: ناک میں جو قطرے ڈالے جاتے ہیں چونکہ وہ اکثر حلق تک پہنچ جاتے ہیں لہذا روزہ میں یہ ڈالنا مکروہ ہے اور اگر دوا حلق میں چلی گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔²

البتہ اگر ناک کے نھنوں میں مرہم مثلاً Vicks لگائی اور اس کو اوپر نہیں کھینچا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ اس میں شامل ویزلین Menthol کے ذرات کو بظاہر روک رکھتی ہے۔

مسئلہ: کان میں دوا ڈالنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح قاضی خان کے فتوے کے مطابق کان میں خود پانی ڈالنے سے اگر چہ کان کی صفائی کی غرض سے ہو روزہ ٹوٹ جاتا ہے البتہ اگر غسل کرتے ہوئے یا بارش میں کھڑے ہوئے بلا اختیار خود بخود دکان میں پانی چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ Nasolacrimal duct کا

سوراخ قدرتی حالت میں محض مسام کی طرح ہوتا ہے۔ (3)

مسئلہ: آنکھ کی دھلائی کے لئے Nasolacrimal duct کو کھول کر دھونے سے

روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: منہ میں دوا لگوانا سخت ضرورت کے وقت جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ ہے۔ اگر دوا

حلق کے اندر چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔¹

مسئلہ: نکسیر کا خون حلق میں سے پیٹ میں چلا گیا تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔²

مسئلہ: مرد نے اگر پیشاب کی نالی میں کوئی دوا ٹپکائی تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: بواسیری مسے (Piles) حقنہ کے مقام جو مقعد سے چار انگلی اوپر ہے اس سے بہت نیچے ہوتے ہیں اور مقعد کے راستہ سے داخل ہونے والی چیز جب تک مقام حقنہ کو نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لہذا مسوں کو پانی سے تر کر کے چڑھانے سے اور مسوں پر دوا لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (3)

مسئلہ: اگر روزہ دار مرد یا عورت نے اپنی خشک انگلی اپنے پاخانہ کے مقام میں داخل کی یا عورت نے فرج (Vagina) میں داخل کی تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ لیکن اگر انگلی پانی یا تیل سے تر ہو تو اب پانی یا تیل وغیرہ کے اندر پہنچنے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

انگلی کے ذریعہ پاخانے کی جگہ کی Per-Rectum اور عورت کی شرمگاہ کی Per-Vagina تفتیش کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر خشک انگلی داخل کی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر تیل یا یوزیلین یا گلیسرین لگانے کے بعد داخل کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: پہلے خشک انگلی داخل کی اور اس کو باہر نکالا تو اس پر اندر کی رطوبت لگ گئی تھی پھر جب دوبارہ اندر داخل کیا تو یہ رطوبت جو خارج ہو چکی تھی اس کو خارج سے اندر داخل کیا اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: مثانہ خواہ کسی مرد کا ہو یا عورت کا اس میں کسی دوا وغیرہ کو داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: مثانہ سے باہر کی طرف پیشاب کی نالی Urethra خواہ مرد کی ہو یا عورت کی اس میں کچھ داخل ہو کر چھپ جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کسی روزہ دار مرد یا عورت نے اپنے پاخانے کے مقام میں روئی یا لکڑی یا کپڑا یا پتھر کا ٹکڑا وغیرہ داخل کیا یا عورت نے اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کیا۔ اگر وہ سب اندر چلا گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر اس کا ایک سرا باہر نکلا رہا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا یہاں تک کہ اگر عورت نے کوئی شے اپنی اندرونی شرمگاہ (Vagina) میں داخل کی لیکن اس کا باہر والا سرا عورت کی شرمگاہ کے خارجی حصہ (Vulva) میں ہی باقی رہا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔¹

مسئلہ: مانع حمل چھلا (I.U.D.C) رحم میں رکھنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: رحم کی صفائی کیلئے رحم کشادہ کرنے کی خاطر جو آلات (Dilators) استعمال کیے

جاتے ہیں اور اندرون رحم کھرنے کا آلہ (Curette) اگر ان پر کوئی تیل وغیرہ لگا کر اندر داخل کیا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر ان کو خشک داخل کیا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر خشک داخل کر کے ایک مرتبہ باہر نکال کر دوبارہ صاف کیے بغیر اگر ان کو پھر اندر داخل کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: اگر کسی لکڑی کو نکل لیا اور اس کا سراہا تھ میں ہے اور اس کو باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹا کیونکہ وہ لکڑی اندر ٹھہری نہیں رہی۔ لیکن یہ اس وقت ہے جب اس پر کچھ پانی یا تیل نہ لگا ہوا ہو۔

2

Ryle's Tube اور اندرونی معائنہ کے مختلف آلات مثلاً Sigmoidoscope, Gastroscope, Bronchoscope, وغیرہ پر چونکہ کچھ تیل وغیرہ (Lubricant) استعمال کے لیے لگایا جاتا ہے لہذا ان کو اندر داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: کسی روزہ دار کی کانچ (Rectal Prolapse) باہر نکل آئی اور اس نے اس کو دھویا۔ اگر وہ خشک کرنے سے پہلے کھڑا ہو گیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ کانچ اندر جانے سے پانی بھی اندر چلا جائے گا اور اگر کانچ کو خشک کر لیا تو اب اس کے مقعد میں واپس جانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ لہذا جب کسی روزہ دار کی کانچ باہر نکل آئے تو اس کو چاہیے کہ استنجے کے بعد جب تک اس کو کپڑے سے نہ پونچھ لے اپنی جگہ سے نہ اٹھے تاکہ پانی کے اندر داخل ہونے سے روزہ نہ ٹوٹے۔ (3)

مسئلہ: رحم کا کچھ حصہ باہر نکل آنے (Uterine Prolapse) میں بھی اگر کچھ دوا لگا کر پانی وغیرہ لگا کر اس کو اندر کیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔¹

مسئلہ: اگر کسی نے روزہ دار کے نیزہ یا تیر چھویا جو پیٹ تک پہنچ گیا تو اگر اس کو نوک (انی) سمیت باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اور اگر نیزہ یا تیر کی (نوک) ٹوٹ کر اندر پیٹ میں رہ گئی تب بھی روزہ نہ ٹوٹے گا۔²

مسئلہ: کسی بھی قسم کا ٹیکہ خواہ وہ عضلاتی ہو یا ویدی ہو لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ یہاں تک کہ اگر کسی طبی ضرورت سے گلوکوز کی بوتل بھی چڑھائی جائے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح خون چڑھانے (Blood Transfusion) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔

(1) دوا جسم کے اندر کسی منفذ (Opening) سے داخل نہیں ہوئی۔² دوا کسی جوف (Cavity) میں داخل نہیں ہوئی۔

مسئلہ: مجھ روزہ کی مشقت کم کرنے کیلئے (Drip) لگوانا مکروہ ہے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: انجائنا (Angina Pectoris) کے مریض اگر روزہ کی حالت میں Angised گولی زبان کے نیچے رکھ لیں اور اس کا خیال رکھیں کہ لعاب حلق کے نیچے اترنے نہ پائے تو منہ کی اندرونی تہ سے اس کے جذب ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر لعاب حلق میں چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا لہذا احتیاط بہتر ہے۔

مسئلہ: روزہ دار نے دوا چکھی اور اس کا مزہ اپنے حلق میں پایا لیکن دوا حلق میں نہیں گئی تو

روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (3)

مسئلہ: روزہ دار کے پاخانہ کے مقام میں تفتیش کے لئے سوکھی انگلی ڈالی گئی۔ روزہ دار نے یہ خیال کر کے کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا عدا کچھ کھاپی لیا تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے۔ اور اگر انگلی تڑھی تو کفارہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں روزہ دار نے تری داخل ہونے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جانے کے بعد کھایا ہے۔ (4)

مسئلہ: مرد نے اپنے ہاتھ سے یا اپنی بیوی یا کسی اور کے ہاتھ سے اپنے آلہ تناسل (Penis) کو ہلا کر منی خارج کی تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا خواہ اس نے ایسا اپنی شہوت کی تسکین کیلئے کیا ہو یا مادہ منویہ کا تجزیہ (Semen Analysis) کرانے کیلئے کیا ہو۔¹

مسئلہ: نشہ والا آدمی اگر نیت کا وقت گزرنے سے پہلے ہوشیار ہو گیا اور اس وقت اس نے روزہ کی نیت کر لی تو اس کا روزہ صحیح ہو جائے گا کیونکہ رمضان کے روزے کیلئے رات کو نیت کرنا شرط نہیں ہے اور اگر ہوشیار ہونے سے پہلے روزہ کی نیت کا وقت گزر گیا تو اس روزہ کی قضا لازم ہوگی۔

مسئلہ: چھپنے لگوانے (Cupping) اور اسی طرح فصد کھلوانے (Venesection) اور کسی مریض کیلئے خون دینے (Blood Donation) سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ البتہ اس سے ہونے والے ضعف کی بنا پر بہتر ہے کہ روزہ کی حالت میں ایسا نہ کرے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَهُوَ صَائِمٌ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھپنے لگوائے (اور) خون نکلوایا) جبکہ آپ روزہ سے تھے۔

عَنْ ثَابِتِ الْبَنَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَكْتُمْتُ تَكَرُّهُنَّ الْحِجَامَةَ لِلصَّائِمِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ لَا إِلَّا مِنْ أَجْلِ الضَّعْفِ (بخاری)

ثابت بنانی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں روزہ دار کیلئے چھپنے لگانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ کہا کہ نہیں مگر جبکہ اس کی کمزوری کا خوف ہو (کیونکہ اس صورت میں ڈر ہوتا ہے کہ روزہ دار اپنی کمزوری کی وجہ سے کہیں روزہ نہ توڑ دے)۔

فائدہ: جب ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ چھپنے لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو ذیل کی حدیث میں مجازی معنی مراد ہونا متعین ہے۔

عَنْ شَدَادِ بْنِ أَوْسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَتَى رَجُلًا بِالْبُقِيعِ وَهُوَ يَحْتَجِمُ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدَيْ لَيْثَمَانِي عَشْرَةَ خَلَّتْ مِنْ رَمَضَانَ فَقَالَ أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَخْجُومُ (ابو داؤد)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شحج میں ایک شخص کے پاس آئے جو کہ چھپنے لگوارہا تھا۔ وہ رمضان کی اٹھارویں تاریخ تھی اور آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ تو آپ نے فرمایا چھپنے لگانے والے اور چھپنے لگوانے والے (دونوں) کا روزہ (تو گویا) ٹوٹ گیا۔

اس حدیث سے یہ مراد نہیں کہ محض چھپنے لگانے سے ان کا روزہ ٹوٹ گیا تھا بلکہ یہ مجازی معنی مراد ہے کہ ان کا روزہ خطرہ میں پڑ گیا اور اس کے ٹوٹنے کا اندیشہ ہو گیا کیونکہ چھپنے لگوانے والا کمزور تھا اور لگانے والا اپنے منہ سے خون کھینچنے میں پوری احتیاط نہیں کر رہا تھا۔

مسئلہ: روزہ دار نے چھپنے لگوائے یا خون دیا پھر یہ خیال کر کے کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہے اس نے عمداً کچھ کھا لیا۔ اگر اس نے کسی اچھے عالم سے فتویٰ نہیں لیا اور نہ ہی اس کو حدیث أَفْطَرَ الْحَاجِمُ وَالْمَخْجُومُ کا علم تھا (جس کا دیگر احادیث کی روشنی میں اصل مطلب یہ ہے کہ چھپنے لگانے والے کا اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا اگرچہ بظاہر یہ ترجمہ ہے کہ چھپنے لگانے والے کا اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا) تو اس پر قضا اور کفارہ دونوں لازم

ہونگے۔ اور اگر اس نے کسی فقیہ عالم سے فتویٰ لیا تھا اور اس نے فتویٰ دیا تھا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے تو اس پر صرف قضا ہوگی کفارہ نہیں ہوگا۔¹

مسئلہ: کسی کو بلا قصد خود بخود قے ہوئی اور اس نے یہ خیال کر کے کہ اس کا روزہ ٹوٹ گیا ہے عمداً کچھ کھاپی لیا تو اس پر صرف قضا ہوگی کفارہ نہیں ہوگا۔ البتہ اگر وہ جانتا تھا کہ اس سے روزہ نہیں ٹوٹنا پھر بھی عمداً کچھ کھاپی لیا تو کفارہ لازم ہوگا۔²

وہ عذر جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا یا توڑنا جائز ہے

تنبیہ: جب عذر دور ہو جائے تو چھوڑے یا توڑے ہوئے روزے کی قضا رکھنا ضروری ہے۔

1- مرض

مسئلہ: اگر مریض کو اپنی جان ضائع ہونے یا کسی عضو کے بیکار ہو جانے یا بگڑ جانے یا کسی اور نئے مرض کے پیدا ہو جانے یا موجودہ مرض کے بڑھ جانے یا دیر میں صحت ہونے کا خوف ہو تو اس کو روزہ نہ رکھنا یا توڑ دینا جائز ہے۔ اور یہ حکم اس شخص کیلئے بھی ہے جس کو طلوع فجر سے پہلے مرض لاحق ہو اور اس کیلئے بھی جس کو روزہ رکھنے اور طلوع فجر کے بعد مرض لاحق ہوا ہو۔¹

تنبیہ: اوپر مذکور خوف کے ثابت ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ مریض کو کسی علامت یا اپنے تجربہ سے یا کسی ایسے دوسرے شخص کے تجربہ سے جس کو ایسا مرض لاحق ہو چکا ہو یا کسی ایسے مسلمان حاذق طبیب کے آگاہ کرنے سے جو کھلا ہوا فاسق نہ ہو گمان غالب حاصل ہو جائے۔ پس غیر حاذق طبیب کی رائے پر عمل کرنا جائز نہیں اور کافر طبیب کی بات پر تو عبادات میں اعتماد ہی نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ: اگر تندرست آدمی کو روزہ سے مرض لاحق ہو جانے کا ڈر ہو تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے اور ڈر سے مراد یہ ہے کہ کسی علامت یا تجربہ سے یا کسی مسلمان حاذق طبیب کے آگاہ کرنے سے جو کھلا فاسق نہ ہو گمان غالب حاصل ہو جائے۔²

مسئلہ: جو شخص مریضوں کی تیمارداری کرتا ہے اور اس کو خوف ہے کہ اگر روزہ رکھے گا تو کمزوری ہو جانے کی وجہ سے وہ بیمار کی تیمارداری نہیں کر سکے گا اور بیمار ہلاک ہو جائیں گے تو وہ بھی مریض کے حکم میں ہے اور اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے (3)

مسئلہ: دودھ پیتا بچہ جس کو پیٹ کی بیماری ہو اور اس بیماری سے اس کی موت کا خوف غالب ہو اور طبیبوں کا گمان غالب ہو کہ اگر اس کی دائی یعنی دودھ پلانے والی عورت فلاں دوا پئے گی تو وہ بچہ صحت یاب یا قریب الصحیح ہو جائے گا اور اس دودھ پلانے والی عورت کو رمضان المبارک میں دن کے وقت اس دوا کا پینا ضروری ہے تو اس دائی کو روزہ نہ رکھنے یا رکھا ہو تو توڑنے کی اجازت ہے جبکہ یہ بات حافظ اور مسلمان اطباء نے کہی ہو۔ (4)

مسئلہ: اگر کسی پیشہ ور کو اپنا خرچہ کمانے کیلئے روزہ کے ساتھ اپنے پیشے میں مشغول ہونے سے ایسی بیماری و ضرر کا خوف ہو جس سے روزہ توڑ دینا مباح ہو جائے تو اس کو بیمار ہونے سے پہلے روزہ توڑنا حرام ہے۔¹

2- حمل اور دودھ پلانا

اگر حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی اپنی یا بچے کی جان پر نقصان یا ہلاکت کا خوف کرے تو اس کو روزہ توڑ دینا جائز ہے۔²

3- بے ہوشی

مسئلہ: ایام بے ہوشی کے تمام روزوں کی قضا کرے اگرچہ پورے ماہ رمضان میں بے ہوش رہا ہو (3)

مسئلہ: جس شخص کو ماہ رمضان میں بے ہوشی ہوگئی اور وہ روزہ سے ہو تو جس دن بے ہوشی شروع ہوئی اس دن کے روزہ کی قضا نہ کرے کیونکہ اس دن کا روزہ پایا گیا جبکہ وہ ایسا بد عمل نہ ہو کہ سرے سے رمضان کا روزہ رکھتا ہی نہ ہو۔

اور اگر کسی کو رمضان کی پہلی رات میں بے ہوشی طاری ہوگئی تو چونکہ عام طور سے مسلمان کی روزہ رکھنے کی نیت شروع وقت سے ہوتی ہے اس لئے وہ سوائے پہلے دن کے تمام روزوں کی قضا کرے جبکہ مریض کا تمام روزے رکھنے کا معمول ہو۔ یہ اس وقت ہے جبکہ پہلے دن میں روزہ کے اوقات میں کسی ذریعہ سے معدہ وغیرہ میں کوئی غذا یا دوا داخل نہ کی گئی ہو۔ ورنہ اس دن کی بھی قضا کرے۔ (5)

مسئلہ: اگر شعبان کے آخری دن میں بے ہوشی ہوئی اور تمام رمضان بے ہوشی رہی تو وہ

پورے ماہ رمضان کے روزہ قضا کرے کیونکہ رمضان شروع ہونے سے پہلے روزے کی نیت کرنا صحیح نہیں ہے۔ (6)

مسئلہ: اگر کسی شخص کے رمضان کے روزے مرض کی وجہ سے فوت ہو گئے اور مرض کا عذر ابھی باقی تھا کہ وہ مر گیا تو اس پر ان روزوں کی قضا واجب نہیں ہے کیونکہ عذر کی حالت میں مرجانے کی وجہ سے اس نے وہ دن ہی نہیں پائے جن میں اس پر فوت شدہ روزوں کی قضا واجب ہوتی اور اس پر فتنہ کے لیے وصیت کرنا بھی واجب نہیں ہے، کیونکہ فدیہ کی وصیت کا واجب ہونا قضا لازم آنے کی فرع ہے..... یہ حکم اس وقت ہے وہ مریض یہ امید رکھتا ہو کہ اس کا مرض جاتا رہے گا۔ (عمدة الفقہ ص 344 ج 3)

فدیہ کا بیان

مسئلہ: جسکو اتنا بڑھا پا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنا بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر یعنی پونے دو کلو گرام یا اس کا آٹا یا اس کی قیمت دے دے یا صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے۔

مسئلہ: اگر ایک فدیہ دو یا زائد مسکینوں میں تقسیم کیا تو یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ: ایک مسکین کو ایک دن میں ایک سے زیادہ فدیہ نہ دیا جائے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی اس بارے میں دو روایتی ہیں۔ ایک روایت کے مطابق یہاں مذکور ہے۔ دوسری روایت کے مطابق ایک مسکین کو دو دن کے روزوں کے فدیہ میں ایک صاع گندم دے دیے تو جائز ہے بخلاف کفارہ یمن کے وغیرہ کے کیونکہ اس میں تعداد نص سے ثابت ہے۔ (عمدة الفقہ ص 343 ج 3)

مسئلہ: پورے مہینہ کا فدیہ شروع رمضان میں بھی دیا جاسکتا ہے اور آخر رمضان میں بھی۔

مسئلہ: پھر اگر کبھی طاقت آگئی یا بیماری سے اچھا ہو گیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے

اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا

مسئلہ: اگر فقر و تنگ دستی کی وجہ سے فدیہ دینے پر قدرت نہیں ہے تو بس اللہ تعالیٰ سے

باب: 21

فساد و عدم فساد صوم کا معیار

ایک تفصیلی مطالعہ

علم تشریح البدن کی جدید تحقیقات کی روشنی میں روزے کے فساد و عدم فساد کے چند منقولہ مسائل میں اشکال ہوتا ہے اور اشکال ہونے کا مبنیٰ یہ ہے کہ فقہاء نے ان مسائل کی جو توجیہ کی ہے وہ موجودہ تحقیقات سے مطابقت نہیں رکھتی مثلاً

(1) روزہ دار کے کان میں کسی مائع وسیال شے کے داخل ہونے پر فساد و عدم فساد صوم اور اس کی توجیہ کے بارے میں یہ تفصیل ہے۔

ومن... اقطر فی اذنه افطر لقلولہ علیہ السلام الفطر مما دخل لوجود معنی الفطر وهو وصول ما فیہ صلاح البدن الی الجوف ولا کفارة علیہ لانعدامہ صورۃ ولو اقطر فی اذنه الماء او دخله لا یفسد صومہ لانعدام المعنی والصورة بخلاف ما اذا دخله الدهن (ہدایہ)

جو کان میں قطرے ٹپکائے اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جسم میں کسی چیز کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ روزہ توڑنے کا معنی پایا گیا ہے جو جوف میں ایسی چیز کا پہنچنا ہے جو بدن کے لئے مفید ہے اگرچہ اس سے کفارہ واجب نہیں ہوتا کیونکہ ظاہر صورت میں کھانا پینا نہیں پایا گیا۔ اور اگر اپنے کان میں پانی کے قطرے ٹپکائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ روزہ توڑنے کا معنی بھی مفقود ہے اور اس کی ظاہری صورت بھی مفقود ہے برخلاف کان میں تیل ٹپکانے کے۔

و بسطہ فی الکافی فقال: لان الماء یفسد بمخالطہ خلط داخل الاذن فلم یصل الی الدماغ شیء یصلح له فلا یحصل معنی الافطار فلا یفسد (فتح القادیر)

کانی میں اس کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس میں یہ وجہ مذکور ہے کہ کان میں موجود میل کی وجہ سے پانی خراب ہو جاتا ہے لہذا جو ف دماغ میں وہ شے نہیں پہنچی جو دماغ کے لئے مفید ہو بلکہ خراب ہونے کی وجہ سے پانی مضر ہو گیا اور نتیجہ میں روزہ توڑنے کا معنی نہیں پایا گیا۔ اس وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

اس کا حاصل یہ ہے کہ کان میں جو تیل ڈالا جائے وہ دماغ یعنی اس کے جوف تک پہنچتا ہے۔ جبکہ موجودہ تحقیق کے مطابق کان اور دماغ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے جس کے ذریعے سے دوا دماغ تک پہنچ سکے۔

(2) وفي التحقيق ان بين الجوفين منفذا اصليا فما وصل الى جوف الراس يصل الى جوف البطن²۔

(تحقیق یہ ہے کہ جوف بطن اور جوف دماغ کے درمیان منفذ اصلی (Natural opening) ہے۔ تو جو شے جوف دماغ میں پہنچتی ہے وہ جوف بطن میں بھی جا پہنچتی ہے۔)۔
یعنی جوف دماغ اور جوف بطن کے درمیان منفذ اصلی ہے لیکن موجودہ تحقیق اس کے خلاف ہے۔

اشکال یہ ہے کہ فقہاء نے مسائل کی بنیاد جن تحقیقات پر رکھی تھی مشاہدہ اور جدید طرق تحقیق سے وہ معلومات اور تحقیقات ثابت نہ رہیں اور ان کے خلاف ثابت ہوا ہے تو کیا احکام بھی ان تحقیقات کے بدلنے سے بدل جائیں گے۔

مضمون کی ترتیب

ہماری اس تحریر کی ترتیب یوں ہوگی کہ اولاً جوف دماغ اور جوف بطن اور ان کے درمیان کسی منفذ اصلی کے ہونے کے بارے میں بحث کی جائے گی۔ ثانیاً فساد و عدم فساد صوم کیلئے چند اصول ذکر کئے جائیں گے اور ثالثاً مختلف احکام کے بارے میں علیحدہ علیحدہ تحقیق کی جائے گی۔

بحث اول: جوف بطن سے کیا مراد ہے؟

اس سے مراد معدے اور آنتوں کا جوف (Alimentary Canal) ہے اور اگرچہ بطن کا اطلاق اس جوف پر بھی ہوتا ہے جو سینے سے نیچے ہوتا ہے اور جس میں اعضائے ربیہہ مثلاً معدہ،

آنتیں، مثانہ، رحم گردے وغیرہ قائم ہوتے ہیں یعنی وہ جوف جس کو (Abdominal Cavity) کہتے ہیں لیکن یہاں وہ مراد نہیں ہے۔ اس پر اگرچہ کوئی تصریح تو نظر سے نہیں گزری لیکن اول معنی مراد لینے کی تائید مندرجہ ذیل عبارات سے ہوتی ہے۔

(1) اما الحقنہ والو جور فلانہ وصل الی الجوف ما فیہ صلاح البدن (قاضی خان)
حقنہ کرنے اور منہ میں قطرے پکانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جوف میں ایسی چیز پہنچی ہے جو مفید بدن ہے۔

(2) وهذا وما وصل الی الجوف او الدماغ من المخارق الاصلیة کالانف والاذن والدبر (بدائع الصنائع)

جوف بطن یا جوف دماغ میں ناک، کان اور مقعد جیسے قدرتی سوراخوں سے کوئی چیز پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

ان عبارتوں میں جوف کا جو ترجمہ معنی ہے وہ معدہ اور آنتوں کا جوف ہی ہے اور صلاح بدن کا تعلق بھی اسی جوف سے ہوتا ہے۔

ولو اقطر فی احلیلہ لم یفطر عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ وقال ابو یوسف یفطر فکانہ وقع عند ابی یوسف رحمہ اللہ ان بینہ و بین الجوف منفذاً ولہذا یخرج منہ البول و وقع عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ ان المثنانہ بینہما حائل البول یتشرح منہ (ہدایہ)

اگر مرد نے اپنی پیشاب کی نالی میں قطرے پکائے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا جب کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ گویا امام ابو یوسف کے نزدیک مثانہ اور جوف بطن کے درمیان منفذ (Opening) ہے اس لئے جوف بطن سے پیشاب مثانہ میں اس منفذ کے ذریعہ جاتا ہے جب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جوف بطن اور پیشاب کی نالی کے درمیان مثانہ حائل ہوتا ہے اور پیشاب اس سے قطرے بن کر ٹپکتا ہے۔

اگر جوف سے دوسرا معنی یعنی Abdominal Cavity مراد ہوتا تو پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف نہ ہوتا کیونکہ مثانہ تو بلا شک و شبہ اس میں واقع ہی ہے اور اس میں کسی شے کا داخلہ جوف بطن ہی میں داخلہ شمار ہوتا لیکن جب اختلاف واقع

ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ جوف بطن سے فقہاء کی مراد معدہ اور آنتوں کا جوف ہے۔

(4) اس کو امداد الفتاوی ص: 146 ج: 2 میں جوف معدہ بھی کہا گیا ہے جو کہ جوف بطن کی گویا تفسیر ہے۔

(5) وهو مبنی علی انه هل بین المثانة والجوف منفذ ام لا وهو لیس باختلاف فیہ علی التحقیق فقالا و وصول البول من المعدة الی المثانة بالترشح

یہ اختلاف اس پر مبنی ہے کہ آیا جوف بطن اور مثانہ کے درمیان منفذ ہے یا نہیں ورنہ فی ذاتہ اختلاف نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ پیشاب معدہ سے مثانہ میں ترشح کے ذریعے پہنچتا ہے یعنی قطرے بن کر ٹپکتا ہے۔

جب یہ بات ثابت ہوئی کہ فقہاء کے کلام میں جوف یا جوف بطن سے مراد معدہ اور آنتوں کا جوف ہے تو اب یہ بات مزید جاننے کی ضرورت ہے کہ اس جوف بطن یا جوف معدہ کے درمیان اور مثانہ خواہ وہ مرد کا ہو یا عورت کا اور رحم اور دماغ کے درمیان جدید تشریح البدن کی رو سے کوئی منفذ نہیں پایا جاتا اگرچہ فقہاء ذکر کرتے ہیں کہ بعض صورتوں میں منفذ پایا جاتا ہے مثلاً جوف دماغ اور جوف بطن کے درمیان منفذ ہونے کو بحر رائق میں یوں ذکر کیا ہے

وفی التحقیق ان بین الجوفین منفذ اصلیا

تحقیق یہ ہے کہ جوف بطن اور جوف دماغ کے درمیان اصلی منفذ ہوتا ہے۔

مثانہ اور جوف بطن کے درمیان منفذ کے بارے میں یوں ذکر ہے

(قوله ان اقطر فی احلیله لا) ای لا یفطر. اطلقه فشمّل الماء والدهن وهذا عند

ہما خلافاً لابی یوسف (رحمہ اللہ) وهو مبنی علی انه هل بین المثانة والجوف منفذ ام

لا وهو لیس باختلاف فیہ علی التحقیق فقالا لا و وصول البول من المعدة الی المثانة

بالترشح۔ (البحر الرائق)

اگر مرد اپنی پیشاب کی نالی میں قطرے ٹپکائے خواہ پانی کے یا تیل کے تو روزہ نہیں ٹوٹے

گا۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے جب کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے

نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ اختلاف اس پر مبنی ہے کہ کیا مثانہ اور جوف بطن کے درمیان منفذ

ہے یا نہیں۔ یہ اختلاف فی ذاتہ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ جوف بطن

اور مٹانہ کے درمیان منفذ نہیں ہے اور پیشاب معدہ سے قطرے بن کر مٹانہ میں ٹپکتا ہے۔

واما الافطار فی قبل المراءة فقد قال مشائخنا انه یفسد صومها بالاجماع لان لمثانها منفذ فیصل الی الجوف کالاقطار فی الاذن (بدائع الصنائع)

رہا عورت کی پیشاب کی جگہ میں دوا کے قطرے ٹپکانا تو ہمارے مشائخ کا کہنا ہے کہ اس سے بالاتفاق اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس کے مٹانہ کا منفذ ہے جس کے ذریعہ سے دوا جوف معدہ میں پہنچ جاتی ہے۔

البتہ فرج و رحم اور جوف معدہ کے درمیان کسی منفذ کے وجود کا ذکر اپنے پاس موجود فقہ کی کتابوں میں نہیں ملا۔

2۔ جوف دماغ سے کیا مراد ہے؟

فقہ کی کتابوں میں تو اس کی تفصیل نہیں ملتی البتہ قدیم تشریح البدن کے مطابق مسیحی کی کتاب المائہ میں یہ تفصیل مذکور ہے۔

و بطون الدماغ ثلاثة ننتان فی مقدمه و واحد فی مؤخره و بالبطنین المقدمین یکون استنشاق الدماغ التنفس و اخراجه ایاہ۔ و هما یعدان و ینضجان الروح النفسانی و یصیران آلة للششم بطرفیهما المنحدرین نحو المنخرین من سفلی و یصیران مع ذلك شَبَّهَينِ بالمجرى الذی یصلح ان ینخرج منه الفضول۔ و البطن المؤخر یقبل الروح النفسانی بعد ان ینضح فی البطنین المقدمین و هناک مجرى ینفذ فیہ هذا الروح من البطنین المقدمین الی البطن المؤخر و شکل هذه البطون مستدیر۔

و یوجد فی المجرى الذی فیما بین البطنین المقدمین و بین البطن المؤخر جسم علی شکل الصنوبرة من جوهر الغدد یملا الفضاء و الخلل الذی فیما بین اقسام العرق العظیم الذی منه ینتسج اکثر الشباک المشیمية التی فی البطنین المقدمین من الدماغ

وکل واحد من المنخرین و الثقبین النافذین فی طول المنخرین الذین بہما

يكون التنفس واشتتام الروائح اذا هو بلغ الراس انتهى الى عظم سخييف الجرم. وفي هذا العظم الذى عنده ينتهى اطراف البطنين المقدمين من بطون الدماغ. هو العظم ثقب مختلفة المجارى شبيهة بالاسفنجة يستفرغ فيها الفضول المنحدرة من الدماغ وهى المخاط... الخ (ص: 56-57)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ دماغ کے اجواف و بطون (Cavities) تین ہیں۔ دو دماغ کے اگلے حصے میں اور ایک پچھلے حصے میں۔ اگلے دو اجواف سے دماغ سانس کو اندر اور باہر کرتا ہے اور ان ہی میں روح نفسانی پختہ ہوتی ہے۔ یہی اجواف نتھوں کی طرف اترنے والے اپنے اطراف کے ذریعہ سے سوگھنے کا کام کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ فضلہ باہر نکالنے کا رستہ بھی مہیا کرتے ہیں۔ روح نفسانی پختگی کے بعد یہاں سے ایک نالی کے ذریعے پچھلے جوف میں منتقل ہو جاتی ہے۔ مذکورہ نالی میں غدود کے مادہ سے بنا ہوا صنوبری شکل کا جسم ہوتا ہے۔ یہ جسم اس نالی نما رستہ کے پورے خلا کو اور اس بڑی رگ کی شاخوں کے درمیان کے خلل کو بھرتا ہے جس سے دماغ کے اگلے دو جوفوں میں موجود مشیمہ کے جال کا اکثر حصہ بنا ہوتا ہے۔ نتھوں کے طول میں سوراخ اور اگلے دو اجواف کے اطراف کے درمیان ایک کمزور سی کئی سوراخوں پر مشتمل ہڈی ہوتی ہے۔ ان سوراخوں میں دماغ سے اترنے والا فضلہ یعنی بلغم جمع ہوتا ہے۔

لیکن جدید معلومات اس تفصیل کی تائید نہیں کرتیں۔ جیسا کہ ذیل میں ہے

Olfactory nerves serving the sense of smell, have their cells of origin in the olfactory mucosa in the nasal cavity. This olfactory region comprises the mucosa of the superior nasal concha and the opposite post of the nasal septum. The nerve fibres originate as the central or deep processes of the olfactory cells and collect into bundles which cross in various directions, forming a plexiform net work in the mucosa, finally forming about 20 branches which traverse the cribriform plate in lateral and medial groups and end in the glomeruli of the olfactory bulb. the former continuing into the nasal periosteum, the latter into the perineural sheaths of the nerve bundles. Tissue spaces in these sheaths connect with those in the nasal mucous membrane and

the subarachnoid space.

مندرجہ بالا انگریزی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ناک کے اوپری حصے پر پائی جانے والی جھلی سے بہت سی حاسہ شہم کی اعصابی تاریں شروع ہوتی ہیں۔ ان کے پھر تقریباً بیس مجموعے بن جاتے ہیں جو کہ چھلنی نما ہڈی Cribiform Plate کے سوراخوں سے گزرتے ہیں ہر مجموعے کے اوپر Duramater اور Pia-arachnoid کے نام کی تہیں ہوتی ہیں ان میں سے اول الذکر ناک کی ہڈی کے اوپر کی جھلی (Nasal Periosteum) کے ساتھ متصل ہو جاتی ہے جبکہ مؤخر الذکر کا اتصال اس مجموعے کا احاطہ کی ہوئی جھلی کے ساتھ ہوتا ہے۔

غرض قدیم تشریح کے مطابق چھلنی دار ہڈی کے سوراخوں میں سے دماغ سے اترنے والا بلغم ناک و حلق میں آ کر گرتا ہے جبکہ جدید تشریح کے مطابق ان سوراخوں سے حس شامہ کو دماغ تک لے جانے والی اعصابی تاروں پر مشتمل بیس مجموعے گزرتے ہیں اور اس کے بعد ان سوراخوں میں مزید کوئی جگہ نہیں ہوتی کہ ان سے بلغم (اگرچہ وہ ہوتا بھی نہیں ہے) نیچے اتر سکے کیونکہ ناک اور حلق پر چڑھی ہوئی تہیں اس کیلئے حاجب ہوتی ہیں بلکہ درحقیقت جو کچھ بلغم تیار ہوتا ہے وہ ان ہی تہوں میں تیار ہوتا ہے۔

جہاں تک کتاب المآءۃ میں مذکور دماغ کے تین بطون کا ذکر ہے تو ان کے مقابلے میں جدید تحقیقات کی رو سے دماغ میں جو بطون واجواف پائے جاتے ہیں وہ Ventrices کہلاتے ہیں۔ یہ تعداد میں کل چار ہوتے ہیں جن میں سے دو Lateral Ventrices کہلاتے ہیں ان دو میں سے ایک ایک دماغ کے ہر نصفے میں ہوتا ہے اس کا بڑا حصہ نصفے کے وسط میں ہوتا ہے جس سے تین شاخیں نکلتی ہیں ایک آگے کو ایک پیچھے کو اور ایک نیچے۔ ہر ایک Lateral Ventricle ایک منفذ کے ذریعے سے ایک اور جوف جس کو Third Ventricle کہتے ہیں اس میں کھلتا ہے جو پھر آگے ایک اور جوف یعنی Ventricle Fourth میں جا کر کھلتا ہے۔ ان بطون یعنی Ventrices کے چھت کی جانب باریک شریانوں کا جال سا ہوتا ہے جس کو Plexus Choroid کہتے ہیں۔ یہ جال اور انکو محیط خلیاتی تہہ دماغ کی جھلیوں کے مابین پائی جانے والی رطوبت (Cerebro-spinal fluid) کا منبع ہیں۔ اس رطوبت سے یہ تمام بطون (Ventrices) اور حرام مغز کے اندر پائی جانے والی

وسطی نالی اور اسی طرح حرام مغز کے ارد گرد جھلیوں کے درمیان پائے جانے والے خلا بھرے رہتے ہیں۔

حوالے کے طور پر مندرجہ ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

Ventricles of the Brain

The ventricles of the brain develop as expansions of the lumen of the embryonic neural tube from a continuous fluid-filled system in the brain. The roof of each ventricle is thin and does not contain neurons. Each ventricle does, however, have network of capillaries called a choroid plexus associated with its roof. These plexuses, together with the ependymal cells that cover them, are the sites of production of cerebrospinal fluid. The fluid fills the ventricles of the brain, the central canal of the spinal cord, and the subarachnoid space

If air is injected into the ventricles, they become distinguishable on an X ray. This procedure is used to detect the presence of tumors or brain damage that distort the normal outlines of the ventricles.

Lateral Ventricles

Within each cerebral hemisphere is a lateral ventricle that has its major portion located in the parietal lobe (anterior horn), the occipital lobe (posterior horn), and the temporal lobe (inferior horn). The lateral ventricles are separated from each other medially by a thin vertical partition called the septum pellucidum. Each lateral ventricle communicates with the third ventricle by a small opening called the foramen of Monro (interventricular foramen).

Third Ventricle

The third ventricle is a narrow middle chamber in the diencephalon. The right and left masses of the thalamus form most of its lateral walls. The massa intermedia (intermediate mass) passes through the ventricle by means of the cerebral aqueduct (aqueduct of Sylvius) of the mesencephalon.

Fourth Ventricle

The fourth ventricle is a pyramidal cavity located in the hindbrain just ventral to the cerebellum. There are two openings in the lateral walls of the fourth ventricle called the foramina of Luschka. In the roof is a single opening, the foramen of Magendie. The ventricles communicate through these three openings with a space surrounding the brain and spinal cord (subarachnoid space). The fourth ventricle is continuous with the narrow central canal that extends the length of the spinal cord.

بحث ثانی: فساد و عدم فساد صوم کیلئے چند اصول و ضابطے۔

(1) شریعت کا مدار ان امور پر نہیں ہے جن کو معلوم کرنے کیلئے بہت کچھ تحقیقات و تدقیقات کی احتیاج ہو خصوصاً تشریحی طبی Anatomical تحقیقات کی کہ جن کیلئے عام طور پر انسان کے مردہ جسم کی چیر پھاڑ کرنی پڑتی ہے جو کہ از روئے شرع خود ممنوع ہے۔ نماز روزے کیلئے شریعت نے اوقات اور مہینے معلوم کرنے کیلئے علم فلکیات کی تحقیقات و تدقیقات کا مکلف نہیں کیا بلکہ یہ کہہ کر کہ ہم تو امی امت ہیں روزوں کیلئے چاند کی رویت کو مدار بنایا اور نمازوں کیلئے سورج کے طلوع و غروب اور اشیاء کے سایہ کو مدار بنایا اور یہ ایسے امور ہیں کہ ہر زمانہ اور ہر معاشرہ و مقام کے لوگوں کی ان تک باسانی رسائی ہو سکتی ہے۔

اسی طرح روزے کے فساد و عدم فساد کے بارے میں طرز شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ ایسا معیار ہونا چاہیے جو تشریحی طبی تحقیقات و تدقیقات کا محتاج نہ ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس میں یہ اندیشہ ہے کہ اگر کسی زمانہ میں پچھلی تحقیقات باطل ہو جائیں جیسا کہ اس دور میں ہوا ہے تو پھر ان پر مبنی احکام بھی بدلیں گے اور اس سے بڑا حرف آتا ہے۔

(2) حدیث پر نظر کرنے سے ہمیں وہ سادہ سا معیار مل جاتا ہے جس پر ہم فساد و عدم فساد صوم کے احکام کی بنا کر سکتے ہیں بلکہ فقہاء کے نزدیک بھی اصل معیار یہی ہے جیسا کہ کتب فقہ سے واضح ہے وہ حدیث یہ ہے۔

إِنَّمَا الْإِطْفَازُ مِمَّا دَخَلَ وَ لَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس چیز سے نہیں جو جسم سے باہر آئے) اور اس عموم سے جن صورتوں کی تخصیص کی گئی ہے شریعت نے ان کو بھی خود ہی بیان کر دیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ مِنْ كَسْرَةٍ فَأَتَيْتُهُ بِقُرْصٍ فَوَضَعَهُ عَلَيَّ فِيهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ دَخَلَ بَطْنِي مِنْهُ شَيْءٌ؟ كَذَلِكَ قُبِلَةُ الصَّائِمِ إِنَّمَا الْإِفْطَارُ مِمَّا دَخَلَ وَ لَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (مسند ابی یعلیٰ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور پوچھا اے عائشہ کیا روٹی کا کوئی ٹکڑا ہے۔ میں آپ کے پاس ایک ٹکیہ لے آئی۔ آپ نے اس کو اپنے منہ پر رکھا اور پوچھا اے عائشہ کیا (اتنی بات سے) اس کا کچھ حصہ میرے پیٹ میں گیا (ظاہر ہے کہ نہیں) تو روزہ دار کے بوسہ لینے کا بھی یہی حال ہے (کہ چونکہ اس کے پیٹ میں کچھ نہیں جاتا لہذا اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا) روزہ تو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس سے نہیں جو جسم سے باہر نکلے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْفُطْرُ فِي الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَ لَيْسَ مِمَّا خَرَجَ۔ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن عباس ؓ کہتے ہیں روزہ تو ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہوں ان چیزوں سے نہیں جو جسم سے خارج ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّمَا الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ وَ لَيْسَ مِمَّا دَخَلَ وَ الْفُطْرُ فِي الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَ لَيْسَ مِمَّا خَرَجَ (عبد الرزاق)

حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ وضو تو محض ان چیزوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو جسم سے خارج ہوں جب کہ روزہ ان چیزوں سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہوں ان سے نہیں جو جسم سے خارج ہوں۔ ان حدیثوں سے بظاہر معلوم ہوا کہ جسم میں کوئی چیز بھی داخل ہو خواہ کسی قدرتی یا مصنوعی مخرق (Opening) سے داخل ہو یا مسام کے ذریعہ سے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مذکورہ بالا ضابطہ سے جن صورتوں کی تخصیص کی گئی ہے وہ یہ ہیں۔

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ اسْتَقَاءَ عَمْدًا فَلْيَقْضِ۔ (ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عمد اٹھے کرے وہ روزے کی قضا کرے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اسْتَكْتَحْتُ عَيْنِي أَفَأَكْتَحِلُ وَ أَنَا صَائِمٌ قَالَ نَعَمْ۔ (ترمذی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک صاحب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ میری آنکھیں دکھنے آگئی ہیں تو کیا میں روزے کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں (لگا سکتے ہو)۔

(ii) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْتَسِلُ وَهُوَ صَائِمٌ۔ (ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ روزہ کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ سرمہ کا اثر حلق تک جا پہنچتا ہے لیکن اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ وہ مسام کی طرح کے رستے سے گزرتا ہے۔ اسی طرح روزہ دار کو غسل کرنے اور جسم پر تیل کی ماش کرنے کی اجازت ہے اس سے معلوم ہوا کہ مسام کے ذریعے سے جو چیز جسم میں داخل ہو وہ مفطر صوم نہیں ہوتی لہذا یہ بھی مذکورہ عموم سے مخصوص ہوا۔

تخصیص کی رعایت کے بعد اب مفطر صوم یعنی روزے کو توڑنے والی بات جسم میں کسی شے کا وہ داخلہ ہوا جو معمول کے یا خلاف معمول کے راستوں (Natural and artificial openings) سے مشہور و معلوم اجواف میں ہو۔ حاصل یہ ہے کہ فساد و عدم فساد صوم کیلئے جو سادہ سامعیاں ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ مخارق سے، اگر کوئی شے جسم کے جوف کے اندر داخل ہو تو وہ مفطر صوم ہے الا یہ کہ کسی موقع پر مجبوری کا تقاضا ہو جیسا کہ ہم آئندہ ذکر کریں گے۔

حدیث و آثار صحابہ ملتفت سے ثابت ہونے والا یہ معیار شریعت کے منشا و اصول کے عین مطابق ہے اور اس کیلئے ہمیں طبی تحقیقات کی پیچیدگیوں میں الجھنا نہیں پڑتا۔ البتہ اگر طبی تحقیقات و تدقیقات اس کے موافق ہوں تو یہ بات مزید اطمینان کا باعث ہوگی۔

نوٹ: اس موقع پر ہم ایک ممکنہ اعتراض کا جواب بھی دیتے ہیں۔

اعتراض یہ ہے کہ فقہاء کی عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مفطر یعنی روزہ توڑنے والی بات تو کسی شے کا جوف معدہ میں یا جوف دماغ میں داخل ہونا ہے۔

i قال فی البحر و التحقیق ان بین جوف الراس و جوف البطن منفذا اصلیا فما وصل الی جوف الراس و وصل الی جوف البطن۔

بحر میں ہے تحقیق یہ ہے کہ جوف دماغ اور جوف بطن کے درمیان اصلی منفذ اور راستہ (Opening) ہے لہذا جو چیز جوف دماغ میں پہنچتی ہے وہ جوف بطن میں پہنچ جاتی ہے۔

ii۔ اما الحقنة والوجور فلانه وصل الى الجوف ما فيه صلاح البدن و في القطور و السعوط لانه وصل الى الراس ما فيه صلاح البدن (قاضی خان)

منہ میں اور مقعد میں قطرے چکانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ جوف بطن میں مفید بدن چیز پہنچتی ہے اور ناک میں دوا چکانے سے روزہ اس وجہ سے ٹوٹتا ہے کہ جوف دماغ میں مفید بدن چیز پہنچتی ہے۔

III یفید انه لا خلاف لو اتفقوا علی تشریح هذا العضو فان قول ابی یوسف (رحمہ اللہ) بالا فساد انما هو بناء علی قیام المنفذ بین المثانة و الجوف فیصل الی الجوف ما یقطر فیها و قوله بعدمہ بناء علی عدمه و البول یتشرح من الجوف الی المثانة۔ فیجتمع فیها (فتح القدير)

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر اس عضو کی تشریح پر اتفاق ہوتا تو متعلقہ شرعی حکم میں اختلاف نہ ہوتا کیونکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا جو روزہ ٹوٹنے کا قول ہے وہ اس پر مبنی ہے کہ ان کے نزدیک مثانہ اور جوف بطن کے درمیان منفذ ہے لہذا جو دوا پیشاب کی نالی میں چکائی جاتی ہے وہ جوف بطن میں پہنچ جاتی ہے اور جو کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا وہ اس وجہ سے کہ ان کے نزدیک منفذ نہیں ہے۔

لہذا اس مفطر کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کیوں نہیں کہتے کہ جن اعضاء مثلاً مثانہ و رحم اور جوف بطن کے درمیان منفذ نہیں ہے چونکہ ان اعضاء کے واسطے سے کوئی شے جوف بطن تک نہیں پہنچتی لہذا ان اعضاء میں کسی شے کے داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ مثانہ میں کسی شے کے داخل ہونے پر روزہ نہ ٹوٹنے کا حکم لگاتے ہیں۔ اسی طرح چونکہ کان سے جوف دماغ تک کچھ نہیں پہنچتا لہذا اس کے جوف بطن میں داخل ہونے کا بھی کوئی امکان نہیں۔ لہذا روزہ توڑنے والی توبس یہ بات رہ گئی کہ کوئی شے جوف معدہ میں حلق یا دبر کے ذریعے سے داخل ہو یا جانفہ (معدہ کے زخم) کے ذریعے سے اور بس۔ بلاشبہ اس میں روزے دار کیلئے بڑی آسانی ہے جو کہ شریعت کا منشاء بھی ہے۔

پھر ایک حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَدْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا

عَائِشَةُ هَلْ مِنْ كِسْرٍ فَأَتَيْتُهُ بَقْرٍ صٍ فَوَضَعَهُ عَلَيَّ فِيهِ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ هَلْ دَخَلَ بَطْنِي مِنْهُ شَيْءٌ كَذَلِكَ قُبْلَةَ الصَّائِمِ إِنَّمَا الْإِفْطَارُ مِمَّا دَخَلَ وَ لَيْسَ مِمَّا خَرَجَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور پوچھا اے عائشہ کیا روٹی کا کوئی ٹکڑا ہے۔ میں نے ایک ٹکیہ پیش کی۔ آپ نے اس کو اپنے منہ پر رکھا اور پوچھا اے عائشہ کیا اس طرح کرنے سے میرے پیٹ میں کچھ چیز گئی۔ (ظاہر ہے کہ نہیں) تو اسی طرح روزہ دار کے بوسہ کا معاملہ ہے۔ روزہ تو محض اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس سے نہیں جو جسم سے باہر نکلے۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ روزہ توڑنے والی اصل چیز جوف معدہ میں کسی شے کا داخل ہونا ہے۔

جواب

خود اسی حدیث میں اور دیگر روایات میں جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں قانون قاعدے میں ابہام ہے کیونکہ یہ واضح نہیں ہے کہ الْفِطْرُ مِمَّا دَخَلَ میں مدخول فیہ سے کیا مراد ہے۔ آیا صرف جوف معدہ ہے جیسا کہ عام طور پر فقہی عبارات سے مفہوم ہوتا ہے یا جسم کے تمام اجواف ہیں مثلاً جوف معدہ، جوف مثانہ، جوف قبل ورحم، جوف مجری النفس وغیرہ کہ جن کیلئے ظاہر جسم پر مخرق (openings) ہیں۔

اگرچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث کا اول حصہ پہلے معنی پر کسی درجے میں قرینہ بن سکتا ہے لیکن دیگر قرآن اور خود احتیاط کا پہلو دوسرے معنی کا تقاضا کرتے ہیں مثلاً

(1) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے

إِنَّمَا الْوُضُوءُ مِمَّا خَرَجَ وَ لَيْسَ مِمَّا دَخَلَ وَ الْفِطْرُ فِي الصَّوْمِ مِمَّا دَخَلَ وَ لَيْسَ مِمَّا

خَرَجَ۔

وضو اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم سے باہر نکلے اس سے نہیں جو جسم میں داخل ہو جب کہ روزہ اس چیز سے ٹوٹتا ہے جو جسم میں داخل ہو اس سے نہیں جو جسم سے باہر نکلے۔

اس تقابل کا تقاضا یہ ہے کہ مدخل و مخرج Way of entrance

وضو اور روزے میں یکساں ہوں اور وضو میں مخرج تنہا جوفِ معدہ نہیں ہے بلکہ مثانہ بھی ہے اور فرج داخل اور رحم بھی ہے وغیرہ۔

(2) ممکن ہے کہ فقہی توجیہات بعد کے فقہاء کی ہوں اور مجتہدین نے مسائل کی بناءً صرف تشریحی تحقیقات پر نہیں بلکہ اور امور پر کی ہو۔

(3) امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بارے میں یہ ملتا ہے۔

و بعضہم جعل المثانۃ نفسہا جوفا عند ابی یوسف رحمہ اللہ

بعض حضرات نے کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک خود مثانہ مستقل جوف ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض فقہاء کے نزدیک مثانہ بھی ایسے ہی بنیادی طور پر جوف ہے جیسا کہ جوفِ معدہ۔

حاصل یہ ہے کہ صرف جوفِ معدہ میں کسی شے کا داخل ہونا مفطر صوم نہیں ہے بلکہ کسی بھی جوف میں داخلہ واستقرار مفطر صوم ہے۔

رہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث تو اس کے اول حصہ کا یہ جواب ہے کہ محض جوفِ معدہ کے ذکر سے دیگر اجواف کا غیر معتبر ہونا لازم نہیں آتا۔

بحث ثالث۔ علیحدہ علیحدہ اعضاء کے احکام۔

(1) آنکھ کے بارے میں

آنکھ اور ناک کے درمیان ایک باریک سامنغذ ہوتا ہے جس کو Naso- Lacrimal Duct کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے جب ہم آنکھ میں دوا کے قطرے پٹکائیں تو وہ اس باریک سی نالی سے گزرتی ہوئی حلق میں آجاتی ہے اور دوا کا مزہ محسوس ہوتا ہے۔ اس سے خیال ہوتا ہے کہ جب دوا حلق تک پہنچتی ہے تو اس کے بعد لامحالہ معدہ تک بھی پہنچتی ہوگی لہذا روزہ ٹوٹ جانا چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے۔

(1) شریعت نے اس کو قاعدہ ”إِنَّمَا الْفَطْرُ مِمَّا دَخَلَ وَ لَيْسَ مِمَّا خَرَجَ“ سے مستثنیٰ کیا ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ إِنَّ زَسْوَلَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَكْتَسِحِلُ وَ هُوَ صَائِمٌ (رسول اللہ ﷺ روزہ کی حالت میں سرمہ لگاتے تھے) اور ظاہر ہے کہ سرمہ کا اثر بھی حلق میں

محسوس ہوتا ہے اور تھوک و بلغم میں سرمہ کی سیاہی نظر آتی ہے۔

(2) مذکورہ بالا منفذ اتنا باریک ہوتا ہے کہ عام نظر سے اس کا ادراک بھی نہیں ہو سکتا لہذا یہ مثل مسام کے ہے اور مسام سے گزرنے والی چیز مفطر صوم نہیں ہوتی۔ علامہ زلیعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

ولئن كان عينه فهو من قبيل المسام فلا يفطره۔ (تبيين الحقائق)۔

اگر وہ بعینہ سرمہ ہے تو چونکہ وہ مسام کے ذریعہ سے پہنچا ہے لہذا روزہ نہیں ٹوٹتا۔

نوٹ: بعض اوقات اس باریک سی نالی میں ایک نلکی داخل کر کے پانی گزارا جاتا ہے تاکہ صفائی ہو جائے اس صورت میں چونکہ وہ نالی اب مسام کی صورت میں نہیں رہی لہذا اب جو پانی حلق میں گر کر معدہ میں جائے گا تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کان کے بارے میں

کان کے تین حصے ہوتے ہیں بیرونی، وسطی اور اندرونی۔ بیرونی اور وسطی کے درمیان ایک پردہ ہوتا ہے اور اسی طرح وسطی اور اندرونی کے درمیان بھی۔ باہر کے پردے سے کوئی تیل وغیرہ دماغ تک پہنچ جائے ایسا نہیں ہوتا کیونکہ کان اور جوف راس کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہوتا۔ وسطی حصے اور حلق کے درمیان ایک نالی نما منفذ یعنی Eustachian tube ہوتی ہے جو عام حالتوں میں تو کھلی ہوتی ہے لیکن کان کے بیرونی پردے کے پھٹنے کی صورت میں بند ہو جاتی ہے اور اس سے بالفرض اگر کچھ دوائی نفاذ بھی کرے گی تو وہ مسام میں سے نفاذ کرنے کے مثل ہوگی۔

لہذا کان میں ڈالا گیا کوئی تیل وغیرہ نہ تو جوف راس میں داخل ہوتا ہے اور نہ ہی اس کے واسطے سے جوف بطن میں جیسا کہ پہلے تفصیل گزر چکی ہے۔ اس طرح فقہاء کی اپنی تعلیل کے مطابق تو روزہ نہیں ٹوٹنا چاہیے۔

ہم نے جو معیار ذکر کیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ کان میں کسی بھی شے کے داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جانا چاہیے خواہ وہ تیل ہو یا پانی ہو اور خواہ پانی خود بخود داخل ہو یا عمداً داخل کیا گیا ہو اور خواہ وہ جامد کی ایسی شکل ہو کہ جس کو جوف کان میں استقرار بھی حاصل ہو جاتا ہے مثلاً سفوف وغیرہ۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بطن کا لفظ ہے جو سینے کے نیچے کے نرم حصے (Abdomen) پر بھی بولا جاتا ہے لہذا ہم محض ان اجواف میں کسی شے کے داخلہ اور استقرار کو کیوں نہ مفطر ٹھہرائیں جو بطن میں واقع ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ بطن میں موجود اجواف کے علاوہ باقی بدن میں صرف دو جوف رہ جاتے ہیں یعنی مجری النفس (Respiratory tract) اور کان کے اجواف۔ حدیث میں موجود لفظ بطن میں احتمال ہے کہ اس سے مراد جوف معدہ ہو جیسا کہ سابق سے معلوم ہوتا ہے۔ اس احتمال کے ہوتے ہوئے پھر پیٹ و بطن کے دیگر اجواف اور کان کے جوف کے درمیان کچھ فرق نہیں رہتا۔ نیز احتیاط بھی اسی کی مقتضی ہے کہ ان کے مابین فرق نہ کیا جائے کیونکہ ائمہ حنفیہ کان میں تیل پڑنے پر روزے کے ٹوٹنے کے بالاتفاق قائل ہیں۔

ہمارے نزدیک کان میں تیل ڈالنے یا پانی ڈالنے سے روزہ کے فاسد ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ علت دونوں میں یکساں ہے البتہ خود بخود پانی داخل ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ پانی کے بارے میں قاضی خان بھی تفصیل کے قائل ہیں اگرچہ علت میں فرق ہے۔

قال (القاضی خان) اذا خاض الماء فدخل اذنه لا يفسد صومه وان صب الماء فيها اختلفوا فيها والصحيح الفساد لانه موصل الى الجوف بفعله فلا يعتبر فيه صلاح البدن كما لو ادخل خشبة وغيبها الى آخر كلامه وبه تندفع الاشكالات ويظهر ان الاصح في الماء التفصيل الذي اختاره القاضی رحمه الله (فتح القدير)

قاضی خان رحمہ اللہ نے فرمایا جب آدمی پانی میں اتر جائے اور پانی خود بخود اس کے کان میں چلا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر کوئی اپنے کان میں خود پانی ٹپکائے تو اس بارے میں اختلاف ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس نے اپنے فعل سے پانی پہنچایا ہے لہذا اس وقت اس کے مفید بدن نہ ہونے کا اعتبار نہ ہوگا جیسا کہ اس صورت میں نہیں ہوتا جب کوئی شخص اپنے پانچنے کی راہ میں لکڑی داخل کرے اور اس کو اس کے اندر غائب کر دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی میں وہ تفصیل جو قاضی خان نے اختیار کی ہے وہی زیادہ ظاہر اور راجح ہے۔

کان میں خود بخود پانی کے داخل ہونے کی صورت میں عدم فساد کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ ایسا ہونا آدمی کے اختیار سے باہر ہوتا ہے اور روزے میں نہانے کی ضرورت ہو سکتی ہے فرض بھی اور

سنت بھی۔ ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے بھی اباحت ہے۔ پس غیر اختیاری ہونے کے باعث فساد کا حکم نہیں لگائیں گے جیسا کہ مکھی اگر خود بخود روزہ دار کے پیٹ میں چلی جائے تو از روئے استحسان اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

جامد چیزوں کو کان میں داخل کرنے کی صورت میں حکم یہ ہوگا کہ اگر وہ کان میں جا کر چھپ جائیں اور باہر سے نظر نہ آئیں اور خود بخود باہر بھی نہ نکلیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ البتہ اگر کوئی چھوٹا کنکر یا اس جیسی کوئی شے داخل ہونے کے بعد خود بخود یعنی آلات و اوزار کی مدد کے بغیر باہر نکل آئے تو عدم استقرار کے باعث فساد صوم کا حکم نہ لگائیں گے۔

مثانہ کے بارے میں

گردوں تک جو خون جاتا ہے اس میں سے پیشاب چھن کر دائیں بائیں کی نالیوں (Ureters) کے ذریعے مثانہ میں جمع ہوتا ہے اور وہاں سے بوقت ضرورت خارج ہوتا ہے۔ مثانہ اور جوف معدہ کے درمیان قطعی طور پر کوئی منفذ نہیں ہوتا اور اس میں قدیم خیال کے برعکس مرد اور عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔

لہذا ہمارے پیش کردہ معیار کے مطابق کسی دوا وغیرہ کے مثانہ میں خواہ وہ مرد کا ہو یا عورت کا داخل ہونے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ یہی قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا بھی ہے۔ البتہ توافق علت نہیں ہے لیکن مضرت نہیں۔ مزید برآں بعض حضرات کا یہ قول بھی موجود ہے کہ ”و بعضہم جعل المثانۃ نفسہا جوفاً عند ابی یوسف رحمہ اللہ (بعض حضرات نے بتایا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مثانہ خود مستقل جوف ہے)۔“

آلہ تناسل (Penis) کے بارے میں

مرد میں مثانہ سے لے کر پیشاب کی نالی کے سوراخ تک ایک لمبی سی نالی (Urethra) ہوتی ہے جس کا کچھ حصہ قصبۃ الذکر میں ہوتا ہے یعنی (Penile Urethra) اور کچھ حصہ پیٹ کے اندر ہوتا ہے یعنی Prostatic and Membranous urethra عورت میں یہ نالی نسبتاً چھوٹی ہوتی ہے اور جتنی بھی ہوتی ہے یعنی 4 سم۔ وہ سب پیٹ میں پوشیدہ ہوتی ہے۔

نوٹ: یہ بات معلوم رہے کہ عورت میں فرج خارج کے اندر جیسے فرج داخل کا سوراخ ہوتا ہے اسی طرح اس کے ذرا اوپر پیشاب کی نالی کا علیحدہ سوراخ ہوتا ہے۔

پیشاب کی نالی بھی چونکہ ایک مستقل جوف ہے لہذا وہ خواہ مرد کی ہو یا عورت کی اس میں کچھ داخل ہو کر چھپ جانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس کی تائید اس تصریح سے بھی ہوتی ہے۔
وما نقل عن خزانة الاكمل فيما اذا حشا ذكره بقطنه فغيبها انه يفسد
كاحتشائها مما يقضى ببطلان حكاية الاتفاق على عدم الفساد في الاقطار ما دام في
قصة الذكرو ولا شك في ذلك۔ (فتح القدير)

خزانہ الاكمل میں مذکور یہ مسئلہ کہ کوئی مرد اپنے آلہ تناسل میں روئی بھر دے اور روئی کو اس کے اندر چھپا دے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ مثانہ کے اندر چھپانے سے ٹوٹتا ہے اس بارے میں یہ بات فیصلہ کن ہے کہ یہ کہنا کہ پیشاب کی نالی میں ٹپکا یا ہوا قطرہ جب تک اسی میں رہے اس سے بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا غلط بات ہے۔

خزانہ الاكمل کی اس جزئی کے علاوہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ یا کم از کم امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا یہی قول ہے کہ آلہ تناسل میں قطرے ٹپکانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بھی اس کے موافق ایک روایت موجود ہے۔ بدائع میں علامہ کاسانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں

واما الاقطار في الاحليل فلا يفسد في قول ابى حنيفة و عندهما يفسد و روى
الحسن عن ابى حنيفة مثل قولهما و على هذه الرواية اعتمد استاذى رحمہ اللہ۔ و ذکر
القاضى في شرحه مختصر الطحاوى و قول محمد مع ابى حنيفة (ص: 93 ج: 2)

پیشاب کی نالی میں قطرے ٹپکانے سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا جب کہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ حسن رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے صاحبین کے قول کی مثل روایت کیا اور اسی روایت پر میرے استاد رحمہ اللہ کا اعتماد تھا۔

بعد کے فقہاء نے ان اقوال کی جو بھی توجیہ و تعلیل کی ہو ہمارے لئے اتنا کافی ہے کہ ہمیں ہمارا مطلوبہ حکم ائمہ احناف ہی سے حاصل ہے کہ آلہ تناسل میں قطرے ٹپکانا مفسد صوم ہے اور ایسا

ہر حال میں ہے مٹانے میں داخل ہونے کی قید کے ساتھ مقید نہیں ہے البتہ ابن عابدین رحمہ اللہ کا یہ کہنا

و افاد انه لو بقى فى قسبة الذكر لا يفسد اتفاقاً ولا شك فى ذلك و به بطل ما نقل عن خزانه الاكمل لو حشا ذكره بقطنه فغيبها انه يفسد لان العلة من الجانبين الوصول الى الجوف و عدمه بناء على وجود المنفذ و عدمه لكن هذا يقتضى عدم الفساد فى حشو الدبر و فرجها الداخلى و لا مخلص الا باثبات ان المدخل فيها تجذبه الطبيعة فلا يعود الا مع الخارج المعتاد و تمامه فى الفتح۔ قلت الاقرب التخلص بان الدبر و الفرج الداخلى من الجوف بينهما و بين الجوف حاجز الا ان الشارع اعتبرهما فى الصوم من الخارج و هذا بخلاف قسبة الذكر فان المثانة لا منفذ لها على قولهما و على قول ابى يوسف و ان كان لها منفذ الى الجوف الا ان المنفذ الآخر لمتصل بالقسبة منطبق لا يفتح الا عند خروج البول فلم يعط للقسبة حكم الجوف (ص: 109 ج: 2 رد المحتار)

”جب تک دوا وغیرہ پیشاب کی نالی میں رہے اس سے بالاتفاق روزہ نہیں ٹوٹتا اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ خزانہ اکمل والی بات درست نہیں کیونکہ دونوں جانبوں کی علت جوف میں پہنچنا نہ پہنچنا ہے جو خود اس پر مبنی ہے کہ مٹانہ اور جوف بطن کے درمیان منفذ ہے یا نہیں۔ لیکن اس کا تو یہ مطلب ہوگا کہ مقعد یا اندرونی شرمگاہ میں کچھ ڈالنے سے روزہ نہ ٹوٹتا چاہئے اور اس سے خلاصی کی صرف یہی صورت ہے کہ ان میں داخل ہونے والی شے کو طبیعت جذب کرتی ہے اور یہ عادت باہر آنے والی شے کے ساتھ واپس نکلتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس اعتراض سے خلاصی کی زیادہ قریب صورت یہ ہے کہ مقعد اور اندرونی شرمگاہ ان کے اور جوف بطن کے درمیان حائل موجود ہے البتہ شارع نے روزے کے لئے ان دونوں کو جسم سے خارج شمار کیا ہے۔ یہ حکم پیشاب کی نالی سے مختلف ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مٹانے کا منفذ نہیں ہے جب کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر منفذ ہے لیکن دوسرا منفذ جو پیشاب کی نالی کے ساتھ متصل ہے وہ صرف پیشاب کے نکلنے کے وقت کھلتا ہے لہذا پیشاب کی نالی کو مٹانہ والا حکم نہیں دیا جاسکتا۔

اگرچہ تشریح البدن کے اعتبار سے تو انکا یہ کہنا صحیح ہے کہ

الا ان المنفذ الآخر المتصل بالقصبة منطبق لا ينفتح الا عند خروج البول۔

مثانہ کا منفذ جو پیشاب کی نالی کے ساتھ متصل ہے وہ بند رہتا ہے اور صرف پیشاب باہر نکلنے کے وقت کھلتا ہے۔

لیکن جو مسئلہ انہوں نے ذکر کیا ہے وہ ائمہ کے قول سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ اس صورت میں آلہ تناسل میں قطرے ٹپکانے میں اختلاف کا ذکر ہی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے بلکہ اختلاف صرف اسی صورت میں رہ جاتا ہے کہ شے مثانہ میں داخل ہو اور اس کا علم بھی ہو جائے کہ وہ مثانہ میں داخل ہوگئی ہے اور ظاہر ہے کہ یہ بھی ہر ہر ٹپکائے ہوئے قطرے میں انتہائی دشوار ہے بلکہ ابن عابدین رحمہ اللہ کے مطابق آلہ تناسل کے راستے مثانے میں کوئی شے داخل ہی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں۔

الا ان المنفذ الآخر المتصل بالقصبة لا ينفتح الا عند خروج البول۔۔

مثانہ کا منفذ جو پیشاب کی نالی کے ساتھ متصل ہے وہ بند رہتا ہے اور صرف پیشاب باہر نکلنے کے وقت کھلتا ہے۔

اس صورت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آلہ تناسل میں قطرے ٹپکانے کے ذکر کا بے فائدہ ہونا اظہر ہے۔ اور جب یہ بات باطل ہے تو اس کا موجب بھی باطل ہوگا یعنی اللزام باطل فالملزوم مثله۔ لہذا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آلہ تناسل میں قطرے ٹپکانے کو ہر حال میں مفسد صوم سمجھنا ناگزیر ہے۔

فرج داخل اور رحم کے بارے میں

اگرچہ اپنے پاس موجود فقہ کی کتابوں میں یہ تصریح تو نہیں ملی کہ فرج داخل اور رحم اور جوف معدہ کے درمیان منفذ ہے لیکن فرج داخل اور رحم میں سے کسی شے کے داخل و مستقر ہونے سے فساد صوم کا قول ضرور ملتا ہے۔

وكذا (ای الم یفسد صومه) لو ادخل اصبعه فی استه او ادخلت المرأة فی

فرجها هو المختار الا اذا كانت الاصبع مبتلة بالماء او الدهن فحينئذ یفسد لوصول

الماء او الدهن وقيل ان المرأة اذا حشت الفرج الداخلى فسد صومها (البحر الرائق)

اگر اپنی خشک انگلی اپنے پانخانے کے مقام میں داخل کی یا عورت نے اپنی شرمگاہ میں داخل کی تو مختار بات یہ ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر پانی یا تیل لگی انگلی داخل کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ پانی یا تیل اندر پہنچ گیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عورت اگر اپنی اندرونی شرمگاہ میں کوئی چیز بھر دے تو اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اسی طرح امداد الفتاویٰ میں یہ مسئلہ لکھا ہے

”خود روزہ کی حالت میں (رحم میں) یہ پھلا چڑھانا مفسد صوم ہے۔“

جدید تحقیقات کی رو سے اگر چہ ان کے اور جوفِ معدہ کے درمیان کوئی منفذ نہیں ہے لیکن چونکہ یہ بھی ایک جوف ہے لہذا اس میں کسی شے کے دخول و استقرار سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

2- آمنہ و جانفہ کے بارے میں

جانفہ یعنی پیٹ کا وہ زخم جو معدہ یا آنت میں کھلتا ہو اس میں دوا ڈالی جائے اور وہ جوفِ معدہ تک پہنچ جائے تو اس سے روزہ کے ٹوٹنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

آمنہ سر کے اس زخم کو کہتے ہیں جو ہڈی کو توڑ کر دماغ کے گرد جھلیوں (Meninges) تک پہنچ جائے۔ یہ جھلیاں دماغ کا ہر طرف سے احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہیں اور نیچے حرام مغز پر محیط جھلیوں کے ساتھ متصل ہوتی ہیں جوفِ دماغ کی تحقیق ہم پہلے کر چکے ہیں۔

موجودہ دور میں کھوپڑی کے اندر دماغ کی جگہ کو کھوپڑی کا جوف (Cranial cavity) کہتے ہیں لیکن چونکہ یہ دماغ سے بھری ہوتی ہے اور اس کو جوف سمجھنا یا کہنا محض ایک طبی اصطلاح ہے لہذا احکام شرعیہ میں اس کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ آمنہ میں دوا لگانے سے چونکہ دوا کسی معبود و معروف جوف میں داخل نہیں ہوتی لہذا اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ صاحبین رحمہما اللہ بھی یہی حکم لگاتے ہیں اگرچہ انکے قول کی جو توجیہ کی گئی ہے وہ مختلف ہے یعنی

لعدم التيقن بالوصول لانضمام المنفذ مرة واتساعه اخرى۔

کیونکہ جوف تک پہنچنا یقینی نہیں ہے اس لئے کہ منفذ کبھی کھلتا ہے اور کبھی بند رہتا ہے۔ اسی طرح اگر زخم کی وجہ سے پیٹ کی کھال کٹ جائے لیکن زخم معده یا آنت تک نہ اترے اور اس زخم میں دوا لگائی ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیونکہ دوا کسی معبود و معروف جوف میں داخل نہیں ہوئی ہے اگرچہ موجودہ دور میں علم تشریح والے اس کو بھی جوف پیٹ یعنی (Abdominal cavity) کہتے ہیں۔ یہ اصطلاحی جوف بھی معده اور آنتوں وغیرہ سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

7- مجری النفس (سانس کی نالی) کے بارے میں

مجری نفس یعنی سانس کی نالی سینے میں داخل ہو کر مرحلہ وار کئی شاخوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ یہ خود ایک مستقل جوف ہے۔ اس کے برعکس مری (کھانے کی نالی) سینے میں سے گزر کر پیٹ میں داخل ہو کر معده میں کھلتی ہے مجری نفس کا مری یا جوف معده کے ساتھ کچھ اتصال نہیں ہوتا۔ مجری نفس میں کسی شے کو داخل کرنے سے فساد صوم کا قول فقہاء کرتے ہیں۔

و مفادہ انه لو ادخل حلقه الدخان افطراى دخان كان ولو عودا او عنبرالو ذاکرا لامکان التحرز عنه (ردالمحتار)

اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر روزہ دار نے اپنے حلق میں کوئی سا بھی دھواں داخل کیا خواہ وہ عود کا ہو یا عنبر کا ہو تو روزہ یاد ہوتے ہوئے اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے۔

ای بای صورۃ کان الادخال حتی لو تبخر ببخور فاواہ الی نفسہ واشتمہ ذاکرا لصورمہ افطر لامکان التحرز عنه وهذا مما یغفل عنه کثیر من الناس ولا تنوہم انه کشم الورد ومانہ و المسک لو ضوح الفرق بین ہواء تطیب بريح المسک و شبہہ و بین جوہر دخان و صل الی جوہرہ بفعلة امداد و بہ علم حکم شرب الدخان و نظمه الشرنبلالی فی شرحہ علی الوہابیۃ بقولہ و یمنع من بیع الدخان و شربہ و شاربہ فی الصوم لا شک یفطر (ردالمحتار)

(دھواں کسی صورت میں بھی داخل ہو) حتیٰ کہ اگر دھوئی سلگائی اور اس کو اپنے قریب کیا اور سوگھتا تو روزہ یاد ہوتے ہوئے ایسا کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس سے بچنا ممکن تھا۔ یہ ایسی بات ہے جس سے بہت سے لوگ غفلت کرتے ہیں۔ یہ خیال نہ ہو کہ یہ تو گلاب کا پھول یا

عرق گلاب یا مینک سوگھنے کی طرح ہے کیونکہ مینک سے معطر ہونے والی ہوا سوگھنے میں اور دھوئیں کے جوہر کو اپنے فعل سے جوف میں لے جانے میں واضح فرق ہے۔ اسی سے حقہ، بیڑی اور سگریٹ پینے کا حکم بھی معلوم ہوا۔

اور ظاہر ہے کہ دھواں یا دھوئی یا بھاپ عام طور سے پیٹ میں نہیں داخل کی جاتی بلکہ مجری نفس کے ذریعے پھیپھڑوں میں داخل کی جاتی ہے اور قاعدہ ہے کہ سانس لینے کے دوران کھانے کی نالی بند ہوتی ہے اور جس وقت کچھ چیز نگل رہے ہوں تو سانس کی نالی کا مدخل بند ہو جاتا ہے۔ یہ مسئلہ بھی ہمارے ذکر کئے ہوئے معیار کی تائید کرتا ہے۔

یہ قاعدہ جو ابھی ہم نے ذکر کیا اس کیلئے حوالہ ملاحظہ ہو۔

The upper end of the oesophagus is normally shut off from the pharynx, and there is resistance to the passage of a gastroscop. Normally this sphincter opens 0.2-0.3 seconds after beginning of a swallow, remain open for 0.5-1.0 seconds, and then closes. (Applied Physiology by Samson Wright).

8- پاخانے کا مقام (Anus)

دبر یعنی پاخانے کے مقام کے اندر کوئی چیز داخل ہونے کے بارے میں بظاہر متعارض (Contradictory) احکام ملتے ہیں۔

(الف) ادخل اصبغہ مبلولة بماء او دهن في دبره او استنجى فوصل الماء الى داخل دبره (يفسد الصوم)۔۔ والحد الفاصل الذي يتعلق بالوصول اليه الفساد قدر المحقنة وقلما يكون ذلك۔

پانی یا تیل لگی انگلی کو اپنے دبر میں داخل کیا یا استنجا کیا اور پانی دبر میں داخل ہوا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ وہ حد فاصل جس تک پہنچنے سے روزہ ٹوٹتا ہے وہ آله حقنہ کی مقدار ہے اور وہاں تک کم ہی پہنچنا ہوتا ہے۔

(ب) ادخل قطنة او خرقة او خشبا او حجرا في دبره وغيبها (يفسد الصوم)

لانہ تم الدخول (مراقی الفلاح)

کسی نے اپنے دبر میں روٹی یا کپڑے کا ٹکڑا یا لکڑی یا پتھر داخل کیا اور اس میں اس کو چھپا

دیا تو اندر داخلہ ممکن ہونے کی وجہ سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بظاہر تعارض کی وجہ یہ ہے کہ پہلے مسئلے میں آلہ حقنہ کی مقدار چوڑائی میں (جو پانچ سے چھ انگیوں کی چوڑائی ہے اس کی) کی قید لگائی ہے جبکہ دوسرے مسئلے میں ایسا نہیں ہے۔ مزید بریں جب آلہ حقنہ کی مقدار کے برابر پاخانے کے مقام کو شارع کی جانب سے منہ کی طرح خارج کا حکم حاصل نہیں ہے اور وہ جوف کے ساتھ متصل و متعلق بھی ہے تو اس مقدار کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔

البتہ ان مسائل کی یہ توجیہ کی جاسکتی ہے کہ روزہ میں بھی پانی سے استنجا کرنے کا شرعی حکم موجود ہے اور در میں استنجے کے کچھ پانی کے داخل ہونے سے مکمل احتراز ناممکن ہے۔ کبھی اجابت کے بعد در کے سوراخ کے زیادہ کشادہ ہونے کی بنا پر بھی پانی داخل ہو جاتا ہے۔ اس مجبوری و ضرورت کیلئے حد فاصل آلہ حقنہ کی مقدار کو قرار دیا جاسکتا ہے۔ اسی ضرورت کے تحت اگر بواسیری سے لٹک گئے ہوں اور استنجا کے بعد خشک کئے بغیر ان کو اوپر چڑھا لیا گیا ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اس ضرورت کے علاوہ اور صورتوں میں یعنی دوا یا تیل لگانے یا در کے اندر نی کے ذریعے سے بواسیری یا کوئی اور مرہم لگانے یا روئی، پتھر، لکڑی کا ٹکڑا داخل کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

باب: 22

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ: حالت اعتکاف میں بیمار ہو گیا اور دوا لاکر دینے والا کوئی نہ ہو یا ڈاکٹر کے پاس جانا ضروری ہو تو دوا کیلئے مسجد سے نکلنے سے اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور اس دن کے اعتکاف کی قضا لازم ہوگی۔ البتہ اگر یہ نکلنا سخت مجبوری سے ہوا ہو تو نکلنے سے گناہ نہیں ہوگا لیکن اعتکاف بہر حال ٹوٹ جائے گا۔¹

مسئلہ: اسی طرح کسی مریض کی عیادت کیلئے یا کسی ڈوبتے کو بچانے کیلئے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے نکلا تو گوان صورتوں میں مسجد سے نکل جانے سے گناہ نہیں ہوتا بلکہ جان بچانے کی غرض سے نکلنا تو ضروری ہوتا ہے مگر اعتکاف باقی نہیں رہے گا اور نکلنے والے دن کے اعتکاف کی قضا لازم ہوگی۔²

مسئلہ: اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت مثلاً پیشاب پاخانے یا جمعہ کی نماز کیلئے (جبکہ اعتکاف والی مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو) مسجد سے نکلا اور ضرورت پوری ہونے سے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے اعتکاف ٹوٹتا نہیں لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ معتکف اپنے رستے سے نہ ہٹے اور چلتے چلتے عیادت کر لے۔ (3)

مسئلہ: اگر اعتکاف کرنے کی نذر مانی اور اس میں زبان سے یہ استثناء کیا کہ اعتکاف کے دوران فلاں مریض کی عیادت کیلئے نکلے گا تو نذر کے اعتکاف میں ایسا استثناء جائز ہے۔ رمضان کے مسنون اعتکاف میں صحیح نہیں۔ (4)

مسئلہ: وقتی بے ہوشی یا جنون سے اعتکاف نہیں ٹوٹتا البتہ اگر بے ہوشی یا جنون دودن یا زیادہ رہے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ پہلے دن کے بعد باقی دنوں میں نیت نہ ہونے کی وجہ سے روزہ نہیں ہوتا۔ جبکہ اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے پہلے دن کا اعتکاف بھی اس وقت باقی رہے گا

جبکہ بے ہوش اور محنون کے پیٹ وغیرہ میں روزہ کے وقت میں کچھ نہ گیا ہو۔¹
 مسئلہ: اسی طرح اگر کسی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکا یا رکھ کر توڑ دیا تو اعتکاف بھی باقی نہیں رہے گا۔²

مسئلہ: خنثی مشکل کا اعتکاف اس کے گھر کی مسجد میں صحیح نہیں ہوتا کیونکہ اس میں مذکر (Male) ہونے کا احتمال ہے اور مرد کا اعتکاف گھر میں نہیں ہوتا جبکہ عورت کا اعتکاف اس کے محلہ کی مسجد میں کراہت کے ساتھ درست ہوتا ہے لہذا خنثی مشکل کیلئے اعتکاف کی جگہ مسجد ہے۔ (3)

مسنون اعتکاف کے قضا کی تفصیل

جس دن میں اعتکاف ٹوٹا ہو صرف اسی دن کی قضا واجب ہوگی پورے دس دن کی قضا واجب نہیں۔ اگر اعتکاف دن میں ٹوٹا ہو تو صرف دن دن کی قضا واجب ہوگی۔ صبح صادق سے پہلے مسجد میں داخل ہو، روزہ رکھے اور اسی دن شام کو غروب آفتاب کے بعد نکل آئے۔ اور اگر اعتکاف رات کو ٹوٹا ہو تو رات اور دن دونوں کی قضا کرے یعنی شام کو غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو۔ رات بھر وہاں رہے، روزہ رکھے اور اگلے دن غروب آفتاب کے بعد مسجد سے باہر نکلے۔ (4)

باب: 23

حج کے احکام

مسئلہ: کسی پر حج فرض ہو گیا اور وہ اس میں دیر کرتا رہا۔ اسی دوران وہ کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا جس کی وجہ سے سفر کے قابل نہ رہا تو اس کو چاہئے اپنی طرف سے کسی کو حج بدل کرا دے۔¹

مسئلہ: حج فرض ہو گیا مگر تھوڑا سا چلنے سے سانس غیر ہو جاتا ہے اور آرام لینے کی ضرورت پڑتی ہے پھر تھوڑا سا چلتا ہے تو ویسی ہی کیفیت ہو جاتی ہے حتیٰ کہ سواری پر سفر کرنے کی بھی قدرت نہیں تو ایسی مجبوری کی حالت میں جائز ہے کہ وہ حج پر نہ جائے اور صحیح ہونے کا انتظار کرے لیکن مرنے سے پہلے وراثت کو حج بدل کرانے کی وصیت کر دے۔ اور اگر تندرست ہونے کی امید نہ ہو تو خود اپنی طرف سے حج بدل کرا دے۔²

شرائط و جوہ حج

و جوہ حج کی شرائط میں سے ایک عقل ہے۔ (3)

مسئلہ: لہذا مجنون (پاگل) پر حج فرض نہیں ہے اور معتوہ (نیم پاگل و ناقص العقل) کے بارے میں کتب اصول میں اختلاف ہے۔ امام فخر الاسلام نے معتوہ پر عبادات کے واجب نہ ہونے کو اختیار کیا ہے اور نابالغ سمجھدار کی مانند معتوہ بھی تمام احکام میں غیر مکلف ہے لیکن اگر وہ حج ادا کرے گا تو اس کی ادائیگی درست ہوگی مگر وہ حج فرض واقع نہیں ہوگا بلکہ نفل ہوگا اور امام دیوبند نے احتیاط کو اختیار کیا ہے اور ان کے نزدیک معتوہ پر حج سمیت تمام عبادات واجب ہیں۔¹

مسئلہ: کسی مجنون کے ولی نے اس کی طرف سے حج کا احرام باندھا اور قوف عرفات سے پہلے مجنون ہوش میں آ گیا۔ اگر اس نے افاقہ کے بعد نئے سرے سے فرض حج یا مطلق حج کی نیت سے احرام باندھا لیا تو فرض حج ادا ہو جائے گا اور اگر دوبارہ نئے سرے سے احرام نہیں باندھا تو

فرض حج ادا نہیں ہوگا۔²

اگر مجنون کو افاقہ نہیں ہو یا وقوف عرفات کے بعد افاقہ ہو یا وقوف عرفہ سے پہلے افاقہ ہونے کے بعد اسی احرام کو باقی رکھا جو جنون کی حالت میں باندھا تھا تو ان تینوں صورتوں میں اس کا حج فرض ادا نہیں ہوگا بلکہ نفلی ہوگا اور اس کو افاقہ کے بعد جب استطاعت حاصل ہو فرض حج ادا کرنا ضروری ہے۔ (3)

مسئلہ: اگر کسی نے عقل و ہوش کی حالت میں حج کیا پھر اس کو جنون لاحق ہو گیا تو اگر اس نے حج میں فرض کی نیت کی تھی یا مطلق حج کی نیت کی تھی تو حالت عقل میں کیا ہو اس کا حج جو فرض کی جگہ ادا ہوا تھا باقی رہے گا لہذا جنون سے افاقہ کے بعد اس کو دوبارہ حج نہ کرنا ہوگا۔ (4)

مسئلہ: اگر کسی عقل و ہوش والے نے احرام باندھا یعنی احرام باندھنے کے وقت اس میں جنون کا مرض نہیں تھا بعد میں اس کو جنون لاحق ہو گیا یا احرام باندھنے کے وقت افاقہ تھا اور نیت و تلبیہ کو سمجھتا تھا اور اس نے نیت و تلبیہ کو ہوش کی حالت میں ادا کیا اس کے بعد اس نے مناسک اس طرح ادا کئے کہ اس کی طرف سے نیا بتا کسی دوسرے شخص نے وہ مناسک ادا کئے اور اسے بھی ساتھ رکھا اور اس کی طرف سے طواف زیارت کی نیت کی۔ حج کرنے کے بعد کسی وقت اس مجنون کو افاقہ ہوا تو وہ فرض حج ہی ادا ہوا، جنون کی طرف سے طواف زیارت کی نیت کرنے میں مجبوری کی وجہ سے نیا بت جائز ہے لیکن نفس طواف میں نیا بت جائز نہیں ہے کیونکہ اس کو اٹھا کر طواف کرنا ممکن ہے لہذا اگر دوسرے اس مجنون کو اٹھا کر طواف کرائیں لیکن اس کی طرف سے نیت نہ کریں گے تو اس کو افاقہ کے بعد خواہ وہ جب بھی ہو خود طواف کرنا لازم ہوگا۔

اور اگر اس نے افاقہ کی حالت میں احرام باندھا اور خود نیت کر کے جب کہ وہ نیت و تلبیہ کو سمجھتا بھی تھا تلبیہ پڑھا پھر اس پر جنون طاری ہوا اور اس نے خود بغیر کسی نائب کے حج ادا کیا تو اس کا نفلی حج ادا ہوگا فرض کی جگہ نہیں ہوگا اور اگر وہ نیت و تلبیہ کو تو نہیں سمجھتا تھا لیکن اس نے خود ہی نیت کی اور تلبیہ کہا اور حج کے باقی مناسک خود پورے کئے تو اس کا حج ادا کرنا ایسا ہے جیسا کہ بغیر طہارت کے نماز ادا کرنا یعنی اس کا حج نہ فرض کی جگہ صحیح ہوگا نہ نفل ہوگا۔¹

حج کے وجوب ادا کی شرائط

ان میں سے ایک تندرست ہونا ہے

اس میں علما کا اختلاف ہے کہ جو شخص تندرست نہ ہو مریض ہو یا اندھا ہو یا مفلوج ہو یا لنگڑا غیرہ ہو اور خود سفر نہ کر سکتا ہو۔ اور اس کے علاوہ حج کی ساری شرائط پائی جائیں تو اس پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں۔ اکثر علماء نے اس قول کو اختیار کیا ہے کہ اس شخص پر حج فرض ہے اور اس قول کے مطابق ایسا شخص اگر حج نہ کر سکے تو اس پر حج بدل کرانا یا اس کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر یہ شخص خود حج کر لے گا تو حج ہو جائے گا۔

یہ اس صورت میں ہے کہ اس کو معذور ہونے کی حالت میں حج کی استطاعت حاصل ہوئی ہو۔ اگر صحت کی حالت میں حج فرض ہو چکا تھا پھر بعد میں بیمار اور معذور ہوا تو بالاتفاق اس پر حج واجب ہے اور اس کو حج کرانا یا وصیت کرنا واجب ہے۔²

سعی کی صحت کی شرط

مسئلہ: صفا و مروہ کے درمیان سعی کے صحیح ہونے کی چھ شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ سعی خود اپنے فعل سے کی جائے اگرچہ کسی کے کندھے پر یا کسی جانور وغیرہ پر سوار ہو کر کرے۔ یا پہیوں والی کرسی (Wheel-chair) پر بیٹھ کر کرے پس سعی میں نیابت جائز نہیں ہے۔ لیکن پانچ شخصوں کے لئے نیابت جائز ہے۔

(1) بیہوش کیلئے (2) سوئے ہوئے مریض کے لئے

(3) مجنون کیلئے کہ جس کو احرام باندھنے سے پہلے جنون لاحق ہوا ہو اور سعی کی ادائیگی تک باقی

ہو۔ (4) سوئے ہوئے مریض کیلئے

(5) بالغ مجنون کیلئے یعنی جو شخص جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو۔ جب کہ اس مجنون کی طرف

سے اس کے ولی نے احرام باندھا ہو۔¹

مسئلہ: اگر کسی عذر کی وجہ سے سعی ترک کی مثلاً انجا، اپانچ یا بہت پرانا مریض ہو اور اس کو اٹھا کر سعی کرانے والا کوئی بھی نہ ہو تو اس سے سعی معاف ہو جائے گی اور اس پر کچھ فدیہ واجب نہیں ہوگا۔ یہ حکم عمرہ اور حج دونوں کی سعی کا ہے۔²

وقوف عرفات

وقوف عرفات کا وقت ذوالحجہ کی نویں تاریخ کے زوال سے دسویں تاریخ کی فجر صادق کے طلوع ہونے تک ہوتا ہے۔ اس وقت میں حج کا احرام باندھے ہوئے کوئی شخص عرفات میں سے ہو کر گزر بھی جائے تو اس کا وقوف ہو جاتا ہے خواہ اس کو علم ہو کہ یہ عرفات ہے اور یہ وقوف کا وقت ہے یا اس کو ان باتوں کا علم نہ ہو اور خواہ وہ ہوش میں ہو یا بے ہوش ہو اور خواہ مجنون ہو یا عقل کی حالت میں ہو۔ (3)

عرفات سے واپسی

مسئلہ: اگر کسی شخص نے عرفہ کے دن میدان عرفات میں زوال آفتاب کے بعد وقوف کیا اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے وہاں سے روانہ ہو گیا تو اگر وہ عرفات کی حدود سے غروب آفتاب کے بعد نکلا تو اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا اس لئے کہ اس نے واجب ترک نہیں کیا اور اگر غروب آفتاب سے قبل حدود عرفات سے باہر نکل گیا تو ترک واجب کی وجہ سے اس پر دم واجب ہوگا لیکن اگر وہ وقت کے اندر عرفات کی حدود میں واپس لوٹ آئے تو دم ساقط ہو جائے گا۔ یہ حکم سب کے لئے ہے خواہ وہ عاجز یا مریض ہی ہو۔ (4)

وقوف مزدلفہ

مسئلہ: وقوف مزدلفہ جو کہ واجب ہے وہ یہ ہے کہ دسویں ذوالحجہ کو طلوع فجر کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرے خواہ خود وقوف کرے یا کسی دوسرے شخص کے ذریعہ سے کرے جس کی صورت یہ ہے کہ اس کے حکم سے یا اس کے حکم کے بغیر اور خواہ یہ سو یا ہو یا بے ہوشی کی حالت میں ہو اور خواہ اس نے وقوف مزدلفہ کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو اور خواہ اس کو مزدلفہ کا علم ہو یا نہ ہو کوئی دوسرا شخص اس کو اپنے کندھے پر اٹھالے یا سٹرینچ پر لٹا کر لے جائے تو ہر حال میں اس کا وقوف صحیح ہو جائے گا۔¹

مسئلہ: اگر کوئی تندرست آدمی مزدلفہ کا وقوف ترک کر دے یعنی صبح صادق طلوع ہونے سے پہلے رات میں ہی مزدلفہ کی حدود سے باہر چلا جائے تو اس پر ترک واجب کی وجہ سے دم واجب ہوتا ہے لیکن اگر کوئی معذور یا مریض عذر مثلاً ضعف کی وجہ سے یا مرض کی وجہ سے اس وقوف کو

ترک کر دے تو اس پر دم وغیرہ کچھ واجب نہیں ہوتا۔²

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْدِمُ ضِعْفَيْ أَهْلِهِ بِغَلَسٍ وَيَأْمُرُهُمْ بِغَنَى
لَا يَزْمُونَ الْجَمْرَةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔ (ابو داؤد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان کے کمزوروں کو (مزدلفہ سے) منہ اندھیرے (منیٰ کی طرف) بھیج دیتے تھے اور ان کو حکم دیتے تھے کہ وہ سورج طلوع ہونے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی نہ کریں۔

رمی کی شرط

مسئلہ: رمی کی شرائط میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی رمی خود کرے۔ قادر ہونے کے باوجود بلا عذر نیابت یعنی کسی دوسرے سے رمی کرانا جائز نہیں ہے۔ البتہ عذر کی صورت میں نیابت جائز ہے۔ (3)

مسئلہ: ایسے مریض کی طرف سے جو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اس کے حکم سے یا بے ہوش کی طرف سے اس کے حکم سے یا اس کے حکم کے بغیر یا نیم پاگل یا مجنون کی طرف سے کوئی دوسرا شخص رمی کرے تو جائز ہے اور افضل یہ ہے کہ مریض اگر ہوش میں ہو تو کنکری اس مریض وغیرہ کے ہاتھ پر رکھی جائے اور وہ خود اس کو جمرہ پر پھینک دے یا اس کا ساتھی اس کے ہاتھ کو پکڑ کر پھینکوادے اور اگر اس کی طرف سے کوئی دوسرا شخص کنکریاں مار دے تب بھی جائز ہے۔¹

مسئلہ: اگر رمی کرنے کے بعد وقت کے اندر معذور کا عذر زائل ہو جائے تو وہ رمی کا اعادہ نہ کرے۔²

مسئلہ: بے ہوش یا نیم پاگل یا مجنون کی طرف سے اگر کسی دوسرے نے بھی رمی نہ کی تو کچھ جزا لازم نہ ہوگی لیکن اگر مریض جو ہوش میں ہو اگر اس نے نہ خود رمی کی اور نہ ہی کسی سے کہہ کر کروائی تو اس پر جزا لازم ہوگی۔

غرض اگر مریض کو شعور حاصل ہو اور وہ اس قابل ہو کہ اس کو آگاہ کیا جائے اور اس سے اجازت لی جائے تو مریض کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر رمی کرنا جائز نہیں ہے۔ برخلاف بے ہوش کے کہ اس کو شعور ہی نہیں ہوتا۔ (3)

مسئلہ: اگر مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے اور ایسا ہے کہ اس کو سوار ہو کر یا ڈھیل چیمڑ پر بیٹھ کر یا کسی دوسرے آدمی کے اٹھالینے سے رمی کے لئے حاضر ہونے کی قدرت ہے اور وہ اس طرح شدید ضرر لاحق ہوئے بغیر رمی کرنے پر قادر ہے اور اس کو مرض کی زیادتی یا دیر میں صحت ہونے کا خوف بھی نہ ہو تو ایسے شخص کی طرف سے رمی کے لئے نیابت جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی سواری یا اٹھانے والا شخص نہ ملے تو اس کیلئے نیابت جائز ہے۔

اوپر کے مسائل کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو یا کھڑے ہو کر پڑھ تو سکتا ہے لیکن جمرات تک پیدل یا سوار ہو کر آنے میں سخت تکلیف ہو یا مرض میں زیادتی یا دیر میں صحت ہونے کا خوف ہو یا سواری نہ ملے یا اٹھانے والا شخص نہ ملے تو وہ شخص معذور ہے اور اس کی طرف سے دوسرا شخص رمی کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ مذکورہ عذر نہ ہوں تو خود رمی کرنا ضروری ہے اس کے لئے نیابت جائز نہیں ہے۔ (4)

مسئلہ: عورت اور بیمار اور ضعیف آدمی کے لئے جہوم کا خوف عذر ہے اور اس کی وجہ سے دسویں ذوالحجہ کے دن طلوع شمس سے پہلے رمی کرنا یا پہلے تین دن رات میں رمی کرنا اور چوتھے دن زوال سے پہلے رمی کر لینا جائز ہے۔ وقت میں اس نرمی و گنجائش کے بعد اب ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے ان کی طرف سے نیابت جائز نہیں۔ لہذا اگر یہ لوگ اوقات کی سہولت کو نظر انداز کر کے جہوم کے خوف کی وجہ سے خود رمی نہیں کریں گے تو ان پر فدیہ لازم ہوگا۔¹

حلق و تقصیر

مسئلہ: عام حالت میں مرد کو اختیار ہے کہ وہ احرام سے نکلنے کے لئے خواہ حلق کرائے یعنی سر مونڈوائے یا تقصیر کرائے یعنی بال کتروائے۔ لیکن اگر کسی عارضہ کی وجہ سے حلق کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے قصر کرنا متعین ہوگا۔ اور کسی عذر کی وجہ سے قصر کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لئے حلق کرنا متعین ہوگا۔ اور اگر سر میں کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے حلق و قصر دونوں ممکن نہ ہوں تو دونوں ساقط ہو جائیں گے اور آدمی ویسے ہی حلال ہو جائے گا اور اس پر دم وغیرہ واجب نہیں ہوگا کیونکہ اس نے واجب کو عذر کی وجہ سے ترک کیا ہے۔

مسئلہ: گنجه سر والا یعنی جس کے سر پر بالکل بال نہ ہوں اس کو سر پر استرا پھرانا واجب

ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے۔

مسئلہ: اگر کسی کے سر پر زخم ہوں اور اس کو سر پر استرا پھرانا ممکن ہو تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ استرا پھرائے اور اگر اس کو سر پر استرا پھرانا ممکن نہ ہو اور سر پر بال اتنے بڑے بھی نہیں کہ قصر کرانے کی حد کو پہنچتے ہوں تو اس سے بھی یہ واجب ساقط ہو جائے گا اور وہ حلق کرائے بغیر حلق کرانے والوں کی طرح حلال ہو جائے گا البتہ اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ بارہویں ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک ممنوعات احرام کا ارتکاب نہ کرے۔²

طواف زیارت

مسئلہ: طواف زیارت کے وجوب کی شرائط میں سے ہے کہ آدمی صاحب عقل ہو لہذا مجنون پر طواف زیارت واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: طواف زیارت کے ارکان میں سے ایک رکن یہ ہے کہ آدمی طواف خود کرے اگرچہ کسی کے کندھے پر یا کسی سواری پر یا کسی وہیل چیئر پر سوار ہو کر کرے۔ پس طواف زیارت میں نیابت جائز نہیں ہے البتہ ان پانچ شخصوں کے حق میں نیابت جائز ہے۔

(1) بے ہوش (2) سویا ہوا مریض (3) احرام باندھنے سے پہلے ہی جو مجنون ہو جب کہ اس کا جنون طواف زیارت ادا کرنے تک قائم رہے۔ (4) بے سمجھ بچہ (5) بالغ مجنون یعنی جو جنون کی حالت میں بالغ ہوا ہو۔¹

طہارت میں معذور کا حکم

مسئلہ: دائمی عذرو الا شخص (مثلاً جس کو ریح یا پیشاب یا کوئی زخم جاری ہے وغیرہ) خواہ اس کا وہ عذر حقیقی ہو یا حکمی ہو (جس کی تفصیل معذور کی نماز کے بیان میں گزر چکی ہے) اگر وہ طواف کے چار چکر پورے کر لے پھر نماز کا وقت نکل جائے تو وہ نئے سرے سے وضو کرے اور طواف کو چھوڑی ہوئی جگہ سے دوبارہ شروع کرے اور جو چکر باقی رہ گئے تھے ان کو پورا کرے۔ اور اگر چار سے کم چکر لگائے اور وقت نکل گیا تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس کو اس صورت میں نئے سرے سے طواف کرنا افضل ہے۔²

بے ہوش اور سوائے ہوئے مریض کے حج کا طریقہ (3)

مسئلہ: اگر کوئی شخص حج کے ارادہ سے نکلا اور وہ احرام باندھنے سے پہلے بے ہوش ہو گیا۔ پھر اس کے ساتھی یا کسی دوسرے شخص نے اس کی طرف سے احرام باندھا یعنی اس کی طرف سے نیت کر کے تلبیہ کہا تو وہ بے ہوش محرم ہو جائے گا اور اس کا حج فرض حج ادا ہوگا خواہ اس نے اپنے ساتھی یا کسی دوسرے شخص کو احرام باندھنے کے لئے حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ وہ حج کی نیت سے سفر میں نکلا ہے اس لئے حج کی نیت اس کی طرف سے پائی گئی ہے۔ ناقص العقل کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: اگر حج کے ارادہ سے نکلنے والا شخص مریض تھا اور وہ احرام باندھنے سے پہلے سو گیا اگر اس نے اپنے ساتھی کو پہلے سے کہہ دیا تھا کہ مجھے نیند آجائے تو میری طرف سے آپ نیابتاً احرام باندھ لینا تو اس کی طرف سے نیابتاً احرام باندھ لینے سے وہ سویا ہو یا مریض محرم ہو جائے گا کیونکہ مامور کا فعل آمر کا فعل ہی شمار ہوتا ہے۔ اور اگر مریض نے ایسا حکم نہیں دیا تھا اور اس کے ساتھی یا کسی دوسرے شخص نے اس کے حکم کے بغیر اس کی طرف سے احرام باندھ لیا تو وہ سویا ہو یا مریض محرم نہیں ہوگا لہذا بہتر یہ ہے کہ اپنے رفیق سے کہہ دے کہ اگر مجھے بے ہوشی ہو جائے یا بیماری میں نیند آجائے تو تم میری طرف سے نیابتاً احرام باندھ لینا تاکہ اس کا حج جائز ہو جائے۔

مسئلہ: اور اگر مریض نے پہلے سے نہیں کہا تھا اور جگانے میں اس کو چنداں تکلیف نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ سوائے ہوئے مریض کو جگادیا جائے تاکہ ہوشیار ہو جائے۔

مسئلہ: جس بے ہوش یا سوائے ہوئے مریض کی طرف سے نیابتاً احرام باندھا گیا ہو اس کے سئلے ہوئے کپڑے اتارنا احرام کے صحیح ہونے کے لئے شرط نہیں ہے مگر چونکہ سئلے ہوئے کپڑوں کا بدن پر ہونا ممنوعات احرام میں سے ہے اس لئے ان کا اتارنا اور تہبند و چادر پہننا واجب ہے ورنہ اس بے ہوش یا سوائے ہوئے مریض پر جزا واجب ہو جائے گی۔ نائب کو مریض کے احرام کی وجہ سے اپنے سئلے ہوئے کپڑے اتارنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ: اگر بے ہوش محرم یا سوائے ہوئے مریض محرم سے ممنوعات احرام میں سے کوئی ایسا کام سرزد ہو جائے جس پر جزا واجب ہوتی ہے تو وہ جزا اس بے ہوش یا سوائے ہوئے مریض محرم پر واجب ہوگی اس کے نائب پر واجب نہیں ہوگی۔

مسئلہ: بے ہوش شخص یا سوائے ہوئے مریض کی طرف سے کسی دوسرے شخص کے احرام باندھ لینے کے بعد کل افعال ادا کرنے سے پہلے جب بھی بے ہوش کو ہوش آجائے یا سویا ہوا مریض بیدار ہو جائے تو اس پر باقی افعال حج خود ادا کرنا واجب ہے اور اسی طرح ممنوعات احرام سے بچنا بھی لازم ہے۔

مسئلہ: اگر کسی شخص کو خود احرام باندھنے کے بعد بے ہوشی طاری ہوئی یا مریض اس کے بعد سو گیا ہو تو اس کے رفقاء پر اس کو عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کے لئے اور مکہ مکرمہ طواف وغیرہ کے لئے لے جانا متعین ہے۔ اس کو لے جائے بغیر اس کی طرف سے افعال حج ادا کرنا جائز نہیں ہے۔
مسئلہ: جب تندرست شخص بے ہوش کو کندھے پر اٹھا کر طواف کرائے تو بے ہوش کی طرف سے بھی طواف کی نیت کرنا شرط ہے یعنی اٹھانے والا اپنی طرف سے بھی اور بے ہوش کی طرف سے بھی طواف کی نیت کرے اور اگر صرف اپنی طرف سے طواف کی نیت کرے گا تو بے ہوش کی طرف سے طواف ادا نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص ایسا مریض ہو کہ اٹھا کر طواف کرائے بغیر وہ طواف نہ کر سکتا ہو اور وہ سمجھدار ہے دیوانہ نہیں ہے۔

(i) یہ مریض اپنے ساتھیوں کو طواف کرانے کا حکم کئے بغیر سو گیا اور اس کے ساتھیوں نے اسے سوتے ہوئے کو اپنی پیٹھ وغیرہ پر اٹھا کر طواف کیا تو اس مریض کی طرف سے یہ طواف کافی نہ ہوگا۔

(ii) یا اس مریض نے اپنے ساتھیوں کو حکم کیا تھا کہ وہ اس کو اٹھا کر طواف کرائیں لیکن انہوں نے ابھی اس کو طواف نہیں کرایا تھا کہ وہ سو گیا پھر انہوں نے سوتے مریض کو کندھوں پر لاد کر طواف کرایا تو مریض کے لئے یہ طواف کافی ہو جائے گا۔

(iii) یا اس مریض کے حکم کرتے ہی اس کو اٹھا لیا جب کہ وہ جاگ رہا تھا۔ پھر وہ ان کے طواف شروع کرنے سے پہلے یا بعد میں سو گیا اور انہوں نے اسی حالت میں اس کے ساتھ طواف کیا طواف کے بعد وہ جاگا تو یہ طواف اس مریض کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر مریض نے اپنے ساتھی سے کہا کہ میرے لئے لوگوں کو اجرت پر لاؤ تاکہ وہ مجھ کو طواف کرائیں۔ پھر وہ مریض سو گیا اور جس کو حکم دیا تھا اس نے فوراً اس حکم کو پورا نہ کیا بلکہ کسی اور

کام میں دیر تک مشغول رہا۔ اس کے بعد لوگوں کو اجرت پر مقرر کر کے لایا اور انہوں نے سوائے ہوئے مریض کو اٹھا کر طواف کرایا تو امام حسن رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر وہ حکم کے بعد فوراً طواف کراتا تو جائز ہوتا لیکن جب بہت دیر کے بعد جب کہ وہ مریض سو گیا تھا لوگوں کو اجرت پر لایا اور انہوں نے اس کو اٹھا کر طواف کرایا اور وہ ایسے ہی سوتا رہا تو اس کا طواف کافی نہیں ہوگا۔

مسئلہ: اگر کسی بیمار کو کنکریاں پھینکنے کی طاقت نہیں تو کنکریاں اس کے ہاتھ پر رکھ دی جائیں پھر وہ انہیں خود مارے یا وہ کسی اور کو مارنے کا حکم دے۔

مسئلہ: کسی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے اگر رزل نہیں کر سکتا تو کچھ حرج نہیں۔

جنایات حج

مسئلہ: اگر ناقص العقل نے شکار کیا یا خوشبودار لگائی یا سئلے ہوئے کپڑے پہنے یا جماع کیا تو اس کے لئے بھی جنایت کا وہی حکم ہے جو تندرست کے لئے ہے۔¹

(1) خوشبودار اشیاء کا استعمال

مسئلہ: اگر خوشبودار سرمہ ایک یا دو بار لگا یا تو صدقہ واجب ہوگا اور اگر تین یا زیادہ بار لگا یا تو ایک دم دینا ہوگا یعنی حرم کی حدود میں ایک بکرے وغیرہ کی قربانی دینا ہوگی۔

مسئلہ: اگر ایسا سرمہ لگا یا خوشبودار نہ ہو تو اس پر دم یا صدقہ کوئی جزا واجب نہیں ہے اگرچہ بلا عذرا استعمال کیا ہو۔ لیکن محرم کو بلا ضرورت استعمال نہ کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں زینت پائی جاتی ہے اور اگر سرمہ لگانے کی ضرورت ہو تو پھر بے خوشبودار کے سرمہ کو ترک کرنا بہتر بھی نہیں ہے۔

مسئلہ: خوشبودار سرمہ لگانے میں کثرت فعل کا اعتبار ہے کثرت خوشبودار نہیں۔ لہذا ایک یا دو دفعہ کے لگانے سے دم واجب نہیں ہوگا اگرچہ سرمہ میں بہت زیادہ خوشبو ملی ہوئی ہو۔

مسئلہ: اگر خوشبودار سرمہ ضرورت کی وجہ سے لگا یا تو کفارہ میں اختیار ہوگا یعنی دم واجب ہونے کی صورت میں وہ جانور ذبح کرے یا روزے رکھے یا کھانا کھلائے اور صدقہ واجب ہونے کی صورت میں صدقہ دے یا روزہ رکھے۔²

خوشبودار کو دو ا کے طور پر استعمال کرنا

مسئلہ: خالص خوشبو کو دوا کے طور پر لگایا یا ایسی دوا لگائی جس میں خوشبو غالب ہے اور وہ دوا خوشبو ملانے کے بعد پکائی نہیں گئی۔ تو جب وہ خالص خوشبو یا خوشبو والی دوا (مثلاً جس دوا میں کافور Camphor یا مینتھول Menthol ملا گیا ہو) زخم یا پھوڑے پر لگائی اور زخم کی وہ جگہ ایک چھوٹے عضو مثلاً ناک، کان، آنکھ، انگلی اور پینچے وغیرہ کے برابر یا اس سے کم ہے تو صدقہ واجب ہوگا لیکن اگر اس کو دوسری مرتبہ لگایا تو دم واجب ہوگا۔ اور اگر زخم ایک بڑے عضو مثلاً سر، پنڈلی، ران، ہاتھ، ہتھیلی وغیرہ یا اس کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو ایک دفعہ کے لگانے ہی سے دم واجب ہوگا۔¹

مسئلہ: اگر خوشبو دوا میں ملا کر پکائی گئی ہو تو اس کے لگانے سے کچھ واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر ایک زخم پر کئی مرتبہ خوشبو دار دوا لگائی یا ایک ہی دفعہ کی لگائی ہوئی دوا زخم کے صحیح ہونے تک لگی رہی خواہ کتنی ہی مدت گزر جائے اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔ اسی طرح اگر اس زخم کے اچھا ہونے سے پہلے اسی جگہ یا کسی دوسری جگہ دوسرا زخم ہو گیا اور اس نے دونوں زخموں پر خوشبو دار دوا لگائی تو جب تک پہلا زخم اچھا نہ ہو ایک ہی کفارہ کافی ہوگا اور اگر پہلا زخم اچھا ہونے کے بعد دوسرے زخم پر دوا لگائی تو اس پر دوسرا کفارہ بھی واجب ہوگا خواہ اس نے پہلا کفارہ ادا کیا ہو یا نہ کیا ہو۔²

مہندی اور وسمہ کا استعمال

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر سر کے درد کے علاج کے لئے وسمہ کا خضاب کیا تو سر ڈھانپنے کی وجہ سے جزا آئے گی۔ (3)

تیل کا استعمال

زیتون اور تل کا خالص تیل جب خوشبو کیلئے استعمال کیا جائے تو یہ جنایت ہے اور اس پر جزا آتی ہے لیکن جب اس کو دوا یا کھانے کے طور پر استعمال کیا جائے تو بالاتفاق اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا۔ لہذا اگر محرم نے زیتون یا تل کا خالص تیل کھایا یا اس کو اپنے زخم یا پاؤں کی پھٹن میں دوا کے طور پر لگایا یا کان میں ٹپکایا یا ناک میں چڑھایا تو اس پر دم یا صدقہ کچھ واجب نہیں ہوتا۔ (4)

پٹی باندھنا

سریا چہرے کے چوتھائی حصے سے کم پر بلا ضرورت کپڑے کی پٹی باندھنا مکروہ ہے۔ ضرورت کی وجہ سے باندھنا مکروہ نہیں ہے۔ اگر وہ پٹی بلا ضرورت کامل ایک دن (علاوہ رات کے) یا ایک رات کامل یعنی کل 12 گھنٹے تک بندھی رہی تو صدقہ واجب ہوگا اگر اس سے کم عرصہ بندھی رہی تو کچھ واجب نہیں ہوگا۔¹

اگر سریا چہرے کے چوتھائی حصے یا اس سے زیادہ پر ایک دن یا ایک رات یعنی کل 12 گھنٹے کپڑے کی پٹی بندھی رہی تو دم واجب ہوگا اور ایک دن یا ایک رات سے کم بندھی رہی تو صدقہ واجب ہوگا۔

تنبیہ: 1 ضرورت کی حالت میں کفارہ اختیاری ہوگا۔²

2: اگر سر اور چہرے کے علاوہ بدن کے کسی اور حصے پر کپڑے کی پٹی باندھی تو اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا خواہ کتنی ہی زیادہ جگہ پر ہو۔ (3)

بال مونڈھنا

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفَدِيَةٌ مِنْ صَيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ۔
(سورہ بقرہ: 196)

(اگر تم میں سے کوئی) کچھ (بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ) زخم یا درد یا جوؤں وغیرہ کی (تکلیف ہو) اور اس بیماری یا تکلیف کی وجہ سے پہلے ہی سر منڈانے کی ضرورت پڑے (تو) اس کی اجازت ہے کہ وہ سر منڈا کر (فدیہ) یعنی اس کا شرعی بدلہ دے دے یعنی خواہ تین روزے سے (یا) چھ مسکینوں کو فی مسکین پونے دو کلو گرام (خیرات) کے طور پر (دینے سے) یا ایک بکری (ذبح کر دینے سے)۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ وَقَفَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْحَدِيثِ وَرَأْسِي يَتَهَاوَتْ قَمَلًا فَقَالَ يُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ فَلْتُمْ قَالَ فَاحْلِقِ رَأْسَكَ أَوْ احْلِقِ قَالَ فِي نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ إِلَىٰ آخِرِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ضَمَّ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ تَصَدَّقْ بِعَزَقٍ بَيْنَ سِتَّةِ أَوْ نَسِكَ مِمَّا تَيْسَّرُ (بخاری)

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس کھڑے ہوئے جبکہ میرے سر سے جوئیں گر رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف دے رہی ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تم اپنا سر منڈا دو۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے ہی (جیسوں) کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ (پھر جو کوئی تم میں سے مریض ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو بدلہ دے روزے سے یا صدقہ سے یا قربانی سے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا تو تین دن کے روزے رکھ لو یا تین صاع (لگ بھگ ساڑھے دس کلو) گندم چھ مسکینوں میں صدقہ کر دو یا جو قربانی میسر ہو وہ ذبح کر دو۔

مسئلہ: گھٹنے میں درد کی وجہ سے جو موزہ نما کپڑا (Knee Cap) چڑھا لیتے ہیں حالت احرام میں اس کو چڑھانا صحیح نہیں۔ البتہ اس کی جگہ پر کھلی (Crepe Bandage) پٹی کے طریقے سے باندھی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: اگر چھپنے لگوانے (Cupping) کی جگہ کے بال مونڈھ کر وہاں چھپنے لگوائے (اور اسی طرح کسی آپریشن کی غرض سے جسم کے بال مونڈھے) تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دم واجب ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صدقہ واجب ہوگا۔ لیکن اختلاف اس وقت ہے جب صرف چھپنے لگانے کے لئے اس جگہ کے بال مونڈھے ہوں اور اگر کسی اور وجہ سے مونڈھے تو بالاتفاق صدقہ واجب ہوگا۔¹

مسئلہ: اگر چھپنے لگوانے یا کسی آپریشن کے ارادہ سے کسی جگہ کے بال مونڈھنے کے بعد چھپنے نہیں لگوائے یا آپریشن نہیں ہوا تب بھی صدقہ واجب ہوگا۔²

مسئلہ: بال مونڈھے بغیر چھپنے لگوانے، فصد لینے، عضلاتی یا ویدی ٹیکہ لگانے ٹوٹی ہوئی ہڈی پر جیرہ (کچھی۔ پلستر وغیرہ) باندھنے یا ختنہ کرانے میں مضائقہ نہیں ہے۔ (3)

VI محرم جب بیمار ہو جائے یا اس کو بخار ہو جائے اور اس کو کبھی کپڑے پہننے اور کبھی اتارنے کی ضرورت پیش آتی ہے تو جب تک وہی ایک بیماری یا بخار ہے تو ایک کفارہ واجب ہوگا اور اگر وہ بیماری زائل ہوگئی اور دوسری بیماری لگ گئی یا وہ بخار ختم ہو گیا اور (کسی دوسرے سبب سے) دوسرا بخار چڑھ گیا تو اس پر دو کفارے واجب ہوں گے۔ (4)

جنایت پر جزا کے احکام و شرائط

مسئلہ: جزا واجب ہونے کے لئے آدمی کا صاحب عقل ہونا بھی شرط ہے۔ مجنون پر جزا واجب نہیں ہوتی اور اس کی وجہ سے اس کے ولی پر بھی جزا واجب نہیں ہوتی۔ لیکن اگر احرام کے بعد جنون لاحق ہوا اور پھر بعد میں ہوش آ گیا اگرچہ چند سال کے بعد ہوش آیا ہو تو اس نے حالت احرام میں جن ممنوعات کا ارتکاب کیا ہوگا ان کی جزا اس پر واجب ہوگی۔

مسئلہ: بے ہوش شخص پر ممنوعات کے ارتکاب سے جزا واجب ہوتی ہے اگرچہ وہ ممنوعات کے ارتکاب سے گناہ گار نہیں ہوتا کیونکہ وہ اس حالت میں غیر اختیاری طور پر ممنوعات کا مرتکب ہوا ہے۔¹

حج و عمرہ پورا کرنے سے احصار

وَأْتُمُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ فَإِنْ أُخْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ وَلَا تَخْلِفُوا زِيَّ
وُسْكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ۔ (سورہ بقرہ: 196)

اور جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے کے واسطے پورا پورا ادا کیا کرو کہ اعمال و آداب بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب ہی کی ہو پھر اگر کسی دشمن کی جانب سے یا کسی مرض کے سبب سے حج و عمرہ کو پورا کرنے سے روک دینے جاؤ تو اس حالت میں یہ حکم ہے کہ قربانی کا جانور جو کچھ میسر ہو ذبح کرے اور احرام کو کھول دے جس کا طریقہ شریعت میں سر مونڈنا یا بال کٹوانا ہے۔ اور یہ نہیں کہ رکاوٹ پیش آتے ہی فوراً احرام کھول دو بلکہ اپنے سروں کو احرام کھولنے کی غرض سے اس وقت تک مت منڈاؤ جب تک کہ وہ قربانی کا جانور جس کے ذبح کا اس حالت میں حکم تھا اپنے موقع پر یعنی حرم میں نہ پہنچ جائے کہ وہیں اس کو ذبح کیا جاسکتا ہے۔ وہاں اگر خود نہ جاسکے تو کسی کے ہاتھ جانور یا قیمت بھیج کر ذبح کرایا جائے۔ جب جانور ذبح ہو جائے اس وقت احرام کھولنا جائز ہوگا۔

عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَسِرَ أَوْ عَرَجَ أَوْ مَرِضَ فَقَدْ حَلَّ
وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ (ابو داؤد)

حضرت حججاج بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کی ٹانگ

ٹوٹ گئی ہو یا کسی سبب سے اسے لنگڑا ہٹ ہو گئی ہو یا مرض ہو گیا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ حلال ہو جائے اور اس کے ذمہ ہوگا کہ وہ آئندہ سال حج کی قضا کرے۔

حج پر جانے والے کا احصار زائل ہو جائے تو اگر وہ عمرہ کر سکے تو عمرہ کر کے حلال ہو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ أَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِنْ حُبِسَ أَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَالصَّفَا وَالْمَرْوَةَ ثُمَّ يَحِلُّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى يَحْجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدَى أَوْ يَصُومُ إِنْ لَمْ يَجِدْ هَدْيًا (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے کہ کیا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کافی نہیں ہے۔ اگر تم میں سے کوئی شخص حج سے روک دیا جائے (اور احصار زائل ہونے کے بعد عمرہ کے لئے جانا ممکن ہو) تو وہ (مکہ مکرمہ پہنچ کر) بیت اللہ کا طواف کرے اور صفا و مروہ کی سعی کرے پھر ہر چیز سے حلال ہو جائے اور اگلے سال حج کرے اور اگر ہدی ہو تو اس کو ذبح کرے اور اگر وہ ہدی نہ پائے تو (دس) روزے رکھے۔

اگر عمرہ پر قادر نہ ہو اور ہدی کے جانور حرم میں بھیج سکے تو وہاں بھیج کر ذبح کروائے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ قَالَ أَهْلٌ مِنْ النَّخَعِ بِعُمْرَةٍ يُقَالُ لَهُ عُمَيْرُ بْنُ سَعِيدٍ فَلَدَغَ فَبَيْنَا هُوَ صَرِيحٌ فِي الطَّرِيقِ إِذْ طَلَعَ عَلَيْهِمْ رَكْبٌ فِيهِمْ ابْنُ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ اإِبْعَثُوا بِالْهَدْيِ وَاجْعَلُوا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ يَوْمًا أَمَارَةً فَإِذَا كَانَ ذَلِكَ فَلْيَحِلَّ . . . وَعَلَيْهِ الْعُمْرَةُ مِنْ قَابِلٍ (طحاوی)

عبدالرحمن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں قبیلہ نخع کے عمیر بن سعید نامی ایک شخص نے عمرہ کا احرام باندھا۔ راستہ میں اس کو کسی جانور نے ڈس لیا (جس کی وجہ سے اس کی حالت ایسی ہو گئی کہ وہ سفر جاری رکھنے کے قابل نہ رہا) اس دوران کہ وہ راستہ میں پڑا تھا کہ وہاں سے ایک قافلہ کا گذر ہوا جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ اس شخص کے ساتھیوں نے اس کے بارے

میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ تم اس کی ہدی (حرم کی طرف) لے جاؤ اور اپنے اور اس شخص کے مابین ایک دن علامت کا متعین کر لو۔ جب وہ دن آ جائے (کہ تم نے اس دن میں ہدی ذبح کر دی ہو) تو یہ شخص حلال ہو جائے اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے۔

اگر جانور حرم میں نہ بھیج سکے تو اپنی جگہ پر اس کو ذبح کرے اور حلال ہو جائے اور بعد میں اس کا بدل حرم میں ذبح کرے

عَنِ الْمَسُورِ وَمَرْوَانَ ... أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا فَرَّغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ لِأَصْحَابِهِ فَوُؤْمُوا فَأَنْحَزُوا ثُمَّ اخْلِفُوا (بخاری)

حضرت مسور اور مروان بن حکم سے روایت ہے کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر جب مشرکین نے مسلمانوں کو عمرہ کے لئے جانے سے روک دیا اور طے پایا کہ مسلمان اس سال واپس لوٹ جائیں اور آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں) جب معاہدہ کی تحریر سے فارغ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ کھڑے ہو اور (یہیں) جانور ذبح کرو اور سر منڈو (پھر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی ایسے ہی کیا اور آپ کی اتباع میں صحابہ مکتہ نے بھی ایسا ہی کیا)۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَإِذَا كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ وَهُوَ مُخَضَّرٌ نَحَرَ إِنْ كَانَ لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَبْعَثَ وَإِنْ اسْتَطَاعَ أَنْ يَبْعَثَ بِهِ لَمْ يَحِلَّ حَتَّى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَجْلَهُ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر محضر کے ساتھ ہدی ہو اور وہ اس کو حرم بھیجنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اپنی جگہ پر ہی اس کو ذبح کرے اور اگر وہ اس کو حرم بھیجانے کی قدرت رکھتا ہو تو جب تک ہدی اپنے محل (یعنی حرم) میں پہنچ کر ذبح نہ ہو جائے محضر حلال نہیں ہوگا۔

عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ ... فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَى أَهْلِ الشَّامِ مَنَعُونَا أَنْ نَدْخُلَ الْحَرَمَ فَنَحَزْتُ الْهَدْيَ مَكَانِي ثُمَّ أَخَلَلْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ حَزْتُ لِأَقْضَى عُمَرُتِي فَأَتَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَبْدِلِ الْهَدْيَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَمَرَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُبَدِّلُوا الْهَدْيَ الَّذِي نَحَزُوا عَامَ الْخُدَيْبِيَّةِ فِي عُمْرَةِ الْقَضَايِ (ابو داؤد)

میمون بن مهران رحمہ اللہ کہتے ہیں (میں عمرہ کا احرام باندھ کر نکلا) جب ہم شامی لشکر کے

پاس پہنچے (جس نے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا) تو اس نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا۔ کہتے ہیں میں نے اسی جگہ ہدی کے جانور ذبح کئے (جو لوگوں نے میرے ساتھ کر دیئے تھے) پھر حلال ہو گیا اور گھر واپس لوٹ آیا۔ اگلے سال میں اپنے عمرہ کی قضا کے لئے نکلا (اور عمرہ پورا کر کے) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا (اور ان سے سارا قصہ ذکر کیا) تو انہوں نے فرمایا اس ہدی کا بدل حرم میں ذبح کرو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ انہوں نے حدیبیہ کے موقع پر ہدی کے جو جانور (حرم کے باہر) ذبح کئے تھے عمرہ کی قضا میں ان کا بدل حرم میں ذبح کریں۔

شریعت کی رو سے مُخَصَّص وہ شخص ہے جس نے احرام باندھا ہو پھر حج یا عمرہ جس کا احرام باندھا تھا اس کے ادا کرنے سے روک دیا جائے خواہ وہ رکاوٹ دشمن کی طرف سے ہو یا کسی بیماری کے سبب سے ہو یا قید ہو جانے سے ہو یا کسی عضو کے ٹوٹ جانے پر لنگڑا ہو جانے یا زخمی ہو جانے سے ہو یا کسی اور معتبر سبب سے ہو۔

احصار کے اسباب کچھ یہ بھی ہیں۔

1- ہڈی ٹوٹ جانا یا اتنا لنگڑا ہو جانا کہ سفر نہ کر سکے۔

2- پیدل اور سواری پر چلنے کی وجہ سے مرض کی زیادتی کا خوف ہونا خواہ یہ خوف اپنے غلبہ ظن کی بنا پر ہو یا کسی مسلمان دیندار طبیب کے خبر دینے سے ہو۔

پس مرض کی حد جس سے احصار ثابت ہوتا ہے یہ ہے کہ مریض کو چلنے اور سوار ہونے کی طاقت نہ رہے۔ اگر فی الحال قدرت ہو لیکن پیدل یا سواری پر چلنے سے مرض کی زیادتی کا خوف ہو تب بھی یہی حکم ہے۔¹

احصار (رکاوٹ) کے احکام

جب کسی شخص کے حق میں احصار یعنی رکاوٹ ثابت ہو جائے خواہ وہ رکاوٹ حج سے ہو یا عمرہ سے یا دونوں سے ہو تو اس کیلئے:

(الف) جائز ہے کہ وہ احرام کھولے بغیر اپنے گھر اور وطن واپس لوٹ جائے اور احرام کی حالت میں رہے یہاں تک کہ جب وہ رکاوٹ یعنی مرض وغیرہ زائل ہو جائے تو پھر اگر اب بھی اس

کو حج مل سکتے تو وہ مکہ مکرمہ جا کر افعال حج ادا کر کے حقیقی طور پر احرام سے باہر یعنی حلال ہو جائے۔ اور اگر اس کو حج نذر مل سکتے تو حج فوت ہونے والے شخص کی طرح عمرہ کے افعال یعنی طواف وسعی کر کے اور حلق کرا کر حکمی طور پر حلال ہو جائے اور اس پر ہدی (بکری ذبح کرنا) واجب نہیں ہے اور یہ حکم اس وقت ہے جب کہ حج کے احرام کی حالت میں محصر ہوا ہو۔ اور اگر عمرہ کے احرام کی حالت میں محصر ہوا تو عمرہ پر قدرت حاصل ہوتے ہی اس کا احصار زائل ہو جائے گا۔¹

(ب) اگر رکاوٹ کے دور ہونے کے انتظار میں دقت ہو اور ہدی کے ساتھ جلد حلال ہونا چاہتا ہو تو یہ بھی جائز ہے تاکہ احرام میں زیادہ عرصہ تک رہنے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔²

باب: 24

آب زمزم

یہ جنت کے چشمہ کا پانی ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ زَنْجِبًا وَقَعَ فِي زَمْزَمَ فَمَاتَ قَالَ فَأَنْزَلَ إِلَيْهِ رَجُلًا فَأَخْرَجَهُ ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي الْبُيْرِ صُغْرٌ دَلُوكَ مِنْ قِبَلِ الْعَيْنِ النَّبِيُّ تَلَى الْبَيْتِ أَوْ الرُّكْنِ فَإِنَّهَا مِنْ غِيُونَِ الْجَنَّةِ۔
(ابن ابی شیبہ)

ایک زنگی زمزم کے کنویں میں گر کر مر گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو نیچے کنویں میں اترنے کا حکم دیا۔ اس شخص نے زنگی کی لاش کو نکالا۔ پھر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کنویں میں اترے ہوئے شخص سے فرمایا کہ تم اپنے ڈول کو اس چشمے کی طرف رکھو جو بیت اللہ یا (اس کے ایک حصے میں رکھے گئے) حجر اسود کی طرف کو ہے کیونکہ یہ جنت کے چشموں میں سے ہے۔

اس میں رسول اللہ کے لعاب کی آمیزش ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ جَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى زَمْزَمَ فَنَزَّ غَنَّا لَهُ دَلُوكَ فَشَرِبَ ثُمَّ مَجَّ فِيهَا ثُمَّ أَفْرَغْنَا فِي زَمْزَمَ فَشَرِبَ فَمَضْمَضَ ثُمَّ مَجَّ فِي الدَّلُوكِ وَأَمَرَ فَأُهْرِيقَ فِي زَمْزَمَ۔
(احبار مکة)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (حج و داع کے موقع پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کے کنویں پر آئے۔ ہم نے آپ کے لئے (زمزم کے پانی کا) ایک ڈول نکالا۔ آپ نے (اس ڈول میں سے) کچھ پیا پھر آپ نے (زمزم کے پانی سے) کلی (کی اور اس) کا پانی ڈول میں ڈال دیا (اور حکم دیا کہ وہ ڈول کنویں میں ڈال دیا جائے تو ہم نے ڈول کا پانی کنویں میں ڈال

دیا۔

جب کہ رسول اللہ ﷺ کے لعاب مبارک میں شفا ہے

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لِأَعْطَيْنَ الرَّايَةَ عَدَا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَيَّ يَدَيْهِ... فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ عَدُوا عَلَيَّ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كُلُّهُمْ يَزْجُو أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلَيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا ايْشْتَكِي عَيْنَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ فَأَتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرِيءٌ حَتَّى كَأَنَّ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ۔ (بخاری)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہر ایک یہی امید رکھتا تھا کہ اس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے پوچھا علی بن ابی طالب کہاں ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ان کی دونوں آنکھیں دکھ رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو بلو اور ان کو میرے پاس لے کر آؤ۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ آئے تو آپ نے ان کی دونوں آنکھوں میں اپنا لعاب ڈالا اور ان کے لئے دعا کی۔ وہ بالکل ٹھیک ہو گئے اور ایسے ہو گئے گویا کہ ان کو کچھ تکلیف نہ تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا عطا فرمایا۔

آب زمزم کی خصوصیات

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خَيْرُ مَائِ عَالِي وَجْهِ الْأَرْضِ مَاءُ زَمْرَمٍ فِيهِ طَعَامُ الطَّعْمِ وَشِفَاءُ السُّقْمِ۔ (طبرانی فی الکبیر)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روئے زمین پر سب سے بہتر پانی آب زمزم ہے۔ اس میں آدمی کی سیری کا کھانا ہے اور بیماری سے شفا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ مَاءُ زَمْرَمٍ لِمَا شَرِبَ لَهُ۔ (احمد و ابن ماجہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آب زمزم

جس غرض سے پیاجائے وہ اس کے لئے مفید ہے۔

آب زمزم مکمل غذا کا کام دیتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَأَتَيْتُ مَكَّةَ ... فَأَتَيْتُ زَمْزَمَ ... وَشَرِبْتُ مِنْ مَائِهَا وَلَقَدْ لَبِثْتُ يَا ابْنَ أَخِي ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عَظْمُ بَطْنِي وَمَا وَجَدْتُ عَلَى كَبِدِي سَخْفَةً جُوعٍ ... وَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى اسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَطَافَ بِالْبَيْتِ ... ثُمَّ صَلَّى فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ قَالَ أَبُو ذَرٍّ فَكُنْتُ أَنَا أَوَّلُ مَنْ حَيَّاهُ بِتَحِيَّةِ الْإِسْلَامِ فَقُلْتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ وَعَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَكَانَ أَعْلَمَ بِهِ مِنِّي ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَتَى كُنْتُ هَهُنَا قَالَ قَدْ كُنْتُ هَهُنَا ثَلَاثِينَ بَيْنَ لَيْلَةٍ وَيَوْمٍ قَالَ فَمَنْ كَانَ يُطْعِمُكَ قَالَ قُلْتُ مَا كَانَ لِي طَعَامٌ إِلَّا مَاءُ زَمْزَمَ فَسَمِنْتُ حَتَّى تَكَسَّرَتْ عَظْمُ بَطْنِي وَمَا أَجِدُ عَلَى كَبِدِي سَخْفَةً جُوعٍ قَالَ إِنَّهَا مَبَارَكَةٌ إِنَّهَا طَعَامٌ طَعْمٌ (مسلم)

عبداللہ بن صامت رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ (جب) میں مکہ (مکرمہ) آیا تو زمزم کے کنوئیں پر آیا اور اس کا پانی پیا اور کہا کہ اے بھتیجے میں پندرہ دن (اور پندرہ) رات رہا میرے لئے سوائے آب زمزم کے کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ میں موٹا ہو گیا یہاں تک کہ میرے پیٹ کے شکنیں پڑ گئیں اور میں نے اپنے پیٹ میں بھوک کی وجہ سے ہونے والی لاغری (بالکل بھی) نہ پائی..... پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حجر اسود کا بوسہ لیا اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر نماز پڑھی۔ جب آپ نماز پڑھ چکے تو سب سے پہلے میں نے ہی آپ کو اسلامی طریقے پر سلام کیا اور کہا اے اللہ کے رسول السلام علیک۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وعلیک ورحمة اللہ (تم پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو) پھر آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا تم یہاں کتنے عرصہ سے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میں یہاں پندرہ دن سے ہوں۔ آپ نے پوچھا تمہیں کھانا کون کھلاتا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ میرے پاس سوائے آب زمزم کے کھانے کو کچھ بھی نہ تھا۔ وہ پی کر تو میں موٹا ہو گیا ہوں اور میرے پیٹ کی شکنیں پڑ گئی ہیں اور میں بھوک کی کچھ لاغری نہیں پاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ بابرکت پانی ہے اور اس میں آدمی کی سیری

بھر کھانا ہے۔

علامہ ابن قیم (متوفی 751ھ) کا مشاہدہ

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

شاهدت من يتغذى به ماء زمزم... الايام ذوات العدد قريبا من نصف الشهر
و اكثر ولا يجد جوعا ويطوف مع الناس كما حدتهم و اخبرني انه ربما بقي عليه اربعين
يوما (زاد المعاد)

میں نے ایک صاحب کو دیکھا جو پندرہ دن بلکہ اس سے بھی زیادہ صرف آب زمزم پیتے
رہے اور کچھ بھوک محسوس نہ کرتے تھے اور عام لوگوں کی طرح ہمت کے ساتھ طواف کرتے تھے اور
انہوں نے مجھے بتایا کہ کبھی کبھی تو وہ چالیس دن تک صرف آب زمزم پر گزارا کرتے ہیں۔

آب زمزم میں شفا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَاءُ زَمْرَمٍ لِمَا شَرِبَ لَهُ فَإِنْ شَرِبْتَهُ
تَسْتَشْفِي بِهِ شَفَاكَ اللَّهُ. (حاکم)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضي الله عنه کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آب زمزم جس غرض
سے پیا جائے اس کے لئے مفید ہوتا ہے۔ اگر تم اس کو اس سے شفا حاصل کرنے کے لئے پیو تو اللہ
تعالی تم کو شفا عطا فرمائیں گے۔

عَنْ غُرُوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَحْمِلُ مَاءَ زَمْرَمٍ وَتُخْبِرُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ
يَفْعَلُهُ وَزَادَ فِي رِوَايَةِ حَمَلِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زَمْرَمٍ فِي الْأَدَاوِي وَالْقُرْبِ وَكَانَ يَصُبُّ
عَلَى الْمَرْضَى وَيَسْقِيهِمْ. (سنن بیہقی)۔

عروہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ساتھ آب زمزم مدینہ
منورہ لے جاتی تھیں اور بتاتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی کرتے تھے اور ایک روایت یہ
مزید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برتنوں میں اور مشکیزوں میں زمزم لے جاتے تھے اور اس کو
مریضوں پر چھڑکتے تھے اور ان کو پلاتے (بھی) تھے۔

عَنْ أَبِي جَمْرَةَ الصُّبَعِيِّ قَالَ كُنْتُ أَجَالِسُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنه بِمَكَّةَ فَأَخَذَتْنِي الْحُمَى

فَقَالَ أَيْرُذْهَا عَنَّا بِمَائِ زَمْزَمَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ هِيَ الْحَمَى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ
فَأَبْرُ ذُوهَا بِالْمَائِ أَوْ قَالَ بِمَائِ زَمْزَمَ شَكَّ هَمَامَ (بخاری)

و فی روایة للامام احمد فی المسند بدون شك لفظ فابّر ذوها بماء زمزم۔
ابو جرمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھا
کرتا تھا۔ (ایک مرتبہ) مجھے بخار ہوا تو انہوں نے فرمایا اپنے سے بخار کو آب زمزم سے ٹھنڈا کرو
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ (تیز) بخار جہنم کی تپش سے ہوتا ہے تو تم اس کو زمزم کے پانی
سے ٹھنڈا کرو۔

علامہ ابن قیم کا تجربہ

قال الامام ابن القيم رحمه الله

”وقد جربت انا وغيري من الاستشفاء بماء زمزم امورا عجيبة و استشفيت به
عدة امراض فبرأت باذن الله“۔ (زاد المعاد)

”ولقد مر بي وقت بمكة سقمت فيه وفقدت الطبيب و الدواء فكنت اتعالج بماء
زمزم بقوله تعالى اياك نعبد و اياك نستعين آخذ شربة من ماء زمزم و اقرؤها عليها
مرارا ثم اشربه فوجدت بذلك البرء التام ثم صرت اعتمد ذلك عند كثير من
الاجاع فانفع به غاية الانتفاع“۔ (زاد المعاد)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں

میں نے اور دوسرے لوگوں نے آب زمزم کے ذریعہ علاج میں عجیب باتوں کا تجربہ کیا اس
کے ذریعہ میں نے بہت سے امراض کا علاج کیا اور اللہ کے حکم سے شفا پائی۔

مکہ مکرمہ میں مجھ پر ایسا وقت بھی آیا کہ میں بیمار پڑ گیا اور نہ کوئی طبیب ملا نہ کوئی دوا ملی۔ تو
میں آب زمزم سے علاج کرتا رہا۔ میں زمزم کا کچھ پانی لے کر اس پر چند مرتبہ ایاگ نعبد و
ایاگ نستعین پڑھتا (اور دم کرتا) پھر اس پانی کو پی لیتا تھا۔ اس طرح سے مجھے مکمل شفا یابی
حاصل ہوئی۔ آئندہ پھر بہت سی تکلیفوں میں میں نے صرف آب زمزم کو بطور دوا استعمال کیا اور بھر
پورا فائدہ حاصل کیا۔

سوال:

آب زمزم سے شفا حاصل ہونے کی حدیثیں اپنی جگہ برحق اور اس سے متعلق واقعات بھی اپنی جگہ صحیح لیکن مشاہدہ ہے کہ علاج کی نیت سے بہت سے لوگ آب زمزم پیتے ہیں پھر بھی ان کو شفا حاصل نہیں ہوتی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب:

1- بہت سے لوگ دل کے یقین کے ساتھ اس کا استعمال نہیں کرتے بلکہ تجربہ یا امتحان کے طور پر پیتے ہیں یا پھر دل میں کچھ تردد ہوتا ہے۔ غرض آب زمزم کا فائدہ اس وقت حاصل ہو گا جب رسول اللہ ﷺ کی بات پر پورا یقین ہو اور دل اس پر مطمئن ہو کہ آب زمزم اس کی بیماری کے لئے مکمل دوا ہے۔

2- مکمل دوا ہونے کے باوجود بعض اوقات اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیماری کے دور ہونے کا حکم نہیں ہوتا جیسا کہ اور دواؤں میں بھی دیکھا جاتا ہے۔

آب زمزم پیتے وقت کی دعا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ آب زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔ (ابن ماجہ)

یا اللہ میں آپ سے نفع دینے والے علم اور فراخ روزی اور ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا

ہوں۔

باب: 25

نکاح

نکاح

مختلف حالات میں اس کا حکم مختلف ہے

- (1)۔ جب زنا میں مبتلا ہونے کا یقین ہو تو نکاح کرنا فرض ہے۔
 (2)۔ جب شدت خواہش کے سبب سے زنا میں مبتلا ہونے کا خوف ہو یا نظر حرام یا مہشت زنی (استمناء بالید: masturbation) سے اپنے آپ کو نہ روک سکتا ہو تو نکاح کرنا واجب ہے۔

- (3)۔ حالت اعتدال میں جب جماع پر اور مہر و نفقہ پر قدرت ہو تو نکاح کرنا سنت مؤکدہ ہے۔
 (4)۔ اگر خوف ہو کہ بیوی پر ظلم کرے گا یا اس کو ایذا پہنچائے گا تو نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے۔
 (5)۔ اگر ایذا رسانی کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام ہے۔ اسی طرح اگر شوہر کو ایڈز (Aids) جیسی کوئی بیماری ہے جو بیوی کو منتقل ہو سکتی ہے تب بھی نکاح کرنا حرام ہے۔¹
 مسئلہ: کسی نوجوان میں شدت خواہش ہے لیکن اس کے پاس مہر و نفقہ کا بندوبست نہیں ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کا بندوبست ہونے تک کثرت سے روزے رکھے۔ جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَتَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغْضُ لِلْبَصْرِ وَأَخْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وَجَائٍ۔ (بخاری)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا اے جوانوں کے گروہ جو کوئی تم میں سے مہر و نفقہ کا بندوبست رکھتا ہے تو اس کو نکاح کر لینا چاہیے کیونکہ یہ (اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے سے) نظر کو خوب جھکا دینے اور ہٹا دینے والا ہے اور (حرام میں واقع

ہونے سے) شرمگاہ کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔ اور تم میں سے جس کے پاس اس کا بندوبست نہ ہو تو وہ روزہ رکھنے کو لازم پکڑے کیونکہ روزہ ایسے شخص کی شہوت کو توڑتا ہے۔

فائدہ: ممکن ہے کہ خود روزہ ہی کا یہ اثر ہو۔ علاوہ ازیں ظاہر اسباب میں روزہ رکھنے کی وجہ سے خاصا وقت پیٹ خالی رہتا ہے۔ مسلسل پیٹ بھرے رہنے کی وجہ سے شہوت میں جو شدت ہوتی ہے وہ بھوک کی مدت کے زیادہ طویل ہونے کی بنا پر کم ہو جاتی ہے۔

First cousin سے نکاح

یعنی پھوپھی زاد، چچا زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بہن سے نکاح کرنا شریعت نے اس کو حلال رکھا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک نعمت ہے کہ حلت کے دائرہ کو وسیع کیا۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحَلَّلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي آتَيْتَ أَجُوزَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ (سورہ

احزاب: 50)

اے نبی ہم نے حلال کیں آپ کے لئے آپ کی وہ بیویاں جن کے مہر آپ دے چکے اور آپ کی وہ باندیاں جو اللہ نے آپ کے ہاتھ لگا دیں اور آپ کی چچا زاد بہنیں اور آپ کی پھوپھی زاد بہنیں اور آپ کی ماموں زاد بہنیں اور آپ کی خالہ زاد بہنیں۔

خود رسول اللہ ﷺ کا اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔

فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاهَا (سورہ احزاب: 37)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن کا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔ ان دونوں کی آپس میں نہ بن سکی۔ مجبور ہو کر زید رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دے دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب زید نے ان سے اپنی غرض پوری کر لی یعنی طلاق دے دی اور عدت بھی گزر گئی اور ان کو زینب رضی اللہ عنہا سے کچھ غرض نہ رہی تو اے نبی ہم نے زینب کو آپ کے نکاح میں کر دیا۔

البتہ حلال ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ان سے ضرور ہی نکاح کیا جائے بلکہ جو عورتیں حلال ہیں ان میں سے جس سے چاہو نکاح کر لو۔

مشاہدہ سے یہ بات معلوم ہے کہ بعض موروثی بیماریاں اور نقص خلقت مذکورہ رشتوں میں نکاح کرنے سے ہونے والی اولاد میں نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہیں لہذا یہ رشتہ بھی دیگر حلال چیزوں کی طرح ہوا کہ بہت سے لوگوں کے لئے وہ مفید ہوتی ہیں لیکن بعض لوگوں کو ان سے نقصان ہوتا ہے۔ تو جن کو نقصان ہوتا ہے وہ ان سے پرہیز کرتے ہیں۔ اسی طرح ان مذکورہ رشتوں سے ہر نکاح میں نقصان نہیں ہوتا بلکہ اعداد و شمار کے مطابق ایسے نکاح کی بڑی اکثریت مذکورہ نقصان و ضرر سے خالی ہوتی ہے۔ لہذا چند ایک واقعات کی بنا پر حلال کو حرام نہیں سمجھا جائے گا۔ البتہ کسی خاندان میں مشاہدہ سے مذکورہ ضرر کا علم ہو جائے تو اگر ہونے والی اولاد میں بیماری و ضرر ہونے کا غالب گمان ہو یا یقین ہو تو پھر ایسے رشتہ سے پرہیز کرنا ضروری ہوگا۔

باب: 26

مہر کے مسائل

مسئلہ: کسی مرد یا کسی عورت نے کسی کنواری کو خواہ وہ نابالغہ ہو یا بالغہ ہو دھکا دیا جس کی وجہ سے اس کا پردہ بکارت (Hymen) پھٹ گیا تو مجرم کے ذمے مجروح لڑکی کا مہر مثل واجب ہو گا۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب پتھر یا کسی آلہ کے ذریعے سے ایسا کیا ہو۔

نوٹ: کسی لڑکی کا مہر مثل اتنا مہر ہوتا ہے جتنا کہ اس کے دھیال میں اس کے جیسے اوصاف والی لڑکیوں کا ہوتا ہے ہمارے علاقوں میں اس سے مراد خاندانی مہر ہے۔

مسئلہ: نسب کے ثابت ہونے، مہر مثل کے منکد ہونے اور نفقہ و عدت وغیرہ احکام کے اعتبار سے خلوت صحیحہ بھی جماع کی مانند ہے اور خلوت صحیحہ وہ خلوت ہوتی ہے جس میں جماع کرنے سے کوئی حسی، طبعی یا شرعی رکاوٹ نہ ہو۔ حسی رکاوٹوں میں سے یہ بھی ہے کہ مرد یا عورت کو ایسا مرض لاحق ہو جس کی وجہ سے جماع نہ ہو سکتا ہو یا کرنے سے نقصان ہوتا ہے۔ اسی طرح عورت کی شرمگاہ میں ایسی رکاوٹ مثلاً رسولی وغیرہ ہو کہ جس کی وجہ سے دخول (penetration) ممکن نہ ہو تو یہ بھی حسی رکاوٹ ہے۔¹

البتہ اگر شوہر محبوب یعنی کٹے ہوئے آلہ تناسل والا (Amputated penis) یا عینین (Impotent) یا خنسی ہو یا ایسا خنسی (Pseudo-hermaphrodite) ہو کہ خلوت سے پیشتر معلوم ہو گیا کہ وہ مرد ہے تو یہ اعذار خلوت کے صحیح ہونے میں مانع نہیں ہوں گے۔²

باب: 27

رضاعت

دودھ پلانے کی زیادہ سے زیادہ عمر چاند کے حساب سے دو سال ہے۔ بچہ دو سال کا ہو جائے اس کے بعد دودھ پلانا حرام ہے بالکل درست نہیں۔¹

دودھ سے جو رشتے حرام ہوتے ہیں وہ اس وقت ہوتے ہیں جب بچہ نے دو برس کے اندر ہی اندر دودھ پیا ہو۔ اگر بچہ دو برس کا ہو چکا اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں نہ وہ پلانے والی اس کی رضاعی ماں بنی اور نہ اس کی اولاد اس بچہ کے رضاعی بھائی بہن ہوئے۔ اس لئے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو درست ہے۔²

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ۔ (سورہ

بقرہ: 233)

اور مائیں اپنی اولاد کو دودھ پلائیں پورے دو سال جو چاہے کہ دودھ کی مدت کو پورا کرے اور جو پورا کرنا نہ چاہیں تو اس میں کمی بھی جائز ہے۔

حرمت رضاعت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحْزَمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحْزَمُ مِنَ الْوِلَادَةِ

(بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاعت سے (دودھ پینے والے کے لئے) وہ تمام رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو ولادت (اور نسب) سے حرام ہوتے ہیں (مثلاً دودھ پلانے والی اس کی رضاعی ماں بنتی ہے، اس کا شوہر اس کا رضاعی باپ بنتا ہے، اس کی اولاد دودھ پینے والے کے رضاعی بہن بھائی بنتے ہیں۔ اسی طرح رضاعی خالہ، رضاعی پھوپھی، رضاعی ماموں اور رضاعی چچا وغیرہ بنتے ہیں اور ان سے نکاح اسی طرح حرام ہے جس طرح مذکورہ

رشتے نسبی ہوں تو حرام ہوتا ہے)۔

کتنی مقدار سے حرمت رضاعت ثابت ہوتی ہے

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُحْرِمُ مِنَ الرِّضَاعِ إِلَّا مَا فَتَّقَ الْأَمْعَاءُ فِي النَّدَى وَكَانَ قَبْلَ الْفِطَامِ (ترمذی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاعت سے پستان کے دودھ کی وہ مقدار حرمت ثابت کرتی ہے جو (بچے کی) آنتوں کو کھولے (خواہ وہ بچے کو پستان سے لگا کر پلایا گیا ہو یا پستان سے نکال کر پلایا گیا ہو) اور وہ دودھ چھڑانے (کی مدت) سے پہلے پلایا گیا ہو۔

ایک یا دو دفعہ چوسنے سے بچے کے منہ میں کبھی تو فوری طور پر کچھ دودھ نہیں آتا اور کبھی صرف ایک دو قطرے آتے ہیں جو یا تو منہ ہی میں لاشے ہو جاتے ہیں یا معدہ میں پہنچنے سے پہلے لاشے ہو جاتے ہیں اور معدہ میں نہیں پہنچ پاتے (اس لئے اتنی مقدار سے معدہ یا آنتوں کا کھولنا ثابت نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ کا درج ذیل فرمان ہے۔

عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ قَالَتْ دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ فِي بَيْتِي فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنِّي كَانْتُ لِيْ امْرَأَةً فَتَزَّوَجْتُ عَلَيْهَا أُخْرَى فَرَزَعْتُمْ امْرَأَتِي الْأُولَى أَنَّهُ أَرَضَعْتُمْ امْرَأَتِي الْخُدْنِي رَضْعَةً أَوْ رَضَعْتَيْنِ فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ لَا تُحْرِمُ إِلَّا مَلَاجَةً وَالْإِمْلَاجَتَانِ وَفِي رِوَايَةٍ لَا تُحْرِمُ الرِّضْعَةَ أَوْ الرِّضْعَتَانِ أَوْ الْمَصَّةَ أَوْ الْمَصَّتَانِ (مسلم)

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی ﷺ میرے گھر میں تھے کہ ایک بدوی آپ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے نبی میری (پہلے سے) ایک بیوی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے میں نے (اس سے چھوٹی عمر کی) ایک اور عورت سے شادی کر لی۔ اب میری پہلی بیوی کہتی ہے کہ اس نے میری نبی بیوی کو ایک یا دو رضعہ دودھ پلایا ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا ایک یا دو املاجہ یا ایک یا دو رضعہ یا ایک یا دو مصصہ سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رضعہ (دودھ پلانا) املاجہ (ایک مرتبہ پستان منہ میں دینا) اور مصصہ (ایک مرتبہ پستان چوسنا) ان سب کا حاصل ایک ہے اور وہ یہ کہ پستان منہ میں دینے سے

بچہ ایک یا دو مرتبہ چوسے تو کبھی تو اس کے منہ میں کچھ نہیں آتا اور کبھی صرف ایک یا دو قطرے آتے ہیں جو معدے میں بچنے سے پہلے ہی لاشے ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

غرض رضاعت کا تعلق نہ تو منہ میں پستان دینے کی تعداد کے ساتھ ہے اور نہ بچے کے چوسنے کی تعداد کے ساتھ ہے بلکہ اس کا تعلق دودھ کی اس مقدار کے ساتھ ہے جو معدے تک پہنچ سکے۔ اگر اندازہ ہو کہ ایک دفعہ کے چوسنے ہی میں اتنی مقدار بچے کے منہ میں چلی گئی ہے تو رضاعت ثابت ہوگی اور اگر معلوم ہو کہ ایک چھوڑ دو دفعہ یا تین دفعہ میں بھی اتنی مقدار نہیں گئی تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔

مسئلہ: اگر بچہ نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ عورت نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا یا اس کے حلق میں قطرے پکائے یا بچہ کی ناک میں دودھ ڈال دیا تو اس سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔¹

مسئلہ: البتہ اگر بچے کے کان میں یا اس کی پیشاب کی نالی میں یا موضع حفتہ میں یا پاخانہ کی جگہ میں دودھ کے قطرے پکائے یا سر اور پیٹ کے زخم میں دودھ کے قطرے پکائے تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔²

مسئلہ: اگر عورت کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچہ کو پلایا تو اگر دونوں چیزیں برابر ہوں یا دودھ زیادہ ہو تو رضاعت ثابت ہوگی اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا اعتبار نہیں اور رضاعت ثابت نہیں ہوگی۔ (3)

مسئلہ: مردہ عورت کا دودھ نکال کر کسی بچہ کو پلایا تو اس سے بھی رضاعت ثابت ہوتی ہے (4)

مسئلہ: نو سال سے کم عمر لڑکی کے پستان میں دودھ اتر آیا اور وہ کسی بچہ نے پیا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔¹

مسئلہ: نو سال اور اس سے زائد عمر کی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اور اس کو کسی بچہ نے پی لیا تو رضاعت ثابت ہوگئی۔ البتہ کنواری لڑکی کے پستان سے زرد پانی نکلا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔²

مسئلہ: کسی مرد کے دودھ اتر آیا اور وہ کسی بچے نے پیا تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہو

گی۔ (3)

مسئلہ: کسی خنثی کے دودھ اتر آیا اور وہ کسی بچے نے پیا تو اگر معلوم ہو کہ وہ حقیقت میں عورت ہے تو رضاعت اور حرمت ثابت ہوگی۔ اور اگر معلوم ہو کہ وہ حقیقت میں مرد ہے تو رضاعت و حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ اور اگر وہ خنثی مشکل ہے تو سمجھدار عورتوں سے یا لیبارٹری تجزیہ سے اس کے دودھ کا معائنہ کرائیں گے۔ اگر وہ کہیں کہ اس دودھ کی غزارت عورت کے دودھ کی مانند ہے تو از روئے احتیاط اس سے حرمت رضاعت ثابت ہوگی۔ اور اگر وہ دودھ اس طرح کا نہ ہو تو حرمت ثابت نہ ہوگی۔ (4)

مسئلہ: کسی بیماری یا تکلیف کی وجہ سے جو پانی نکلے خواہ وہ بے رنگ ہو یا زرد رنگ کا ہو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی۔

مسئلہ: آئیہ (Menopause والی) عورت کے پستانوں میں سفید یا زرد رنگ کا پانی

آئے اور بچہ اسے پی لے تو رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ (5)

مسئلہ: اگر پانی میں یا کسی دوا میں خواہ وہ دوا مانع ہو یا جامد ہو کسی عورت کا دودھ ملا کر پلایا تو دیکھیں گے غلبہ کس کا ہے، دودھ کا یا دوسری شے کا؟ جس چیز کا رنگ، بو اور مزہ غالب ہو اسی چیز کا غلبہ سمجھا جائے گا بلکہ جس چیز کا ایک وصف بھی غالب ہو اسی چیز کا غلبہ سمجھا جائے گا۔ اگر دودھ کا غلبہ ہو تو رضاعت ثابت ہوگی۔ (6)

مسئلہ: اگر بکری یا گائے کے دودھ میں عورت کا دودھ ملا کر بچے کو پلایا تو رضاعت اس وقت

ثابت ہوگی جب عورت کا دودھ زیادہ ہو یا کم از کم برابر مقدار کا ہو۔ (7)

مسئلہ: اگر دو عورتوں کا دودھ ملا کر کسی بچے کو پلایا تو دونوں عورتوں سے رضاعت ثابت ہوگی

خواہ دونوں دودھ کی مقدار یکساں ہوں یا کم و بیش ہو۔¹

مسئلہ: لاچاری کے بغیر عورت کا دودھ دوا کے طور پر استعمال کرنا جائز نہیں۔

عورتوں کے دودھ کے بینک (Milk Bank)

مسئلہ: آج کل مغربی ممالک میں عورتوں کے دودھ کے بینک قائم کئے جا رہے ہیں جس میں

دوا مکان ہیں یا تو جن عورتوں سے دودھ حاصل کیا ان کے دودھ کے ساتھ ان کے نام و پتے بھی

درج ہوں یا انکے نام و پتے درج نہ ہوں بلکہ وہ نامعلوم ہوں۔ چونکہ مغرب کے طور طریقے آہستہ آہستہ سب جگہ پھیل جاتے ہیں لہذا چند اصولی باتیں ذکر کی جاتی ہیں۔

۴- بلا ضرورت کسی عورت کا دودھ دوسرے بچے کو پلانا صحیح نہیں۔ عالمگیری میں ہے کہ عورتوں پر واجب ہے کہ وہ بلا ضرورت ہر بچے کو دودھ نہ پلائیں۔

۱۱- کوئی عورت اگر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلانے تو اس بات کو خوب یاد رکھے یا لکھ لے بلکہ اس کو چاہیے کہ اور لوگوں کو بھی اس سے آگاہ کر دے۔^۲

اس لئے اگر ایسا بینک کہیں قائم ہو ہی جائے تو جو دودھ جمع کیا جائے اس پر خوب احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ دودھ والی عورت کا نام و پتہ چسپاں ہو اور جہاں تک ممکن ہو کم سے کم عورتوں کا دودھ ایک بچے کو پلایا جائے۔ بہتر ہوگا کہ ایک ہی عورت سے اتنا دودھ حاصل کر لیا جائے کہ ایک بچے کی فوری ضروریات کیلئے کافی ہو جائے۔ بچے کے لواحقین کو ان تمام عورتوں کی فہرست مہیا کی جائے جن کا دودھ اسے پلایا گیا ہو۔

۱۱۱- ایک علاقہ کی اکثر عورتوں سے دودھ حاصل کیا گیا لیکن اس کی شناخت نہیں کی گئی پھر ان میں سے ایک عورت کا دودھ کسی لڑکی کو پلادیا اور کچھ معلوم نہیں کہ کس عورت کا دودھ پلایا گیا تو اس علاقہ کے مردوں کیلئے اس لڑکی سے نکاح کرنے کی گنجائش ہوگی اگرچہ پرہیز بہتر ہے (3)

۱۷- انسانی دودھ کی بیع و شراہ جائز نہیں ہے۔

۷- فاسق و فاجر یا کافر عورت کا دودھ کسی مسلمان بچے کو پلانا جائز تو ہے لیکن پسندیدہ نہیں کیونکہ اس طرح عام طور پر بچے کے اخلاق اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسی عورت کے دودھ سے جہاں تک ہو سکے پرہیز کرنا چاہیے۔

مذکورہ بالا کچھ اصولی اور رہنما امور ذکر کر دئے گئے ہیں ورنہ تو ماں کو آمادہ کیا جائے کہ اپنے بچے کو خود دودھ پلانے اور اگر کسی بیماری کی وجہ سے یا دودھ کی کمی کی وجہ سے یا کسی اور مجبوری کی وجہ سے ماں دودھ نہ پلا سکتی ہو تو دودھ پلانے کیلئے کسی انا کو اجرت پر رکھ لیا جائے اس طرح ایک عورت کا روزگار بھی لگ جائے گا اور محض دودھ حاصل کرنے میں بیع و شراہ کا جو عنصر لامحالہ داخل ہوگا اس کا سدباب بھی ہو سکتا ہے۔

باب: 28

بیویوں کے درمیان برابری و مساوات

مسئلہ: شوہر کے ذمے واجب ہے کہ بیویوں کے درمیان رات رہنے میں اور لباس میں اور خور و نوش میں برابری کرے۔ مجامعت میں برابری واجب نہیں البتہ مستحب ہے۔ اور اس وجوب میں شوہر کے حامل رجولیت اور خصی اور عنین اور مجبوب (مقطوع الذکر) ہونے میں اور مریض اور تندرست ہونے میں اور عورت کے مریض اور تندرست اور حائضہ اور نفاس والی ہونے میں اور ایسی مجنون ہونے میں جو ایذا نہ دیتی ہو اور مار پیٹ نہ کرتی ہو اور ایسی عورت ہونے میں جس کی شرمگاہ میں مجامعت سے مانع رسولی وغیرہ ہو اور نابالغ لیکن قابل جماع لڑکی ہونے میں کوئی فرق نہیں ہے۔¹

مسئلہ: ایک بیوی کی باری میں رات کے وقت (یعنی مغرب کے بعد سے) دوسری بیوی کے ہاں نہ جائے۔ ہاں اگر وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کیلئے جاسکتا ہے۔ اور اگر وہ زیادہ بیمار ہو جائے اور اس کی خبر گیری کرنے والا کوئی اور نہ ہو تو شوہر اس کی صحت یا موت تک اس کے پاس رہ سکتا ہے²

مسئلہ: جب شوہر ایسا بیمار ہو جائے کہ ایک کمرے یا گھر سے دوسرے کمرے یا گھر تک نہیں جاسکتا تو اس میں دو صورتیں ہیں۔

- i- اگر شوہر کا اپنا خاص کمرہ ہو تو ہر بیوی کو اس کی باری میں اپنے کمرے میں بلا لے۔
- ii- صحت تک ایک بیوی کے کمرے یا گھر میں رہے اور جتنے دن یہاں رہا اتنے ہی دن دوسری کے کمرے یا گھر میں رہے۔ (3)

باب: 29

بیوی کا مجامعت میں حق

مسئلہ: نکاح کے بعد ایک مرتبہ مجامعت بیوی کا ایسا حق ہے جس کیلئے وہ قانونی چارہ جوئی بھی کر سکتی ہے اور اگر نامردی (Impotency) کی بنا پر شوہر ایسا نہ کر سکے تو بیوی نکاح فسخ بھی کر سکتی ہے جس کی تفصیل آگے آئے گی۔¹

مسئلہ: ایک مرتبہ سے زائد میں یہ صورت ہے کہ ہر چار مہینے کے اندر اندر ایک مرتبہ مجامعت یہ بھی بیوی کا حق ہے جو شوہر کے ذمہ واجب ہے اور عورت کی رضامندی و خوشی کے بغیر مجامعت ترک کئے پورے چار مہینے گزار دینا جائز نہیں ہے۔ پھر اس وجوب میں اختلاف ہے۔ عام قول تو یہ ہے کہ وجوب دیائے ہے یعنی مرد کو یہ حق ادا نہ کرنے میں گناہ ہوتا ہے لیکن بیوی اس کے لئے کوئی قانونی چارہ جوئی نہیں کر سکتی جبکہ بعض فقہاء کا کہنا ہے کہ اس کیلئے بھی عورت عدالت کے ذریعہ سے شوہر کو اس کی ادا ہوگی پر مجبور کر سکتی ہے۔ البتہ بیماری یا عارضی نامردی پیش آجائے تو یہ اس حق کی ادا ہوگی میں عذر بن سکتا ہے۔²

بیوی کا چار ماہ میں ایک مرتبہ جماع کا حق ہے

عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ أَصَدَّقُ أَنَّ عُمَرَ رضي الله عنه بَيْنَا هُوَ يَطُوفُ سَمِعَ امْرَأَةً

تَقُولُ

تَطَاوَلَ هَذَا اللَّيْلُ وَاسْوَدَّ جَانِبُهُ وَأَرْقَنِي أَنْ لَا حَبِيبَ الْأَعِينِ
فَلَوْلَا حِذَارُ اللَّهِ لَا شَيْئَ مِثْلَهُ لُرُعِزَعُ مِنْ هَذَا السَّرِيرِ جَوَانِبُهُ
فَقَالَ عُمَرُ رضي الله عنه مَا لَكَ قَالَتْ أَعْرَبْتُ زَوْجِي مُنْذُ أَشْهَرٍ وَقَدْ اسْتَفْتَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ
أَرَدْتُ سُنُوًى أَقَالَتْ مَعَاذَ اللَّهِ قَالَ فَاْمَلِكِي عَلَيْكَ نَفْسِكَ فَإِنَّمَا هُوَ الْبُرِيدُ إِلَيْهِ فَبَعَثَ
إِلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ حَفْصَةَ رضي الله عنها فَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ أَمْرٍ قَدْ أَهَمَّنِي فَأَفْرِجِيهِ عَنِّي فِي كَم

تَشْتَاقُ الْمَرْأَةَ إِلَى رُوحِهَا فَحَفَظَتْ رَأْسَهَا وَاسْتَحْيَتْ قَالَ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ
فَأَشَارَتْ بِيَدِهَا ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَإِلَّا فَأَرْبَعَةٌ أَشْهُرٍ فَكَتَبَ عُمَرُ ۞ أَنَّ لَا تُحْبَسَ الْجُبَيْشُ
فَوْقَ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ (کنز العمال)

ابن جریج رحمہ اللہ کہتے ہیں مجھے ایک قابل تصدیق صاحب نے بتایا اس دوران کہ حضرت
عمر ۞ (رات کے وقت) گشت کر رہے تھے کہ انہوں نے ایک عورت کو شعر کی صورت میں یہ
کہتے سنا۔

(فراق میں) آج رات بہت طویل ہو گئی ہے اور اس کے اطراف بھی سیاہ ہو گئے ہیں۔

اور مجھے اس بات نے لاغر کر دیا ہے کہ میرے پاس میرا محبوب نہیں جس سے میں دل لگی

کروں

اگر اللہ کا ڈرنہ ہوتا کہ جس کی مثل کوئی بھی چیز نہیں ہے۔

تو اس تخت کے پائے اس سے جدا کر دیئے جاتے (یعنی میں کسی دوسرے سے دل لگی کرتی)

حضرت عمر ۞ نے اس عورت سے پوچھا تجھے کیا ہوا۔ اس نے جواب دیا میرے شوہر کو
جہاد پر گئے کئی مہینے گزر چکے ہیں اور مجھے اس کا شوق سنا رہا ہے۔ حضرت عمر ۞ نے پوچھا کیا تو
نے کسی برائی کا ارادہ کر لیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ایسی کسی بات سے اللہ کی پناہ۔ حضرت عمر
۞ نے اس سے فرمایا کہ تو اپنے آپ کو سنبھال کر رکھ (ہم تیرے شوہر کو بلوا لیتے ہیں) بس پیغام
پہنچنے کی دیر ہے۔ پھر حضرت عمر ۞ نے اس عورت کے شوہر کو بلوا بھیجا۔ پھر (اس بارے میں
ایک قانون و ضابطہ بنانے کے لئے اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے
اور ان سے فرمایا کہ مجھے تم سے ایسی بات پوچھنی ہے جس نے مجھے پریشان کیا ہوا ہے تو میری
پریشانی دور کرو۔ وہ بات یہ ہے کہ کتنی مدت میں عورت (جنسی تقاضے سے) اپنے شوہر کی دوبارہ
ضرورت محسوس کرتی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حیا آئی اور انہوں نے اپنا سر جھکا لیا لیکن
حضرت عمر ۞ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تو حق بیان کرنے سے حیا نہیں کرتے (اور شرعی ضرورت ہے
لہذا تم بھی کچھ خیال نہ کرو) اس پر انہوں نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا کہ تین مہینے ورنہ
(زیادہ سے زیادہ) چار مہینے تو حضرت عمر ۞ نے یہ حکم نامہ جاری کر دیا کہ لشکر والوں کو چار ماہ
سے زائد نہ رکھا جائے (چار ماہ کے بعد ان کو کچھ عرصہ کے لئے ضرور چھٹی دی جائے)۔

مجامعت میں تحدید

مسئلہ: بیوی سے اس کی طاقت سے زائد مقدار میں مجامعت کرنا یعنی جس سے اس کو ضرر و تکلیف ہوتی ہو جائز نہیں ہے۔ جہاں تک مقدار کی تعیین کا تعلق ہے تو اگرچہ بعض فقہاء سے اس بارے میں کچھ اقوال منقول ہیں۔ مثلاً ایک قول ہے کہ دن میں چار مرتبہ اور رات میں چار مرتبہ اور دوسرا قول ہے کہ دن رات میں چار مرتبہ تیسرا قول ہے کہ دن رات میں آٹھ مرتبہ جبکہ چوتھا قول ہے کہ دن رات میں بارہ مرتبہ لیکن قواعد کے موافق قول یہ ہے کہ قاضی اور نچ عورت سے اس کی طاقت و قدرت کے بارے میں سوال کرے۔ اور عورت جتنی مقدار بتائے اس پر قسم بھی کھائے۔ اور پھر قاضی و نچ شوہر پر اس مقدار سے زائد پر پابندی عائد کر دے۔¹

مسئلہ: لڑکی اگر نابالغ ہو اور اس کا شوہر بالغ ہو چکا ہو تو اگر لڑکی کا جسم اتنا اچھا ہے کہ وہ مرد کا تحمل کر سکتی ہے تو شوہر اس کی رخصتی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اگر شوہر دعویٰ کرتا ہو کہ اس کی نابالغہ بیوی مرد کا تحمل کر سکتی ہے، لیکن لڑکی کا باپ اس سے متفق نہ ہو تو قاضی و نچ اس لڑکی کا لیڈی ڈاکٹر وغیرہ سے معائنہ کرائے گا۔

اس معاملہ میں عمر کا اعتبار نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ بالغہ لڑکی بھی اگر ایسے ہلکے اور کمزور جسم والی ہو کہ مرد کا تحمل نہ کر سکتی ہو تو اس کے باپ کو یہ حکم نہیں دیا جاسکتا کہ وہ لڑکی کو شوہر کے سپرد کر دے۔

تحمل نہ کر سکنے میں یہ صورتیں بھی ہیں کہ لڑکی کمزور و لاغر ہو یا اس کی عمر چھوٹی ہو یا بیمار ہو یا مرد زیادہ بھاری جسم کا ہو یا اس کا آلہ تناسل زیادہ موٹا یا اس میں زیادہ طول ہو۔ زیادہ طول کی صورت میں مرد کو حکم دیا جائے گا کہ وہ صرف اس قدر اندر داخل کرے جتنا کہ عورت کی طاقت میں ہو یا جو معتدل خلقت مرد کے آلہ کے برابر ہو۔ اس حکم سے مقصود یہ ہے کہ عورت کو ضرر و تکلیف نہ ہو۔¹

شوہر نے اپنی بیوی سے مجامعت کی اور وہ اس کی وجہ سے مرگئی یا مفضا ہو گئی (یعنی پاخانے اور شرمگاہ کی جگہیں ایک ہو گئیں بیچ کی دیوار پھٹ گئی تو اگر بیوی نابالغ تھی یا اس سے زبردستی کی گئی تھی یا اس میں مرد کا تحمل نہ تھا تو شوہر کے ذمہ دیت لازم آئے گی۔²

باب: 30

عنین (Impotent) کی زوجہ کا حکم

عنین اس شخص کو کہتے ہیں جو باوجود عضو مخصوص ہونے کے عورت سے جماع کرنے پر قادر نہ ہو خواہ یہ حالت کسی مرض کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو یا ضعف کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ کسی نے اس پر جادو کر دیا ہو۔ اگر کوئی ایسا شخص ہو کہ ایک بیوی سے جماع کرنے پر قادر ہے اور دوسری سے نہیں تو جس سے جماع پر قدرت نہیں اس کے حق میں یہ شخص عنین سمجھا جائے گا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَضَى عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي الْعَيْنِ أَنْ يُؤَجَّلَ سَنَةً (عبد الرزاق)

سعید بن مسیب رحمہ اللہ کہتے ہیں نامرد کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ دیا کہ اس کو (علاج کے لئے) ایک سال کی مہلت دی جائے۔ (اتنی مدت میں اگر وہ بیوی سے جماع کر لے تو ٹھیک ہے ورنہ زوجین کے درمیان جدائی کر دی جائے اور عورت کو پورا مہر ملے گا)۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ يُؤَجَّلُ الْعَيْنِ سَنَةً فَإِنْ جَامَعَ وَإِلَّا فَرَّقَ بَيْنَهُمَا (عبد الرزاق)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نامرد کو ایک سال کی مہلت دی جائے پھر اگر اس مدت میں اس نے جماع کر لیا تو ٹھیک ہے ورنہ زوجین کے درمیان جدائی کر دی جائے۔

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْهُ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّ زَوْجَهَا لَا يَصِلُ إِلَيْهَا فَأَجَلَهُ حَوْلًا فَلَمَّا انْقَضَى حَوْلٌ وَلَمْ يَصِلْ إِلَيْهَا خَيْرَهَا فَأَخْتَارَتْ نَفْسَهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا عُمَرُ وَجَعَلَهَا تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً (كتاب الآثار محمد)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور آپ کو بتایا کہ اس کا شوہر اس سے جماع نہیں کر پاتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (اس کے شوہر کو بلوایا اور تحقیق

کر کے علاج کی خاطر) اس کو ایک سال کی مہلت دی۔ جب سال گزر گیا اور شوہر کو بیوی سے جماع پر قدرت حاصل نہ ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عورت کو اختیار دیا (کہ وہ چاہے تو اپنی جدائی کو اختیار کر لے) اور عورت نے اپنی جدائی کو اختیار کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور اس تفریق کو ایک طلاق بائن قرار دیا۔

تفریق کی صورت 1۔

زوجہ عین کیلئے تفریق کی صورت یہ ہے کہ اپنا معاملہ کسی مسلمان (جو قادیانی، شیعہ، پرویزی وغیرہ بھی نہ ہو) بیچ (یا قاضی) کی عدالت میں پیش کرے۔ بیچ واقعہ کی تحقیق کرے یعنی اول خاوند سے دریافت کرے اور اگر وہ خود اقرار کر لے کہ واقعی میں اس عورت سے جماع کرنے پر قادر نہیں ہوا تو بیچ اس کو ایک سال کی مہلت علاج کرانے کیلئے دے دے۔

اگر خاوند اقرار نہ کرے بلکہ جماع کا دعویٰ کرے تو اس وقت تفصیل یہ ہے۔

(i) اگر عورت باکرہ ہونے کا دعویٰ نہ کرتی ہو تو مرد سے حلف لیا جائے گا۔ اگر اس نے حلف اٹھا لیا تو عورت کو تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا اور اگر شوہر نے حلف سے انکار کر دیا تو اس کو علاج کی غرض سے ایک سال کی مدت دی جائے گی۔

(ii) اگر عورت باکرہ (virgin) ہونے کا دعویٰ کرتی ہو تو بیچ عورتوں (مثلاً لیڈی ڈاکٹر وغیرہ) سے اس عورت کا معائنہ کرائے۔ ایک عادل تجربہ کار عورت (یا دیندار لیڈی ڈاکٹر) کا معائنہ بھی کافی ہے لیکن احتیاط اس میں ہے کہ دو عورتیں (یعنی دو دیندار لیڈی ڈاکٹر) اس کا معائنہ کریں۔

معائنہ کے بعد دو صورتیں ہیں

(الف) لیڈی ڈاکٹر وغیرہ یہ بیان کریں کہ یہ عورت باکرہ یعنی کنواری (virgin) نہیں رہی تو خاوند سے اس بات پر حلف لیا جائے کہ اس نے جماع کیا ہے۔ اگر وہ حلف اٹھالے تو اس کا قول لے لیا جائے گا اور عورت کو تفریق کا حق باقی نہ رہے گا اور اگر شوہر حلف سے انکار کرے تو اس کو علاج کی خاطر ایک سال کی مہلت کا حکم دیا جائے گا۔

(ب) اگر لیڈی ڈاکٹر وغیرہ یہ بیان کریں کہ ابھی تک یہ لڑکی باکرہ (کنواری) ہے تو بیچ (قاضی)

حلف لئے بغیر عین شوہر کو ایک سال کی مہلت علاج کیلئے دیدے۔ یہ سال عدالت کے مہلت دینے کے وقت سے شروع سمجھا جائے گا اور اس سے پہلے خواہ کتنی مدت گزر گئی ہو وہ معتبر نہ ہوگی۔

پھر اس سال بھر کے عرصہ میں اگر شوہر کسی طرح علاج کر کے تندرست اور جماع پر قادر ہو گیا اور ایک مرتبہ بھی جماع کر لیا تو عورت کو فسخ نکاح کا حق نہیں رہا بلکہ ہمیشہ کیلئے یہ حق باطل ہو گیا۔ اب کبھی علیحدگی کا مطالبہ نامردی یعنی Impotency کی بنا پر نہیں کر سکتی۔ اور اگر اس عرصہ میں ایک مرتبہ بھی جماع نہ کر سکا تو عورت کے دوبارہ درخواست کرنے پر نج (قاضی) تحقیق کرے:-

اگر شوہر نے اقرار کیا کہ وہ جماع پر قادر نہیں ہو تو عورت کا دعویٰ صحیح ہو گیا۔ اس صورت میں قاضی عورت کو اختیار دے کہ اگر علیحدگی درکار ہے تو طلب کرو ورنہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کو گوارہ کرو۔ اس پر اگر وہ اسی مجلس میں علیحدگی چاہے تو خاوند سے طلاق دلوا دی جائے۔ شوہر طلاق دینے سے انکار کرے تو نج (قاضی) خود تفریق کر دے۔

اگر خاوند اقرار نہ کرے بلکہ جماع ہو چکنے کا دعویٰ کرے تو اس وقت یہ تفصیل ہے:

i- مہلت دینے کے وقت اگر عورت کا شبیہ ہونا ثابت ہو چکا تھا یا اب عورت اقرار کرے کہ کسی اور وجہ سے اس کا پردہ بکارت (Hymen) پھٹا ہے جماع سے نہیں پھٹا تو خاوند سے حلف لیا جائے گا۔ اگر وہ قسمیہ کہہ دے کہ میں نے اس عورت سے جماع کیا ہے تو مرد کا قول معتبر ہوگا اور تفریق نہ ہوگی اور اگر شوہر نے اس وقت بھی حلف سے انکار کر دیا تو عورت کو طلب فرقت کا اختیار دیدیا جائے گا۔

ii- اور اگر مہلت دینے کے وقت معاند سے عورت کا باکرہ ہونا ثابت ہوا تھا اور اب دوبارہ معاند میں بھی باکرہ ہونے کی تصدیق ہو تو عورت سے حلف لئے بغیر قاضی عورت کو اختیار دے کہ یا تو اپنے خاوند کے نکاح میں رہے یا تفریق کا مطالبہ کرے۔ اگر عورت نے اسی اختیار کی مجلس میں کہہ دیا کہ میں اس شوہر سے علیحدہ ہونا چاہتی ہوں تو نج (قاضی) اس کے شوہر سے کہے کہ اس عورت کو طلاق دیدو۔ اس پر اگر خاوند نے طلاق دیدی تو طلاق بائنا واقع ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق دینے سے انکار کرے تو قاضی (نج) خود تفریق کر دے

یعنی مثلاً یوں کہہ دے کہ میں نے تجھ کو اس کے نکاح سے الگ کر دیا۔ یہ تفریق بھی شرعاً طلاق بائنہ کے قائم مقام ہو جائے گی۔

زوجہ عنین کی اپنے شوہر سے علیحدگی کی شرائط

1: نکاح سے پیشتر عورت کو اس شخص کے عنین ہونے کا علم نہ ہو۔ پس اگر اس وقت علم تھا اور اس کے باوجود نکاح کیا تو اب اس کو تفریق کا حق نہیں۔

2: نکاح کے بعد ایک مرتبہ بھی اس عورت سے جماع نہ کیا ہو۔ اور اگر ایک مرتبہ جماع کر چکا ہے اور اس کے بعد عنین ہوا تو عورت کو فسخ نکاح کا اختیار نہ ہوگا۔

3: جب سے عورت کو شوہر کے عنین ہونے کی خبر ہوئی ہے اس وقت سے اس عورت نے شوہر کے ساتھ رہنے پر رضا کی تصریح نہ کی ہو۔

4: جس وقت سال بھر کی مدت گزرنے کے بعد قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اسی مجلس میں تفریق کو اختیار کر لے۔ اگر اس مجلس میں اس نے اپنے خاوند کے ساتھ رہنا پسند کر لیا یا اس قدر سکوت کیا کہ مجلس برخاست ہو گئی خواہ اس طرح کہ یہ عورت مجلس سے اٹھ گئی یا اس طرح کہ قاضی مجلس سے کھڑا ہو گیا تو اس کا اختیار باطل ہو گیا۔ اب کسی طرح تفریق نہیں ہو سکتی۔ (مجلس بدلنے کی کچھ اور صورتیں بھی ہیں)

تنبیہ: عنین کو ایک سال کی مہلت دینے کا حکم جو اوپر مذکور ہوا صرف اس شخص کیلئے ہے جس کو عرفاً عنین یعنی نامرد کہتے ہیں۔ اسی طرح وہ خصی (castrated) جس کے عضو میں انتشار نہیں ہوتا اس کا بھی یہی حکم ہے۔

تنبیہ: لیکن وہ شخص جس کا عضو تناسل کٹ گیا ہو خواہ تنہا ہو یا خصیتین (testicles) سمیت ہو اور اس طرح وہ شخص جس کا عضو مخصوص خلقتاً بہت چھوٹا مثل نہ ہونے کے ہو اس کو سال بھر کی مہلت دینے کی ضرورت نہیں بلکہ پہلی ہی درخواست پر تحقیق کر کے عورت کو اختیار دیدیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر عورت دعویٰ کرے کہ اس کے شوہر کا عضو مخصوص کٹا ہوا ہے لیکن شوہر اس کا انکار کرے اور معائنہ کے بغیر اس کا فیصلہ نہ ہو سکے تو معائنہ بھی جائز ہے۔ پس بیج (قاضی) کسی ڈاکٹر

یا معتبر شخص کو کہہ دے کہ معائنہ کر کے بتلاؤ۔

باب: 31

طلاق

مسئلہ: ہر عاقل بالغ شوہر کی دی ہوئی طلاق واقع ہو جاتی ہے خواہ اس کی نیت طلاق دینے کی ہو یا نہ ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جَدُّ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَالرَّجْعَةُ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ مراد ہوں تب تو وہ مراد ہوتی ہی ہیں لیکن اگر مراد نہ ہوں تب بھی مراد شمار ہوں گی (وہ تین چیزیں یہ ہیں) نکاح، طلاق اور (ایک یا دو) طلاق کے بعد رجوع۔

مسئلہ: کسی نے کوئی نشہ آور شے اپنے اختیار سے محض مزے کے لئے استعمال کی جس سے اس کو نشہ آیا اور نشہ میں اس نے طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ یہ نشہ آور شے خواہ شراب ہو یا ایفون ہو یا ہیروئن ہو یا بھنگ ہو سب کا ایک حکم ہے۔

إِنَّ عَمَرَ أَجَازَ طَلَاقِ السَّكْرَانِ بِشَهَادَةِ نَسْوَةٍ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محض عورتوں کی گواہی پر (نا جائز) نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کو نافذ قرار

دیا۔

عَنِ الْحَكَمِ قَالَ مَنْ طَلَّقَ فِي سَكْرٍ مِنَ اللَّهِ فَلَيْسَ طَلَاقَهُ بِشَيْءٍ وَمَنْ طَلَّقَ فِي سَكْرٍ مِنَ الشَّيْطَانِ فَطَلَاقُهُ جَائِزٌ۔ (ابن ابی شیبہ)

حکم رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے ایسے نشہ میں طلاق دی جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے (یعنی کسی جائز سبب سے تھا مثلاً معالج کے بتانے پر کوئی دوا کھائی اس سے نشہ ہو گیا) تو اس کی طلاق کا شمار نہیں اور جس نے ایسے نشہ میں طلاق دی جو شیطان کی جانب سے ہو (مثلاً جان بوجھ کر شراب پی

لی) تو اس کی طلاق نافذ ہے۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ سَلَمَةَ بْنِ بَسَارٍ سَمِعَا عَنْ طَلْقِ السَّكْرَانِ فَقَالَا إِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَزَاءَ طَلَّاقِهِ وَإِنْ قَتَلَ قَتِلَ (مالک)

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ اور حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے نشہ میں مبتلا شخص کی طلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو دونوں نے فرمایا نشہ میں مبتلا شخص جب طلاق دے تو اس کی طلاق نافذ ہے اور اگر وہ کسی کو قتل کر بیٹھے تو (قصاص میں) اس کو قتل کیا جائے گا۔

مسئلہ: اگر کسی کو کوئی نشہ آور شے زبردستی یا دھوکے سے کھلا دی گئی اور اس سے نشہ میں طلاق دی تو طلاق واقع نہ ہوگی۔¹

مسئلہ: اگر کسی نے کوئی نشہ آور دوا بلا ضرورت استعمال کی اور اس کا اثر دماغ پر ہوا اور نشہ آ گیا اور اس نشہ میں بیوی کو طلاق دی تو:

i- اگر استعمال کے وقت معلوم تھا کہ وہ کیا چیز ہے تو طلاق ہو جائے گی۔

ii- اور اگر استعمال کے وقت علم نہ تھا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔²

مسئلہ: اگر نشہ آور اشیاء کا استعمال دوا کے طور پر کیا، نلذت کے لئے کیا نہ بلا ضرورت کیا، اور اس سے نشہ طاری ہو گیا اور اس حالت میں طلاق دی تو وہ واقع نہ ہوگی۔ (3)

مسئلہ: اگر خواب آور یا سکون کی دوا کھائی جس سے دماغ سویا سویا ہو گیا اور ہوش نہیں رہا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ایسی حالت میں طلاق دی جب کہ خود طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا تو وہ واقع نہ ہوگی۔

مسئلہ: ایک شخص نے شراب پی جس سے اس کے سر میں شدید درد ہوا اور درد کی شدت سے اس کی عقل قائم نہ رہی اور اس حالت میں اس نے طلاق دی تو وہ واقع نہ ہوگی کیونکہ یہ زوال عقل سر کے درد کی وجہ سے ہوا ہے براہ راست شراب پینے کی وجہ سے نہیں۔ (4)

غصہ کی حالت میں دی گئی طلاق

غصہ کی تین حالتیں ہو سکتی ہیں

i- غصہ کے ابتدائی آثار ہوں۔ ہوش و حواس پورے طور پر قائم ہوں اور جو کچھ وہ کہتا ہو اس کو

وہ جانتا بھی ہو اور اپنے قصد و ارادہ سے کہتا ہو۔ اس حالت میں دی ہوئی طلاق واقع ہوتی ہے۔

ii- غصہ اپنی انتہا کو پہنچ گیا ہو اور اس کی وجہ سے آدمی بالکل دیوانہ بن گیا ہو۔ ہوش و حواس قائم نہ رہے ہوں اور اس کو کچھ پتا نہ ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے اور نہ ہی کہنے میں اس کا قصد و ارادہ ہو۔ اس حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

iii- مذکورہ بالا دو درجوں کے درمیان کی ایسی حالت ہو کہ ہوش و حواس اور عقل میں خلل واقع ہو جائے اور اس سے وہ شخص اتنا مغلوب ہو جائے کہ اکثر باتیں اور افعال خلاف عادت اس سے صادر ہونے لگیں اگرچہ اتنا ہوش ہو کہ اس کو پتا چل رہا ہو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس حالت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

مسئلہ: جو شخص دہشت زدہ ہو اور اس کی بھی ویسی ہی حالت ہو جائے جو غصہ کی تیسری حالت ذکر ہوئی تو اس کی ایسی کیفیت میں دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔¹

مسئلہ: جس شخص کا نفسیاتی مرض میں مبتلا ہونا ثابت ہو اور وہ محض اس نفسیاتی مرض کے دباؤ (Obsession) کے تحت طلاق کہے تو وہ واقع نہ ہوگی۔

مسئلہ: مجنون یعنی پاگل اور دیوانے کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

مسئلہ: ایک شخص کا نفسیاتی مرض یا جنون میں مبتلا ہونا معروف ہے۔ اس کی بیوی نے دعویٰ کیا کہ اس نے اس کو طلاق کہی ہے اور شوہر کہے کہ وہ تو حالت جنون میں یا نفسیاتی دباؤ میں اس نے کہی تھی تو طلاق نہ ہوگی۔²

مسئلہ: جو شخص کم فہم ہو اور ملی جلی باتیں یعنی کچھ صحیح اور کچھ بہکی باتیں کرتا ہو اور کام کو صحیح طریقے اور تدبیر سے نہ کرتا ہو اس کو معتوہ کہتے ہیں اور اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

باب: 32

مجنون کی زوجہ کا حکم

یہاں مجنون سے مراد وہ دیوانہ اور پاگل ہے جس سے ناقابل برداشت ایذا پہنچتی ہو۔ تفریق کی صورت یہ ہے کہ مجنون کی زوجہ مسلمان نبی (قاضی) کی عدالت میں درخواست دے اور خاوند کا خطرناک مجنون ہونا ثابت کرے کیونکہ معمولی جنون میں اختیار فسخ نہیں ہے۔ قاضی واقعہ کی تحقیق کر کے اگر صحیح ثابت ہو تو مجنون کو علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے دے۔ سال ختم ہونے پر اگر عورت پھر درخواست کرے اور شوہر کا مرض جنون ابھی تک موجود ہو تو عورت کو اختیار دیا جائے گا۔ اگر عورت اسی مجلس اختیار میں علیحدگی طلب کرے تو قاضی تفریق کر دے۔ اس اختیار کیلئے بھی مندرجہ ذیل شرائط ہیں۔

- 1- نکاح سے پہلے عورت کو خاوند کے مجنون ہونے کا علم نہ ہو۔
- 2- نکاح کے بعد علم ہونے کے بعد نکاح میں رہنے پر رضامندی کی تصریح نہ کی ہو۔
- 3- جب مہلت کا سال گزر جانے کے بعد دوبارہ درخواست پر قاضی عورت کو اختیار دے تو عورت اسی مجلس میں علیحدگی کو اختیار کرے۔ اگر مجلس برخاست ہوگئی یا عورت خود یا کسی کے اٹھانے سے کھڑی ہوگئی تو اختیار نہ رہے گا۔

جو جنون عقد نکاح کے بعد پیدا ہو گیا ہو امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں بھی عورت کو علیحدگی کا اختیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ خطرناک ہو اور مجنون شوہر بیوی کو ناقابل برداشت اذیت دیتا ہو۔ نیز اس کا علم ہونے کے بعد زوجہ نے اپنے اختیار و رضامندی سے شوہر کو جماع یا دوائی جماع کا موقع نہ دیا ہو کیونکہ اگر اس نے ایسا کر لیا تو یہ عملی رضا ہوگئی جس کی وجہ سے اس کا اختیار ساقط ہو جاتا ہے جیسا کہ زبان سے رضا کی تصریح کر دینا اختیار کو ساقط کر دیتا ہے۔ البتہ اگر مجنون شوہر نے بجز اور بر دستی جماع کر لیا تو اس سے عورت کا حق خیار ساقط نہ ہوگا۔¹

ایڈز کی دوسروں میں منتقلی

- 1- متاثرہ فرد کا خون دوسرے کو چڑھانا۔
- 2- متاثرہ فرد کی استعمال شدہ سرنجوں کو دوسرے میں استعمال کرنا۔
- 3- متاثرہ فرد کے ساتھ ہم جنسی یا دو جنسی تعلقات کے ذریعے۔
- 4- دوران حمل یا ولادت کے کچھ ہی دیر بعد ماں کی طرف سے بچے میں وائرس کا داخلہ۔

ایڈز کے احکام

- 1- اگر کوئی مرد ایڈز کا مریض ہو مگر اس نے اپنا مرض ظاہر کئے بغیر کسی عورت سے نکاح کر لیا تو ایسی صورت میں عورت کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہوگا۔
- 2- اگر نکاح کے بعد مرد اس بیماری میں مبتلا ہو جائے تو عورت کو نکاح فسخ کرانے کا حق ہوگا۔
- 3- ایڈز کی مریضہ کو حمل ہو جائے اور مستند ڈاکٹروں کی رائے میں غالب گمان یہ ہو کہ بچہ اس مرض سے متاثر ہوگا تو ایسی صورت میں 120 دن مکمل ہونے سے پہلے حمل ساقط کرانا جائز ہے۔

ایک دوسرے کو چھونا، ہاتھ پکڑنا، ہاتھ ملانا، ساتھ کھیلنا، کھانا کھانے میں ساتھ شریک ہونا بلکہ ایک تھالی میں کھانا، ایک دوسرے کے استعمال شدہ برتن یا کپڑے استعمال کرنا، ایک بیت الخلاء یا نہانے کا تالاب استعمال کرنا، مریض کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھانا۔

ایڈز میں مبتلا شخص کی زوجہ کا حکم

(Acquired Immuno-Deficiency Syndrome- AIDS)

ایڈز کا سبب وہ وائرس ہے جو (Human Immuno-deficiency Virus) HIV کہلاتا ہے۔ اس وائرس کی دو قسمیں ہیں۔ HIV-1 اور HIV-2 اور دونوں ہی ایڈز کا سبب ہیں۔

ایڈز کی بیماری انسانی جسم میں واقع خود کار دفاعی نظام کو جو پر نوعیت کے جراثیمی حملہ (Infection) سے جسم کا دفاع کرنا ہے مکمل طور پر مفلوج کر دیتا ہے جس کی وجہ سے کوئی بھی دوا

اس کے جسمانی نظام پر کارگر نہیں ہوتی اور کچھ ہی عرصہ میں تکلیف دہ موت سے سابقہ پڑتا ہے جس کا سبب عموماً نمونیہ، کینسر اور تپ دق ہوتا ہے۔ HIV وائرس 5 تا 10 سال غیر علامتی رہ کر بتدریج ارتقاء کے ساتھ ایڈز بن جاتا ہے اور یہ HIV کا آخری درجہ ہوتا ہے۔ ایک بار جسم میں داخل ہو کر HIV وائرس خون کے سفید خلیوں (جنہیں T-Lymphocytes کہتے ہیں اور جو انسانی جسم کو T-Cells کی صورت میں انفیکشن سے محفوظ رکھتے ہیں) میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس وائرس کا RNA تناسلی مادہ اس وائرس سے پیدا شدہ ایک خامرے (Enzyme) کے توسط سے DNA تناسلی مادے میں تبدیل ہو جاتا ہے اور پھر یہ DNA خون کے سفید خلیوں میں خود کو پوسٹ کر دیتا ہے جہاں وہ اس شخص کی زندگی ختم ہونے تک جمارہتا ہے۔ یہ انفیکشن زدہ خلیہ مزید وائرس کو تیار کرنے کی فیکٹری بن جاتا ہے اور مزید HIV وائرس پیدا کرتا رہتا ہے جو اصل خلیہ سے نکل کر نئے سفید خلیات پر حملہ آور ہو کر انہیں برباد کرتے رہتے ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس شخص کے (T-Cells) یعنی سفید خلیات خطرناک حد تک کم ہو جاتے ہیں اور جب ان کی سطح بہت زیادہ گر جاتی ہے تو یہ شخص ایڈز میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

8 تا 12 سال اور بعض حالات میں اس سے کچھ زیادہ وقت غیر علامتی دور کا ہوتا ہے اور اس شخص کو HIV Poitive کہا جاتا ہے۔ ظاہری علامت ابھرنے پر اس کو ایڈز کا مریض کہا جاتا ہے۔ وائرس کی منتقلی کن صورتوں میں نہیں ہوتی۔

باب: 33

عدت اور سوگ

مسئلہ: جس عورت کو طلاق رجعی ملی ہو وہ عدت کی مدت میں گھر سے باہر نہ نکلے نہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ اسکو بناؤ سنگھار وغیرہ جائز ہے۔¹

مسئلہ: جس کو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن ملی یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا شوہر مر گیا ان سب صورتوں کا حکم یہ ہے کہ جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے، نہ اپنا دوسرا نکاح کرے اور نہ کچھ بناؤ سنگھار کرے۔ یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں، اس سنگھار نہ کرنے اور سادہ رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔²

مسئلہ: طلاق کی عدت حیض والی عورت میں تین حیض ہیں جبکہ جس عورت کو حیض نہ آتے ہوں اس میں تین مہینے ہیں اور حاملہ میں وضع حمل ہے۔ موت کی عدت چار مہینے دس دن ہیں اور حاملہ میں وضع حمل ہے۔ (3)

طلاق یافتہ حائضہ کی عدت

وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِالْفَسْهِنِ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ (سورہ بقرہ: 228)

اور طلاق یافتہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو تین حیض تک

وہ طلاق یافتہ جو حیض سے مایوس ہوگئی ہوں یا جن کو حیض کبھی نہ آیا ہو ان کی

عدت

وَالنَّسَاءُ يَتَبَسَّنَّ مِنَ الْمَحِيضِ مَنْ نَسَائِكُمْ إِنْ أَزْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَالنَّسَاءُ لَمْ

يَحِيضْنَ۔ (سورہ طلاق: 4)

اور جو مایوس ہو گئیں حیض سے تمہاری عورتوں میں سے اگر تم کو شہرہ گیا ہو تو ان کی عدت تین

مہینے ہے اور یہی حکم ان کا ہے جن کو حیض نہیں آیا۔

مسئلہ: سن ایاس بچپن سال سے ہے بشرطیکہ انقطاع حیض کے بعد چھ ماہ گزر جائیں یعنی حکم ایاس کیلئے دو شرطیں ہیں ایک بچپن سال کی عمر ہونا اور دوسری انقطاع حیض پر چھ ماہ گزرنا۔ یہ چھ ماہ بچپن سال کے بعد گزرا نا ضروری نہیں بلکہ اگر بچپن سال کی عمر سے قبل انقطاع حیض پر چھ ماہ گزر گئے تو بچپن سال کی عمر ہونے پر حکم ایاس لگایا جائے گا۔ البتہ جس عورت کو شروع ہی سے حیض بالکل نہ آیا ہو اس کی عمر تیس سال ہو جانے پر وہ آئسہ شمار ہوگی۔¹

حاملہ کو طلاق ہو جائے یا اس کا شوہر مر جائے اس کی عدت بچہ ہونے تک ہے

وَ اُولَاتِ الْاِحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (سورہ طلاق: 4)

اور جو حمل والی ہیں ان کی عدت یہ ہے کہ وہ بچہ جن لیں۔

عَنْ أَبِي بِنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَ اُولَاتِ الْاِحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ لِلْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا وَ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا فَقَالَ هِيَ لِلْمُطَلَّاقَةِ ثَلَاثًا وَ لِلْمُتَوَفَّى عَنْهَا (احمد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول (قرآن پاک

کی آیت) وَ اُولَاتِ الْاِحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ (ترجمہ: اور حمل والیوں کی

عدت حمل جننے تک ہے) کا حکم کیا تین طلاق والی اور بیوہ (دونوں) کے لئے ہے۔ آپ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا (ہاں) یہ تین طلاق والی اور بیوہ (دونوں) کے لئے ہے۔

عَنِ الْمُسَوِّرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّ سَبِيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نَفَسَتْ بَعْدَ وِفَاتِ زَوْجِهَا بِلِيَالٍ

فَجَاءَتْ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فَاسْتَاذَنَتْهُ اَنْ تَنْكَحَ فَاذِنَ لَهَا فَانْكَحَتْ (بخاری)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کی سبیعہ نامی خاتون نے

اپنے شوہر کی وفات سے چند راتوں کے بعد بچہ جنا پھر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ

سے آگے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی

(کیونکہ بیوہ حاملہ ہو تو وضع حمل سے اس کی عدت ختم ہو جاتی ہے) اور انہوں نے نکاح کر لیا۔

غیر حاملہ بیوہ کی عدت

وَالَّذِينَ يَتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذُرُونَ اَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَ عَشْرًا۔

(سورہ بقرہ: 234)

اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور چھوڑ جائیں بیویاں تو وہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن۔

عدت طلاق کے وقت سے یا موت کے وقت سے شروع ہوتی ہے
عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ عَدَّتْهَا مِنْ يَوْمِ طَلَّقَهَا وَمِنْ يَوْمِ يَمُوتُ عَنْهَا (ابن ابی شیبہ)

نافع رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا عورت کی عدت اس دن سے (شروع) ہوتی ہے جس دن اس کو شوہر نے طلاق دی اور جس دن شوہر اس کو چھوڑ کر مرا۔

عدت ختم ہونے کے حالات

مسئلہ: طلاق کی عدت گزارنے والی کے پیٹ میں اگر بچہ سوکھ گیا ہو تو دوایا آپریشن کے ذریعے رحم کی صفائی کرائی جائے۔ اگر حمل چار ماہ یا زیادہ مدت کا تھا تو اس اسقاط سے عدت ختم ہوگئی ورنہ تین حیض گزرنے پر عدت ختم ہوگی۔ اگر کسی طرح بھی رحم کی صفائی ممکن نہ ہو تو دفع ضرر کیلئے اس قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہے کہ اکثر مدت حمل دو سال پورے کرنے کے بعد تین ماہ عدت گزارے۔ (3)

مسئلہ: طلاق کی عدت گزارنے والی اگر اپنا حمل اسقاط کرادے تاکہ عدت جلدی ختم ہو جائے تو عدت ختم ہوگی یا نہیں اس بارے میں تفصیل یوں ہے۔

- i- اگر حمل چار ماہ یا اس سے زائد مدت کا ہو تو اس کے اسقاط سے عدت ختم ہو جائے گی۔
- ii- اگر حمل کی مدت چار ماہ سے کم ہو تو عدت اسقاط کے بعد تین حیض آنے سے ختم ہوگی۔ اس صورت میں اسقاط حمل کے بعد اگر کم سے کم تین روز خون آئے تو وہ بھی حیض شمار ہوگا اس کے بعد مزید دو حیض پورے کرے اور اگر تین روز سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں لہذا اسکے بعد تین حیض گزرنے سے عدت پوری ہوگی۔

ربا یہ مسئلہ کہ عدت جلد ختم کرنے کے لئے اسقاط کرانا جائز بھی ہے یا نہیں تو اس بارے میں

تفصیل وہ ہے جو ضبط ولادت کے تحت اسقاط کے زیر عنوان ذکر کی گئی ہے۔ (4)

مسئلہ: نابالغہ مطلقہ لڑکی کی عدت مہینوں کے حساب سے شروع ہوئی مگر تین ماہ مکمل ہونے سے قبل اسے حیض آنا شروع ہو گئے خواہ حیض کی ابتداء تیسرا مہینہ مکمل ہونے سے چند منٹ پیشتر ہی کیوں نہ ہو تو وہ نئے سرے سے حیض سے عدت شمار کرے اور تین حیض پورے کرے۔¹

مسئلہ: ایک مطلقہ عورت کی عدت حیض کے حساب سے شروع ہوئی مگر تین حیض مکمل ہونے سے پہلے مثلاً دو حیض آچکنے کے بعد حیض آنا بند ہو گئے تو اس عورت کیلئے عدت پوری کرنے کی صورت یہ ہے کہ اگر عورت سن ایاس (menopause) کو پہنچ چکی ہے تو نئے سرے سے مہینوں کے حساب سے عدت پوری کرے مگر چونکہ ایاس کا حکم حیض رکنے کے چھ ماہ کے بعد ہوتا ہے لہذا چھ ماہ کے بعد مزید تین ماہ عدت کے ہونگے۔ اگر سن ایاس کو نہیں پہنچی تو تیسرے حیض کا انتظار کرے۔²

مسئلہ: عورت کو حیض آتے ہوں لیکن ابھی سن ایاس کی عمر نہیں پہنچی تھی کہ کسی بیماری کی وجہ سے حیض آنے موقوف ہو گئے۔ اس حالت میں عورت پر عدت لازم آگئی تو اول تو یہ عورت علاج کرائے تاکہ حیض جاری ہوں اور تین حیض آکر عدت پوری ہو۔ اگر علاج کرانے سے بھی حیض جاری نہ ہوں تو بوقت ضرورت اگر کوئی مالکی قاضی علاقے میں ہو تو اس سے ایک سال کی عدت کا فیصلہ کرایا جائے اور اگر مالکی قاضی میسر نہ ہو اور شدید ضرورت ہو تو بغیر قضاء کے بھی ایک سال کی عدت پوری کرنا کافی ہے۔ (3)

معتدہ کے چند احکام

مسئلہ: معتدہ (عدت گزارنے والی) بیمار ہو جائے تو اگر حال بتا کر اس کیلئے دوالاتی جاسکتی ہو تو ایسے ہی کیا جائے لیکن اگر بیماری شدید ہو اور ڈاکٹر کو گھر پر نہ بلا یا جاسکتا ہو یا گھر پر بلانے کی استطاعت نہ ہو یا ہسپتال لے جانے کی ضرورت ہو تو ایسی مجبوری میں گھر سے باہر نکلنا جائز ہے۔ اگر بیماری کی وجہ سے ہسپتال میں رہنا اشد ضروری ہو تو وہاں رہ سکتی ہے ہسپتال سے فارغ ہو کر دوبارہ شوہر کے مکان میں آجائے۔¹

مسئلہ: سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ

تیل ڈالنا درست ہے۔²

مسئلہ: دوا کیلئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے لیکن رات کے وقت لگائے اور صبح کو پونچھ ڈالے۔¹

مسئلہ: سر میں جو عین پڑ گئیں تو زینت کو مقصود بنائے بغیر موٹی کنگھی سے اگر ضرورت پوری ہوتی ہے تو فقط اس سے جو عین نکالی جائیں اور اگر اس سے نہ نکلیں تو باریک کنگھی سے جو عین نکالی جاسکتی ہیں۔²

مسئلہ: معتدہ کسی بیمار کی عیادت کے لیے اور کسی کی مرگ تعزیت کے لیے نہیں جاسکتی۔ (4)

مسئلہ: معتدہ وفات کے والدین میں سے یا اولاد میں سے کسی کا یا بھائی بہن کا انتقال ہو جائے یا ان میں سے کوئی بہت بیمار ہو اور کوئی اور دیکھ بھال کرنے والا نہ ہو اور وہاں جائے بغیر بہت رنج و غم ہوتا ہو تو معتدہ وفات ان وجوہات سے دن دن میں نکل سکتی ہے اور معتدہ طلاق کو ان وجوہات سے بھی حنفیہ کے نزدیک نکلنے کی اجازت نہیں۔ لیکن اگر کسی کو اس طرف جائے بغیر بہت وحشت و غم ہو اور چین نہ آتا ہو تو مالکیہ اور حنابلہ کے قول پر نکلنے کی گنجائش ہے۔ (بحر رائق)

بیوہ کو جس کو شوہر کی وفات کا سخت صدمہ ہے تخفیف غم کے لیے اس گھر سے نکلنا اور دوسرے گھر میں جا کر دل بہلانا ضروری ہے ورنہ یہ بیمار ہو جائے گی یا بلاکت کا اندیشہ ہے تو اس کے لیے گھر سے نکلنا جائز ہے۔ پھر اگر دن میں نکلنا کافی ہو تو رات کو شوہر کے مکان پر آنا واجب ہوگا ورنہ جب تک ضرورت ہو اس وقت تک رات اور دن بھی دوسرے مکان میں رہ سکتی ہے کیونکہ شدید ضرورت اور حاجت کے وقت خروج جائز ہے۔ (امداد الاحکام ص 827 ج 2)

باب: 34

نسب کا ثابت ہونا

وَ حَمْلُهُ وَ فَضْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا - (سورہ احقاف: 15)

اور اس کا حمل اور اس کا دودھ چھوڑنا تیس مہینے میں ہے

اس کی ایک صورت یہ ہے کہ دودھ دو سال پر چھڑایا جائے تو حمل کے چھ مہینے رہے۔

مسئلہ: حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو سال ہے۔

مسئلہ: شریعت کا قاعدہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے بچے کے نسب کے ثابت کرنے کی کوشش کی جائے البتہ جب مجبوری ہو جائے تب اولاد کے ناجائز ہونے کا حکم لگایا جائے گا اور عورت کو گناہ گار ٹھہرایا جائے گا۔

مسئلہ: کسی نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی پھر دو سال سے کم میں اس کا کوئی بچہ پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہوگا۔ اگر دو سال سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق سے پہلے کا حمل ہے اور حمل دو سال تک رہا ہے اور اب بچہ پیدا ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوئی ہے ہاں اگر وہ عورت بچہ جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ اس کی عدت ختم ہوگئی ہے تو مجبوری ہے اب یہ بچہ ناجائز ہے۔

بلکہ ایسی عورت کے جس کو طلاق رجعی ملی ہو اگر دو سال کے بعد بچہ ہوا اور ابھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا تب بھی وہ بچہ اسی شوہر ہی کا ہے چاہے جتنے سال میں ہوا ہو اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دینے کے بعد عدت میں شوہر نے رجوع کر لیا تھا اس لئے وہ عورت اب بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی کی بیوی ہے اور دونوں کا نکاح نہیں ٹوٹا۔

البتہ مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں اگر شوہر سمجھتا ہے کہ بچہ اس کا نہیں ہے تو وہ کہے کہ بچہ میرا نہیں ہے اور جب انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔¹

مسئلہ: اگر طلاق بائن دے دی تو اس کا حکم یہ ہے کہ بچہ اگر دو سال کے اندر پیدا ہوا ہو بشرطیکہ عورت نے عدت گزر جانے کا اقرار نہ کیا ہو تب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو سال کے بعد ہو تو وہ ناجائز ہے۔ البتہ اگر دو سال کے بعد پیدا ہونے پر بھی شوہر دعویٰ کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور ایسا سمجھیں گے کہ عدت کے اندر دھوکے سے صحبت کر لی ہوگی جس سے حمل ٹھہر گیا ہوگا۔
2-

مسئلہ: اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن بلوغت کے قریب قریب ہوگئی ہے پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے۔ البتہ وہ لڑکی اگر عدت کے اندر ہی یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کر لے کہ مجھ کو حمل ہے تو وہ بچہ حرامی نہ ہوگا۔ طلاق بائن کی صورت میں دو سال کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلائے گا۔ جبکہ طلاق رجعی کی صورت میں ستائیس مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہے تو بھی باپ ہی کا کہلائے گا۔ (3)

مسئلہ: کسی جوان عورت کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو سال کے اندر بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا بچہ ہے البتہ اگر وہ عورت اپنی عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے اب حرامی کہلائے گا اور اگر دو سال کے بعد پیدا ہوا تب بھی حرامی ہے۔ (4)

مسئلہ: نکاح کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا ہو تو وہ شوہر کا ہے۔ اس پر شبہ کرنا گناہ ہے البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔ (5)

مسئلہ: نکاح ہو گیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ (چھ مہینے بعد) بچہ پیدا ہو گیا اور شوہر اپنے سے بچے کی نفی بھی نہیں کرتا تو وہ شوہر ہی کا کہا جائے گا حرامی نہیں کہا جائے گا اور دوسروں کو اس کا حرامی کہنا درست نہیں۔ ہاں اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔¹

مسئلہ: شوہر پردیس میں ہے اور کئی سال گزر گئے کہ گھر نہیں آیا اور یہاں بچہ پیدا ہو گیا اور شوہر اس کو اپنا ہی کہتا ہے تب بھی وہ قانون شرع کی رو سے حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے۔ البتہ اگر شوہر خبر پا کر انکار کرے تو لعان کا حکم ہوگا۔²

تنبیہ: اوپر کے آخری دو مسئلوں میں شبہ نہ کیا جائے کہ یہ خلاف عقل ہیں کیونکہ پہلی صورت میں تو ممکن ہے کہ میاں بیوی کا ملاپ ہو گیا ہو اور لوگوں کو اس کا علم نہ ہو سکا ہو جبکہ دوسری صورت میں خرق عادت مثلاً کرامت کے طور پر ملاپ ہونے کی صورت ممکن ہے۔ لہذا جب شوہر بھی بچے کو اپنا کہتا ہے تو اس امکان کے ہوتے ہوئے دوسروں کیلئے جائز نہیں کہ وہ شوہر (مسلمان مرد) کو جھوٹا اور بیوی (مسلمان عورت) کو گناہگار اور زانیہ اور (مسلمان) بچے کو حرامی سمجھیں۔

مسئلہ: میاں بیوی کے نطفوں کو ٹیسٹ ٹیوب میں بار آور کیا گیا۔ پھر اس کو کسی غیر عورت کے رحم میں منتقل کیا گیا۔ اسی میں جنین نے پوری پرورش پائی اور اسی غیر عورت کے رحم سے بچے کی ولادت ہوئی تو بچے کا نسب اپنے ماں باپ سے ثابت ہوگا کیونکہ ان کے نطفوں سے وہ بنا ہے اور غیر عورت رضاعی ماں کی مثل ہوگی۔

نوٹ: یہ مسائل اس لئے ذکر کئے گئے ہیں تاکہ معالجین حضرات اور لیڈی ڈاکٹر اور دائیاں پیدا ہونے والے بچے کو حرامی و ناجائز اور اس کی ماں کو بدکار سمجھنے اور کہنے میں جلد بازی نہ کریں کیونکہ کسی مسلمان کی آبروریزی بڑی سخت چیز ہے اور جب نسب ثابت ہو سکتا ہو تو اس کو ثابت سمجھنے میں ایک تو مسلمان کے بارے میں حسن ظن ہے دوسرے بچے کیلئے خبر گیری اور تربیت کیلئے باپ میسر آجاتا ہے اور بچہ عار سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

ثبوت نسب کے شرعی اصول

1- (i) جب ایک عورت کسی کے نکاح میں ہو اور وہ بچہ جنے تو بچہ شوہر کا ہوگا الا یہ کہ شوہر اپنے سے اس کی نفی کرے۔ نفی کرنے کی صورت میں چونکہ عورت پر زنا کا الزام لگتا ہے۔ لیکن وہ اس جرم کا اعتراف نہ کرے بلکہ شوہر پر تہمت لگانے کی حد جاری کئے جانے کا مطالبہ کرے تو عدالت ان کے درمیان لعان کروائے گی۔ اگر میاں بیوی دونوں قسمیں کھالیں تو عدالت ان کا نکاح فسخ کر دیتی ہے اور باپ سے بچے کے نسب کو کالعدم قرار دے کر صرف ماں کے ساتھ نسب ثابت کرتی ہے۔

(ii) ایک عورت کسی کی شرعی باندی ہو اور وہ بچہ جنے اور مالک اس بچے کی نسبت اپنی طرف کرے تو بچہ مالک کا ہوگا۔

بیوی ہونا یا باندی ہونا اس کو اصطلاح میں مرد کا فراش کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر (بچہ صاحب فراش ہوگا اور زنا والے کو سنگسار کیا جائے گا)۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت میں مرد کے نطفے کو احترام حاصل ہے یہاں تک کہ شبہ ہو جانے سے کسی اجنبی عورت سے اپنی بیوی سمجھتے ہوئے صحبت کر لے تب بھی اس کا احترام باقی رہے گا اور اس نطفہ سے جو حمل ٹھہرے وہ اس نطفے والے کا ہوگا اور اگر کسی نے جانتے بوجھتے اجنبی عورت سے زنا کیا اور اس سے حمل ٹھہر گیا تو اس بچے کا نسب زانی سے نہ جوڑا جائے گا اگرچہ بچے میں زانی کی شبہات بھی پڑ رہی ہو اور وہ بچہ اس عورت کے شوہر کا ہی کہلائے گا۔ ہاں اگر شوہر بچے کو اپنا بچہ ماننے سے انکار کر دے اور لعان کا مرحلہ بھی گزر جائے تو بچے کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جائے گا لیکن زانی سے پھر بھی نہ جوڑا جائے گا۔ ان اصول کا حاصل یہ ہے کہ:

1- جس بچے کا نسب شرعی اصول کے مطابق ثابت ہو اس کے بارے میں DNA ٹیسٹ کرانے کی ضرورت نہیں اور اگر کرا لیا ہو تو نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو وہ قابل التفات نہیں۔ مندرجہ ذیل واقعہ سے یہی حکم حاصل ہوتا ہے۔

2- عن عائشة قالت كانت عتبة بن ابی وقاص عهد الی اخیه سعد بن ابی وقاص ان ابن ولیدة زمعة منی فاقبضه الیک فلما کان عام الفتح اخذه سعد فقال انه ابن اخی۔ وقال عبد بن زمعة اخی و ابن ولیدة ابی ولد علی فراشه فقال رسول اللہ ﷺ هولک یا عبد بن زمعة الولد للفراش ولعاهر الحجر ثم قال لسودة بنت زمعة احتجی منہ لمارای من شبهته بعتبة فماراها حتی لقی اللہ۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عتبہ بن ابی وقاص (جس کا انتقال کفر کی حالت میں ہوا اس) نے اپنے سعد بن ابی وقاص سے (جو بڑے صحابہ میں سے تھے) یہ تاکید کی کہ زمعہ کی لونڈی سے جوڑا کا ہے وہ میرا بیٹا ہے تم اس کو اپنے قبضے اور سرپرستی میں لے لینا۔ فتح مکہ کے موقع پر سعد بن ابی وقاصؓ نے اس بچے کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ اس پر زمعہ کے بیٹے عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ تو میرا بھائی ہے۔ آپ کو اس کو لینے کا حق نہیں ہے۔

وہ دونوں اپنا مقدمہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے۔ سعد بن ابی وقاص نے

کہا کہ میرے بھائی نے اس لڑکے کے بارے میں تاکید کی تھی۔ عبد بن زمعہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی اور میرے والد کی باندی کا بیٹا ہے اور میرے والد کے فراش پر پیدا ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فیصلے میں فرمایا اے عبد بن زمعہ یہ لڑکا تمہارا (بھائی) ہے۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ جو بچہ کسی کے فراش پر پیدا ہوا ہو وہ قانون شرعی میں (اسی کا ہوتا ہے) (الایہ کہ مالک اس کے اپنے سے ہونے کا دعویٰ نہ کرے۔ اور رہا دوسرا تو (اس نے غیر کی باندی سے زنا کیا ہے اور زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا بلکہ شرعی قانون میں محصن ہونے کی صورت میں) وہ سنگساری کا مستحق ہے۔

پھر جب رسول اللہ ﷺ نے بچے کی طرف غور کیا تو اس میں عتبہ بن ابی وقاص کی مشابہت نظر آئی اس پر آپ ﷺ نے (اپنی اہلیہ) سودہ بنت زمعہؓ کو کہا کہ تم اس لڑکے سے حجاب اختیار کرو تو حضرت سودہؓ نے اس لڑکے کی موت تک اس کو اپنے سامنے نہ آنے دیا (حالانکہ قانون کی رو سے وہ لڑکا ان کا بھائی بنتا تھا)۔

2- بچے میں کوئی ایسا وصف پایا جائے جو والدین میں نہ پایا جاتا ہو لیکن ممکن ہو کہ اس کا ایسا جین (Gene) ہو جو اسے اوپر کے باپ دادوں سے ملا ہو اور وہ اب ظاہر ہوا ہو تو اس احتمال کے ہوتے ہوئے بلاوجہ نسب سے شک کرنا اور بچے کی نفی کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں یہ خرابیاں ہیں:

- (i) ایک مسلمان پاکباز عورت پر تہمت لگانا۔
- (ii) بچے کا بغیر باپ کے ہونا جس سے بچے کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے اور آئندہ زندگی میں عار لگتا ہے۔
- iii- خود مرد کا گھر برباد ہوتا ہے۔

عن ابی ہریرۃ ان اعرابیا اتی رسول اللہ ﷺ فقال ان امرأتی ولدت غلاما اسود ووانی انکرته فقال له رسول اللہ ﷺ هل لک من ابل قال نعم قال فما الوانها قال حمر قال هل فیہا من اورق قال ان فیہا اورق قال فانی تری ذلک جاءها قال عرق نزعا قال فلعل هذا عرق نزعه ولم یرخص له فی الانتفاء منه۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ نقل کرتے ہیں کہ ایک بدوی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری بیوی نے سیاہ رنگ کا لڑکا جنا ہے (جب کہ میرا رنگ سیاہ نہیں ہے سفید

ہے) اور میں نے (اپنے دل میں) اس بچے کے اپنے سے ہونے کا انکار کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ اونٹ ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں ہیں۔ آپ نے پوچھا ان کے کیا رنگ ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ والا بھی ہے۔ اس نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ ان میں خاکستری بھی ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ رنگ کہاں سے آیا؟ اس نے کہا کہ شاید اوپر کی کسی رگ سے یہ رنگ کشید ہوا ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس بچے میں بھی کسی رگ سے وہ رنگ کشید ہوا ہو اور آپ ﷺ نے اس شخص کو اس بات کی اجازت و رخصت نہ دی کہ وہ بچے کو اپنے سے نفی کرے۔

3- اگر کسی بچے کے بارے میں دو یا زائد دعویدار ہوں اور کسی کے پاس واضح شرعی ثبوت نہ ہو تو وہ حضرات جو ولدیت ثابت کرنے کے لیے قیافہ کو بھی کافی حجت سمجھتے ہیں وہ ولدیت ثابت کرنے کے لیے DNA کے ٹیسٹ کو بھی حجت بناتے ہیں۔

DNA ٹیسٹ سے قاتل یا زانی کی شناخت

جو جرائم حدود قصاص کے ہیں ان میں DNA ٹیسٹ سے مدد تولى جاسکتی ہے لیکن محض اس

کی بنیاد پر کسی کو حتمی طور پر مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا کیونکہ:

i- یہ ٹیسٹ ایسا نہیں جس میں انسانی خطا کی گنجائش نہ ہو۔

ii- منصوص طریقوں کو چھوڑا نہیں جاسکتا۔

باب: 35

لعان کا بیان

جب کوئی شخص (اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے) یا جو بچہ پیدا ہوا اس کو کہے کہ یہ میرا بچہ نہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ شوہر اور بیوی میں سے ہر ایک قاضی (مسلمان جج) کی عدالت میں جا کر لعان کا مطالبہ کر سکتا ہے جو یہ ہے کہ اس کے مطالبہ پر قاضی دونوں سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے اس طرح کہلوائے۔ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے اس میں میں سچا ہوں۔ شوہر چار دفعہ اسی طرح کہے پھر پانچویں مرتبہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اس طرح کہے میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں دفعہ کہے کہ اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ جب دونوں میاں بیوی قسم کھالیں تو قاضی دونوں میں جدائی کر دے گا اور ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اب یہ بچہ باپ کا نہیں کہا جائے گا صرف ماں کی طرف اس کی نسبت کی جائے اور ماں کے حوالے کر دیا جائے گا۔ اس قسم تسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔¹

وَالَّذِينَ يَزْمُونَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعٌ شَهَدَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ وَ النّٰخَامِسَةُ اَنْ لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الكٰذِبِيْنَ وَ يَذْرَءُ عَنْهَا الْعَدَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعٌ شَهَدَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الكٰذِبِيْنَ وَ النّٰخَامِسَةَ اَنْ غَضَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔

اور جو لوگ تہمت لگائیں اپنی بیویوں پر حالانکہ ان کے پاس (اس پر) گواہ نہ ہوں سوائے ان کے اپنے نفسوں کے تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کی قسم کھا کر کہ وہ سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا ٹل

جائے گی اس طرح سے کہ وہ گواہی دے چار گواہیاں اللہ کی قسم کھا کر کہ وہ شخص (یعنی اس کا شوہر تہمت لگانے میں) جھوٹا ہے اور پانچویں باریہ کہ اس پر اللہ کا غضب ہو اگر وہ سچا ہو۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَا عَنَ بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَتِهِ فَأَنْتَفَى مِنْ وَلَدِهَا فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا وَالْحَقُّ الْوَلَدُ بِالْمَرْأَةِ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد اور اس کی بیوی کے درمیان لعان کرایا اور یہ لعان عورت کے بچے سے مرد کی لا تعلق کا سبب بنا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان تفریق کا حکم سنایا اور بچے کا الحاق صرف عورت کے ساتھ کیا۔

باب: 36

خرچہ کا بیان

مسئلہ: ماں باپ اگر فقیر ہوں پھر خواہ وہ صحت مند ہوں یا بیمار ہیں انکا خرچہ بالغ اولاد کے ذمے ہوتا ہے۔¹

مسئلہ: عورت بیمار ہوگئی تو بیماری کے زمانے کا خرچہ پانے کی مستحق ہے لیکن اگر شوہر نے گھر بلا لیا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کے خرچ کی مستحق ہوتی ہے دو اعلاج حکیم طبیب کا خرچہ شوہر کے ذمے واجب نہیں ہے اپنے پاس سے خرچ کرے۔ اگر مرد دیدے (جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے) تو یہ اسکا احسان ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت علاج کرنا اس پر از روئے شرع واجب نہیں ہے سنت ہے اور اگر کوئی علاج نہ کرنے کی وجہ سے مرجائے تو وہ گناہگار نہیں ہوتا۔ جب عورت پر علاج کرنا واجب نہیں تو اس کے شوہر پر اس کے علاج کا خرچہ بھی واجب نہیں ہوگا۔²

مسئلہ: دائی جنائی کی اجرت اس کے ذمے ہے جس نے بلوایا ہو۔ اگر شوہر نے بلوایا ہو تو شوہر پر اور عورت نے بلوایا ہو تو عورت پر اور اگر دائی بے بلائے آگئی تو اجرت شوہر کے ذمے ہوگی۔ (3)

مسئلہ: فقیر عورت خواہ نابالغہ ہو یا بالغہ ہو پھر خواہ وہ صحت مند ہو یا بیمار و آفت رسیدہ ہر حال میں اس کا خرچہ اس کے ایسے رشتہ داروں پر لازم آتا ہے جو اس کی موت کی صورت میں اس کے وارث بنتے ہوں۔ عورت خواہ مزدوری کر کے کمانے کے قابل بھی ہو پھر بھی خود کمانا اس پر ضروری نہیں ہے البتہ اگر کوئی عورت خود کام کر کے کمانی کرتی ہو مثلاً دائی ہو یا طبیب ہو وغیرہ تو پھر وہ خرچہ وصول کرنے کی حقدار نہیں۔¹

مسئلہ: جو بالغ مرد آفت رسیدہ ہو یعنی وہ شخص نابینا ہو یا مفلوج ہو یا کم عقل ہو یا گونگا ہو یا

اس کے دونوں ہاتھ نہ ہوں یا اس کے دونوں پاؤں نہ ہوں یا ایک جانب کے ہاتھ پیر نہ ہوں تو یہ شخص بھی اپنے وارث بننے والے رشتہ داروں سے خرچہ وصول کرنے کا مستحق ہے۔ ان اعدار کے ہوتے ہوئے اس شخص کو خود کمائی کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا لیکن اگر ان اعدار کے باوجود کوئی شخص خود کمائی کرتا ہے اور اس کے خرچے پورے ہو جاتے ہیں تو اس کا حق بھی نہیں رہتا۔²

مسئلہ: وارث رشتہ داروں پر خرچہ اس تناسب سے آئے گا جس تناسب سے وہ میراث میں حقدار بنتے ہیں۔ (3)

باب: 37

قتل کی اقسام اور قصاص کے احکام

قتل کی پانچ قسمیں ہیں۔¹

(قتل اور دیت کے احکام اس کتاب میں ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا تعلق طب قانونی

یا طب شرعی (Forensic Medicine) سے ہے

1- قتل عمد

وہ قتل ہوتا ہے جس میں مقتول کو قصداً و عمداً ایسے آلہ سے ضرب لگائی گئی ہو جو تفریق اعضاء کرتا ہو جیسے ہتھیار اور کوئی دھاردار لکڑی پتھر یا شیشہ وغیرہ۔ جسم کی نازک جگہوں پر سوا گھونپنا بھی اسی میں شامل ہے اور اسی زمرے میں آگ سے جلانا بھی ہے کیونکہ آگ بھی تفریق اعضاء کرتی ہے۔ لوہے کے بڑے وغیرہ سے مارنا، کھولتے ہوئے پانی میں ڈالنا اور گرم تندرو وغیرہ میں پھینکنا بھی قتل عمد ہے۔ مذکورہ آلات سے ضرب لگانا یا دیگر مذکورہ طریقوں کو اختیار کرنا قاتل کے قتل کرنے کے قصد پر دلیل ہے۔ لہذا اس دلیل کے ہوتے ہوئے قاتل کا عمد و قصد کا زبانی انکار کرنا مسموع نہیں ہوگا۔

حکم: (i) قاتل کو سخت گناہ ہوتا ہے۔

(ii) مقتول کے وارث قاتل کو قصاص میں عدالتی فیصلہ پر قتل کر سکتے ہیں لیکن مقتول کے وارث چاہیں تو قاتل کو معاف بھی کر سکتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے کہ باہمی رضامندی سے خون بہا لے لیا جائے جو دیت کے برابر یا اس سے کم و بیش ہو سکتا ہے۔

(iii) قاتل اگر مقتول کا وارث بنتا ہو اور عاقل و بالغ ہو تو وہ میراث سے محروم ہوگا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَىٰ ۗ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ

وَالْأَنْثَىٰ بِالْأَنْثَىٰ ۖ (سورہ بقرہ: 178)

اے ایمان والو تم پر قانون قصاص فرض کیا گیا ہے قتل عمد کے مقتولین کے بارے میں یعنی ہر قاتل آزاد آدمی قتل کیا جائے ہر دوسرے مقتول آزاد آدمی کے عوض میں اور اسی طرح ہر قاتل غلام دوسرے ہر مقتول غلام کے عوض میں اور اسی طرح ہر قاتل عورت دوسری ہر مقتول عورت کے عوض میں۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيَوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ (سورہ بقرہ: 179)

اور اے عقلمند لوگو اس قانون قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے (کیونکہ اس قانون کے خوف سے لوگ ارتکاب قتل سے ڈریں گے تو کئی جانیں بچیں گی ہم) امید کرتے ہیں کہ تم (لوگ ایسے قانون امن کی خلاف ورزی سے) پرہیز رکھو گے۔

فَمَنْ عَفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَأَتْبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ وَأَدَاىَ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ۔ (سورہ بقرہ 178)

جس قاتل کو اس کے فریق مقدمہ کی طرف سے کچھ معافی ہو جائے (مگر پوری معافی نہ ہو تو اس کی وجہ سے سزائے قتل سے تو وہ بری ہو گیا لیکن دیت یعنی خون بہا کے طور پر مال کی ایک معین مقدار قاتل کے ذمہ واجب ہو جائے گی تو اس وقت فریقین کے ذمہ ان دو باتوں کی رعایت ضروری ہے۔ مدعی یعنی مقتول کے وارث کے ذمہ) تو معقول طور پر اس مال کا مطالبہ کرنا ہے (کہ اس کو زیادہ تنگ نہ کرے) اور (مدعا علیہ یعنی قاتل کے ذمہ) خوبی کے ساتھ اس مال کا اس مدعی کے پاس پہنچا دینا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْعَمْدُ قَوْلُ الْأَخِي يُعْفَوُ وَلِيُّ الْمَقْتُولِ (ابن ابی شیبہ)۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جان بوجھ کر (آلہ جارح سے) قتل کرنے میں قصاص ہے الا یہ کہ مقتول کا ولی قاتل کو معاف کر دے (خواہ خون بہالے کر یا ویسے ہی)۔

عَنْ أَبِي شَرِيحٍ الْكَعْبِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ لَهُ قَتِيلًا فَأَهْلُهُ بَيْنَ خَيْرَتَيْنِ إِنْ أَحْبَبُوا فَلَهُمُ الْقَتْلُ وَإِنْ أَحْبَبُوا فَلَهُمُ الْعَفْوُ (الام للشافعی)

ابو شریح کعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کوئی (جان

بوجھ کر آلہ جارحہ سے) قتل کیا جائے تو اس کے گھر والوں کو دو اختیار ہوں گے اگر چاہیں تو (قاتل کے) قتل کو اختیار کریں اور اگر چاہیں تو (قاتل کو) معاف کر دیں۔
 عن عبد اللہ بن عمرو و ان النبی ﷺ قال لیس للقاتل شیء... ولا یرث القاتل شیئا۔ (ابودؤد)

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا قاتل کے لیے مقتول کے مال میں کچھ میراث نہیں..... اور قاتل وراثت میں سے کچھ نہ پائے گا۔

2- قتل شبہ عمد

وہ قتل ہے جس میں ضرب تو عمد الگائی لیکن ایسے آلہ کے ساتھ جو تفریق اعضاء نہیں کرتا جیسا کہ پتھر اور لکڑی جو دھاردار نہ ہو۔
 حکم: i- قاتل کو گناہ ہوتا ہے اور کفارہ کے ساتھ ساتھ اس کے ذمہ دیت مغلظہ بھی آتی ہے۔
 ii- قاتل اگر مقتول کا وارث ہو اور عاقل بالغ ہو تو میراث سے محروم ہوگا۔

3- قتل خطا

اس کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں۔

- i- قاتل کو سمجھنے میں خطا ہوئی مثلاً شکاری نے شکار سمجھ کر نشانہ لگا یا لیکن دیکھنے پر معلوم ہوا کہ وہ کوئی انسان تھا۔
 - ii- قاتل کے نشانہ لگانے میں خطا ہو جائے مثلاً ایک نشانہ پر مارا لیکن وہ خطا ہو کر کسی آدمی کو لگ گیا یا نشانہ پر لگ کر پھر کسی آدمی کو لگا جس سے وہ مر گیا۔
- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَدَّقُوا... فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامٌ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ۔ (سورہ نساء: 93)۔

اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو ابتداءً قتل کرے لیکن غلطی سے ہو جائے تو اور بات ہے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے اور خون بہا بھی واجب ہے جو اس مقتول کے خاندان والوں کو یعنی ان میں جو وارث

ہیں بقدر حرص میراث حوالہ کر دی جائے..... پھر جن صورتوں میں غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے جس شخص کو غلام یا لونڈی نہ ملے یا اس کے پاس اتنے دام نہ ہوں کہ خرید سکے تو اس کے ذمہ لگا تا دو ماہ کے روزے ہیں۔

عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ كَانَ الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ يُعَذِّبُ عِيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ ثُمَّ خَرَجَ الْحَارِثُ بْنُ يَزِيدَ مُتَأَخِّرًا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَلَقِيَهُ عِيَّاشُ بِالْحِزَّةِ فَعَلَاهُ بِالسَّيْفِ حَتَّى سَكَتَ وَهُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ كَافِرٌ ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً الْآيَةَ فَقَرَأَهَا عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ فَمَحَّرَ زُرًّا (ابن جرير)

عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حارث بن یزید (حالت کفر میں) عیاش بن ابی ربیعہ کو (جو مسلمان ہو چکے تھے) سخت تکلیف دیا کرتا تھا۔ بعد میں حارث بن یزید (مسلمان ہو کر) نبی ﷺ کی خدمت میں حاضری کی نیت سے نکلے۔ حرہ کے مقام پر ان کو عیاش بن ربیعہ ملے جنہوں نے یہ سمجھ کر کہ یہ ابھی تک کافر ہیں ان پر تلوار اٹھا کر ماری اور ٹھنڈا کر دیا۔ پھر عیاش نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ کو بتایا (کہ اس طرح انہوں نے حارث بن یزید کو قتل کر دیا ہے) اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً (کسی مومن کیلئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے مومن کو قتل کرے مگر یہ کہ خطا سے ہو)۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت پڑھی اور (عیاش بن ابی ربیعہ سے) فرمایا کھڑے ہو اور (کفارہ میں) غلام آزاد کرو۔

4- قائم مقام خطا

اس میں قاتل کی طرف سے مارنے کا کوئی اختیاری فعل نہیں پایا جاتا بلکہ اس کے غیر اختیاری فعل کی وجہ سے دوسرے کی جان جاتی ہے۔ مثلاً:

i- سویا ہوا شخص کسی دوسرے سوئے ہوئے پر پلٹ گیا جیسے ماں اپنے نومولود بچے پر پلٹ گئی جس سے وہ بچہ مر گیا۔

ii- کسی اونچی جگہ بیٹھے شخص کے ہاتھ سے اینٹ یا لکڑی کا تختہ گرا جو نیچے کھڑے کسی شخص کو لگا اور وہ مر گیا۔

iii- آدمی کسی سواری مثلاً گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہو اور وہ سواری کسی دوسرے آدمی کو روند

ڈالے۔

- iii- ڈرائیور گاڑی چلا رہا ہو اور اس کی کوتاہی سے حادثہ میں کوئی شخص مر جائے۔
 حکم i- قاتل کے ذمے کفارہ ہوتا ہے اور اس پر اور اس کی برادری یا انجمن کے ذمے دیت آتی ہے۔
 ii- اس میں گناہ بھی ہوتا ہے لیکن قصد نہ ہونے کی بنا پر کم ہوتا ہے۔
 iii- قاتل اگر مقتول کا وارث ہو اور عاقل و بالغ ہو تو میراث سے محروم ہو جاتا ہے۔

5- قتل بسبب

- i- کسی ایسی زمین میں جو اپنی مملوکہ نہ ہو بلا اجازت کوئی کنواں یا گڑھا کھودا یا اس میں پتھر رکھ دیا جس کی وجہ سے کوئی شخص اس میں گر کر یا ٹکرا کر مر گیا۔
 ii- سڑک پر کیلے یا خربوزے وغیرہ کے پھلکے پھینک دیے اور اس کی وجہ سے پھسل کر کوئی شخص مر گیا یا کچے رستے میں پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جس سے کچھڑو پھسلن پیدا ہو گئی اور اس سے کوئی شخص لاعلمی میں مثلاً رات کے وقت یا کوئی نابینا پھسل کر مر گیا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَنْ حَضَرَ بَيْتًا أَوْ أَعْرَضَ غُودًا فَأَصَابَ إِنْسَانًا ضَمَنَ (عبدالرزاق)
 حضرت علیؓ نے فرمایا جس نے کسی گزرگاہ میں یا کسی دوسرے کی جگہ میں کنواں (یا گڑھا) کھودا یا کوئی لکڑی رستے میں رکھ دی (اور اس کی وجہ سے کوئی انسان گر کر یا الجھ کر مر گیا) تو اس کو مرنے والے کی دیت کا تاوان دینا ہوگا۔

حکم: قاتل کی برادری یا یونین پر دیت آتی ہے اور قاتل کو گناہ تو نہیں ہوتا البتہ دوسرے کی ملک میں پتھر رکھنے یا گڑھا کھودنے اور سڑک پر پھلکے پھینکنے یا نقصان دہ چھڑکاؤ کرنے کا گناہ ہوتا ہے۔

وجوب قصاص اور عدم قصاص کی صورتیں

مسئلہ: بچے اور مجنون (پاگل) پر قصاص نہیں آتا کیونکہ قصاص قتل عمد پر ہوتا ہے جب کہ ان دونوں کا عمد نہیں ہوا کرتا۔¹

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ أَنَّهُ أُتِيَ

بِمَجْنُونٍ قَتَلَ رَجُلًا فَكُتِبَ إِلَيْهِ مَعَاوِيَةٌ أَنْ أَعْقِلَهُ وَلَا تَقْدُ مِنْهُ فَإِنَّهُ لَيْسَ عَلَى مَجْنُونٍ قَوْدٌ
(مؤطا مالک)

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ایسے دیوانہ کو لایا گیا ہے جس نے ایک شخص کو قتل کر دیا ہے (تو آپ بتائیے کہ میں اس کا کیا کروں) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ دیوانہ سے صرف دیت لو۔ اس سے قصاص نہ لو کیونکہ دیوانہ پر قصاص نہیں ہوتا۔

مسئلہ: قاتل کے خلاف قصاص میں قتل کئے جانے کا فیصلہ دیدیا گیا لیکن اس غرض سے وہ ابھی مقتول کے وارثوں کے سپرد نہیں کیا گیا تھا کہ اس پر جنون طاری ہو گیا تو اب اس کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اس پر دیت آئے گی۔ یہی حکم اس وقت بھی ہے جب قتل عمد کرنے والے قاتل پر فیصلہ سنائے جانے سے پیشتر جنون طاری ہو جائے۔¹

مسئلہ: اگر مقتول کے وارثوں کے حوالے کئے جانے کے بعد قاتل پر جنون طاری ہوا تو اسے قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے۔²

مسئلہ: جس شخص کو جنون بھی ہوتا ہو اور افاقہ بھی ہوتا ہو تو اگر اس نے افاقہ کی حالت میں قتل کیا تو اس کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ اور اگر افاقہ کی حالت میں قتل کا ارتکاب کرنے کے بعد قصاص لئے جانے سے پیشتر مستقل جنون لاحق ہو گیا تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔ (3)

مسئلہ: کسی عاقل نے مجنون (پاگل) شخص کو عمداً قتل کر دیا تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا۔ (4)

مسئلہ: ناجائز نشہ میں مدہوش کسی کو کر دے تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔

عَنْ مَالِكٍ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ كَتَبَ إِلَى مَعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سَفْيَانَ يَذْكُرُ أَنَّهُ أُتِيَ بِسَكْرَانَ قَدْ قَتَلَ رَجُلًا فَكُتِبَ إِلَيْهِ مَعَاوِيَةٌ أَنْ أَقْتِلَهُ (مؤطا مالک)

امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ (میرے پاس) نشہ میں مدہوش ایسے شخص کو لایا گیا ہے جس نے ایک آدمی کو قتل کیا ہے (تو بتائیے میں اس کا کیا کروں) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو لکھا کہ اس قاتل کو قتل کر دو۔

مسئلہ: اسی طرح اگر سالم اعضاء والے شخص نے نابینا یا دائمی مریض یا لنگڑے لوے شخص کو

قتل کیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا بلکہ یہاں تک کہ اگر مقتول ایسا ہو کہ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں اور دونوں کان کٹے ہوئے ہوں اور اسی طرح اس کے آلات تناسل بھی کٹے ہوئے ہوں اور وہ دونوں آنکھوں سے نابینا بھی ہو تب بھی سالم اعضاء والے قاتل سے قصاص لیا جائے گا۔¹

مسئلہ: کسی شخص کو زہر پلایا جس سے وہ مر گیا تو اگر زہر اس کو پکڑا یا تھا اور متوفی نے یہ جانے بغیر کہ وہ کیا چیز ہے کھاپی لی اور مر گیا یا مجرم نے کسی شربت وغیرہ میں زہر ملا کر دیا اور متوفی نے وہ لے کر پی لیا جس سے وہ مر گیا تو زہر پلانے والے پر قصاص و دیت نہیں آئے گی البتہ اس کو قید میں رکھا جائے گا اور اس کو تعزیر بھی کی جائے گی۔ اور اگر خود زہر متوفی کے ہونٹوں میں ٹپکایا یا اس کو زہر پینے پر مجبور کر دیا تو پلانے والے کی برادری وغیرہ پر دیت آئے گی۔²

مسئلہ: ایک نے کسی کی گردن کاٹی اور گلے کا تھوڑا سا حصہ باقی رہا۔ ابھی روح باقی تھی کہ دوسرے نے اس کو قتل کر دیا تو قصاص پہلے سے لیا جائے گا نہ کہ دوسرے سے کیونکہ اس وقت وہ مردہ کے حکم میں تھا۔ (البتہ دوسرے کو تعزیر کی جائے گی) (3)

مسئلہ: حالت نزع میں مبتلا شخص کو کسی نے قتل کر دیا تو قاتل سے قصاص لیا جائے گا اگرچہ قاتل کو علم بھی ہو کہ مقتول زندہ بچنے والا نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مریض کبھی نزع کے مشابہ حالت میں ہوتا ہے بلکہ کبھی ایسا ساکن و ساکت ہو جاتا ہے کہ اس کو مردہ خیال کیا جانے لگتا ہے لیکن پھر طبیعت بحال ہو جاتی ہے اور افاقہ ہو جاتا ہے۔ (4)

مسئلہ: ایک شخص کا کسی نے دھاردار آلے سے پیٹ چاک کر دیا اور دوسرے نے بعد میں اس کی گردن اڑادی۔ تو اگر پیٹ چاک کئے جانے کے بعد مقتول کے زندہ رہنے کا کچھ امکان تھا تو قصاص میں گردن اڑانے والے کو قتل کیا جائے گا اور اگر مقتول کے زندہ رہنے کا کچھ امکان نہ تھا تو پیٹ چاک کرنے والے کو قتل کیا جائے گا جبکہ گردن اڑانے والے کو تعزیر کی جائے گی۔ (5)

مسئلہ: عمداً ایک شخص کو زخمی کیا۔ زخمی صاحب فراش رہ کر مر گیا تو مجرم کو قصاص میں قتل کیا جائے گا کیونکہ متوفی کی موت کا ظاہر سبب وہ زخم ہے۔ البتہ اگر زخم کے تسلسل میں انقطاع پایا گیا مثلاً یہ کہ زخم بھر گیا تھا یا کسی اور شخص نے اس زخمی کی گردن اڑادی تو زخم لگانے والے پر قصاص نہیں آئے گا۔ (6)

مسئلہ: ایک شخص کو زخمی کیا اور وہ زخمی شخص مر گیا۔ مقتول کے وارثوں نے اس بات پر گواہ و ثبوت پیش کئے کہ وہ زخم کے سبب سے مرا ہے۔ جبکہ مجرم نے گواہ و ثبوت پیش کئے کہ زخمی کے زخم بھر گئے تھے اور ایک مدت کے بعد وہ کسی اور سبب سے یا اپنی قدرتی موت مرا ہے تو مقتول کے وارثوں کے گواہوں اور ثبوت کو ترجیح حاصل ہوگی۔¹

مسئلہ: مجنون نے کسی شخص پر ہتھیار اٹھایا اور اس حالت میں اس شخص نے مجنون کو عمداً قتل کر دیا تو قاتل کے اپنے مال میں دیت واجب ہوگی۔²

قصاص کس طرح لیا جائے

شریعت کا طے شدہ قاعدہ اس حدیث میں مذکور ہے عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قَوْدًا إِلَّا بِالسِّنْفِ

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قصاص صرف تلوار کے ذریعہ ہوتا

ہے۔

تلوار کے ساتھ نیزہ و فنجیر جیسے ہتھیار بھی ملحق ہیں۔ سزائے قتل میں پھانسی دینے کا جو طریقہ رائج ہے یہ غیر شرعی ہے۔ کیونکہ اس میں تلوار یا اس جیسے کسی ہتھیار کا استعمال نہیں ہوتا (4)

اعضاء و جوارح میں وجوب قصاص

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهُ (سورہ مائدہ: 45)

اور ہم نے ان یہود پر اس تورات میں یہ بات فرض کی تھی کہ اگر کوئی کسی کو ناحق عمداً قتل کرے یا زخمی کرے اور صاحب حق دعویٰ کرے تو جان بدلے جان کے لی جائے گی اور آنکھ بدلے آنکھ کے پھوٹی جائے گی اور ناک بدلے ناک کے کاٹی جائے گی اور کان بدلے کان کے کاٹا جائے گا اور دانت بدلے دانت کے توڑا جائے گا اور اسی طرح دوسرے خاص زخموں کا بھی برابر کا بدلہ ہے جو زخمی کے مطالبہ پر لیا جائے گا پھر جو شخص اس قصاص یعنی برابر کے بدلہ کو معاف کر دے تو وہ معافی اس معاف کرنے والے کے لئے اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔

قواعد و ضوابط

- 1- ان میں ہتھیار وغیرہ ہتھیار کے استعمال کا حکم ایک ہی ہے۔
- 2- قصاص ہر اس زخم میں ہوگا جس میں مماثلت کی رعایت ممکن ہو۔ اور اگر یہ رعایت ممکن نہ ہو تو پھر قصاص نہیں آتا بلکہ دیت لازم آتی ہے۔

ہاتھ باز اور ٹانگ: مسئلہ: اگر قطع کرنے والے کا ہاتھ مثل لیکن قابل انتفاع ہو یا ناقص انگلیوں والا ہو تو مجروح کو اختیار حاصل ہوگا کہ قصاص وصول کرے یا دیت لے۔¹

مسئلہ: اگر قطع کرتے وقت قاطع کا ہاتھ صحیح تھا بعد میں مثل ہو تو مجروح کو دیت نہ ملے گی کیونکہ اس کا حق قاطع و جارح کے ہاتھ کے ساتھ وابستہ تھا۔²

مسئلہ: ٹانگ اور بازو اگر درمیان سے کٹے ہوں تو مماثلت ممکن نہ ہونے کی بنا پر قصاص نہ ہوگا۔ (3)

مسئلہ: ہاتھ، بازو، ٹانگ اور انگلیوں کو جوڑ سے کاٹنے میں قصاص ہوتا ہے۔ (4)

مسئلہ: قاطع کا ہاتھ صحیح سالم تھا جبکہ مجروح کا ہاتھ مثل تھا تو قصاص نہیں ہوگا۔ (5)

ناک کا نرم حصہ: اگر مجرم کی ناک نسبتاً چھوٹی ہو یا اس کے سونگھنے کی حس ختم ہو چکی ہو یا اس کی ناک میں کچھ اور نقص ہو تو مجروح کو حق حاصل ہوگا کہ چاہے تو مجرم کی ناک کاٹنے کا مطالبہ کرے اور چاہے تو دیت لے لے۔ (6)

کان: پورے یا کچھ کان کاٹنے میں زخم کی حدود ایسی ہوں کہ مجرم میں اس کی مماثلت کی رعایت کرنا ممکن ہو تو قصاص آئے گا۔ اگر مجرم کا کان چھوٹا ہو یا پھٹا ہو یا چرا ہوا ہو یا کٹا ہوا ہو اور مجروح کا کان بڑا ہو یا سالم ہو تو مجروح کو اختیار ہوگا کہ چاہے قصاص لے اور چاہے دیت طلب کرے اور اگر مجروح کا کان ناقص ہو تو پھر اس کو مناسب تاوان ملے گا۔¹

آنکھ کی بینائی زائل کرنے پر: آنکھ پر ضرب لگائی جس سے بینائی زائل ہوگئی لیکن آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ باقی رہا تو دیکھیں گے:

i- اگر دو ماہرین امراض چشم یہ فیصلہ دیدیں کہ بینائی مستقل طور پر زائل ہوگئی ہے تو قصاص لیا جائے گا۔ اور کسی بھی قدیم یا جدید طریقے سے مجرم کی بینائی ختم کی جائے گی۔

- ii- اور اگر بینائی مکمل طور پر لوٹ آئی تو مجروح کو کچھ نہ ملے گا۔
 iii- اور اگر بینائی لوٹ آئی لیکن اس میں کمی رہی پوری بحال نہیں ہوئی تو مناسب تاوان دیا جائے گا۔²

عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عَتِيبَةَ قَالَ لَطَمَ رَجُلٌ رَجُلًا فَذَهَبَ بَصْرُهُ وَعَيْنُهُ قَائِمَةٌ فَأَرَادُوا أَنْ يُقْنِدُوهُ مِنْهُ فَأَعْمَى عَلَيْهِمْ وَعَلَى النَّاسِ كَيْفَ يُقْنِدُونَهُ وَجَعَلُوا الْإِيدِرُونَ كَيْفَ يَضَعُونَ فَأَتَاهُمْ عَلِيُّ فَأَمَرَ بِهِ فَجَعَلَ عَلِيٌّ وَجْهَهُ كُزْسُفًا ثُمَّ اسْتَقْبَلَ بِهِ الشَّمْسُ وَأَذْنَى مِنْ عَيْنِهِ مِرْآةً فَالْتَمَعَ بَصْرُهُ وَعَيْنُهُ قَائِمَةٌ (زبلیعی)

حکم بن عتیبہ کہتے ہیں ایک شخص نے دوسرے کے (چہرے پر) تھپڑ مارا جس سے دوسرے کی آنکھ کی بینائی جاتی رہی اگرچہ آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ قائم رہا۔ لوگوں کا ارادہ ہوا کہ اس سے قصاص لیں لیکن یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس سے قصاص کیسے لیں۔ حضرت علیؑ ان کے پاس آئے اور انہوں نے (آنکھ کے علاوہ) باقی چہرے پر روئی رکھ دی پھر اس کو سورج کے رخ پر کیا اور ایک آئینہ اس کی آنکھ کے قریب لائے۔ (سورج کی روشنی جب آئینہ سے منعکس ہو کر آنکھوں پر پڑی تو) اس کے اثر سے اس کی بصارت جاتی رہی اگرچہ آنکھ کا ڈھیلا اپنی جگہ باقی رہا۔

مسئلہ: آنکھ پر ضرب لگائی جس سے آنکھ پر سفیدی آگئی اور اس کی وجہ سے بینائی باقی نہ رہی تو قصاص نہیں ہوگا۔

آنکھ پھوڑنے پر: مجرم کی آنکھ میں سفیدی ہو جس کی بنا پر اس کی بینائی کمزور ہو تو مجروح کو اختیار ہوگا کہ چاہے قصاص لے چاہے دیت لے۔

بھینگی آنکھ پھوڑنے میں قصاص نہیں ہے۔ دائیں آنکھ پھوڑی جبکہ مجرم کی بائیں آنکھ بیکار تھی تو قصاص میں مجرم کی دائیں آنکھ پھوڑی جائے گی اگرچہ وہ اس طرح مکمل طور پر نابینا رہ جاتا ہے۔¹

دانت توڑنے پر

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَسَرَتِ الزُّبَيْغُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ

فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَا النَّبِيَّ ﷺ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَاللَّهِ لَا تُكْسَرُ ثِيَابُهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا أَنَسُ كِتَابَ اللَّهِ الْقِصَاصُ فَزَيِّ الْقَوْمِ وَقَبِلُوا الْأَرْضَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبْرَهُ (بخاری)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان کی پھوپھی ربیع نے ایک انصاری لڑکی کا سامنے کا دانت توڑ دیا۔ لڑکی کے گھر والے قصاص کا مطالبہ لے کر نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ اس پر حضرت انس کے چچا حضرت انس بن نضر نے کہا اے اللہ کے رسول اللہ کی قسم (میری) اس (بہن) کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انس (بن نضر) اللہ کی کتاب قصاص (کا حکم دیتی) ہے۔ (بعد میں) لڑکی کے لوگوں نے راضی ہو کر دیت وصول کر لی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اگر اللہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دیتے ہیں (اور انس بن نضر کی قسم کو اللہ نے ایسے سچا کر دیا)۔

مسئلہ: ضرب لگا کر کسی کا دانت اکھیڑ دیا تو اگر بلا کسی ضرر کے مجرم کا دانت اکھیڑا جاسکتا ہو تو قصاص میں اس کا دانت اکھیڑا جائے گا اور اگر مسوڑھوں یا دوسرے دانتوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو جیسا کہ اس صورت میں ہوتا ہے جب دانت آپس میں بہت ملے ہوئے ہوں اور ان کے درمیان مناسب خلا نہ ہو تو ریتی سے مسوڑھے تک اس کو گھسا جائے گا۔¹

مسئلہ: اگر مجرم کا دانت سیاہ، زرد، سبز یا سرخ ہو تو مضروب کو اختیار ہوگا کہ چاہے تو قصاص لے اور چاہے تو دیت وصول کرے۔²

مسئلہ: اگر مضروب کا دانت ہی عیب دار تھا تو قصاص نہیں لے سکے گا البتہ اس کو مناسب تاوان ملے گا۔ (3)

مسئلہ: قصاص لینے میں گرائے ہوئے دانت کی قسم اور اس کے اوپر والے یا نیچے والے ہونے کا اعتبار کیا جائے گا۔ (4)

مسئلہ: ضرب سے دانت چوڑائی میں نامکمل ٹوٹ گیا تو اگر باقی دانت سیاہ نہ ہو تو قصاص آئے گا اور جتنا دانت ٹوٹا ہے اتنی مقدار میں مجرم کے دانت کو گھسا جائے گا اور اگر باقی دانت سیاہ

ہو گیا تو قصاص نہیں آئے گا البتہ دیت آئے گی۔ مضرub کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ ٹوٹی ہوئی مقدار کے برابر قصاص لے۔ اور اگر دانت لمبائی میں ٹوٹا تو قصاص نہیں ہوگا بلکہ مضرub کو مناسب تاوان ملے گا۔ (5)

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا عَضَّ يَدَ رَجُلٍ فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيهِ فَوَقَعَتْ فُتَيْتَاهُ فَأَخْتَصَمُوا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَعْضُ أَحَدُكُمْ يَدَ أُخِيهِ كَمَا يَعْضُ الْفَحْلُ لَا دِيَةَ لَهُ۔
(بخاری و مسلم)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا ہاتھ چبا ڈالا۔ زخمی شخص نے اس کے منہ سے اپنا ہاتھ کھینچا تو اس کے زور سے چبانے والے کے سامنے کے دو دانت ٹوٹ کر گر گئے۔ لوگ مقدمہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تم میں سے ایک اونٹ کی طرح اپنے بھائی کا ہاتھ چباتا ہے (اور پھر بدلہ چاہتا ہے) اس کے لئے (قصاص بھی نہیں ہے اور) دیت (بھی) نہیں ہے۔

مسئلہ: ایک شخص کا ہاتھ منہ میں لے کر دانتوں سے کاٹا۔ زخمی نے زور سے اپنا ہاتھ کھینچا جس سے مجرم کا دانت اکھڑ گیا تو قصاص نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ضرب سے دانت کا کچھ حصہ ٹوٹ گیا پھر باقی خود بخود گر گیا تو قصاص نہیں ہوگا۔¹
مسئلہ: اگر ضرب لگنے سے دانت ہلنے لگا تو ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر گرا نہیں تو علاج کیلئے مناسب تاوان ملے گا اور اگر گرا تو عمد کی صورت میں قصاص ہوگا اور خطا کی صورت میں دیت آئے گی۔²

مسئلہ: دانت ہلنے کی صورت میں مضرub سال کی مہلت کے بعد آیا اور اس کا دانت گرا ہوا تھا اور ضارب و مضرub میں اختلاف ہوا کہ دانت ضرب کی وجہ سے گرا ہے یا نہیں تو اگر دانت سال کے دوران گرا ہو تو مضرub کے قول کو ترجیح ہوگی کہ دانت ضارب کی ضرب کے سبب سے گرا ہے اور اگر دانت سال کے بعد گرا ہو تو ضارب کے قول کو ترجیح حاصل ہوگی کہ دانت اس کی ضرب کی وجہ سے نہیں گرا ہے۔ (3)

مسئلہ: بچے کا دانت اکھاڑنے میں ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر دوسرا دانت اگ آیا تو قصاص ساقط ہو جائے گا ورنہ قصاص لیا جائے گا۔ (4)

مسئلہ: ایک شخص کی ضرب سے دانت سیاہ ہو گیا بعد میں دوسرے شخص کی ضرب سے وہ دانت اکھڑ گیا تو پہلے شخص کے ذمے پوری دیت آئے گی جبکہ دوسرے کے ذمے مناسب تاوان آئے گا۔

مسئلہ: قصاص میں اس کا اعتبار نہیں ہوگا کہ مجرم کا دانت مضروب کے مقابلے میں بڑا ہے۔ (5)

مسئلہ: باکسنگ کھیلتے ہوئے ایک نے دوسرے کا دانت توڑ دیا تو قصاص ہوگا اور اگر دونوں ایک دوسرے کو مثلاً مار مارو کہہ رہے تھے تو قصاص نہیں ہوگا۔

زبان: مسئلہ: زبان خواہ پوری کاٹی گئی ہو یا اس کا کچھ حصہ بہر حال قصاص نہیں آتا بلکہ دیت آتی ہے خواہ بالغ شخص کی ہو یا چھوٹے بولنے والے بچے کی۔ (6)

مسئلہ: گونگا اور شیرخوار بچہ کہ جس نے صرف رونے کی آواز نکالی ہو اس کی زبان کاٹنے میں بھی قصاص نہیں ہوتا بلکہ مناسب تاوان ہوتا ہے۔¹

عضوتناسل: مسئلہ: تنہا حشفہ (Glans penis) کا ٹاٹا ہو تو اس میں قصاص ہے۔ باقی اس کے علاوہ عضو تناسل کو خواہ درمیان سے کاٹا ہو یا جڑ سے کاٹا ہو قصاص نہیں بلکہ دیت ملے گی۔²

مسئلہ: خصی اور عینین کے عضو تناسل کو کاٹنے کی صورت میں مناسب تاوان ملے گا۔ (3)

ہونٹ: مسئلہ: ہونٹ پورا کاٹا تو قصاص ہوگا اور اگر ہونٹ کا کچھ حصہ کاٹا تو قصاص نہیں ہوگا۔ (4)

زخم

سر اور چہرے کے زخم کو عربی میں شجہ کہتے ہیں جس کی جمع شجاج (Head Injuries) ہے۔ سر اور چہرے کے علاوہ بقیہ جسم پر زخم کو جراحت کہتے ہیں۔ سینہ اور پیٹ کے زخم جائفہ کہلاتے ہیں۔

جراحت کا حکم: ان میں مناسب تاوان آتا ہے اور مناسب تاوان سے یہاں مراد زخم کے ٹھیک ہونے تک مریض کا ذاتی خرچہ اور علاج معالجہ کے اخراجات ہیں۔

شجاج (Head Injuries)

ان کی گیارہ قسمیں ہیں۔ (5)

- 1- حارصہ: جب کہ جلد پر صرف خراش آئے۔
- 2- دامعہ: کھال اتنی چھل جائے کہ خون نظر آنے لگے لیکن بے نہیں۔
- 3- دامیہ: کھال اتنی چھل جائے کہ خون نکل کر بہنے لگے۔
- 4- باضعہ: پوری کھال کٹ جائے۔
- 5- متلاحمہ: زخم گوشت تک پہنچ جائے۔
- 6- سحاق: جس میں زخم گوشت اور کھوپڑی کے درمیان باریک جھلی (periosteum) تک پہنچ جائے۔
- 7- موضحہ: جس میں کھوپڑی کی ہڈی نظر آنے لگے۔
- 8- ہاشمہ: جس میں کھوپڑی کی ہڈی ٹوٹ جائے۔
- 9- منقلہ: جس میں ہڈی ٹوٹنے کے بعد اپنی جگہ سے ہل جائے۔
- 10- آمہ: جس میں زخم دماغ کے گرد جھلی (Meninges) تک پہنچ جائے۔
- 11- دامغہ: جس میں دماغ باہر نکل آئے۔

شجاج کا حکم مسئلہ: عمداً زخم لگانے میں موضحہ اور اس سے کمتر زخموں میں قصاص آتا ہے جبکہ بقیہ اقسام میں قصاص نہیں آتا۔

مسئلہ: خطا سے زخم لگانے کی صورت میں حارصہ سے سحاق تک کے زخموں میں مناسب تاوان آتا ہے۔ جبکہ موضحہ میں کل دیت کا بیسواں حصہ، ہاشمہ میں دسواں حصہ، منقلہ میں ساڑھے ساتواں حصہ اور آمہ میں تہائی حصہ ہوتا ہے۔

جائفہ: یہ وہ زخم ہے جو سینہ یا پیٹ کے جوف (Cavity) تک پہنچ جائے۔

مسئلہ: جائفہ میں تہائی دیت واجب ہوتی ہے اور اگر آلہء زخم جوف میں ایک طرف سے داخل ہو کر دوسری طرف سے نکل جائے تو یہ جائفہ کے دو زخم شمار ہونگے لہذا ان میں دو تہائی دیت آئے گی۔

مسئلہ: جائفہ میں بھی قصاص نہیں ہوتا۔¹

مزید مسائل

مسئلہ: جن شجاج میں قصاص نہیں آتا ان میں عمد و خطا کا ایک ہی حکم ہے یعنی دونوں صورتوں میں دیت آتی ہے۔

مسئلہ: مختلف شجاج و جائفہ میں دیت اس صورت میں نہ ملے گی جب زخم مندل ہو جائے اور اس کا کچھ اثر باقی نہ رہے۔ البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک علاج معالجہ کے اخراجات ملزم کے ذمے واجب ہونگے۔ اور اگر اندمال کے بعد کچھ اثر خواہ وہ کتنا قلیل ہو باقی رہے تو دیت لازم آئے گی۔

مسئلہ: سمر اور چہرے کے علاوہ جسم کے دیگر حصوں پر زخموں میں جب ہڈی نظر آنے لگے یا ہڈی ٹوٹ جائے اور اندمال کے بعد کچھ اثر باقی رہے تو مناسب تاوان ملے گا۔ اور اگر زخم کا کچھ بھی اثر باقی نہ رہے تو مجروح کو کچھ نہ ملے گا البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک علاج معالجہ کے اخراجات ملیں گے۔

مسئلہ: زخم میں قصاص مجروح کے زخم کے بھر جانے کے بعد لیا جائے گا کیونکہ ایک وجہ تو یہ ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زخم میں اس وقت تک قصاص لینے سے منع فرمایا ہے جب تک زخمی کا زخم نہ بھر جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يُسْتَقَادُ مِنَ الْجَزْحِ حَتَّى يَبْرَأَ (طحاوی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زخم جب تک بھر نہ جائے اس وقت تک قصاص نہ لیا جائے (کیونکہ ہو سکتا ہے کہ زخم کا اثر سرایت کر جائے اور موت واقع ہو جائے جس میں حکم بدل جاتا ہے)۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا طَعَنَ رَجُلًا بِقَرْزٍ فِي رُكْبَتَيْهِ فَجَاءَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْدِنِي قَالَ حَتَّى تَبْرَأَ ثُمَّ جَاءَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَقْدِنِي فَقَالَ أَقْدِنِي فَأَقَادَهُ ثُمَّ جَاءَ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَزَّجْتُ قَالَ قَدْ نَهَيْتُكَ فَعَصَيْتَنِي فَأَبْعَدَكَ اللَّهُ وَبَطَلَ عَزَّجُكَ ثُمَّ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ يُقْتَصَّ مِنْ جَزْحٍ حَتَّى يَبْرَأَ صَاحِبُهُ (دارقطنی)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے گھٹنے پر ایک سینگ مارا (جس سے اس کے زخم ہو گیا) زخمی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول مجھے قصاص دلوادیتجئے۔ آپ نے (مشورہ کے طور پر) فرمایا (ٹھہر جاؤ) یہاں تک کہ (تمہارا) زخم بھر جائے۔ وہ زخمی پھر آیا اور کہا کہ مجھے قصاص دلوادیتجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قصاص دلوادیا۔ بعد میں وہ زخمی پھر آیا اور کہا اے اللہ کے رسول (زخم کی وجہ سے) میں لنگڑا ہو گیا ہوں (اس کا بدلہ بھی مجھے دلوایئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہیں روکا تھا لیکن تم نہیں مانے (اور جلدی قصاص لینے پر اصرار کیا) تو (تمہارے قصاص لینے سے تمہارا معاملہ ختم ہو گیا۔ اس طرح سے) اللہ تعالیٰ نے تمہیں (تمہارے) حق سے دور کر دیا اور تمہاری لنگڑاہٹ کو باطل یعنی بلا بدل کر دیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (آئندہ کے لئے) زخم بھرنے سے پہلے قصاص لئے جانے سے (حکم کے طور پر) منع فرمادیا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ زخموں میں انجام کا اعتبار کیا جاتا ہے کیونکہ ان میں احتمال ہوتا ہے کہ زخم سرایت کر جائے اور موت واقع ہو جائے تو اس طرح انجام کے اعتبار سے قتل واقع ہوتا ہے۔ مسئلہ: کوئی نوکدار چیر منہ میں چھوئی جو دماغ تک پہنچ گئی تو مناسب تاوان ہوگا۔ مسئلہ: آنکھ میں کوئی تیر وغیرہ لگا جو گدی تک چلا گیا تو (ایک) آنکھ میں نصف دیت اور باقی زخم میں مناسب تاوان ہوگا۔ اور اگر وہ تیر وغیرہ دماغ تک پہنچا تو آنکھ کی دیت کے علاوہ مزید تہائی دیت ملے گی۔

مسئلہ: کوئی باریک نوکدار ارسلائی ایک کان میں داخل کی اور دوسرے کان تک پہنچ گئی تو مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: موضحہ زخم لگا یا جس سے عقل جاتی رہی یا سر کے تمام بال گر گئے اور پھر دوبارہ نہیں آگے تو موضحہ کا ارش دیت میں داخل شمار ہوگا یعنی دیت سے علیحدہ موضحہ کا ارش نہیں ملے گا۔

تنبیہ: موضحہ کا ارش دیت میں داخل ہونا صرف مذکورہ بالا دو صورتوں میں شمار ہوتا ہے۔ مسئلہ: اور اگر کچھ بال گر گئے تو موضحہ کا ارش واجب ہوگا جس میں بالوں کا ارش بھی داخل شمار ہوگا۔ مذکورہ بالا حکم اس وقت ہے جب بال دوبارہ نہ آگے ہوں اور اگر بال دوبارہ آگے آئے اور جیسے پہلے تھے ویسے ہی ہو گئے تو کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ: ابرو پر موضعہ زخم لگا یا جس سے ابرو کے بال گر گئے اور دوبارہ نہیں اگے تو نصف دیت آئے گی جس میں موضعہ کا ارش بھی شمار ہوگا۔

مسئلہ: اگر موضعہ زخم کی وجہ سے مجروح کی سماعت، بصارت یا قوت گو یا نئی زائل ہو جائے تو دیت کے ساتھ ساتھ موضعہ کا ارش بھی ملے گا۔

مسئلہ: عمداً موضعہ زخم لگا یا جس سے دونوں آنکھیں ضائع ہو گئیں تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قصاص نہیں ہوگا بلکہ آنکھوں اور موضعہ میں دیت ہوگی جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک موضعہ میں قصاص اور آنکھ میں دیت ہوگی۔¹

باب: 38

دیت

دیت (خون بہا) وہ مال ہوتا ہے جو جان کے بدلے میں ہو اور ارش وہ مال ہوتا ہے جو اعضاء و جوارح پر جنایت کے بدلے میں ہو۔

مسئلہ: قتل خطا، قتل قائم مقام خطا، قتل شبہ عمد اور قتل بسبب میں اور اسی طرح بچے اور مجنون کے قتل کرنے کی صورت میں دیت آتی ہے جو برادری یا یونین کے ذمے ہوتی ہے اور تین سالانہ قسطوں میں واجب ہوتی ہے۔ البتہ اگر باپ اپنے بیٹے کو عمداً قتل کر دے تو خود اس کے اپنے مال میں دیت واجب ہوگی جو تین سال میں واجب الادا ہوگی۔

مسئلہ: ہر وہ قتل عمد جس میں کسی شبہ کی بنا پر قصاص ساقط ہو جائے اس میں قاتل کے اپنے مال میں سے دیت تین سال میں واجب الادا ہوتی ہے۔

مسئلہ: ہر وہ ارش اور دیت جو باہمی صلح کی بنا پر واجب ہو وہ فوری طور پر واجب الادا ہوتی ہے۔

مسئلہ: قتل کی دیت کی ادائیگی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف اونٹوں، سونے اور چاندی میں سے کسی ایک میں کی جاسکتی ہے۔ جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک گایوں، بھیڑ بکریوں اور کپڑوں کی صورت میں بھی کی جاسکتی ہے۔

مسئلہ: دیت اونٹوں میں ادا کی جائے تو:

i- قتل خطا میں پانچ قسموں کے ہوتے ہیں۔ بیس ایک سال کی اونٹنیاں، بیس ایک سال کے اونٹ، بیس دو سال کی اونٹنیاں، بیس تین سال کے اونٹ اور بیس چار سال کے اونٹ۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي دِيَةِ الْخَطَا عَشْرُونَ حَقَّةً وَعَشْرُونَ جَذَعَةً وَعَشْرُونَ بِنْتِ لَبُونٍ وَعَشْرُونَ بِنْتِ مَخَاضٍ وَعَشْرُونَ بِنْتِ مَخَاضٍ

ذَكَرَ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قتلِ خطا کی دیت میں بیس چار سالہ اونٹ اور بیس تین سالہ اونٹ اور بیس دو سالہ اونٹیاں اور بیس ایک سالہ اونٹیاں اور بیس ایک سالہ اونٹ ہوتے ہیں۔

ii- اور قتلِ شبہ عمد میں چار قسموں کے اونٹ ہوتے ہیں۔ پچیس ایک سالہ اونٹیاں پچیس دو سالہ اونٹیاں پچیس چار سالہ اونٹ اور پچیس تین سالہ اونٹ
عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ قَالَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فِي شِبْهِ الْعَمْدِ خُمْسٌ وَعِشْرُونَ حَقَّةً وَ خُمْسٌ وَعِشْرُونَ جَذْعَةً وَخُمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنَاتٍ لَبُونٍ وَخُمْسٌ وَعِشْرُونَ بِنَاتٍ مَخَاضٍ (ابوداؤد)

علقمہ اور اسود رحمہما اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا شبہ عمد (قتل کی دیت) میں پچیس چار سالہ اونٹ اور پچیس تین سالہ اونٹ اور پچیس دو سالہ اونٹیاں اور پچیس ایک سالہ اونٹیاں واجب ہوتی ہیں۔

دیگر چیزوں میں اگر دیت ادا کی جائے تو وہ دونوں میں یکساں ہے۔

گائیں دو سو

بھیڑ بکریاں دو ہزار

کپڑے دو، دو کپڑوں پر مشتمل دو سو جوڑے۔

سونا ایک ہزار دینار (4.36 کلو سونا)

چاندی دس ہزار درہم یعنی 30 کلو چاندی

مسئلہ: مسلمان ذمی اور یزالی لے کر آئے ہوئے کافر کی دیت برابر ہے۔¹

مسئلہ: عورت کی دیت اور ارش مرد کی دیت وارش کا نصف ہوتی ہے۔²

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِيَّةُ الْمَرْأَةِ عَلَى التَّصْفِ مِنْ دِيَّةِ الرَّجُلِ

(بیہقی)

حضرت معاذؓ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کی دیت مرد کی دیت کی

نصف ہے۔

تنبیہ: عورت و مرد کی دیت اور ارش مرد کی دیت میں تفاوت چونکہ شریعت سے

ثابت ہے لہذا یہ محل اعتراض تو ہے ہی نہیں البتہ اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ شریعت نے عورتوں اور بچوں اور دائمی مریضوں اور اپاہجوں کے خرچے ان کے رشتہ دار مردوں کے ذمے لگائے ہیں جبکہ عورتوں کے ذمے کسی کا کوئی خرچ نہیں لگایا۔ لہذا مرد کے قتل کی صورت میں احترام نفس کے علاوہ اس کے عیالدار معاشی طور پر بھی متاثر ہوتے ہیں جبکہ عورت کے قتل کی صورت میں صرف احترام نفس کی ہتک ہے اور کچھ نہیں۔ احترام نفس کی حد تک تو دونوں کی دیت برابر ہے۔ البتہ عیالدار کی بنا پر مرد کے وارثوں کو اتنی رقم اور دلوائی جاتی ہے اور اسے بھی دیت شمار کرتے ہیں کیونکہ وہ بھی قتل کے سبب سے واجب ہوتی ہے۔

مسئلہ: وہ جنایت کہ جس میں کوئی متعین ارش نہیں ہے بلکہ مناسب تاوان ملتا ہے اگر عورت پر ہو تو اس بارے میں فقہاء کی دورائیں ہیں ایک یہ کہ مرد کو ملنے والے تاوان کے مساوی ملے گا اور دوسری یہ کہ اسے نصف ملے گا۔¹

دیت یا ارش واجب ہونے کی صورتیں

عَنْ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسَّنَنُ وَالذِّيَّاتُ وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَرَأَتْ عَلَى أَهْلِ الْيَمَنِ هَذِهِ نُسَخَتْهَا مِنْ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى شَرْحِبِيلِ بْنِ عَبْدِ كَلَّالٍ وَالْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كَلَّالٍ أَمَّا بَعْدُ . . . فِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَّةُ وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَّةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَّةُ وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَّةُ وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَّةُ وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَّةُ وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَّةُ وَفِي الرَّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَّةِ وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَّةِ وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَّةِ وَفِي الْمُنْقَلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْبَيْدِ وَالرَّجْلِ عَشْرَ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي السِّنِّ خَمْسَ مِنَ الْإِبِلِ وَفِي الْمَوْضِحَةِ خَمْسَ مِنَ الْإِبِلِ (نسائی)

وَفِي رِوَايَةٍ وَفِي الْعَيْنِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَّةِ وَفِي الْبَيْدِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَّةِ

محمد بن حزم رحمہ اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کو ایک تحریر بھیجی جس میں فرائض (میراث کے احکام) اور سنن اور دیتوں کے احکام تھے۔ آپ نے یہ تحریر عمر بن حزم رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجی اور وہ تحریر اہل یمن کو پڑھ کر سنائی گئی۔ اس

تحریر میں (دیت کے) یہ احکام تھے۔

اللہ کے نبی ﷺ کی جانب سے شرحبیل بن عبدالکلال اور حارث بن عبدالکلال کی جانب۔ حمد و صلوة کے بعد..... ناک پوری کاٹ دی گئی ہو تو اس میں پوری دیت ہے اور زبان میں پوری دیت ہے اور دونوں ہونٹوں میں پوری دیت ہے اور دونوں خنسیوں میں پوری دیت ہے اور آلہ تناسل میں پوری دیت ہے اور پشت میں پوری دیت ہے اور دونوں آنکھوں میں پوری دیت ہے اور ایک پاؤں میں نصف دیت ہے اور جو زخم دماغ کے گرد جھلی تک پہنچ جائے اس میں تہائی دیت ہے اور پیٹ کے زخم میں تہائی دیت ہے اور جس زخم میں ہڈی ٹوٹ کر بل جائے اس میں پندرہ اونٹ ہیں اور ہاتھ پاؤں کی ہر ایک انگلی میں دس اونٹ ہیں (ہر ایک) دانت میں پانچ اونٹ ہیں اور سر کا وہ زخم جس میں ہڈی کھل جائے اس میں پانچ اونٹ ہیں۔

بالوں میں

مسئلہ: کسی کا سر اس طرح مونڈ دیا کہ بال دوبارہ نہیں اگے تو پوری دیت واجب ہوگی۔ ارش میں مرد عورت، بچے، بڑے سب کا حکم یکساں ہے۔ البتہ پہلے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر اس دوران بال نہ اگے تب دیت واجب الادا ہوگی۔¹

مسئلہ: ابرو کے بال اس طرح مونڈھے یا کھیڑے کہ بالوں کی جڑ سے پھر بال دوبارہ نہ اگے تو ایک طرف میں نصف دیت اور دونوں طرف میں پوری دیت واجب ہوگی۔²

مسئلہ: اسی طرح ایک پلک کے بال کاٹے یا کھیڑے اور انکی جڑیں برباد کر دیں تو چوتھائی دیت ہوگی۔ دو پلکوں میں نصف دیت اور چاروں پلکوں میں پوری دیت ہوگی۔ (3)

مسئلہ: کسی کی داڑھی اس طرح مونڈ دی کہ کہ پھر دوبارہ سال بھر تک بال نہ اگے تو پوری دیت آئے گی۔ اور اگر آدھی داڑھی اس طرح مونڈی تب بھی پوری دیت آئے گی۔¹

مسئلہ: سر اور داڑھی کے بال مونڈھنے میں عمد اور خطا دونوں کا ایک ہی حکم ہے جو اوپر ذکر

ہوا۔

مسئلہ: داڑھی کے اگر ٹھوڑی پر صرف گنتی کے چند بال تھے تو ان کو مونڈھنے کی صورت میں کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر ٹھوڑی اور رخساروں پر بال تھے لیکن متصل نہ تھے تو مناسب تاوان

واجب ہوگا جبکہ متصل ہونے کی صورت میں پوری دیت واجب ہوگی۔ اور اگر داڑھی کے بال دوبارہ اتنے ہی آگ آئے جتنے پہلے تھے تو کچھ نہ ملے گا البتہ مجرم کو کچھ تعزیر کی جائے گی۔²

مسئلہ: اگر داڑھی پہلے سیاہ تھی۔ اب دوبارہ نکلی تو سفید نکلی تو اس پر مناسب تاوان آئے

گا۔ (3)

مسئلہ: موچھیں مونڈھ دیں اور وہ بعد میں دوبارہ نہ اگیں تو مناسب تاوان ہوگا (4)

کان میں

مسئلہ: دونوں اٹھے ہوئے کان خطا سے کاٹنے میں پوری دیت ہوگی جبکہ ایک کان میں

نصف دیت ہوگی۔ (5)

مسئلہ: خطا سے کاٹے ہوئے کان اگر سوکھے ہوئے یا پست تھے تو مناسب تاوان ملے

گا۔ (6)

مسئلہ: اگر کانوں پر ضرب لگائی جس سے قوت سماعت ضائع ہوگئی تو پوری دیت

ہوگی۔ (7)

آنکھوں میں

مسئلہ: خطا سے دونوں آنکھیں پھوڑی گئیں تو کامل دیت ہوگی۔

مسئلہ: کانے کی ایک آنکھ میں نصف دیت ہوگی۔

مسئلہ: پپوٹے، پلکوں سمیت کاٹ دیئے تو پوری دیت ہوگی۔

مسئلہ: ایک شخص نے پلکیں کاٹیں اور دوسرے نے پپوٹے کاٹے تو پلکیں کاٹنے والے پر

پوری دیت آئے گی اور پپوٹے کاٹنے والے پر مناسب تاوان ہوگا۔¹

ناک میں

مسئلہ: خطا سے ناک کاٹنے میں کامل دیت ہوگی۔

مسئلہ: ناک کے نرم حصہ کاٹنے میں بھی کامل دیت ہے۔

مسئلہ: اگر ناک کا نصف بانسہ کاٹا تو اس میں کامل دیت ہوگی اور عمد کی صورت میں بھی

تقصاں نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ناک پر ضرب لگائی جس سے سونگھنے کی قوت ضائع ہوگئی تو کامل دیت ہوگی
مسئلہ: بچے کی ناک، کان میں بھی پوری دیت ہوگی۔²

دانتوں میں

مسئلہ: ایک دانت میں خواہ وہ کسی قسم کا بھی ہوکل دیت کا بیسواں حصہ آتا ہے۔
مسئلہ: ایسا صرف دانتوں ہی میں ہوتا ہے کہ ان کا ارش جان کی دیت سے متجاوز ہو جائے۔
لہذا اگر اٹھائیس دانت گرائے تو چودہ ہزار درہم اور تیس دانت گرائے تو سولہ ہزار درہم ارش ہوگا۔
یہ رقم تین سال میں واجب الادا ہوگی۔
مسئلہ: ضرب لگا کر ایک شخص کا دانت نکال دیا۔ اگر اس کی جگہ دوسرا دانت نکل آیا تو امام
ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ارش ساقط ہو جائے گا جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے
ز نزدیک پورا ارش ملے گا۔

مسئلہ: اگر نکالے ہوئے دانت کی جگہ سیاہ دانت نکلا تو کامل ارش ملے گا۔
مسئلہ: دانت اکھیڑا۔ مجروح نے دانت کو واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اس پر (مسوڑھوں
کا) گوشت چڑھ آیا تب بھی ارش میں کچھ کمی نہ آئے گی۔
مسئلہ: دانت پر ضرب لگائی جس سے وہ ہلنے لگا تو سال کی مہلت دی جائے گی۔ اگر ہلنا بند
ہو گیا لیکن دانت سبز یا سرخ ہو گیا تو دانت کا ارش ملے گا۔ (یعنی پانچ سو درہم) اور اگر دانت پیلا
یعنی زرد ہو گیا تو کچھ نہ ملے گا۔ اور اگر دانت سیاہ ہو گیا تو پھر اس صورت میں:
(i) اگر اس سے چبانے کی منفعت زائل ہوگئی تو دانت کا ارش ملے گا۔
(ii) اور اگر چبانے کی منفعت تو زائل نہیں ہوئی لیکن وہ دانت نظر آتا ہو تو منفعت جمال کے
فوت ہونے کی بنا پر بھی کامل ارش آئے گا۔
(iii) اور اگر نہ تو چبانے کی منفعت زائل ہوئی اور دانت کے پیچھے ہونے کی وجہ سے جمال کی
منفعت بھی فوت نہ ہوئی ہو تو مجروح کو کچھ نہ ملے گا۔¹

زبان کی دیت

مسئلہ: پوری زبان کاٹنے میں کامل دیت ہے۔

مسئلہ: اگر زبان کا کچھ حصہ کاٹا تو

- i- اگر اس کے بعد مجروح بولنے پر سرے سے قادر نہ ہو تو مجرم کے ذمے کامل دیت ہوگی۔
 ii- اور اگر بعض حروف کی ادائیگی پر قادر ہو اور بعض پر قادر نہ ہو تو دیت کو حروف پر تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ: گونگے کی زبان میں مناسب تاوان ہوگا جبکہ صرف ذائقہ کی منفعت موجود ہو۔

مسئلہ: بچے کی زبان کاٹی تو اگر وہ باتیں کرتا تھا تو کامل دیت ہوگی اور اگر اتنا چھوٹا تھا کہ صرف رونے کی آواز نکلتی تھی تو مناسب تاوان آئے گا۔²

جبرٹوں کی دیت

مسئلہ: دو جبرٹوں میں کامل دیت ہوتی ہے جبکہ ایک جبرٹے میں نصف دیت ہوتی ہے۔ (3)

قاعدہ: ہاتھ پیر اور ناگوں وغیرہ میں قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی منفعت کی جنس یا کوئی جمال جو مقصود ہو کامل طور پر فوت ہو جائے تو کامل دیت واجب ہوتی ہے۔ (4)

ہاتھ پیروں کی دیت

مسئلہ: دونوں ہاتھ جب خطا سے کاٹے جائیں تو کامل دیت آتی ہے جبکہ ایک ہاتھ میں نصف دیت آتی ہے۔ دائیں بائیں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ: خنثی کے ہاتھ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اتنی دیت ہوتی ہے جتنی عورت کے ہاتھ میں ہوتی ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک مرد کے ہاتھ کی نصف دیت اور عورت کے ہاتھ کی نصف دیت کے مجموعہ کے برابر ہوتی ہے۔

مسئلہ: ہاتھ پاؤں کی ہر انگلی میں خواہ وہ کوئی سی بھی ہو دیت کا دسواں حصہ آتا ہے وہ انگلی جس میں تین جوڑ ہوتے ہیں ان میں ہر جوڑ میں دیت کا بیسواں حصہ ہوتا ہے۔

مسئلہ: زائد انگلی میں مناسب تاوان آتا ہے۔

مسئلہ: شل ہاتھ میں مناسب تاوان آتا ہے۔

مسئلہ: جب بعض انگلیوں سمیت یا تمام انگلیوں سمیت ہتھیلی کو کاٹا تو اس میں مندرجہ ذیل

تفصیل ہے۔

i- اگر کئی ہوئی ہتھیلی میں تین انگلیاں تھیں تب بھی صرف تین انگلیوں کا ارش یعنی تین ہزار درہم واجب ہوگا۔ ہتھیلی میں کچھ نہ ملے گا۔

ii- اگر ہتھیلی میں ایک یا دو انگلیاں تھیں یا ایک انگلی کا صرف ایک جوڑ لگا ہوا تھا تب بھی صرف انگلی کا حساب کیا جائے گا۔ اور ہتھیلی میں کچھ نہ ملے گا۔

مسئلہ: کسی کے ہاتھ پر ضرب لگائی جس سے وہ شل ہو گیا تو کامل دیت آئے گی
 مسئلہ: اگر انگلی کے اوپر کا جوڑ کاٹ دیا اور باقی انگلی شل اور بالکل بے کار ہو گئی تو قصاص تو نہیں ہوگا البتہ کئی ہوئی انگلی میں ارش ملے گا۔ اور اگر باقی انگلی بے کار نہ ہوئی تو کٹے ہوئے جوڑ میں ارش اور باقی میں مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: بازو توڑنے کی صورت میں مناسب تاوان آتا ہے
 مسئلہ: بازو (arm) کو درمیان سے کاٹا تو ہاتھ کی دیت اور بازو سے ہتھیلی کے درمیان تک حصے میں مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: خطا سے دونوں پاؤں کاٹنے میں کامل دیت ہوتی ہے جبکہ ایک پاؤں کاٹنے میں نصف دیت ہوتی ہے۔

مسئلہ: بچہ جب تک بیٹھا اور چلانا نہ ہو اور نہ ہی اس نے اپنے ہاتھ پیر کو حرکت دی ہو تو ان میں مناسب تاوان ہوتا ہے۔ اور جب وہ ہاتھ پیروں کو ہلانے لگا ہو تو کامل دیت آتی ہے۔

مسئلہ: بنگلڑی ٹانگ کاٹنے میں مناسب تاوان آتا ہے۔
 مسئلہ: آدھی پنڈلی سے ٹانگ خطا سے کاٹی تو پاؤں کی وجہ سے دیت اور بقیہ حصے کی وجہ سے مناسب تاوان آئے گا۔

مسئلہ: ران کی ہڈی توڑ دی جو جڑ گئی اور سیدھی ہو گئی تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ واجب نہ ہوگا جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: بازو یا ٹانگ یا اور کسی جگہ کی ہڈی توڑ دی اور وہ جڑ گئی اور جیمی پہلے تھی ویسی ہی ہو گئی تو کچھ دیت وارش نہ ہوگا۔ اور اگر اس میں کچھ ٹیڑھ رہ گیا تو اسی حساب سے دیت آئے گی۔

مسئلہ: انگلی کے پوروں میں مناسب تاوان آتا ہے۔ ناخن اگر دوبارہ پہلے کی طرح آگ آیا

تو کچھ اثر نہ ہوگا۔ اور اگر نہ آگا تو مناسب تاوان ہوگا اور اگر آگا لیکن عیب دار آگا تو اس سے کمتر تاوان ہوگا۔

پستان کی دیت

(1) مسئلہ: مرد کے دونوں پستانوں میں مناسب تاوان ہوتا ہے جبکہ اس کے سر پستانوں (Nipples) میں اس سے کمتر تاوان ہوتا ہے۔

مسئلہ: مرد کے ایک پستان میں دو میں واجب ہونے والے تاوان کا نصف ہوگا
مسئلہ: عورت کے دونوں پستانوں میں کامل دیت ہوگی۔ ایسے ہی دونوں سر پستانوں (Nipples) میں پوری دیت ہوگی۔ اور ایک پستان میں نصف دیت ہوگی۔¹

آلات تناسل کی دیت²

مسئلہ: اگر کسی مرد کی پشت پر ضرب لگائی جس سے وہ جماع کرنے کے قابل نہ رہا یا وہ کبڑا ہو گیا تو کامل دیت آئے گی۔ اور اگر نہ تو قوت جماع ضائع ہوئی اور نہ ہی کبڑا پن ہوا البتہ زخم کا اثر باقی رہا تو مناسب تاوان آئے گا اور اگر ضرب کا کچھ اثر باقی نہ رہا تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صرف علاج معالجہ کا خرچہ مجروح کو ملے گا۔

مسئلہ: مرد کے آلہ تناسل (penis) میں کامل دیت ہوگی۔ خصی (Castrated) کے آلہ تناسل میں مناسب تاوان ملے گا خواہ اس میں حرکت ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو اور خواہ وہ خصی جماع پر قادر ہو یا نہ ہو۔ یہی حکم عنین (نامرد Impotent) کے آلہ تناسل کا ہے کہ اس میں مناسب تاوان ہوتا ہے۔ بوڑھا اگر جماع پر قادر نہ ہو اس کے آلہ تناسل میں بھی مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: حشفہ (Glans penis) کاٹنے میں بھی کامل دیت آتی ہے۔

مسئلہ: دونوں خصیتین (Testicles) میں کامل دیت ہوتی ہے۔

مسئلہ: صحیح سالم شخص کے آلہ تناسل اور خصیتین کو خطا سے کاٹ دیا تو اگر پہلے آلہ تناسل کو کاٹا تو مجرم پر دو دیتیں ہوگی۔ اور اگر پہلے خصیتین کو کاٹا تو خصیتین میں کامل دیت ہوگی اور آلہ تناسل میں مناسب تاوان ہوگا۔

مسئلہ: اور اگر ران کی جانب سے دونوں کو اکٹھے ہی کاٹ دیا تو دو دیتیں ہوں گی۔ اگر ایک خصیہ کاٹا اور اس سے منی کا بننا منقطع ہو گیا جو تحقیق سے ثابت ہو گیا یا مجرم اس کو تسلیم کرتا ہو تو پوری دیت لازم ہوگی۔

پیٹ کی دیت

مسئلہ: پیٹ پر چھری وغیرہ سے زخم لگایا جس کی وجہ سے کھانا پیٹ میں نہ ٹھہرتا ہو تو کامل دیت ہوگی۔ (اگر آپریشن کے ذریعہ معدہ یا آنت کو سی دیا جائے اور وہ خامی دور ہو جائے تو امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے قاعدے کے موافق علاج معالجہ کا خرچہ ملنا چاہئے۔

مسئلہ: اگر ضرب لگانے کی وجہ سے پیشاب نہ رکتا ہو اور مسلسل بول کا مرض لاحق ہو گیا ہو تو پوری دیت ملے گی۔

مسئلہ: عورت کی شرمگاہ کو اس طرح کاٹ دیا کہ وہ پیشاب نہ روک سکتی ہو تو پوری دیت ملے گی۔

اسقاط کی وجہ سے جنین کی موت پر احکام

اسقاط میں دو صورتیں ہیں۔ اول حاملہ نے خود اسقاط کا کوئی طریقہ اختیار کیا۔ دوم حاملہ کی مرضی کے بغیر کسی دوسرے نے زبردستی اسقاط کرا دیا۔

اول صورت میں چند مسائل ہیں۔

1 حاملہ نے شوہر کی اجازت و رضامندی کے بغیر عمداً اسقاط کیا خواہ اس کیلئے کوئی دوائی کھائی یا اپنے پیٹ پر ضرب لگائی یا بہت زیادہ بوجھ اٹھایا اور کوئی جدید و قدیم طریقہ اختیار کیا یا کسی دوائی یا ڈاکٹر سے اسقاط کرایا۔ اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو عورت کی عاقلہ (یعنی اس کی برادری یا کوئی یونین و جمعیت جس سے اس کو مدد و تقویت حاصل ہوتی ہے) کے ذمہ میں ایک سال میں غرہ (یعنی پانچ سو درہم یا ایک سو اکتیس تولے تین ماشہ چاندی) واجب الادا ہوگی۔

البتہ اگر شوہر کی اجازت و رضامندی سے ایسا کیا تو پھر عورت کی عاقلہ پر غرہ کا تاوان نہیں آئے گا۔¹

2- اگر بچہ زندہ پیدا ہوا لیکن پھر مر گیا تو عورت کے ذمہ پوری دیت اور کفارہ دونوں آئیں

- گے۔ اگرچہ شوہر نے اجازت ہی کیوں نہ دی ہو کیونکہ اس صورت میں جرم ایک زندہ جان پر ہوا ہے اور اس میں کسی کے اجازت دینے کا اعتبار نہیں ہوتا۔²
- 3- مذکورہ بالا دونوں حالتوں میں عورت جنین کے مال میں وراثت سے محروم رہے گی۔
- 4- جس جنین کے کچھ اعضاء بن گئے ہوں مثلاً ناخن اور بال وغیرہ تو عدت، نفاس اور دیگر احکام میں وہ مثل کامل الخلق کے ہیں۔
- 5- کسی دائی یا ڈاکٹر وغیرہ سے اسقاط کرایا تھا تو اس کے ذمہ تاوان نہیں ہوگا البتہ اسے گناہ ہوگا۔
- دوسری صورت میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی نے حاملہ کے پیٹ یا پشت یا کسی اور حصے پر ضرب لگائی ہو یا اچانک زور سے چیخ ماری ہو۔ اس میں مندرجہ ذیل ذیلی صورتیں ہیں (5)
- 1- جنین مردہ پیدا ہوا تو ضارب وغیرہ کی عاقلہ پر ایک سال میں غرہ کا تاوان واجب الادا ہوگا۔
- 2- بچہ زندہ پیدا ہوا لیکن پھر مر گیا تو مکمل دیت لازم آئے گی۔
- 3- بچہ مردہ پیدا ہوا پھر ماں مر گئی تو ماں میں دیت اور بچہ میں غرہ دینا ہوگا۔
- 4- اگر ماں پہلے مر گئی پھر مردہ بچہ نکلا تو فقط ماں کی دیت آئے گی۔
- 5- ماں پہلے مر گئی پھر بچہ زندہ پیدا ہوا لیکن بعد از پیدائش مر گیا تو دو مکمل دیتیں آئیں گی یعنی ماں کی اور بچہ کی۔
- 6- بچہ زندہ پیدا ہوا پھر دونوں ماں اور بچہ مر گئے تو اس صورت میں بھی دو دیتیں ہوں گی۔ (امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے عاقلہ کے ذمہ ایک سال میں غرہ کی ادائیگی کا فیصلہ فرمایا تھا)
- مسئلہ: اپنی بیوی کے پیٹ پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے مردہ بچہ پیدا ہوا تو دیت باپ کی عاقلہ کے ذمہ آئے گی اور خود باپ اس مال میں وراثت سے محروم رہے گا۔

باب: 39

حدود

حد (جمع: حدود) = اللہ تعالیٰ کے حق کے طور پر واجب ہونے والی متعین سزا کو حد کہتے

ہیں۔ حدود چند ہیں

- (1) حد زنا (2) حد سرقہ (3) حد قطع طریق
- (4) حد شرب خمر (5) حد قذف (6) حد ارتداد

زنا کی حد

موجب حد زنا کی تعریف: دارالاسلام میں کسی مکلف (یعنی عاقل و بالغ) اور قوت گویائی والے کا اپنی خوشی سے حشفہ کے بقدر اپنے آلہ تناسل کو کسی قابل شہوت عورت خواہ وہ قابل شہوت فی الحال ہو یا کبھی رہی ہو اب بوڑھی ہو چکی ہو جو اس کی ملکیت (نکاح و غلامی) اور ملکیت کے شبہ سے خالی ہو اس کی آگے کی راہ میں داخل کرنا۔¹

حد زنا: یہ محصن مرد و عورت میں رجم یعنی سنگساری ہے جبکہ غیر محصن میں سوکوڑے ہیں۔
محصن: وہ شخص ہوتا ہے جو آزاد ہو عاقل بالغ مسلمان ہو اور جس نے آزاد، عاقل اور بالغ مسلمان عورت سے صحیح نکاح کے بعد جماع کیا ہو۔

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ خُذُوا عَنِّي خُذُوا عَنِّي قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهِنَّ سَبِيلًا الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ نَفْيُ سَنَةٍ وَ الثَّيْبُ بِالثَّيْبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ الزَّجْمُ۔
(مسلم)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ نے ان زنا کار بیویوں کے لئے (اور ان سے ملوث مردوں کے لئے) ضابطہ مقرر فرمادیا ہے۔ غیر شادی شدہ مرد کی غیر شادی شدہ عورت سے بدکاری میں سوکوڑے اور

ایک سال کی جلا وطنی ہے۔ (یہی حکم ان مردوں اور عورتوں کا ہے جن کا نکاح ہو چکا ہو لیکن صحبت نہ ہوئی) اور شادی شدہ مرد کی شادی شدہ عورت سے بدکاری میں (جب کہ دونوں پہلے نکاح سے صحبت بھی کر چکے ہوں) سوکوڑے اور رجم ہے۔

مسئلہ: زنا صریح اقرار سے بھی ثابت ہوتا ہے جبکہ اقرار کرنے والا ہوش میں ہونے میں نہ ہو اور دوسرے فریق نے اس کی تکذیب نہ کی ہو اور نہ ہی اس کے جھوٹے ہونے پر کوئی دلیل ظاہر ہوئی ہو مثلاً اس کا آلم تناسل ہی کٹا ہوا ہو یا عورت کے فرج میں سخت رسولی ہو جو دخول penetration کے مانع ہو۔ اسی طرح مرد کا اقرار گوئی عورت سے زنا کا نہ ہو اور عورت کا اقرار گوئی مرد سے زنا کا نہ ہو۔¹

مسئلہ: اگر زنا نشہ کی حالت میں کیا ہو تو حد لگے گی۔

مسئلہ: کسی مریض نے زنا کیا تو اگر حد رجم ہے تو وہ مرض کی حالت ہی میں لگائی جائے گی اور اگر حد کوڑے ہیں تو وہ اس کے تندرست ہونے پر لگائے جائیں گے۔ البتہ اگر مریض کے تندرست ہونے سے مایوسی ہو جائے یا وہ انتہائی ضعیف خلقت کا ہو تو پھر اس کو مثلاً کھجور کا ایک خوشہ کہ جس میں سوٹھنیاں ہوں ایک دفعہ مارا جائے گا اس طور پر کہ وہ تمام ٹھنیاں اس کے بدن کو لگ جائیں۔²

عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ اشْتَكَى رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتَّى أَضْنَى فَعَادَ جِلْدَهُ عَلَى عَظْمٍ فَدَخَلَتْ عَلَيْهِ جَارِيَةٌ لِيُغَضِّهِمْ فَهَشَّ لَهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ قَوْمِهِ يَعُوذُ وَنَهَ أَخْبَرَ هُمْ بِذَلِكَ وَقَالَ اسْتَفْتُوا لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي قَدْ وَقَعْتُ عَلَى جَارِيَةٍ دَخَلْتُ عَلَى فَذَكَرُوا ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالُوا مَا رَأَيْنَا بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ مِنَ الصَّرِّ مِثْلَ الَّذِي هُوَ بِهِ لَوْ حَمَلْنَا إِلَيْكَ لَتَفَسَّحَتْ عِظَامُهُ مَا هُوَ إِلَّا جِلْدٌ عَلَى عَظْمٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْخُذُوا لَهُ مِائَةَ شِمْرٍ أَخِ فَيَضْرِبُوهُ بِهَا ضَرْبَةً وَاحِدَةً (ابو داؤد)۔

ایک انصاری صحابی سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک شخص بیمار ہوا (اور اس کی بیماری بڑھی) یہاں تک کہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا اس کے پاس انصار کی کوئی باندی (کسی کام سے) گئی تو اس کی وجہ سے اس میں نشاط پیدا ہوا اور اس سے جماع کر بیٹھا۔ (بعد میں)

جب اس کی قوم کے لوگ اس کی عیادت کرنے آئے تو اس نے ان کو یہ قصہ سنایا اور کہا آپ لوگ میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں کیونکہ میرے پاس جو باندی آئی میں اس سے جماع کر بیٹھا۔ ان حضرات نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور یہ بھی کہا کہ ان کی جو بری حالت ہے ایسی ہم نے کسی کی نہیں دیکھی۔ اگر ہم ان کو آپ کے پاس اٹھا کر لائیں تو ان کی ہڈیاں چٹخ جائیں وہ تو بس ہڈیوں کا ڈھانچہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ (چونکہ یہ کنوڑے ہیں اور ان میں زنا کی حد سو کوڑے ہیں تو ان کے لئے یہ تدبیر کرو کہ) ان کے لئے کھجور کے سو گچھے لو اور وہ سب ان کو ایک ہی دفعہ مار دو۔

فائدہ: ایسی ہی ایک تدبیر قرآن پاک میں بھی بتائی گئی ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے حالت مرض میں کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی کہ تندرست ہو گئے تو اپنی اہلیہ کو سو لکڑیاں ماریں گے۔ وہ اہلیہ ان کی حالت مرض کی رفق تھیں اور جان بوجھ کر کوئی قصور بھی نہ کیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے قسم سچا کرنے کی تدبیر بتادی۔

وَ خَذُ بِيَدِكَ ضِعْفًا فَاصْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُثْ (سورہ ص: 44)

اور پکڑو اپنے ہاتھ میں (سو) تنکوں کا مٹھا پھر اس سے مار لو اور قسم میں جھوٹے نہ بنو۔
مسئلہ: جس کوڑے سے حد لگائی جائے وہ ایسا ہو کہ اس میں گرہیں نہ لگی ہوں دوسرے اس کے مارنے سے تکلیف تو ہوتی ہو لیکن زخم نہ آتا ہو۔¹

عَنْ بَحْثِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمَهُ عَلَيَّ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِسَوْطِ فَأْتَيْ بِسَوْطٍ شَدِيدٍ لَهُ ثَمَرَةٌ فَقَالَ سَوْطٌ ذُونَ هَذَا فَأْتَيْ بِسَوْطٍ مَكْسُورٍ لِيْنِ فَقَالَ سَوْطٌ فَوْقَ هَذَا فَأْتَيْ بِسَوْطٍ بَيْنَ سَوَطَيْنِ فَقَالَ هَذَا فَأَمَرَ بِهِ فَجَلَدَهُ (عبدالرزاق)

یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول مجھ سے (کوڑوں کی) حد کا موجب فعل سرزد ہو گیا ہے تو آپ اس کو مجھ پر قائم کر دیجئے (تاکہ میں اس گناہ سے پاک ہو جاؤں) رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی منگوائی تو ایک سخت چھڑی لائی گئی جس پر گرہیں بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا اس سے ہلکی چھڑی

لاؤ۔ پھر چھڑی لائی گئی جو ٹوٹی ہوئی بہت نرم تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس سے کچھ سخت لائو۔ (تیسری مرتبہ) ایسی چھڑی لائی گئی جو (سابقہ) دو چھڑیوں کے درمیان کی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) یہ (ٹھیک) ہے اور اس کا حکم دیا اور اس شخص کو کوڑے لگوائے۔

عَنْ حَنْظَلَةَ السَّدُوسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ يُؤَمَّرُ بِالسَّوِطِ فَيَقْطَعُ ثَمَرَهُ ثُمَّ يَدْفُقُ بَيْنَ حَجَرَيْنِ حَتَّى يَلِينَنَّ ثُمَّ يُضْرَبُ بِهِ فَلَنَّا لِأَنَسِ فِي زَمَانٍ مَنْ كَانَ هَذَا قَالَ فِي زَمَانِ عَمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (ابن ابی شیبہ)

حظہ سدوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ چھڑی منگوائی جاتی تھی اور (اگر وہ سخت ہوتی تھی تو) اس کی گرہیں کاٹ دی جاتی تھیں پھر اس کو دو پتھروں کے درمیان کوٹا جاتا تھا یہاں تک کہ وہ نرم ہو جاتی۔ پھر اس سے کوڑے لگائے جاتے تھے۔ حظہ کہتے ہیں ہم نے حضرت انس ﷺ سے پوچھا یہ کس کے زمانے کی بات ہے۔ انہوں نے فرمایا حضرت عمر بن خطاب ﷺ کے (زمانے کی بات ہے)۔

مسئلہ: اگر مجرم بہت کمزور ہو کہ کوڑے لگانے سے اس کی ہلاکت کا اندیشہ ہو تو کوڑا آہستگی سے مارا جائے تاکہ وہ اس کو برداشت کر سکے۔¹

مسئلہ: کوڑے جسم کے مختلف حصوں پر لگائے جائیں البتہ سر، چہرے، شرمگاہ، سینہ اور پیٹ پر نہیں مارا جائے گا۔²

مسئلہ: یہ بھی جائز ہے کہ ایک دن متواتر پچاس کوڑے لگائے جائیں اور اسی طرح بقیہ پچاس دوسرے دن لگائے جائیں۔¹

مسئلہ: بچے اور ناقص العقل پر حد زنا نہیں لگتی کیونکہ ان کے فعل پر زنا کی مذکورہ تعریف صادق نہیں آتی۔

مسئلہ: گونگے پر حد نہیں لگائی جائے گی خواہ اس کے خلاف جرم اس کے تحریر یا اشارہ کے ساتھ اقرار سے ثابت ہو یا اس کے خلاف گواہی سے۔ البتہ نابینا زنا کا اقرار کرے یا اس کے خلاف شہادت ملے دونوں کا اعتبار کیا جاتا ہے۔²

مسئلہ: اگر زانیہ کو حمل ٹھہر چکا ہو تو خواہ اس کی حد جرم ہو یا کوڑے ہوں وضع حمل سے پیشتر اس پر حد نہیں لگائی جائے گی تاکہ بچہ ہلاک نہ ہو جو بے تصور ہے۔ پھر اگر حد جرم ہے تو اگر کوئی بچے

کی پرورش کرنے والا موجود ہو تو وضع حمل کے فوراً بعد رجم کیا جائے گا اور اگر کوئی پرورش کرنے والا نہ ہو تو حد کا نفاذ اس وقت تک ملتوی رکھا جائے گا جب تک بچہ خود کھانے پینے نہ لگے۔ اور اگر حد کوڑے ہوں تو وہ نفاس سے فراغت کے بعد لگائے جائیں گے۔ (3)

مسئلہ: اگر زانیہ جس کا زنا گواہی سے ثابت ہوا ہو حمل کا دعویٰ کرے تو اس کا معائنہ کرایا جائے گا۔ اگر حمل ثابت ہو تو مدت حمل میں اس کو قید میں رکھا جائے گا اس کے بعد اگر اس کی حد رجم ہو تو اس کو رجم کیا جائے گا۔ (4)

مسئلہ: کوڑے لگاتے ہوئے ان دو باتوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے

(1) مارنے والا کوڑے کو اپنے سر سے اونچا نہ کرے۔

(2) اور نہ ہی جسم پر کوڑا لگنے کے بعد جسم پر کوڑے کو کھینچے۔ (5)

حد سرقہ

پہلی دفعہ چوری کرنے میں کلائی کے جوڑے سے دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا جبکہ دوسرے مرتبہ چوری کرنے پر ٹخنوں سے بائیں پاؤں کاٹا جائے گا۔ (6)

عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّحْمِي قَالَ فِي قِرَائِ تَنَا وَالسَّارِقِ وَالسَّارِقَةَ تُقَطَّعُ أَيَّمَا نُهُم
(بیہقی)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہماری قراءت میں (جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور حدیث کی حیثیت رکھتی ہے یوں) ہے چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کے دائیں ہاتھ کاٹو۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَطَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَفْصَلِ (کامل ابن عدی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں نبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے (کلائی کے) جوڑے سے ہاتھ کاٹوایا۔

عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ يَقَطُّعُ السَّارِقَ مِنَ الْمَفْصَلِ (بیہقی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ چور کا ہاتھ (کلائی کے) جوڑے سے کٹواتے تھے۔

مسئلہ: دایاں ہاتھ اس وقت بھی کاٹا جائے گا جبکہ وہ شل ہو یا اس کی انگلیاں کٹی ہوئی ہوں یا

اس کا انگوٹھا کٹا ہوا ہو۔¹

مسئلہ: سخت گرمی اور سخت سردی میں جبکہ ہاتھ کاٹنے سے جان جانے کا خطرہ ہو تو موسم کے معتدل ہونے تک چور کو قید میں رکھیں گے اور ابھی اس کا ہاتھ نہیں کاٹیں گے۔ یہی حکم شدید مرض کی حالت میں بھی ہے۔²

مسئلہ: ہاتھ کاٹنے کا کے بعد خون روکنے کی کوشش کرنا واجب ہے خواہ وہ خوب گرم تیل سے داغنے کے ذریعہ سے ہو یا کسی اور جدید طریقے سے۔ (3)

مسئلہ: ہاتھ کاٹنے کا اور خون روکنے کا ان دونوں کا خرچہ چور کے ذمے ہے کیونکہ وہی اس کا سبب بنا ہے۔ (4)

مسئلہ: اگر چور تیسری مرتبہ چوری میں ملوث ہو کر گرفتار ہو (اور پہلی چوریوں کے سبب سے اس کا دایاں ہاتھ اور بائیں پاؤں کا ٹاٹا چکا ہو) تو اس مرتبہ اس کا کوئی اور ہاتھ پاؤں نہیں کاٹیں گے بلکہ اس کو قید اور ضرب کی سزا دیں گے یہاں تک کہ وہ توبہ کر لے اور توبہ کے آثار ظاہر ہونے لگیں۔ (5)

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ يَقُولُ إِذَا سَرَقَ السَّارِقُ مِرَاةً أَقْطَعْتُ يَدَهُ وَرَجَلَهُ ثُمَّ إِنَّ عَادًا اسْتَوْدَعْتُهُ السَّجْنَ (ابن ابی شیبہ)

شعبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ فرماتے تھے جب چور متعدد بار چوری کرے تو میں (پہلے) اس کا (دایاں) ہاتھ (کاٹوں گا اور دوسری مرتبہ میں) اس کا (بایاں) پاؤں کاٹوں گا پھر بھی اگر وہ چوری کا اعادہ کرے تو میں اس کے (مزید ہاتھ پیر نہ کاٹوں گا بلکہ) میں اس کو قید میں ڈال دوں گا۔

مسئلہ: اگر چور کا بائیں ہاتھ کٹا ہوا ہو یا بائیں ہاتھ شل ہو یا انگوٹھے کے علاوہ دو انگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو اس کا دایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اسی طرح اگر اس کا دایاں پاؤں کٹا ہوا ہو یا شل ہو تو اس کا بائیں پاؤں نہیں کاٹا جائے گا۔ بلکہ توبہ کرنے تک اس کو قید خانہ میں رکھا جائے گا۔¹

مسئلہ: قاضی نے ہاتھ کاٹنے والے کو دایاں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور اس نے عمداً یا سہواً بجائے دائیں کے بائیں ہاتھ کاٹ دیا تو کاٹنے والے پر کچھ ضمان نہ آئے گا اور اگر قاضی نے مطلق ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور پھر بائیں ہاتھ کاٹا تو بطریق اولیٰ تاوان نہیں ہوگا۔ عدم تاوان کا حکم اس صورت میں بھی ہے جب مامور کے علاوہ کوئی دوسرا شخص چور کا بائیں ہاتھ کاٹ دے۔²

رہزنی اور ڈکیتی پر حد

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ - (سورہ مائدہ: 33)

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور (اس کی صورت یہ ہے کہ) ملک میں فساد (یعنی بدامنی) پھیلاتے پھرتے ہیں (جس سے یہاں مراد مسلمان یا ذمی پر ڈکیتی و راہزنی ہے۔ جو لوگ ایسی حرکت کرتے ہیں) ان کی یہی سزا ہے کہ (ایک حالت میں تو) قتل کئے جائیں۔ (وہ حالت یہ ہے کہ ان رہزنیوں نے کسی کو صرف قتل کیا ہو اور مال لینے کی نوبت نہ آئی ہو) یا (اگر دوسری حالت ہوئی ہو تو) سولی دیئے جائیں (یہ وہ حالت ہے کہ انہوں نے مال بھی لیا ہو اور قتل بھی کیا ہو)۔ یا (اگر تیسری حالت ہوئی ہو تو) ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے (یعنی داہنا ہاتھ پائاں پاؤں) کاٹ دیئے جائیں۔ (یہ وہ حالت ہے کہ صرف مال لیا ہو قتل نہ کیا ہو) یا (اگر چوتھی حالت ہوئی ہو تو) زمین (پر آزادانہ آباد رہنے) سے نکال کر جیل میں بھیج دیئے جائیں۔ (یہ وہ حالت ہے کہ نہ مال لیا ہو نہ قتل کیا ہو بلکہ کچھ کرنے سے پہلے ہی گرفتار ہو گئے ہوں)۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قُطَاعِ الطَّرِيقِ قَالَ إِذَا قَتَلُوا أَوْ أَخَذُوا الْمَالَ قَتَلُوا أَوْ صَلَبُوا - وَإِذَا قَتَلُوا أَوْ لَمْ يَأْخُذُوا الْمَالَ قَتَلُوا أَوْ لَمْ يُصَلَّبُوا - وَإِذَا أَخَذُوا الْمَالَ وَلَمْ يَقْتُلُوا قُطِعَتْ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ وَإِذَا أَحْأَفُوا السَّبِيلَ وَلَمْ يَأْخُذُوا مَالًا نُفُوا مِنَ الْأَرْضِ (مسند الشافعی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما راہزنیوں کے بارے میں فرماتے ہیں جب وہ قتل کریں اور مال لوٹیں تو (سزا میں) ان کی تقطیل کی جائے (جس کی صورت یہ ہے کہ مخالف جانب سے ایک ایک ہاتھ پاؤں کاٹا جائے اور پھر ان کو قتل کر دیا جائے۔ اور اگر ان کو صرف قتل کرنے پر اکتفا کیا تو یہ بھی درست ہے) اور ان کو سولی پر لٹکایا جائے۔ اور اگر راہزنی قتل کریں اور مال نہ لوٹیں تو ان کو قتل کیا جائے سولی پر نہ لٹکایا جائے اور جب راہزنی مال لوٹیں اور کسی کو قتل نہ کریں تو مخالف جانب سے ان کا ایک ایک ہاتھ پاؤں کاٹا جائے اور اگر

رہنوں نے شاہراہ پر خوف و ہراس ہی پھیلا یا ہو اور مال نہ لوٹا ہو تو ان کو قید کیا جائے گا۔
غرض مذکورہ حد کی تفصیل یہ ہے:

1- اگر لوٹ مار اور کسی کو قتل کرنے سے پیشتر ہی ڈاکو اور ہزن پکڑ لئے گئے تو خوف و ہراس پھیلانے کی بنا پر مناسب تعزیر کے بعد ان کو قید کر دیا جائیگا یہاں تک کہ توبہ کر لیں اور توبہ کے آثار ظاہر ہونے لگیں یعنی نیک لوگوں کے طور طریقے اختیار کر لیں یا پھر اسی قید میں انکو موت آجائے۔¹

2- اگر کسی مسلمان یا ذمی کا مال لوٹا اور وہ اتنا ہے کہ ان ڈاکوں پر برابر برابر تقسیم ہو تو ہر ایک کے حصے میں دس درہم (30 گرام) کی مالیت آتی ہے تو اگر ان کے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں تو سب کے مخالف جانب کے ایک ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے۔¹

3- اگر انہوں نے کسی مسلمان یا ذمی کو قتل کیا لیکن مال نہ لوٹ سکے تھے تو انکو بطور حد کے قتل کیا جائے گا خواہ ان میں سے کسی نے فقط قتل پر مدد ہی دی ہو اور خواہ قتل تلوار و بندوق سے کیا ہو یا پتھر و لاٹھی سے۔ مقنول کے وارث ان کو معاف کرنے کا اختیار بھی نہیں رکھتے کیونکہ یہ قصاص نہیں ہے۔²

4- اگر قتل بھی کیا اور مال بھی لوٹا تو حاکم و جج کو چھ طرح کے اختیار حاصل ہوتے ہیں۔

i- چاہے تو پہلے مخالف جانب سے ان کے ایک ہاتھ پاؤں کاٹے پھر ان کو قتل کر دے۔

ii- چاہے تو پہلے مخالف جانب سے ان کے ایک ہاتھ پاؤں کاٹے پھر ان کو صلیب دے۔

iii- چاہے تو یہ تینوں ہی سزائیں دے یعنی قطع، قتل اور صلیب

iv- چاہے تو پہلے قتل کرے پھر صلیب دے۔

v- چاہے تو فقط قتل کرے۔

vi- چاہے تو فقط صلیب دے۔ (3)

5- اگر مال لوٹا اور زخمی کیا تو ان کے مخالف جانب کے ایک ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں

گے۔ (4)

مذکورہ بالا احکام ڈاکوؤں کی پوری جماعت پر نافذ ہونگے اگرچہ ان میں سے بعض نے فقط

مال لوٹا ہو اور بعض نے فقط قتل کیا ہو اور بعض نے فقط خوفزدہ کیا ہو (5)

زندہ کو صلیب دینے کی صورت یہ ہے کہ پہلے ایک لکڑی زمین میں سیدھی گاڑ دی جائے۔ پھر اس کے ساتھ چوڑائی میں نیچے ایک اور لکڑی باندھ دی جائے جس پر مجرم اپنے پاؤں رکھے۔ پھر ایک اور لکڑی پہلی لکڑی کی چوڑائی میں اوپر باندھی جائے جس کے ساتھ مجرم کے ہاتھ باندھ دیئے جائیں پھر ایک نیزہ مجرم کے بائیں پستان سے ذرا نیچے کوچھو یا جائے اور سینے میں گھمادیا جائے یہاں تک کہ مجرم مر جائے۔ (6)

تین دن عبرت کیلئے صلیب پر چھوڑنے کے بعد مجرم کے لواحقین کو اس کو دفن کرنے کی اجازت دی جائے اس کیلئے نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ (7)

شراب پینے پر حد

یہ حد اسی کوڑے میں

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ يُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَامْرَأَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَتَقَوْمٌ عَلَيْهِ بِأَيْدِينَا وَنِعَالِنَا وَرَأْسِنَا حَتَّى كَانَ أَحْرًا امْرَأَةٌ عُمَرَ فَجَلَدَهُ أَرْبَعِينَ حَتَّى إِذَا عَتُوا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ (بخاری)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے شروع کے دور میں شرابی کو پکڑ کر لایا جاتا تھا تو ہم اپنے ہاتھوں سے اور اپنی جوتیوں سے اور اپنی چادروں کے ساتھ (پٹائی کیلئے) کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا آخری دور ہوا تو انہوں نے چالیس کوڑے مقرر کئے۔ پھر جب لوگ مزید سرکشی کرنے لگے اور حد سے تجاوز کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مقرر فرمائے۔

عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدِ الدَيْلَمِيِّ قَالَ إِنَّ عُمَرَ اسْتَشَارَ فِي حَدِّ النِّخْمِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ أَرَى أَنَّ تَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ جَلْدَةً فَإِنَّهُ إِذَا شَرِبَ سَكْرًا وَإِذَا سَكَّرَ هَذَى وَإِذَا هَذَى افْتَرَى فَجَلَدَ عُمَرُ فِي حَدِّ النِّخْمِ ثَمَانِينَ (مؤطا مالک)

ثور بن زید دلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب پینے کی حد کے بارے میں اور حضرات سے مشورہ کیا تو ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میری رائے ہے کہ آپ اس کو اسی کوڑے

لگائیں کیونکہ جو آدمی شراب پیتا ہے تو نشہ میں آجاتا ہے اور جب نشہ میں آجاتا ہے تو ہذیان بکتا ہے اور جب ہذیان بکتا ہے تو (اکثر دوسرے لوگوں پر بدکاری کی) تہمت لگاتا ہے (غرض شراب پینا اکثر تہمت لگانے کا سبب بن جاتا ہے تو جو حکم تہمت کا ہے یعنی اسی کوڑے وہی اس کے سبب کیلئے بھی مقرر کر دیجئے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب کی حد میں اسی کوڑے مقرر فرمائے۔

مسئلہ: کسی شخص نے شراب پی اور ابھی شراب کی بومنہ سے آرہی تھی کہ پکڑا گیا یا نشہ میں مدہوش کو پکڑ کر لائے اور گواہوں نے اس کے خلاف شراب پینے کی گواہی دی تو حد لگے گی۔¹

مسئلہ: اگر اس حالت میں شراب پینے کا اقرار کیا کہ شراب کی بومو جو تھی تو حد لگے گی البتہ اگر بوزائل ہو جانے کے بعد اقرار کیا تو حد نہیں لگے گی۔²

مسئلہ: اسی طرح اگر گواہوں نے نشہ اور شراب کی بوزائل ہو جانے کے بعد گواہی دی تب بھی حد نہیں لگے گی۔ (3)

مسئلہ: لیکن اگر متعلقہ حاکم کسی دوسرے قصبہ، شہر میں ہوتا ہو اور مسافت کی دوری کی بنا پر گواہی دینے میں اتنی تاخیر ہوئی کہ نشہ اور بوجاتے رہے تو اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ (4)

مسئلہ: نشہ میں مبتلا شخص نے اپنے خلاف شراب پینے کا اقرار کیا تو اس سے حد نہیں لگے گی۔ (5)

مسئلہ: گواہوں نے نشہ میں مدہوش کے خلاف گواہی دی تو ہوش میں آنے تک اس پر حد نہیں لگائی جائے گی۔ ہوش میں آنے کے بعد حد لگائی جائے گی خواہ شراب کی بوا بھی باقی ہو یا زائل ہو چکی ہو۔

مسئلہ: مسلمان اگر شراب کی قے کرے تو محض اس بنا پر حد نہیں لگے گی کیونکہ یہ امکان موجود ہے کہ اس کو زبردستی شراب پلائی گئی ہو۔ (6)

مسئلہ: کسی مسلمان کے منہ سے شراب کی بوا آتی ہو تو حد نہیں لگے گی یہاں تک کہ گواہ اس کے شراب پینے کی گواہی دیں یا وہ خود اس کا اقرار کرے کیونکہ بعض دفعہ کسی اور چیز کے استعمال کرنے سے بھی ویسی بومنہ سے آنے لگتی ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا

يقولون لى انك قد شربت مدامة فقالت لهم بل اكلت السفر جلا

(ترجمہ: بعض لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تو نے شراب پی ہے تو میں انکو جواب دیتا ہوں کہ

نہیں بلکہ میں نے سفرِ چل (بہی) کھائی ہے۔

مسئلہ: ایک گواہ نے شراب پینے کی گواہی دی جبکہ دوسرے گواہ نے شراب کی قے کرنے کی گواہی دی تو اس صورت میں حد نہیں لگے گی۔¹

مسئلہ: شراب پینے کی حد صرف اس شخص کو لگتی ہے جو عاقل بالغ مسلمان اور قابل گویائی (ناطق) ہو۔ لہذا بچے، پاگل، کافر اور گونگے پر حد نہیں لگائی جاتی۔²

مسئلہ: گونگے پر حد کسی صورت میں نہیں لگتی خواہ اس کے خلاف گواہی دی گئی ہو یا اس نے معروف اشاروں سے اقرار کیا ہو۔ (3)

مسئلہ: جس پر حد آتی ہو وہ اگر انتہائی ضعیف الخلق ہو یا مایوس العلاج مریض ہو تو اس میں بھی وہی حیلہ و تدبیر کی جائے گی جو حد زنا میں ذکر ہوئی ہے۔

مسئلہ: خمر (شراب) کے علاوہ دیگر نشہ آور مائع (Liquid) اشیاء میں نشہ کی وہ حد جس پر شراب پینے کی حد جاری ہوتی ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ نشہ میں مبتلا شخص مختلف چیزوں کے درمیان مثلاً عورت مرد کے درمیان اور آسمان زمین کے درمیان تمیز نہ کر سکے جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اس شخص کی اکثر گفتگو میں خلط ہو۔ یہی قول راجح ہے۔ (4)

مسئلہ: اجوائن خراسانی، بھنگ اور افیون وغیرہ کی اتنی مقدار کھانا جس سے نشہ پیدا ہو جائے اس پر تعزیر و واجب ہوتی ہے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس پر بھی حد لگے گی۔ (5)

باب: 40

قصاص و حد میں کاٹے گئے عضو کو یا ظلم و خطا سے کاٹے گئے عضو کی پیوند کاری کے احکام

ہتھیلی کے جوڑ سے، کسی کا ہاتھ کاٹ دیا یا اس کے کان کاٹ دیے پھر مظلوم نے فوری پلاسٹک سرجری کے ذریعے اس کٹے ہوئے عضو یا حصے کو جڑوا لیا۔ اسی طرح مجرم نے قصداً کسی کو مکہ مار کر اس کا دانت توڑ دیا اور مظلوم نے اس دان کو اس کی جگہ پر رکھ دیا اور وہ اپنی جگہ پر جڑ گیا۔ پھر ہر ایک میں یہ احتمال ہے کہ وہ جڑ کر مکمل بحال ہو گیا ہو یا اس میں کمزوری اور نقص رہ گیا ہو۔ تو کیا ان صورتوں میں مجرم سے قصاص لیا جائے گا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ مجرم سے ہر حال میں قصاص لیا جائے گا جس کی تفصیل یہ ہے:

i- امام مالک رحمہ اور ان کے شاگردوں سے پے در پے روایات آئی ہیں جو کہ سب کی سب اس پر متفق ہیں جرم عمد کی صورت میں اگر مظلوم شخص اپنے عضو کو دوبارہ اپنی جگہ پر لگالے تب بھی مجرم سے قصاص میں ساقط نہیں ہوتا چاہے وہ عضو اپنی سابقہ حالت پر لوٹ آیا ہو یا اس کے اندر عیب باقی ہے۔

ii- حنفیہ کے نزدیک قصاص ہوگا۔ اس پر کوئی صریح جزیئہ موجود نہیں ہے۔ قصاص واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک جرم اگر خطا سے ہوا ہو تو عضو کے اعادے کے باوجود ارش یا دیت ساقط نہیں ہوتی تو جرم کے عمد ہونے کی صورت میں قصاص بطریق اولی ساقط نہیں ہوگا۔

iii- شافعیہ کے نزدیک قصاص ہوگا اس لیے کہ کٹے ہوئے عضو کو اس کی جگہ سے جدا کرنے کی وجہ سے قصاص واجب ہونا ہے اور جدا کرنا پایا گیا ہے۔

iv- حنا بلہ کی اس مسئلے میں دور وایتیں ہیں:

1- قصاص ہوگا اس لیے کہ قصاص عضو کو جدا کرنے سے واجب ہوتا ہے اور مجرم نے اس عضو کو جدا کیا ہے۔

ب- ابو بکر کتاب الخلف میں لکھتے ہیں کہ اس صورت میں مجرم پر قصاص نہیں ہے البتہ جو زخم ہوا ہے اس پر حکومت عدل یعنی واجبی خرچہ آتا ہے۔ لیکن اگر جوڑا ہوا عضو جلد ہی خراب ہو کر گر جائے تو قصاص کا حکم لوٹ آئے گا۔

2- کسی کا ہاتھ ہتھیلی کے جوڑے سے یا کسی کا کان یا کوئی اور عضو خطا سے کاٹ دیا اور مظلوم نے پلاسٹک سرجری کرائی ہو تو کیا اس صورت میں بھی دیت وارش واجب ہوگا؟ جواب یہ ہے کہ واجب ہوگا:

i- مالکیہ کے نزدیک اگر سرجری کرانے سے پہلے دیت کا فیصلہ دیا جا چکا ہو تو دیت ساقط نہ ہو گی اور اگر سرجری کے بعد فیصلہ دینا ہو تو دیت کا فیصلہ نہ دیا جائے گا۔

ii- حنفیہ کے نزدیک دیت وارش ساقط نہ ہوگا کیونکہ کٹا ہوا عضو یا توڑا ہوا دانت جڑنے کے باوجود اپنی اصل حالت پر واپس نہیں آتا۔

مفہوم مخالف سے یہ بات حاصل ہوئی کہ عضو جوڑے جانے کے بعد منفعت اور جمال کی سابقہ حالت پر آجائے تو مظلوم کو کھانے پینے کا اور علاج کا خرچہ ملے گا دیت نہیں ملے گی۔

iii- شافعیہ کے نزدیک دیت ساقط نہ ہوگی کیونکہ قصاص اور دیت کا حکم عضو کے جدا کرنے سے متعلق ہے جو پایا گیا ہے۔

iv- حنا بلہ کی دور وایتیں ہیں:

1- علامہ ابو بکر کی روایت میں دیت ساقط ہو جائے گی۔

ب- قاضی ابولعلی کی روایت میں دیت ساقط نہ ہوگی۔

3- قصاص میں کاٹے گئے عضو کی پیوند کاری جائز ہے۔

i- شافعیہ کے نزدیک اگر پیوند کاری کرائی ہو تو دوبارہ قصاص نہ ہوگا۔

ii- حنا بلہ کے دو قول ہیں:

(1) دوبارہ قصاص نہ ہوگا۔

ب) دوبارہ قصاص ہوگا۔

(iii) حنفیہ کے نزدیک

زید نے قصداً بکر کے سامنے کے دانت عدا توڑ دیے۔ قصاص میں زید کے دانت توڑے گئے۔ پھر زید جو کہ مجرم ہے اس کے دانت دوبارہ نکل آئے تو دوبارہ قصاص نہ ہوگا۔ یہ عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کہ حنفیہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ مجرم کے عضو کو ایک بار قصاص میں جدا کرنے کا حکم ہے اور مظلوم کو یہ حق نہیں ہے کہ قصاص میں کاٹا ہوا عضو ہمیشہ فوت شدہ حالت میں رہے۔

4- چوری کی حد میں کاٹے گئے ہاتھ یا پاؤں کو سرجری کے ذریعے دوبارہ جوڑنا یہ جائز نہیں ہے کیونکہ:

i- ہاتھ پاؤں کا کاٹنا چوری کی حد کے طور پر ہے۔ اگر ایک چوری میں چور کا دایاں ہاتھ کاٹا گیا اور مجرم اس کی پیوند کاری کرالے خواہ وہ کسی ناقص ہی ہو، پھر دوسری چوری میں پکڑا جائے تو اب بھی ہاتھ میں کٹنا چاہیے حالانکہ دوسری مرتبہ میں بائیں پاؤں کاٹنا منصوص ہے۔

ii- حدود کے جرائم میں سزا حق اللہ ہے جب کہ کسی کا ناحق عدا ہاتھ کاٹنے میں قصاص حق العبد ہے اور بندہ چاہے تو قصاص لے، چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو تاوان لے لے۔ اس مثال میں ان تین میں کسی ایک کو اختیار کرنے سے مظلوم بندے کا حق پورا ہو جاتا ہے اور مجرم کے سرجری یا پیوند کاری کرانے سے مظلوم کا کچھ تعلق نہیں بنتا۔

اس کے برعکس حق اللہ ثابت ہو جانے کے بعد نہ معاف ہو سکتا ہے اور نہ تاوان میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے زیادہ احتمال ہے کہ حق اللہ کا تعلق صرف ہاتھ کاٹنے سے نہیں بلکہ کٹے رہنے کے دوام کے ساتھ بھی ہو جیسا کہ حد قذف میں توبہ کے باوجود مجرم کی گواہی ہمیشہ کے لیے مردود رہتی ہے۔

باب: 41

مشت زنی (استمناء بالید) (masturbation)

مسئلہ: وہ استمناء جو اپنے ہاتھ سے ہو یا اپنے ہی جسم کے کسی حصے کے ذریعے سے ہو اور محض لذت کیلئے ہو، حرام ہے اور قابلِ تعزیر ہے اس پر سخت وعید حدیث میں آئی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ سَبْعَةَ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَا يَجْمَعُهُمْ مَعَ الْعَالَمِينَ يَدْخُلُهُمُ النَّارُ أَوَّلَ الدَّاحِلِينَ إِلَّا أَنْ يَتُوبُوا إِلَّا أَنْ يَتُوبُوا فَمَنْ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّكَاحُ يَدُهُ وَالْفَاعِلُ وَالْمَفْعُولُ بِهِ (بيهقی فی شعب الایمان)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سات (قسم کے) آدمی ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک صاف کریں گے اور نہ ہی اہل جہاں کے ساتھ ان کو اکٹھا کریں گے بلکہ ان کو جہنم میں اول داخل ہونے والوں کے ساتھ داخل فرمائیں گے الایہ کہ یہ لوگ توبہ کر لیں الایہ کہ یہ لوگ توبہ کر لیں الایہ کہ یہ لوگ توبہ کر لیں اور (قاعدہ یہ ہے کہ) جو کوئی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں (ان سات اقسام میں سے ایک) مشت زنی کرنے والے ہیں۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْإِسْتِمْئَاءِ فَقَالَ ذَلِكَ نَائِكٌ نَفْسُهُ (محلّی ابن حزم)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مشت زنی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا (جب یہ کسی مجبوری سے نہ ہو تو) یہ تو خود اپنے آپ سے جماع کرنا ہے۔ (جو

انتہائی قبیح حرکت ہے)۔

مسئلہ: لیکن اگر کسی شخص پر شہوت کا بے انتہا غلبہ ہو جائے اور اس کی بیوی پاس نہ ہو مثلاً یہ شخص سفر یا جہاد میں ہو تو شہوت کو دبانے اور تسکین دینے کیلئے استمناء بالید کی گنجائش ہے۔ اسی طرح اگر شہوت کا غلبہ اتنا شدید ہو جائے کہ زنا میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو استمناء بالید واجب ہو جاتا ہے۔

عَنْ زِيَادِ بْنِ أَنَسٍ كَانُوا يَفْعَلُونَ فِي الْمَغَارِ يَعْنِي الْإِسْتِمْنَاءَ يَغِيثُ الرَّجُلُ بِدَكَرِهِ
يَذُلُّكَ حَتَّى يُنْزَلَ (اعلاء السنن)

زیاد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ ملتنت جہاد (کے دنوں) میں (جب شہوت کا بہت زور ہوتا تو اس کو ختم کرنے کے لئے) مشت زنی کر لیتے تھے یعنی آدمی اپنے آلہ تناسل کو ہاتھ سے رگڑے یہاں تک کہ انزال ہو جائے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ مَنْ مَضَى يَأْمُرُونَ شَبَابَهُمْ بِالْإِسْتِمْنَاءِ يَسْتَعْفُونَ بِذَلِكَ
(عبدالرزاق)

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں پہلے لوگ (یعنی صحابہ ملتنت) اپنے جوانوں کو (جب ان پر شہوت کا غلبہ ہوتا) مشت زنی کرنے کو کہتے تھے تاکہ اس کے ذریعے اپنے کو بدکاری سے بچائیں۔

عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ لَا يَزِي بِأَسَا بِالْمَرْأَةِ تُدْجِلُ شَيْئًا تُرِيدُ الْمَسْتَشْرَ
تَسْتَعْفِي بِهِ عَنِ الزَّانَا (عبدالرزاق)

حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ وہ اس میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے کہ عورت (پر جب شہوت کا شدید غلبہ ہو تو محض حیاداری کی خاطر اور زنا سے بچنے کی خاطر اپنی شرمگاہ میں کوئی چیز داخل کرے) (جس کی وجہ سے اسے انزال orgasm ہو جائے اور شہوت کا غلبہ جاتا رہے)۔

مسئلہ: غلبہ شہوت کی حالت میں بیوی تو پاس ہے لیکن حیض و نفاس یا کسی اور بیماری کی بنا پر اس سے جماعت ممکن نہ ہو تو بیوی کے ہاتھ سے رگڑ کر یا (حیض و نفاس کے علاوہ میں) اس کی رانوں کے درمیان رگڑ کر منی خارج کر دے۔ ضرورت کے وقت بیوی کے ہاتھ سے رگڑ کر منی خارج کرنا بلا کراہت جائز ہے البتہ بلا ضرورت محض لذت کیلئے ایسا کرنا مکروہ تتر یہی ہے۔¹

نوٹ: یاد رہے کہ حیض و نفاس کے دوران ناف سے گھٹنے تک بیوی کے اعضاء کو دیکھنا

اور چھوٹا ناجائز ہے۔

طبعی نقطہ نظر سے استمناء بالید کی ضرورت مندرجہ ذیل صورت میں پیش آتی ہے۔

1- اولاد نہ ہونے کی صورت میں مرد کے مادہ منویہ کی صلاحیت جاننے کیلئے برائے تجربہ

چونکہ اس صورت میں لذت حاصل کرنا مقصود نہیں ہوتا جبکہ گناہ اس وقت ہوتا ہے جب مقصد شہوت کو ابھارنا اور لذت حاصل کرنا ہو۔ لہذا ان مواقع میں حدیث میں مذکورہ وعید تو نہیں آتی لیکن اگر کوشش کی جائے کہ ان مواقع میں بھی بیوی کے ہاتھ سے رگڑ کر منی حاصل کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔

باب: 41

مصنوعی تخم ریزی

(Artificial Insemination)

اس کی چند صورتیں ہیں

پہلی صورت: منی اپنے زندہ شوہر کی ہو۔

i- اس سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ شوہر کا ہوگا۔

ii- شوہر کے ساتھ مجامعت یا خلوت کی نوبت تو نہیں آئی تھی لیکن شوہر کی منی اپنے فرج میں

داخل کی یا کرائی۔ اس کے بعد شوہر نے طلاق دیدی تو عدت گزارنا پڑے گی۔

دوسری صورت: منی غیر شوہر کی ہو لیکن اس کو شوہر کی منی سمجھ کر داخل کیا۔

i- اس صورت میں عورت کو عدت گزارنا پڑے گی اور جب تک عدت ختم نہ ہو چکے تب تک

اس کا شوہر اس سے صحبت نہیں کر سکتا ورنہ گناہ گار ہوگا۔

ii- اور اگر اس سے حمل ٹھہر گیا تو وضع حمل تک عدت ہوگی اور یہ بچہ اس شخص کا ہوگا جس کی منی

عورت نے غلطی سے اپنے فرج میں داخل کی۔

تیسری صورت: منی غیر شوہر کی ہو لیکن اس کی رضامندی کے بغیر دھوکے سے عورت نے

اس کی منی اپنے فرج میں داخل کی ہو۔

i- ایسا کرنا عورت کے حق میں حرام اور سخت گناہ ہے اور عورت تعزیر کی مستحق ہوگی۔

ii- عدت اور نسب کے مسائل وہی ہیں جو دوسری صورت کے ذیل میں گزرے۔

چوتھی صورت: منی غیر شوہر کی ہو لیکن اس کی رضامندی سے عورت نے وہ منی اپنے فرج میں

داخل کی ہو۔

ایسا کرنا حرام ہے (اگرچہ اس پر زنا کی وہ تعریف صادق نہیں آتی جس پر زنا کی حد لگتی ہے)

- ii- چونکہ یہ نطفہ حرام کا ہے لہذا اس کو کچھ حرمت حاصل نہ ہوگی اور عدت نہ ہوگی۔
- iii- اگر اس سے حمل ٹھہر گیا تو بچہ منی والے کا تو کسی صورت میں نہیں ہوگا بلکہ شوہر کا بچہ شمار ہوگا
- الایہ کہ وہ اس کے اپنے سے ہونے کی نفی کرے اور گواہوں سے ثابت کر کہ اس کی بیوی نے حرام مصنوعی تخم ریزی کرائی ہے یا عورت خود اس کا اقرار کر لے۔

تنبیہات

- (الف) شوہر وفات پا گیا جبکہ اس کا مادہ منویہ محفوظ کیا ہوا ہو تو بیوہ کیلئے اس مادہ کا استعمال جائز نہیں اور موت کی وجہ سے نکاح ختم ہو جانے کے باعث اب وہ مادہ غیر شوہر کا ہو گیا ہے۔
- (ب) جب عورت نے خود منی داخل نہ کی ہو بلکہ کسی لیڈی ڈاکٹر سے داخل کروائی ہو اور ڈاکٹر نے غلطی سے غیر شوہر کی منی داخل کی ہو تب تو وہی احکام ہیں جو عورت کے غلطی کرنے کی صورت میں ہیں۔ البتہ اگر لیڈی ڈاکٹر نے جانتے بوجھے غیر شوہر کی منی داخل کی ہو اور کسی کے مطالبہ سے ایسا کیا ہو یا کسی کے مطالبہ کے بغیر ایسا کیا تو لیڈی ڈاکٹر بھی گناہ گار ہوگی اور تعزیر کی مستحق ہوگی۔
- (ج) مصنوعی تخم ریزی سے عورت پر غسل واجب نہیں ہوتا۔
- مصنوعی تخم ریزی سے متعلقہ مسائل درمختار اور ردالمحتار وغیرہ میں دیئے گئے ان جزئیات سے حاصل کیے گئے ہیں۔

- 1- واما النکاح الفاسد فلا تجب فیہ العدة الا بالوطء قلت و مما جرى مجراه مالو استدخلت منیہ فی فرجها کما بحثہ فی البحر
- 2- اذا ادخلت منیہا فرجها ظنتہ منی زوج او سید علیہا العدة کالموطوءة بشبهة۔ قال فی البحر ولم ارہ لا صحابنا والقواعد لا تاباہ لان وجوبہا لتعرف براءة الرحم
- 3- ادخلت منیہ فی فرجها هل تعتد فی البحر بحثنا نعم لا احتیاجہا لتعرف براءة الرحم۔
- (قوله فی البحر بحثنا نعم) حیث قال ولم ار حکم ما اذا وطنها فی دبرها او

ادخلت منیہ فی فرجها ثم طلقها من غیر ایلاج فی قبلها۔ وفی تحریر الشافعیة وجوبها فیہما ولا بد ان یحکم علی اهل المذہب بہ فی الثانی لان ادخال المنی یحتاج الی تعرف براءة الرحم اکثر من مجرد الایلاج اہ یعنی واما فی الاول فلا لان الوط فی الدبر ان کان فی الخلوۃ فالعدۃ تجب بالخلوۃ وان کان بغير خلوه فلا حاجة الی تعرف البراءۃ لانه سفح الماء فی غیر محل الحرث فلا یكون مظنة العلق۔

4- اذا عالج الرجل جاریتہ فیما دون الفرج فانزل فاحذت الجاریۃ ماءہ فی شیء فاستدخلتہ فرجها فی حدثان ذلک فعلمت الجاریۃ وولدت فالولد ولده والجاریۃ ام ولدلہ۔

اس موقع پر دو باتیں قابل غور ہیں۔

1- شبہ سے نطفوں کے اختلاط ہونے کی صورت میں بچے کا نسب نطفہ والے سے ثابت ہوتا ہے جبکہ زنا یا عمدہ غیر شوہر کے نطفہ سے اختلاط کی صورت میں نسب ثابت نہیں ہوتا۔ ایسا کیوں ہے؟

2- کیا اولاد کے حصول کیلئے مصنوعی طریقہ کو اختیار کرنا جائز ہے؟

بحث اول شرعی قانون میں مرد کے نطفہ اور اس سے بننے والے بچے کا پورا اکرام کیا گیا ہے کہ اس میں کسی اور کا خلط نہ ہو اور اس کی انفرادیت قائم رہے۔ یہ اکرام صرف اس وقت ہے جب مرد نے بھی اس نطفہ کو شریعت کے جائز قرار دیئے ہوئے محل میں ڈالا ہو اور اگر مرد نے ایسا نہ کیا ہو تو شریعت کی نظر میں اس کے نطفہ کی انفرادیت و احترام باقی نہیں رہتا۔ اسی لئے زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا جو درحقیقت مرد کے نطفہ اور نتیجتاً خود اس مرد کی بطور سزا تذلیل ہے۔ البتہ اگر شبہ اور غلطی سے کسی عورت سے اپنی بیوی سمجھتے ہوئے صحبت کر لی تو چونکہ اس صورت میں شریعت کی مقرر کردہ حدود سے سرکشی کا قصد نہیں تھا بلکہ ایسا شبہ سے ہوا ہے لہذا شریعت ایسے شخص کی تذلیل نہیں کرتی بلکہ اس کو شبہ کا فائدہ دیتے ہوئے اس کا اور اس کے نطفہ کا احترام برقرار رکھتی ہے لہذا اس سے نسب بھی ثابت ہوتا ہے اور اگر یہ شوہر والی ہو تو شوہر کو بھی روک دیا جاتا ہے کہ جب تک عورت کے رحم کی فراغت نہ ہو جائے تب تک صحبت نہ کرے تاکہ اگر حمل ہو تو وہ اس حمل

کو اپنے نطفہ سے ملوث نہ کرے۔

بحث دوم

مصنوعی تخم ریزی کے دو مراحل ہیں ایک منی حاصل کرنا دوسرے اس کو بیوی کے رحم میں مصنوعی طور سے داخل کرنا۔

ان دونوں مرحلوں کے لئے کسی دوسرے کے سامنے شرمگاہ کو کھولنا پڑتا ہے۔ اس مقصد کے لئے عورت کو کسی مرد کے سامنے اپنا ستر کھولنا تو جائز نہیں البتہ مرد سے متعلق مراحل کوئی مرد ڈاکٹر پورے کرے اور عورت سے متعلق مراحل کوئی لیڈی ڈاکٹر پورے کرے تو اس عمل کے ذریعہ سے اولاد حاصل کرنے کی گنجائش ہے۔

تنبیہ: بعض حضرات کا کہنا ہے کہ عورت کی شرمگاہ یا رحم میں کوئی ایسا مرض ہو جو جسمانی تکلیف اور اذیت کا باعث ہو تو اس کا علاج کسی لیڈی ڈاکٹر سے کروایا جاسکتا ہے لیکن اولاد کی تحصیل کسی تکلیف و اذیت کا علاج نہیں ہے بلکہ محض ایک فائدہ حاصل کرنا ہے اور اس کے لئے عورت کو کسی لیڈی ڈاکٹر کے سامنے بھی شرمگاہ کھولنا جائز نہیں۔ اس کی دلیل کے طور پر وہ رد المحتار کی یہ عبارت ذکر کرتے ہیں

قال العلامة ابن عابد بن رحمه الله وقال في الجوهره اذا كان المرض في سائر بدنها غير الفرج يجوز النظر اليه عند الدواء لانه موضع ضروره. وان كان في موضع الفرج فينبغي ان يعلم امرأة تدويها فان لم توجد و خافوا عليها ان تهلك او يصيبها وجع لا تحتمله يستمر منها كل شئى الا موضع العلة ثم يداويها الرجل و يغض بصره ما استطاع الا عن موضع الجرح اه فتامل و الظاهر ان ينبغى هنا للوجوب. (احسن الفتاوى ص: 215 ج 8)

ان حضرات کی رائے سے ہمیں اتفاق نہیں کیونکہ شرمگاہ کے علاوہ عورت کے جسم کے کسی دوسرے حصہ میں مرض و تکلیف ہو تو ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے مرد تک کو متعلقہ حصہ دیکھنا جائز ہے اور ضرورت سے مراد شرعی مجبوری نہیں بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”یہ ضرورت شرعیہ نہیں بمعنی تاثیر بترکہ بلکہ طبعی و عادی ہے جس کا شریعت مقدسہ نے مکلفین کے

ضعف کے سبب اعتبار کیا ہے اور طبعی و عادی ہونا اس کا بمعنی موقوف علیہ الصحتہ عاۃ غالبہ ہونا ظاہر ہے۔ (امداد الفتاویٰ ص 211 ج 4)

مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی بات سے معلوم ہوا کہ ضرورت سے مراد طبعی و عادی ضرورت ہے۔ آگے ہم کہتے ہیں کہ جیسے ازالہ مرض ایک طبعی ضرورت ہے اسی طرح تحصیل اولاد بھی ایک طبعی ضرورت ہے۔ اس کا طبعی ضرورت ہونا محتاج بیان نہیں۔

اگر ہم یہ بات تسلیم نہ کریں تو پھر لازم آئے گا کہ محض عقم (Infertility) کی تشخیص و علاج میں کبھی کسی لیڈی ڈاکٹر کے سامنے بھی شرمگاہ کھولنا جائز نہ ہو کیونکہ اس میں کوئی تکلیف اور اذیت تو ہوتی نہیں حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں۔

باب: 42

ٹیسٹ ٹیوب بار آوری

(Test tube fertilisation)

مصنوعی تخم ریزی کے مسائل سے چند اصولی باتیں معلوم ہوئی تھیں جو یہ ہیں۔

1- نسب کے ثابت ہونے میں جس مرد کا نطفہ ہو اس کا اعتبار کیا جاتا ہے بشرطیکہ زنا یا قصداً حرام تخم ریزی نہ ہو۔

2- جس عورت کے نطفہ کے ساتھ مرد کے نطفہ کا اختلاط ہوا ہے وہ یا تو اس مرد کی زوجہ ہوگی یا غیر زوجہ ہوگی لیکن غیر زوجہ ہونے کی صورت میں اختلاط غلطی اور شبہ سے ہو گیا ہو۔ اور اگر ان دونوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہو تو نطفہ والے مرد سے نسب ثابت نہیں ہوگا۔

لہذا ٹیسٹ ٹیوب بار آوری کی مختلف صورتوں میں احکام یہ ہوں گے۔

i- شوہر و بیوی کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو بعد ازاں اس کو بیوی کے رحم میں ٹھہرا دیا گیا ہو۔ اس صورت میں بچہ شوہر کا ہوگا۔ بیوی بچے کی ماں ہوگی۔

ii- بیوی اور غیر شوہر کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو بعد ازاں اس کو بیوی کے رحم میں ٹھہرا دیا گیا ہو۔

(الف) اگر اختلاط اور رحم میں ٹھہرانا شبہ و غلطی سے ہوا ہو تو بچہ نطفہ والے کا ہوگا اور عورت کو وضع حمل تک عدت گزارنی ہوگی جس میں شوہر بیوی سے صحبت نہیں کر سکتا۔

(ب) اگر اختلاط عدماً کیا گیا ہو تو بچہ شوہر کا ہوگا الا یہ کہ شوہر بچے کا اپنے سے ہونے کا انکار کرے۔ اور ان دونوں صورتوں میں عورت بچے کی ماں شمار ہوگی۔

ٹیسٹ ٹیوب بار آوری کے چار مراحل ہیں۔

- (1) شوہر کی منی حاصل کرنا
 - (2) بیوی کا نطفہ (ovum) حاصل کرنا۔
 - (3) ٹیسٹ ٹیوب بیوی کے نطفہ کو شوہر کے نطفہ سے بار آور کرنا۔
 - (4) بار آور شدہ نطفہ (جواب علقہ ہے) کو بیوی کے رحم میں منتقل کرنا۔
- یہ تمام مراحل علاج عقیم کے طور پر جائز ہیں۔ لہذا اگر بعض عوارض کی بنا پر کوئی جوڑا اس طریقہ کو اختیار کر کے اولاد کے حصول کی کوشش کرتا ہے تو جائز ہے۔
- تنبیہ نمبر 1: ٹیسٹ ٹیوب طریقہ کا جواز صرف اسی صورت میں ہے جب میاں بیوی کے نطفوں میں اختلاط کیا گیا ہو اور بیوی کے رحم ہی میں جنین نے بعد میں پرورش پائی ہو۔ اس کے علاوہ باقی کی تمام صورتیں اختیار کرنا جائز ہے۔
- تنبیہ نمبر 2: یہ بھی انتہائی ضروری ہے کہ ہر مرحلے میں ستر اور حجاب کا لحاظ رکھا جائے اور عورت سے متعلق مراحل کوئی لیڈی ڈاکٹر کرائے
- ٹیسٹ ٹیوب عمل کے دوران خاوند کی وفات یا اس کی طرف سے طلاق کی صورت میں کیا ہو گا۔

اس بارے میں تین احتمالات ہیں۔

- (1) جراثیموں کے ٹیسٹ ٹیوب میں اتصال و بار آوری سے پیشتر خاوند کی وفات یا اس کی طرف سے طلاق بائن و مغالطہ واقع ہوئی ہو۔ اس صورت میں عمل کو جاری رکھنا سراسر ناجائز ہے کیونکہ نکاح ختم ہو چکا ہے اور بیوی اجنبی ہو چکی ہے۔ اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو محض بیوی کی خواہش پر اس عمل کو جاری رکھنا جائز نہ ہوگا البتہ اگر شوہر بھی چاہتا ہو تو یہ عمل اس کی جانب سے رجعت پر دلیل بنے گا۔ احتیاطاً شوہر پر واجب ہوگا کہ وہ زبان سے بھی رجوع کرنے کا کہہ لے۔
- (2) اگر شوہر کی وفات یا اس کی جانب سے کسی بھی نوع کی طلاق بار آور شدہ بیضہ اثنی (یعنی علقہ) کے بیوی کے رحم میں استقرار کے بعد واقع ہوئی ہو تو اس کے وہی احکام ہیں جو عام حاملہ میں ان کے وقوع پر ہوتے ہیں۔
- (3) خاوند کی وفات یا اس کی جانب سے طلاق بائن و مغالطہ اتصال و بار آوری کے بعد لیکن

استقرار فی الرحم سے پیشتر واقع ہوئی ہو۔ اس صورت میں واجب ہے کہ اس عمل کو ترک کر دیا جائے اور اگر شوہر نے طلاق رجعی دی تھی تو شوہر کے مطالبے پر استقرار فی الرحم کروانے پر رجعت کا حکم لگایا جائے گا البتہ احتیاطاً شوہر پر واجب ہوگا کہ زبان سے بھی رجوع کر لے۔

باب: 43

ٹیسٹ ٹیوب تولید میں مستعار رحم (Borrowed-womb)

ٹیسٹ ٹیوب میں میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط سے حاصل ہونے والے علقہ کو مزید پرورش کے لئے کسی اجنبی عورت کے رحم میں منتقل کیا جائے تو چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

- 1- کیا بچہ ثابت النسب ہوگا؟
 - 2- بیوی کا بچے سے کیا رشتہ ہوگا؟
 - 3- اجنبی عورت جس کے رحم میں جنین نے پرورش پائی اس کا بچے سے کیا رشتہ ہوگا؟
 - 4- کیا تولید کا یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے؟
- ان سوالات کا جواب جاننے کے لئے چند مقدمات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

ضروری مقدمات

- 1- بچے کی تخلیق مرد و عورت دونوں کے نطفوں سے ہوتی ہے۔ عادتاً ایسا ہی ہوتا ہے اور عادتاً صرف ایک کے نطفہ سے بچے کی تخلیق نہیں ہوتی
- 2- مردانہ و زنانہ نطفوں کے اختلاط اور بیضہ انٹی کی بار آوری کے بعد جو علقہ حاصل ہوتا ہے اس میں کسی اور زنانہ بیضہ انٹی کو بار آور کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔
- 3- شریعت میں شوہر کے نطفہ کو احترام حاصل ہے جب تک اس کو جان بوجھ کر ناجائز اور حرام محل میں نہ ڈالا گیا ہو۔ اس سے جو مقصود ہے وہ اس کا زنانہ نطفہ کے ساتھ اختلاط ہے خواہ وہ رحم کے اندر ہو یا رحم کے باہر ہو۔

4- جائز حمل شروع دن سے ثابت النسب ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے **أَلَيْسَتِي مَاءٌ أَحَدٌ لِّمِ زَرْعٍ غَيْرِي** یعنی تم میں سے ایک کے نطفے کا پانی دوسرے کی کھتی سیراب نہ کرے۔ اس حدیث

میں حکم حمل کے دوران کا ہے جس کی کوئی خاص مدت ذکر نہیں کی گئی۔ اس حدیث میں دوسرے کی کھیتی کا ذکر کیا جس سے معلوم ہوا کہ حمل دوسرے کی طرف منسوب ہے۔ اس سے اس کا نسب معلوم ہوا۔

جوابات

1- چونکہ اجنبی عورت کے رحم میں داخل کی جانے والی چیز مردانہ نطفہ نہیں ہے بلکہ جائز میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط سے حاصل ہونے والا علقہ ہے جو کہ جیسا اوپر ذکر ہوا ثابت النسب ہے لہذا علقہ کی نشوونما اور ترقی سے جو بچہ حاصل ہوگا وہ بھی ثابت النسب ہوگا اور اس کا باپ وہ شوہر ہوگا جس کے نطفہ کا اختلاط اس کی بیوی کے نطفہ کے ساتھ ہوا ہے۔

2- علقہ کی تخلیق میں بیوی کا نطفہ استعمال ہوا ہے اور حقیقی ماں بننے کے لئے بچے کی تخلیق میں صرف اس کا نطفہ ہونا کافی ہے وضع حمل اس کیلئے شرط نہیں لہذا بیوی بچے کی حقیقی ماں ہو گی۔

3- مستعار رحم والی اجنبی عورت بچے کے لئے رضاعی ماں کی مثل ہوگی۔ حقیقی ماں نہیں ہوگی۔

4- تولید کا یہ طریقہ کسی طرح بھی جائز نہیں بچے کے ثابت النسب ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ طریقہ جائز اور حلال ہو۔ عدم جواز کے یہ دلائل ہیں۔

1- درمنثور ص: 5، ج: 6 میں ابن سیرین رحمہ اللہ اور حسن بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت ہے لَّا يُعَاذُ الْفَرْجُ یعنی فرج کو عاریت میں نہیں دیا جاسکتا۔ جب کہ تولید کے مذکور طریقے میں فرج اور رحم دونوں کو عاریت پر لیا جاتا ہے۔ اور اگر اجرت پر لیں تو بطریق اولی ناجائز ہے۔

ii- قرآن پاک میں ہے۔ نَسَاءُ كُمْ حَزَنٌ لَّكُمْ یعنی تمہاری بیویاں خاص تمہارے لئے کھیتیاں ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے کے لئے نہیں ہیں۔ لہذا غیر شوہر کے لئے عورت کے رحم کو عاریت میں نہیں لیا جاسکتا۔

iii- فطرت انسانی جب کہ وہ سلیم ہو اس طریقے سے اباہ کرتی ہے۔

باب: 44

حمل کے دوران یا حمل کے مستحکم ہونے سے قبل موروثی بیماری کی تشخیص

1- حمل کے دوران

حمل کے نوے اور گیارہویں ہفتے کے دوران یہ تشخیص کی جاسکتی ہے۔ تشخیص ہونے کی صورت میں کوئی چاہے تو حمل کو چار ماہ یعنی 120 دن مکمل ہونے سے پہلے اس کا اسقاط کر سکتا ہے۔

- i) It is possible to precisely diagnose before three months (between nine and eleven weeks) whether the foetus is normal or is a thalassaemia carrier or has thalassaemia disease. The parents can then have the option to continue or to terminate the pregnancy.
- ii) Its mentioned, the other option available is to become pregnant and request prenatal diagnosis by chorionic villus sampling (CVS), or aminocentesis, but in this case they have to face one in four chance of terminating pregnancy if foetus is found to be affected (thalassaemic).

(2) حمل کے استحکام سے پہلے

Preimplantation genetic diagnosis (PGD)

PGD is the most recent and exciting progress in the control of congenital diseases, such as thalassaemia, before pregnancy is established.

پھر اس کی دو صورتیں ہیں:

(i) PGD test is performed using the woman's egg by products, called the first and second polar bodies, which are discarded during oocyte maturation and fertilisation and have no biological role in embryo development. The procedure involves a follicular stimulation and oocytes retrieval, using a standard IVF protocol

By testing the first and second polar bodies, the doctors can determine whether the woman's eggs carry this severe disorder (of thalassaemia

(Preimplantation Diagnosis of thalassaemia)

(ii) PGD entails assessment of the chromosomal status of an embryo in vitro, before its transfer to the uterus. Most frequently, the procedure is performed by biopsy of one or two blastomeres on day 3 of development, when the embryo is at the 6- to 10 cell stage. Each isolated cell is immediately fixed and screened for chromosomal content using fluorescence in situ hybridization.(FISH) with chromosome specific DNA probes.

(Fertility and sterility (vol 72vo2)

دونوں طریقوں میں بس اتنا فرق ہے:

Allthough the techniques and final goals of PGD or biopsied polar bodies and blastomeres are similar these two procedures are, in fact slightly different. Genetic assessment of polar bodies reveals the chromosomal constitution of oocytes, whereas the genetic testing of blastomeres evaluates the genetic contents of preem bryos. (Fertility and sterility Vol 72 No2)

اس عمل تشخیص کی دونوں صورتیں ٹیسٹ ٹیوب بار آوری (IVF) کی تکنیک پر مشتمل ہیں لہذا

ان کو اختیار کرنے میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

www.askfatwa.com

باب: 45

حمل کے استحکام سے پہلے جنس معلوم کرنا اور لڑکے کی طلب میں لڑکی کے علقہ کو ضائع کرنا

مذکورہ بالا عمل تشخیص (PGD) کے دوران آئندہ پرورش پانے والے بچے کی جنس بھی معلوم کی جاسکتی ہے۔

The PGD Strategy has been applied to determine the sex of embryos. (Fertility and Sterility Vol.79-No6) Sequential PCR (polymerase chain reaction) can be used to confirm gender determination to avoid misdiagnosis. Ten samples used to perform the sequential PCR resulted in consistent sexing in all of the samples.

(Fertility and sterility Vol 72 No.2)

اس سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی جوڑا یہ چاہے کہ اس کے ہاں لڑکا پیدا ہو لڑکی نہ ہو تو کیا ڈاکٹر ان کے مطالبہ پر یہ کر سکتا ہے کہ ٹیسٹ ٹیوب سے رحم میں صرف اس جنین کو منتقل کرے جو مذکر (Male) ہو جبکہ جو جنین مادہ (Female) ہو اس کو ضائع کر دے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ نر و مادہ کی تقسیم (Distribution) جس طرح اللہ تعالیٰ نے کی ہے اس کی حکمت اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں ہم اس کو نہیں جانتے اور نہ ہی جان سکتے ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نے لڑکے کی امید میں اللہ تعالیٰ سے یوں گزارش کی۔

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ (آل عمران 35)

اے میرے رب میں نے نذر کیا تیرے جو میرے پیٹ میں ہے آزاد کیا ہو اتو تو مجھ سے

قبول کر۔

مطلب یہ تھا کہ وہ تمام دنیوی مشاغل وغیرہ سے آزاد رہ کر ہمیشہ خدا کی عبادت اور مسجد کی خدمت میں لگا رہے گا۔ لیکن جب جنا تو وہ لڑکی تھی۔ اور چونکہ لڑکیاں اس خدمت کے لئے قبول نہ کی جاتی تھیں اس لئے حسرت سے کہنے لگیں۔ رَبِّ اِنِّیْ وَصَعْتُهَا اُنْثٰی یعنی اے میرے رب میں نے تو وہ لڑکی جنی۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَصَعْتَ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰی (آل عمران: 36)

اور اللہ کو خوب معلوم ہے جو اس نے جنا اور نہیں لڑکا اس لڑکی کی طرح

مطلب یہ ہے کہ حضرت مریم کی والدہ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے کیا چیز جنی۔ اس لڑکی کی قدر و قیمت کو خدا ہی جانتا ہے۔ جس طرح کے بیٹے کی انہیں خواہش تھی وہ اس بیٹی کو کہاں پہنچ سکتا ہے۔ یہ بیٹی بذات خود بابرکت و باسعادت ہے۔

جب لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں ہو سکتا کہ ان کیلئے لڑکے کا ہونا خوش بخشتی ہے یا لڑکی کا ہونا بابرکت ہے تو بندوں کو اس کام میں مداخلت کرنا جائز نہیں۔

علاوہ ازیں لوگ قدرتی طور پر لڑکے کے ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اگر لوگوں کی خواہش کے مطابق عمل کیا جانے لگے تو لڑکوں سے لڑکیاں کم ہو جائیں گی اور اس صورت میں جو خرابیاں ہو سکتی ہیں ان کا کچھ علاج نہ ہوگا جب کہ اگر قدرتی طور پر لڑکیاں لڑکوں کی نسبت سے زیادہ بھی ہو جائیں تو تعدد ازدواج (Polygamy) میں اس کا حل موجود ہے۔

البتہ لڑکا ہونے کیلئے دعا کرنا یا کوئی تعویذ کرنا یہ جائز ہے جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا لڑکے کی دعا کرنا قرآن پاک میں ثابت ہے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ سے درخواست ہے اللہ تعالیٰ کے کام میں مداخلت نہیں ہے۔

فَهَبْ لِّیْ مِنْ لَدُنْكَ وَ لَیْسَ بِرِثْنِیْ وَ بَرِّثْ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا (سورہ

مریم: 4)

تو عطا فرمائیے مجھ کو اپنے پاس سے ایک (بیٹا) کام سنبھالنے والا جو نیابت کرے میری اور نیابت کرے آل یعقوب کی اور اے میرے رب آپ اس کو (اپنا) پسندیدہ بنائیے۔

باب: 46

ولادت سے پہلے بچے کی جنس معلوم ہونا

قرآن پاک کی سورہ لقمان کی آخری آیت ہے
 إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا
 تَكْسِبُ غَدًا ۚ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ 0

ترجمہ: بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جان کو نہیں معلوم کہ کل کو کیا کیا کرے گا اور کسی کو بھی خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا۔

اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس بات کا علم کہ رحم میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہو سکتا ہے حالانکہ موجودہ طبی سائنس کی ترقی سے انسان اب اس قابل ہو چکا ہے کہ مختلف تجربات کے ذریعہ سے رحم میں موجود جنین کی جنس کی تعیین کر سکے۔

اس اشکال کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مَا فِي الْأَرْحَامِ کے علم کو اس کے لڑکے یا لڑکی ہونے میں محدود سمجھا لیا گیا حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے کیونکہ احادیث اور تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے اس علم کی بہت سی تفصیلات ہیں جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ ای اذکور ام انثی انام ام ناقص و كذلك ما سوى ذلك من الاحوال

(ترجمہ: یعنی یہ کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ وہ تام الخلق ہے یا ناقص الخلق ہے اور اسی طرح اور دیگر حالات)

اور دیگر حالات سے کیا مراد ہے؟ اس کی تفصیل ایک حدیث میں ملتی ہے۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَكَلَّ بِالرَّحِمِ مَلَكًا يَقُولُ يَا رَبِّ نُطْفَةِ يَا

رَبِّ عِلْقَةٍ يَا رَبِّ مُضْغَةً فَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَفْضِيَ خَلْقَهُ قَالَ أَذْكَرٌ أَمْ أُنْثَى سَقَى أُمَّ سَعِيدٍ فَمَا الرِّزْقُ وَالْأَجَلُ فَبُكْتِبَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ فَحِينَئِذٍ يَعْلَمُ بِذَلِكَ الْمَلَكُ وَمَنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ خَلْقِهِ عَزَّ وَجَلَّ - (بخاری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ رحم پر ایک فرشتے کو مقرر فرمادیتے ہیں جو کہتا (جاتا) ہے۔ اے میرے رب یہ (اب) نطفہ ہے۔ اے میرے رب یہ (اب) علقہ یعنی جما ہوا خون ہے۔ اے میرے رب (رب) یہ اب مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا ہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ جنین کی خلقت کو پورا کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتہ پوچھتا ہے۔ یہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے۔ بد بخت ہے یا نیک بخت ہے۔ (اس کا) رزق کتنا ہے اور اس کی عمر کیا ہے؟ جبکہ بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو یہ امور لکھ دیے جاتے ہیں۔ پس اس وقت ان امور کا اس فرشتے کو اور اللہ عزوجل کی مخلوق میں سے جس کو اللہ چاہتے ہیں علم ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے دو باتیں حاصل ہوئیں

- 1- مَا فِي الْأَرْحَامِ: کے علم سے مراد ہے اس مجموعہ معلومات کو جاننا کہ رحم میں موجود جنین کی جنس کیا ہے؟ اس کا رنگ کیا ہے۔ اس کی خلقت یعنی جسمانی بناوٹ مکمل ہے یا ناقص ہے۔ اس کی عمر کتنی ہوگی۔ اس کا رزق کتنا ہوگا۔ وہ نیک بخت یعنی جنتی ہوگا یا جہنمی ہوگا۔
- مذکورہ مجموعہ معلومات کو اپنے طور پر جاننا انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس مجموعہ کی ایک دو باتوں کے جان لینے کو ظاہر ہے کہ مجموعے کو جاننا نہیں کہتے۔

باب: 47

انسانی کلوننگ (Human cloning)

کسی بھی جاندار کے جسم کی اکائی خلیہ (Cell) ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر انسانی جسم میں اوسطاً دس کھرب خلیے موجود ہوتے ہیں خلیے آپس میں مل کر بافتیں (Tissues) بناتے ہیں اور بافتیں ملک کر عضو (Organ) اور عضول کر کسی بھی نظام (System) کو تشکیل دیتے ہیں۔ نظام کو دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ خلیے دو قسم کے ہوتے ہیں۔

1- تولیدی خلیے (Reproductive cells)

2- جسمانی خلیے (Somatc cells)

خلیے کے اندر مرکزہ (Nucleus) ہوتا ہے جس میں ہر جاندار کی مخصوص تعداد میں کروموسومز (Chromosomes) ہوتے ہیں۔ انسان میں 46 کروموسومز ہوتے ہیں کروموسومز کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

1- جنسی کروموسومز (sex chromosomes) اور

2- آٹوسومز (Autosomes)

کروموسومز کسی بھی جاندار کی صنف یعنی نر و مادہ ہونے کو متعین کرتے ہیں۔ یہ انسانی مادہ (Female) میں XX اور نر (Male) میں XY ہوتے ہیں۔ ان جنسی کروموسومز کے علاوہ باقی سب آٹوسومز ہوتے ہیں۔

جنسی خلیے کے اندر کروموسومز کی تعداد جسمانی خلیے کی نسبت آدھی ہوتی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ وہ خلیے جو بعد میں جنسی یعنی تولیدی خلیوں میں تبدیل ہوتے ہیں ان میں کروموسومز کی تعداد پوری ہوتی ہے لیکن جنسی خلیے بنتے وقت ایک خاص قسم کے عمل تقسیم میں تعداد آدھی رہ جاتی ہے۔ لہذا جب بار آوری (Fertilisation) کا عمل ہوتا ہے تو آدھے کروموسومز ماں سے آتے

ہیں اور آدھے باپ سے۔ اس طرح نئے بچے کے پہلے خلیے میں تعداد پوری ہو جاتی ہے۔

کروموسومز جینیاتی مادے DNA اور مخصوص اساسی لحمیات Basic Proteins کے اکٹھے ہونے سے بنتے ہیں۔ اساسی لحمیات پیچ دار دھاگوں کی طرح DNA کے گرد ہوتی ہیں اور اس طرح کروموسومز کے اندر DNA کو محفوظ رکھنے کا کام کرتی ہیں۔ جینیاتی مادے (Genetic material) یعنی DNA میں جینیاتی کوائف (Genetic Data) نامیاتی اساسوں Organic Bases کی ایک خاص ترتیب میں پنہاں ہوتے ہیں۔ یہ خاص ترتیب ایک جین کو دوسری جین سے ممتاز کرتی ہے اور جین خلیے یا جاندار کی ساخت یا فعلی خصوصیت میں ناقابل تبدیلی کردار ادا کرتا ہے۔

کلوننگ کیا ہے؟

کلوننگ کا لغوی معنی ہے کہ ایک ہی طرح کی چیزیں بنانا یا پیدا کرنا۔ بالفاظ دیگر ایک شے کی ہو بہو مثل (Photo-copy) بنانا اس کا اصطلاحی معنی ہے حیاتی عمل (Biological process) سے کسی جاندار شے کی ہو بہو مثل بنانا۔

کلوننگ کو سمجھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ نمو (Growth) کے ابتدائی مراحل میں جب علقہ (Zygote) تقسیم ہو رہا ہوتا ہے تو اس کے تمام خلیوں میں تمام کروموسومز مکمل طور پر فعال (Active) ہوتے ہیں اور اپنے اپنے عمل کر رہے ہوتے ہیں۔ مگر جوں جوں نمو کا عمل آگے بڑھتا ہے اور جسم کے مختلف حصے ظاہر ہونا شروع ہوتے ہیں تو جسم کے ایک حصے میں کچھ کروموسومز کے کچھ جین اپنا عمل چھوڑ دیتے ہیں جب کہ جسم کے دوسرے حصے میں کروموسومز کے یہی جین کام کر رہے ہوتے ہیں اور دوسرے جین کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں مثلاً جو خون بنائیں گے ان کے کروموسومز اور جین صرف ہیموگلوبن (Hemoglobin) بنائیں گے اور باقی کے تمام جین اس مقام پر اپنا کام بند کر دیں گے اس طرح جگر میں وہ تمام جین جو پٹھوں رگوں یا لبلبہ کا کام کرتے ہیں وہ خاموش ہو جائیں گے جب کہ دوسرے جین وہ کام جاری رکھیں گے جو جگر کا خاصہ ہیں۔ مختصر یہ کہ جسم کے تمام حصوں میں ہر خلیے میں پورے کروموسومز یا جین ہوتے ہیں مگر ہر جگہ یہ جین

کام نہیں کرتے مثلاً پستانیہ (Udder) کے تمام خلیے صرف ایک ہی کام میں مصروف ہیں کہ وہ دودھ پیدا کریں گے گو اس کے اندر باقی کے تمام جین بھی موجود ہیں مگر وہ تمام جین اس وقت کام نہیں کر رہے۔ جوں جوں نمو کا عمل بڑھتا جاتا ہے اور مکمل جاندار بن کر پیدا ہوتا ہے تو اس کے جسم کے سارے حصے اپنے اپنے عمل میں مختص (Specialized) ہو چکے ہوتے ہیں اور خلیہ ہر کام نہیں کر سکتا جبکہ نمو کے ابتدائی مراحل میں اس میں یہ صلاحیت موجود ہوتی ہے۔

کلوننگ کا عمل:

اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔

ایک چھ سالہ مادہ بھیڑ (A) کے پستانیہ (Udder) سے خلیے الگ کیے گئے۔ یہ خلیے جسمانی یعنی غیر جنسی تھے۔ ان کو تجربہ گاہ میں اس طرح کلچر کیا گیا کہ پہلے ان کے لئے مخصوص خوراک اور درجہ حرارت کا اہتمام کیا گیا۔ ان موافق حالات میں خلیوں نے عمل تقسیم کے ذریعے اپنی تعداد میں اضافہ شروع کر دیا۔ یہ بات یاد رہے کہ اس دوران دودھ کے خلیوں میں تمام کروموسومز موجود ہیں۔ جب کافی مقدار میں خلیے تیار ہو گئے تو ان کی خوراک کو سابق کا صرف بیسواں حصہ کر دیا جائے۔ خوراک کی کمی کی صورت میں تمام جینز جو پہلے ساکن یا عارضی طور پر ناکارہ ہو گئے تھے دوبارہ فعال اور کارآمد ہو گئے۔

دوسری بھیڑ B کا بیضہ حاصل کر کے اس میں سے مرکزہ (Nucleus) نکال لیا گیا۔ اب اس بیضہ کو جس میں سے مرکزہ نکالا جا چکا ہے۔ بھیڑ A کے دودھ کے غدود کے کلچر کئے ہوئے خلیوں کے ساتھ بجلی کے کرنٹ کے ذریعے ضم کر دیا گیا۔

ان ضم شدہ کو پھر ایک تیسری بھیڑ C کے رحم میں رکھ دیا گیا۔ مقررہ مدت کے بعد جو بچہ تیسری بھیڑ سے پیدا ہوا اس کی شکل اس بھیڑ A سے ملتی تھی جس سے دودھ کے غدود (Milk gland) کا خلیہ لیا گیا تھا۔ چونکہ اس بچے کی جینیاتی معلومات بھیڑ A سے لی گئی تھیں اس لئے یہ بچہ ہو بہو بھیڑ A کی مثل تھا۔ لہذا اس بچے کو بھیڑ A کا کلون کہیں گے۔ بھیڑ B کے بیضہ میں سے مرکزہ نکالنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس کے اندر موجود DNA کو ختم کیا جائے جو بھیڑ B کی مخصوص موروثی خصوصیات کو کنٹرول کرتا ہے۔

انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت:

1- کلوننگ کی جو تفصیل اوپر ذکر ہوئی اس کے مطابق انسانی کلوننگ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قیامت تک کے آنے والے انسانوں تک نسل انسانی کا تسلسل مطلوب ہے۔ اس تسلسل کا ذریعہ اللہ تعالیٰ نے طلب اولاد کی صورت میں پیدا کیا ہے۔ طلب اولاد پر ابھارنے کیلئے شہوت پیدا کر دی اور اللہ تعالیٰ نے شہوت کو پورا کرنے کا جائز محل بتا دیا قرآن پاک میں فرمایا:

نِسَائِكُمْ حَزَنٌ لَّكُمْ فَاتُوا حَزَنَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدْ هُمَا لَآ نَفْسِكُمْ۔ (سورہ بقرہ:

(223)

ترجمہ: تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں۔ تو جاؤ اپنی کھیتی میں جیسے چاہو اور اپنے لئے آگے کی تدبیر کرو (یعنی اولاد صالحہ مطلوب ہو)۔

وَالَّذِينَ هُمْ يَلْفُزُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلْؤُومِينَ ۝ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَآئَ ذَٰلِكَ فَآوْ لَيْتَ كَ هُمُ الْعُدُونَ ۝ (سورہ مومنون: 5-7)

وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں پر یا اپنی لونڈیوں پر تو کچھ الزام نہیں۔ پھر جو کوئی ڈھونڈے اس کے علاوہ تو وہی ہیں حد سے بڑھنے والے۔

حاصل یہ ہے کہ شہوت کی تخلیق اور اسکو پورا کرنے میں اصل مقصود طلب اولاد ہے۔ اور قضائے شہوت اور طلب اولاد کے لئے محل کی تعیین کر دی گئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولاد صرف میاں بیوی کے نطفوں کے اختلاط سے ہو۔ اس کے علاوہ کوئی اور طریقہ شریعت نے نہیں رکھا۔ غرض شریعت میں تولید کا طریقہ صرف جنسی ہے جو جائز محل میں ہو۔

اس کے برعکس کلوننگ غیر جنسی تولید ہے کیونکہ اس میں مرد کے نطفہ کو نہیں لیا جاتا۔ اور عورت کے نطفہ (بیضہ ائٹی) کے مرکزہ کو نکال کر اسی کی جگہ مرد یا عورت کے جسمانی خلیہ (Somatic cell) کے مرکزہ کو داخل کر دیا جاتا ہے۔

کلوننگ کے عمل میں اگر کسی اجنبی عورت کے رحم کو عاریت یا اجرت پر استعمال کیا گیا ہو تو یہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔

کیا انسانی کلوننگ ممکن بھی ہے؟

قرآن پاک کے مطالعہ سے ہم نے جو سمجھا وہ یہ ہے کہ کلوننگ کے مذکورہ طریقے سے انسان حاصل کرنا شاید ممکن ہی نہیں ہے اس کے دلائل ہیں۔

1- فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۝ (سورہ فاطر: 11)

ترجمہ: اب دیکھ لے آدمی کہ کس چیز سے بنا ہے۔ بنا ہے ایک اچھلتے ہوئے پانی سے۔

2- وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ۝ (سورہ فاطر: 11)

ترجمہ: اللہ نے پیدا کیا تم کو مٹی سے پھر نطفہ سے۔

حضرت آدم، حضرت حوا اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو چھوڑ کر جن کی غیر معمولی تخلیق کی قرآن نے خود صراحت کی ہے۔ باقی تمام انسانوں کی تخلیق کا ذکر قرآن نے یہ کیا کہ وہ نطفہ سے ہوئی ہے اور اس میں بھی غلبہ مرد کے نطفہ کو ہے۔

الْمِ يَكُ نُطْفَةٍ مِنْ مَنِئِيٍّ يُمْنِيٍّ ۝ (سورہ قیامہ: 37)

کیا نہ تھا وہ ایک بوند منی کی جو چپکی

ان آیات میں خطاب تمام انسانوں سے ہے۔ لہذا کلوننگ جو کہ غیر جنسی تولید ہے اور جس میں مرد کے نطفہ کو کچھ بھی دخل نہیں انسانوں میں ممکن نہیں۔

باب 48

ضبط ولادت

ضبط ولادت کے مندرجہ ذیل تین طریقے ہیں:

(1) مصنوعی بانجھ پن

(2) عزل یا منع حمل

(3) استقاط

مصنوعی بانجھ پن (sterilization) اور اس کا حکم

تولیدی صلاحیتوں کو قطع کرنے کا عمل مرد و عورت دونوں میں کیا جاتا ہے۔ عورت میں اس مقصد کیلئے تین قسم کے مندرجہ ذیل آپریشن کئے جاتے ہیں۔

i- رحم کو کاٹ کر جدا کرنا (hysterectomy)

ii- رحم کی نالیوں کو بند کرنا (tubal ligation)

iii- رحم کی نالیوں کو گرہ دے کر قطع کرنا (resection with ligation)

مرد میں آج کل مروجہ (i) آپریشن (vasectomy) ہے جبکہ

ii پہلے زمانے میں اختصاء یعنی خصیتین کو کاٹ کر جدا کرنا (castration) رائج رہا ہے۔

مصنوعی بانجھ پن کا شرعی حکم

ضبط تولید کا یہ طریقہ خواہ مرد کیلئے اختیار کیا جائے یا عورت کیلئے ناجائز و حرام ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللَّهِ لَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا أَلَا

نَخْتَضِي فَنَهَانَا عَنْ ذَلِكَ۔ (بخاری و مسلم)

1- حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے

تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں (جوانی کے تقاضے سے جنسی خواہش ہمیں پریشان کرتی تھی) اس لئے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی کہ ہم اختصاء (castration) کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا۔

2- عن أبي هريرة قال قلت يا رسول الله إني رجل شاب وأنا أخاف على نفسي العنت ولا أجد ما أتزوج به النساء كأنه يستأذنه في الإختصاء قال فسكت عني ثم قلت مثل ذلك فسكت عني ثم قلت مثل ذلك فسكت عني ثم قلت مثل ذلك فسكت عني فقال النبي ﷺ يا أبا هريرة جف القلم بما هو كائن فأخصص على ذلك أو ذر۔
(بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جوان مرد ہوں اور مجھے اپنے اوپر زنا کا اندیشہ ہے اور میرے پاس کچھ مال نہیں جس سے عورتوں سے نکاح کر سکوں (لہذا آپ مجھے اختصاء کرنے کی اجازت مرحمت فرمادیجئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات پر سکوت فرمایا میں نے پھر وہی بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) اس پر سکوت فرمایا۔ میں نے پھر وہی بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) اس پر سکوت فرمایا میں نے پھر وہی بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو ہریرہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہونے والا ہے وہ لکھا جا چکا ہے۔ اگر برائی ہونا لکھا جا چکا ہے تو وہ کسی نہ کسی طرح ہو جائے گی خصی ہونے سے کچھ فرق نہ پڑے گا اور اگر برائی سے بچنا لکھا ہے تو خصی ہوئے بغیر بھی بچاؤ ہو جائے گا تو ایسا عمل کرنے سے کیا فائدہ جس میں اللہ کی ناراضگی ہو اور برائی سے بچاؤ یقینی نہ ہو۔ اس حقیقت کو جان لینے کے بعد) پس اب تم (خود فیصلہ کرو کہ) اختصاء کرو یا رہنے دو۔¹

3- قرآن پاک میں ہے کہ شیطان نے کہا

وَلَا مَرَّةٍ لَهُمْ فَالْيَغْيِرُونَ خَلْقَ اللَّهِ (سورة نساء آیات: 119)

اور میں ان کو ضرور حکم کروں گا لہذا وہ اللہ کی خلقت کو ضرور بدلیں گے۔

تفسیر روح المعانی میں ہے عن نهجة صورة او صفة

یعنی اس کی نہج کو بدلیں گے خواہ صورت کے اعتبار سے ہو یا صفت کے اعتبار سے۔ نیز اس

میں ویندرج فیہ خصماء العبید (اس میں غلاموں کو خصی کرنا بھی شامل ہے) مصنوعی بانجھ پن

کے مذکورہ بالا ہر طریقے میں یا تو صورت کی یا صفت کی تبدیلی اور تعمیر ملتی ہے۔

- 1- اگر کسی مرض مثلاً رحم کی رسولیوں یا سرطان کے ابتدائی مرحلہ (fibroids and carcinoma in situ) میں رحم کو کاٹ کر جدا کیا جائے یعنی (hysterectomy) کی جائے تو جائز ہے۔

ii- جب کوئی بچی یا عورت دیوانی ہو یا ذہنی طور پر بالکل پسماندہ ہو جیسے Down's Syndrome میں ہوتا ہے اور اس کو نہ اپنی کچھ ہوش ہو اور نہ ہی اس کو طہارت کا کچھ ہوش ہو اور نہ ہی وہ خود طہارت کر سکتی ہو تو حیض کی نجاست و طہارت کے مسئلہ سے بچنے کے لئے اس کا رحم نکالا جاسکتا ہے کیونکہ اس کے نکالنے میں اصلاح احوال مقصود ہے غرض فاسد مقصود نہیں ہے۔

2- منع حمل (Contraception) اور اس کا حکم

اس کیلئے موجودہ دور میں کئی طریقے ہیں۔ عزل (coitus interruptus) بھی اس میں داخل ہے۔

- 1- خاص خاص ضرورتوں کے تحت شخص و انفرادی طور پر کوئی مانع حمل طریقہ اختیار کرنا جائز ہے: مثلاً

- i عورت اتنی کمزور ہے کہ حمل کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی
- ii عورت کسی دور دراز کے سفر میں ہے یا دور کے پر مشقت سفر مثلاً حج کا قصد ہے۔
- iii کسی ایسے مقام میں ہے جہاں پر قیام و قرار کا امکان نہیں خطرہ لاحق ہے۔
- iv زوجین کے باہمی تعلقات ہموار نہیں علیحدگی کا قصد ہے۔

ان سب اعذار کا خلاصہ یہ ہے کہ شخص اور انفرادی طور پر کسی شخص کو عذر پیش آجائے تو عذر کی حد تک اس طرح کا عمل بلا کراہت جائز ہے۔ بغیر عذر کے یہ عمل مکروہ ہے اسی طرح عذر دور ہو جانے کے بعد بھی اس پر مداومت مکروہ ہے۔ منع حمل کے یہ دونوں حکم مندرجہ ذیل روایات سے ملتے ہیں۔

(i) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ بَنِي

الْمُصْطَلِقِ فَأَصْبَنَّا سَبِيحًا... وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعَزَلَ وَقُلْنَا نَعَزُلُ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبِيلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلْنَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ إِلَّا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسْمَةٍ كَانَتْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِلَّا وَهِيَ كَانَتْهُ- (بخاری و مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنی کنیزوں سے عزل کرنا چاہا (تا کہ گھر کے دوسرے کاموں میں حرج پیش نہ آئے) مگر یہ مناسب معلوم نہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کئے بغیر ہم ایسا کریں۔ آپ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم ایسا نہ کرو تو اس میں تمہارا کوئی نقصان نہیں کیونکہ جو جان پیدا ہونے والی ہے وہ تو ضرور ہو کر رہے گی۔

ii- عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا مِنْ كَلِّ الْمَاءِ يَكُونُ الْوَلَدُ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ خَلْقَ شَيْءٍ لَمْ يَمْنَعَهُ شَيْءٌ- (مسلم)۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزل کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہر نطفہ سے تو بچہ پیدا نہیں ہوتا اور جب اللہ تعالیٰ کسی کو پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کوئی طاقت اسے نہیں روک نہیں سکتی۔

مطلب یہ ہے کہ جس نطفہ سے کسی بچہ کا پیدا کرنا اللہ تعالیٰ نے مقدر کر دیا ہے وہ ضرور اپنے مستقر پہنچ کر حمل بنے گا تم کتنی ہی تدبیریں اس کے خلاف کرو کامیاب نہ ہو گے۔

iii- عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَعَزِلُ وَالْقُرْآنُ يَنْزِلُ وَزَادَ مُسْلِمٌ قَبْلَ ذَلِكَ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمْ يَنْهَنَا- (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے کہ ہم اس زمانے میں عزل کرتے تھے جب کہ قرآن کا نزول جاری تھا۔ صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں اتنا اور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے اس عمل کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے منع نہیں فرمایا۔

عَنْ جَدَامَةَ بِنْتِ وَهْبٍ قَالَتْ... سَأَلُوهُ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَلِكَ الْوَادُ الْخَفِيُّ وَهِيَ وَإِذَا الْمَوْئِدُ وَذَةُ سُئِلَتْ- (مسلم)

جدامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے عزل کے بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو خفیہ طور پر اولاد زندہ درگور کر دینے

کے حکم میں ہے اور آیت قرآن اِذَا الْمَوْؤُذَةُ سَنَلَتْ اس کو شامل ہے۔ یعنی اگرچہ یہ ظاہر اور حقیقت کے اعتبار سے موودہ نہیں مگر اسی مقصد کا ایک پوشیدہ راستہ ہے جس کیلئے لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے۔

حضرت جذامہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے اس عمل کی کراہت ظاہر ہوئی جبکہ پہلی روایتوں سے اس عمل کا جواز مگر ناپسندیدگی کے ساتھ ثابت ہوا۔ حاصل یہ ہوا کہ یہ عمل جائز تو ہے مگر شرعاً مکروہ اور ناپسندیدہ۔ ہاں اگر کوئی قابل اعتبار عذر ہو تو کراہت باقی نہ رہے گی۔

3- اجتماعی طور پر اس کی ترویج بہر حال ناپسندیدہ اور مکروہ ہے اور اس کو قوم کی فلاح و ترقی کا ذریعہ قرار دینا قرآن و سنت کی تعلیمات کا مقابلہ کرنا ہے۔ قرآن میں ہے

وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا (هود

(12:11)

زمین پر چلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو وہ ان سب کے کھکانے کو جانتا ہے۔

وَأَنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُومٍ (الحجر 21:15)

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں اور ہم ان میں سے ایک مخصوص مقدار نازل کرتے ہیں۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس عالم میں جتنی جانیں پیدا فرماتے ہیں ان کے رزق کا سامان بھی پیدا فرماتے ہیں البتہ انسانوں کا کام صرف اتنا ہے کہ اختیاری اسباب کی حد تک زمین کی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کریں، غلہ اور سامان کو بچانے کی فکر کرے۔ اور حاصل شدہ سامان کی تقسیم عدل و انصاف کے ساتھ کریں تاکہ کوئی محروم نہ رہ جائے۔ اگر کوئی محروم رہتا ہے تو وہ انسانوں کی اپنی ذمہ داریاں پوری نہ کرنے کے باعث ہے۔ مگر یہ رہا ہے کہ انسانوں نے اپنے کرنے کے کام تو چھوڑ رکھے ہیں یا بے پروائی سے خراب کر رکھے ہیں اور ضبط تولید کے فلسفہ و عمل میں پڑ کر رب العالمین کے نظام ربوبیت میں مداخلت کرنے کی فکر میں پڑ گئے ہیں۔

4- اگر کوئی ایسی غرض یا ایسا خود ساختہ عذر ہو جو اسلامی اصولوں کے خلاف ہو تو یہ عمل ناجائز ہوگا

مثلاً

i- اگر لڑکی ہوگی تو بدنامی ہوگی

ii مفلسی کے وہم سے

3- اسقاط (abortion) اور اس کا حکم

حمل کو جب ایک سو بیس دن ہو جائیں تو جنین میں روح پھونک دی جاتی ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ... يَنْفَخُ فِيهِ الزُّرُوحُ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ تم میں سے ہر ایک کی ابتدائی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں کی جاتی ہے (چالیس چالیس دن کے تین مراحل میں جن کو سانسنی تحقیق سے قطع نظر کسی مناسبت سے تین موٹے موٹے نام دیئے گئے ہیں) چالیس دن مرحلہ نطفہ میں پھرتی مدت مرحلہ علقہ میں اور پھر اتنی ہی مدت مرحلہ مضغہ میں..... اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

لہذا اس مدت کے بعد اسقاط بالکل حرام ہے اور اس کا مرتکب قتل کا مرتکب شمار ہوگا۔ اس مدت سے پیشتر یہ فعل کسی قابل اعتبار عذر کے بغیر مکروہ ہے اگرچہ اس کا مرتکب قتل نفس میں ماخوذ نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی قابل اعتبار شرعی عذر ہو تو اس مدت سے پیشتر اسقاط جائز ہے۔ قابل اعتبار شرعی اعذار کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

i- حمل کے ظہور کے بعد عورت کا دودھ ختم ہو جائے اور پہلے سے موجود شیر خوار بچے کے باپ میں کسی انا کو اجرت پر رکھنے کی استطاعت نہ ہو اور (دیگر متبادل وسائل نہ ہونے کی بنا پر) بچے کی ہلاکت کا اندیشہ ہو۔

ii- حمل ٹھہر گیا ہو لیکن بعض امراض کی بنا پر حمل کے بار کا تحمل نہ ہو۔

iii- بچے کے ناقص الخلقیت ہونے کا قوی احتمال ہو۔

باب: 49

انسانی روح کی حقیقت اور اس کے معاملات

قرآن پاک میں ہے۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي (سورہ بنی اسرائیل: 85)

یہ (یہودی) لوگ آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ جواب میں یہ فرما دیجئے کہ روح (کے متعلق اس وقت اجمالی طور پر بس اتنا جان لو کہ وہ) ایک چیز ہے جو میرے رب کے حکم سے بنی ہے۔

کائنات کی ہر چیز میں اس کے مناسب شان روح ہوتی ہے

قرآن پاک میں ہے

وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يَسْبِغْ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (سورہ بنی

اسرائیل: 44)

ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ تسبیح حالی نہیں ہے بلکہ قولی ہے کیونکہ تسبیح حالی کو تو لوگ سمجھ ہی لیتے ہیں۔ اور جو تسبیح و تحمید قولی ہو اس کے لئے تسبیح و تحمید کرنے والے میں کسی قدر شعور کا ہونا ناگزیر ہے اور ذی شعور حقیقت روح ہوتی ہے۔ تو اس آیت کی رو سے عالم کی ہر شے میں روح ہوتی ہے خواہ وہ شے ظاہری اعتبار سے ذی حیات ہو یا نہ ہو۔

انسانوں کی ارواح پہلے سے موجود ہیں

قرآن پاک میں ہے

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ

يُؤْتِكُمْ قَالُوا بَلَىٰ (سورہ اعراف: 172)

اور جب آپ کے رب نے (عالم ارواح میں آدم علیہ السلام کی پشت سے تو خود ان کی اولاد کو اور) اولاد آدم کی پشت سے (سلسلہ بسلسلہ) ان کی اولاد (کی ارواح) کو (چھوٹی چھوٹی چیٹیوں کے قالب میں) نکالا اور چونکہ ارواح شعور رکھتی ہیں اس لئے ان کو سمجھ عطا کر کے (ان سے ان ہی کے متعلق اتر لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ سب نے (اس عقل خداداد سے اصل حقیقت کو سمجھ کر) جواب دیا کہ کیوں نہیں (واقعی آپ ہی ہمارے رب ہیں)۔

ارواح کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیدا کردہ نور سے بنایا ہے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا بَنِي آدَمَ وَأُمَّيْ أَخْبِرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَ الْأَشْيَاءِ قَالَ يَا جَابِرُ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورًا نَبِيَّكَ مِنْ نُورِهِ فَجَعَلَ ذَلِكَ النُّورَ يَدُورُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَلَا قَلَمٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا نَارٌ وَلَا مَلَكٌ وَلَا سَمَاءٌ وَلَا أَرْضٌ وَلَا شَمْسٌ وَلَا قَمَرٌ وَلَا جَنَّةٌ وَلَا إِنْسٌ فَلَمَّا أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَخْلُقَ الْخَلْقَ قَسَمَ ذَلِكَ النُّورَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْجُزْئِ الْأَوَّلِ الْقَلَمَ وَمِنَ الثَّانِي اللُّوحَ وَمِنَ الثَّلَاثِ الْعَرْشَ ثُمَّ قَسَمَ الْجُزْئِ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ حَمَلَةَ الْعَرْشِ وَمِنَ الثَّانِي الْكُرْسِيَّ وَمِنَ الثَّلَاثِ بَقِيَّةَ الْمَلَائِكَةِ ثُمَّ قَسَمَ الرَّابِعَ أَرْبَعَةَ أَجْزَاءٍ فَخَلَقَ مِنَ الْأَوَّلِ السَّمَاوَاتِ وَمِنَ الثَّانِي الْأَرْضَيْنِ وَمِنَ الثَّلَاثِ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ... (عبد الرزاق)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے سب سے پہلی چیز کیا پیدا کی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے اپنے (علم میں موجود خزانہ) نور سے تمہارے نبی (کی روح اور تمام مخلوقات کی ارواح) کا (مادہ ایک) نور پیدا کیا (اور چونکہ وہ جزو جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارکہ کی تخلیق کی گئی اس مادہ میں مرکزہ کی حیثیت رکھتا تھا اس لئے پورے مادہ نور کی نسبت شرافت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی گئی)۔ وہ (مادہ) نور اللہ کی قدرت سے جہاں اللہ نے چاہا گردش کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح

محفوظ تھی۔ نہ قلم تھانہ جنت تھی نہ دوزخ تھی نہ آسمان تھانہ زمین تھی نہ سورج تھانہ چاند تھا اور نہ کوئی جن تھانہ کوئی انسان تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق (کی ارواح) کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا (یعنی جب اللہ تعالیٰ کے ازلی علم و ارادہ میں ارواح کی پیدائش کا جو وقت تھا وہ ہوا) تو اس نور کے چار حصے کئے۔ پہلے حصہ سے قلم (کی روح) کو دوسرے سے لوح (محفوظ کی روح) کو اور تیسرے سے عرش (کی روح) کو پیدا کیا اور چوتھے حصہ کے آگے چار جزو کئے۔ ان میں سے پہلے جزو سے حاملین عرش (کی ارواح) کو دوسرے سے کرسی (کی روح) کو تیسرے سے باقی فرشتوں (کی ارواح) کو پیدا کیا اور چوتھے جزو کے پھر چار ٹکڑے کئے۔ ان میں سے پہلے ٹکڑے سے آسمانوں (کی ارواح) کو دوسرے سے زمینوں (کی ارواح) کو تیسرے سے جنت و دوزخ کی ارواح کو پیدا کیا.....

انسانی روح جسمانی حیات (Life) سے علیحدہ چیز ہے

جب جنین کی عمر ایک سو بیس دن یعنی چار ماہ کی ہو جاتی ہے اس وقت اس میں روح ڈالی جاتی ہے حالانکہ جنین میں حیات (Life) تو شروع دن سے ہوتی ہے جس کی وجہ سے اس میں نشوونما کا سلسلہ چلتا رہتا ہے۔

عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا نَطْفَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ... يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان کیا کہ تم میں سے ہر ایک کی ابتدائی تخلیق اس کی ماں کے پیٹ میں کی جاتی ہے (چالیس چالیس دن کے تین مراحل میں) چالیس دن مرحلہ نطفہ میں پھرتی مدت مرحلہ علقہ میں اور پھر اتنی ہی مدت مرحلہ مضغہ میں پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

زندگی میں بھی روح نیند اور بے ہوشی میں جسم سے علیحدہ ہو جاتی ہے لیکن

آپس میں تعلق قائم رہتا ہے

اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (سورہ زمر: 42)

اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو ان کے مرنے کا۔ اور جو نہیں مریں ان کو کھینچ لیتا ہے ان کی نیند میں، پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور چھوڑ دیتا ہے دوسروں کو ایک مقررہ وقت تک۔

اس آیت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارواح کو نیند میں کھینچ لیتے ہیں اور سوئے ہوئے آدمی کی روح اس کے جسم سے خارج ہوتی ہے لیکن جسم کے ساتھ اس کا تعلق منقطع نہیں ہوتا۔ جب کسی حادثہ یا بیماری کے سبب جسمانی حیات باقی نہیں رہ سکتی تو روح کو جسم سے نکال لیا جاتا ہے۔

نیند میں جب روح جسم سے آزاد ہوتی ہے تو دیگر زندوں اور مردوں کی روحوں سے اس کی ملاقات ہوتی ہے

عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَسْجُدُ عَلَىٰ جَنْبِهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَقَالَ إِنَّ الرُّوحَ لِيَلْقَى الرُّوحَ فَأَفْتَحَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَكَذَا قَالَ عَفَّانُ بِرَأْسِهِ إِلَىٰ حَلْفِهِ فَوَضَعَ جَنْبَهُ عَلَىٰ جَنْبِهِ النَّبِيِّ ﷺ (نسائی)۔

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماتھے پر سجدہ کر رہا ہوں (یعنی آپ کے ماتھے سے میں نے اپنا ماتھا لگا رکھا ہے)۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا (اس خواب کی حقیقت یہ ہے کہ نیند میں سوئے ہوئے کی (روح) (جسم سے نکل کر دیگر زندوں اور فوت شدہ) کی روحوں سے ملاقات کرتی ہے۔) اور یہ بات بھی سچے خواب کا سبب بنتی ہے۔ (حدیث کے راوی) عفان کہتے ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ان کے خواب کو سچا کرنے کیلئے) اپنا سر جھکا دیا اور حضرت خزیمہ نے اپنی پیشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر رکھ دی۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَاجْتَوُوا الْمَدِينَةَ فَمَرِضَ فَجَزَعُ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَفَقَطَعَ بِهَا بَرَأِحِمَهُ فَشَحِبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَأَاهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَأَاهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةً وَرَأَاهُ مُعْطِيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرَ لِي بِهَاجِرَتِي إِلَى بَنِيهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ مَا لِي أَرَاكَ مُعْطِيًا يَدَيْكَ قَالَ قِيلَ لِي لَنْ يُصْلِحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَضَّهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَ لِيَدَيْهِ فَاعْفِرْ - (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ (منورہ) کی طرف ہجرت کی تو آپ کی طرف حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ مدینہ کی آب و ہوا ان کو راس نہ آئی اور وہ شخص بیمار ہو گیا اور (بیماری سے) اتنا پریشان ہوا کہ مجبور ہو کر اس نے اپنے تیر کے پھل سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے۔ اس کے ہاتھوں سے خون بہتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ (کی روح کی نیند میں اس شخص کی روح سے ملاقات ہوئی جس کی وجہ سے طفیل رضی اللہ عنہ) نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی ہیئت میں ہے اور دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھوں کو ڈھانپ رکھا ہے۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ (تمہارے مرنے کے بعد) تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی وجہ سے میری بخشش کر دی۔ پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات تم نے اپنے ہاتھ کیوں ڈھانپ رکھے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ جو تم نے خود کاٹ کر بگاڑے ہیں ہم ان کو درست نہ کریں گے (اور چونکہ وہ درست نہیں ہوئے اس لئے میں نے ان کو ڈھانپ رکھا ہے۔ طفیل رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ (اے اللہ) اس شخص کے ہاتھوں کو بھی بخش دیجئے۔

موت کے وقت فرشتے روح کو نکال لیتے ہیں اور روح اپنے عقائد و عمل کے موافق یا تو خوشبودار ہوتی ہے یا بدبودار ہوتی ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا حُضِرَ الْمُؤْمِنُ أَتَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ بِحُرَيْرَةٍ نَبِيصَاءٍ فَيَقُولُونَ أُنْزِجِي رَاضِيَةً مَرْضِيًّا عَنْكَ إِلَى رَوْحِ اللَّهِ وَ رَيْحَانٍ وَ رَبِّ

غَيْرِ غَضَبَانِ فَتَخْرُجُ كَأَطْيَبِ رِيحِ الْمِسْكِ حَتَّىٰ أَنَّهُ لَيُنَاوِلُهُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا حَتَّىٰ يَأْتُوا بِهِ
 أَبْوَابَ السَّمَاءِ فَيَقُولُونَ مَا أَطْيَبَ هَذِهِ الرِّيحَ الَّتِي جَاءَتْكُمْ مِنَ الْأَرْضِ... وَأَنَّ
 الْكَافِرَ إِذَا احْتَضَرَ أَتَتْهُ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ بِمَسْحٍ فَيَقُولُونَ أَخْرَجْنِي سَاحِطَةً مَسْخُوطًا
 عَلَيْكَ إِلَىٰ عَذَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَتَخْرُجُ كَأَنَّ رِيحَ جَنَفَةٍ حَتَّىٰ يَأْتُونَ بِهِ إِلَىٰ بَابِ الْأَرْضِ
 فَيَقُولُونَ مَا أَتَتْنِ هَذِهِ الرِّيحُ- (احمد و نسائی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن کی موت آتی ہے تو
 (ملک الموت کے ساتھ) رحمت کے فرشتے (اس کے پاس) سفید ریشم لے کر آتے ہیں اور کہتے
 ہیں (اے نیک روح اللہ سے) راضی ہو کر اور اللہ کی پسندیدہ ہو کر راحت اور خوشبو کی طرف
 نکل..... تو وہ مشک کی عمدہ ترین خوشبو کی طرح خوشبودار ہو کر نکلتی ہے اور فرشتے ریشم میں لپیٹتے ہیں
 اور باری باری اس کو لے کر آسمان کے دروازوں پر پہنچتے ہیں تو وہاں کے فرشتے بھی کہتے ہیں یہ
 کیسی عمدہ خوشبو ہے جو تمہارے پاس زمین سے آئی ہے..... اور جب کافر کی موت آتی ہے تو ملک
 الموت کے ساتھ عذاب کے فرشتے اس کے پاس ٹاٹ لے کر آتے ہیں اور کہتے ہیں اے بری
 روح اللہ سے ناراض ہو کر اور اللہ کی ناراضگی کے ساتھ اللہ عزوجل کے عذاب کی طرف نکل تو وہ
 مردار کی انتہائی سڑاند کی طرح بدبودار ہو کر نکلتی ہے۔ فرشتے اس کو ٹاٹ میں لپیٹتے ہیں اور اس کو
 لے کر آسمان دنیا پر آتے ہیں تو وہاں کے فرشتے بھی کہتے ہیں کہ یہ کتنی بری سڑاند ہے۔

جب روح نکالی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَىٰ أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصْرُهُ
 فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قَبِضَ تَبِعَهُ البَصْرُ- (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں (ان کے شوہر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہو گئی)۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ نے ان کی آنکھیں بند
 کیں اور فرمایا کہ جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کا پیچھا کرتی ہیں۔

نوٹ: انسان کے اندر شعور و ادراک کرنے والی اور ارادہ رکھنے والی اور کسب کرنے والی
 اصل چیز روح ہوتی ہے۔ اپنے کام میں روح جسمانی اور دماغی اعضاء اور قوتوں کو اپنے آلہ کے
 طور پر استعمال کرتی ہے۔ ان آلات میں خلل آنے سے ظاہری طور پر جسمانی اور دماغی کاموں

میں فرق آتا ہے لیکن روح کی اپنی صلاحیتیں متاثر نہیں ہوتیں۔

باب: 50

دماغی موت: (Brain death)

کبھی مریض کی ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ ڈاکٹروں کی نظر میں مریض کا دماغ اپنا عمل بالکل ترک کر چکا ہوتا ہے لیکن قلب کی حرکت کی وجہ سے اس کو فی الحال مکمل موت کہنا درست نہیں ہے۔ اس وجہ سے اگر دو تین ماہرین کی رائے ہو کہ مریض کا دماغ ناکارہ ہو چکا ہے اور بالفاظ دیگر دماغ کی موت (Brain Death) واقع ہو چکی ہے اور اب مریض کو قلب و تنفس کی مصنوعی حرکت پر رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں تو تنفس کی مصنوعی تحریک (Resuscitation) کو بند کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ کرنے میں محض ایک ڈاکٹر کی رائے پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ دو تین ماہرین کی رائے لی جائے۔

باب: 51

قتل ترحم (Mercy Killing)

جو مریض اپنے ہوش و حواس میں نہ ہو بلکہ مکمل یا نصف کوما (Coma) کی حالت میں ہو یا مریض سخت اذیت میں ہو اور اس کے تندرست ہونے کا امکان معدوم ہو تو کیا ایسی حالت میں مریض کو سکون پہنچانے کی خاطر اس کو موت کے حوالے کیا جاسکتا ہے؟ مثلاً اس طرح سے کہ اس کو کوئی خواب آور دوا مہلک مقدار میں دے دی جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسا کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ جب آدمی کو تکلیف کی وجہ سے خودکشی کرنا حرام ہے جیسا کہ نیچے دی گئی حدیثوں سے واضح ہے تو کسی دوسرے کے لئے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ وہ کسی کے خودکشی کرنے پر اس سے تعاون کرے یا خود اس کو مار دے۔ اتنا تو ہو سکتا ہے کہ اگر شفاء کی امید نہ رہے تو علاج ترک کر دیا جائے لیکن کسی غیر تکلیف دہ طریقے سے اس کو مار دیا جائے جائز نہیں اور اس سے جان بوجھ کر قتل کرنے کا گناہ ہوگا۔ عدم جواز کے یہ دلائل ہیں۔

1- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حُنَيْنًا فَقَالَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ يُدْعَى بِالْإِسْلَامِ هَذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرْنَا الْقِتَالَ قَاتَلَ الرَّجُلُ قِتَالًا شَدِيدًا فَاصَابَتْهُ جِرَاحَةٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ الرَّجُلُ الَّذِي قُلْتَ لَهُ إِنَّمَا أَنَّهُ مِنَ أَهْلِ النَّارِ فَإِنَّهُ قَاتَلَ الْيَوْمَ قِتَالًا شَدِيدًا وَقَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى النَّارِ فَكَأَدَ بَعْضُ الْمُسْلِمِينَ أَنْ يُزَنَّبَ فَبَيَّنَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ إِذْ قِيلَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمُتْ وَلَكِنْ بِهِ جِرَاحٌ شَدِيدٌ فَلَمَّا كَانَ مِنَ اللَّيْلِ لَمْ يَضْبِرْ عَلَيَّ الْجِرَاحُ فَقَتَلَ نَفْسَهُ (مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین میں شریک ہوئے تو ایک شخص جو مسلمان کہلاتا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جہنمیوں میں سے ہے۔ جب لڑائی ہوئی تو وہ شخص خوب تندرہی سے لڑا اور زخمی ہوا۔ آپ کو بتایا گیا

کہ یا رسول اللہ ﷺ جس شخص کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ وہ جہنمی ہے وہ تو آج خوب لڑا اور مر گیا (یعنی شہید ہو گیا) آپ ﷺ نے فرمایا وہ تو جہنم کی طرف گیا ہے۔ اس پر بعض لوگ تردد میں مبتلا ہوئے (کہ یہ کیسے ہے؟) اسی دوران کسی نے (آکر) بتایا کہ وہ خود نہیں مرا تھا بلکہ وہ سخت زخمی ہو گیا تھا اور جب رات ہوئی تو وہ زخم کی تکلیف برداشت نہ کر سکا اور خودکشی کر لی۔ (اور حرام موت کی پاداش میں وہ جہنم کا مستحق ہو گیا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ قبر کی یا حشر کی کچھ سختیوں کے بعد اللہ تعالیٰ معاف فرمادیں)۔

2- عَنْ شَيْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ إِنَّ رَجُلًا مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَزَّ بَحْتٍ بِهِ قَرْحَةً فَلَمَّا أَذْنُهُ انْتَزَعَ سَهْمًا مِنْ كِنَانَتِهِ فَنَكَأَهَا فَلَمْ يَزِقْهَا الدَّمَ حَتَّى مَاتَ قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ حَزَّ مَثَّ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (مسلم)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ تم سے پہلے صحابہ مکتبہ کے دور میں ایک شخص کے پھوڑا نکلا۔ جب پھوڑے کی تکلیف (اسے زیادہ) ہوئی تو اس نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور (اپنی جان ختم کرنے کی خاطر) اس نے اس سے پھوڑے کو (بری طرح) کاٹ ڈالا۔ تو اس سے خون بہتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اس پر جنت (میں فوری اور بغیر سزا کے داخلہ) کو حرام کر دیا۔

باب: 52

پوسٹ مارٹم معائنہ (Post mortem)

یعنی بعد از مرگ معائنہ

- مروجہ پوسٹ مارٹم مندرجہ ذیل اغراض کے لئے کیا جاتا ہے۔
- 1- غیر معلوم نعش کی شناخت کرنا۔
 - 2- موت کے سبب اور موت کے بعد کی مدت کی تعیین کرنا۔
 - 3- نومولود میں اس امر کی تحقیق کرنا کہ پیدائش کے وقت وہ زندہ تھا اور اس میں زندہ رہنے کی قابلیت تھی یا نہیں۔

اصول

مروجہ پوسٹ مارٹم کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ پوسٹ مارٹم معائنہ مفصل اور مکمل ہو۔ جسم کے تینوں جوف (Cavities) یعنی سینہ، پیٹ اور کھوپڑی کو کھول کر معائنہ کرنا چاہئے اگرچہ موت کا سبب کسی ایک جوف میں دریافت بھی ہو گیا کیونکہ معائنہ کرنے والے میڈیکل افسر کو صرف اتنا ہی درج نہیں کرنا کہ فلاں فلاں اعضاء کو زخم پہنچا ہے بلکہ اس بات کو بھی واضح کرنا ہے کہ بقیہ اعضاء درست پائے گئے ہیں۔

طریقہ کار

مروجہ پوسٹ مارٹم معائنہ دو حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

ظاہری معائنہ (External Examination) اور اندرونی معائنہ (Internal Examination) ان دونوں معائنوں کی تفصیلات طب قانونی کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ یہاں

ہماری غرض پوسٹ مارٹم کو شریعت کی رو سے جانچنا ہے۔

شرعی اصول

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ كَسْرُ عَظْمٍ كَكْسْرِ عَظْمِ الْخَمِي (ابوداؤد)

مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جُنُودَهُ قَالَ لَا تَعْلِزُوا... وَلَا

ثُمَّ تَلُّوا... (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ جب اپنے لشکر روانہ کرتے تھے تو

ان سے فرماتے تھے کہ نہ تو عہد توڑنا اور نہ مثلہ کرنا۔

1- جیسے کسی زندہ کے جسم کو ایذا پہنچانا حرام ہے اسی طرح موت کے بعد اس کے جسم کو توڑ پھوڑ

اور کانٹ چھانٹ سے محفوظ رکھنا واجب ہے اور اس میں مسلم اور غیر مسلم برابر ہیں۔ یہی

وجہ ہے کہ اگر یہودیوں کی قبروں سے ان کی ہڈیاں دستیاب ہوں تو ان کو توڑنا بھی منع ہے۔

2- کسی شرعی ضرورت کی وجہ سے مثلاً کسی زندہ کی حرمت کی حفاظت کے لئے اور کسی آدمی

کے حق کی خاطر بھی میت کا حق (حرمت) باطل ہو جاتا ہے۔

3- جس امر کا جو کسی ضرورت کی بنا پر ہو وہ فقط ضرورت کے بقدر ہوگا اس سے زیادہ جائز نہیں۔

4- ستر کا چھپانا جس طرح زندگی میں فرض ہے اسی طرح موت کے بعد بھی فرض ہے۔ اسی

طرح پردے کے احکام بھی ایسے ہی باقی رہتے ہیں بلکہ شوہر کے لئے تو اس حد تک بدل

جاتے ہیں کہ وہ مردہ بیوی کے ننگے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا اور نہ ہی چہرہ ہاتھ وغیرہ کے علاوہ

باقی جسم کو دیکھ سکتا ہے۔

مذکورہ شرعی اصول کا حاصل یہ ہے کہ

i- میت کے بیرونی معائنہ میں ستر اور پردے کے احکام کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔

ii- میت کے جسم کو پھاڑنا چیرنا جیسا کہ پوسٹ مارٹم کے اندرونی معائنہ میں کیا جاتا ہے

اس کے احترام کے منافی ہے اور جب تک کوئی ایسی قوی وجہ نہ ہو کہ اس کے سامنے اس کی

بے حرمتی کو نظر انداز کیا جاسکے چیر پھاڑ جائز نہیں ہو سکتی۔

مروجہ پوسٹ مارٹم کا جو اصول اوپر ذکر کیا گیا ہے اس کے تحت پوسٹ مارٹم معائنہ سے حاصل شدہ معلومات علمی دلچسپی (Academic Interest) کی چیز تو زیادہ ہو سکتی ہے لیکن بہت سے واقعات میں ان کا حصول نعش کی چیر پھاڑ کے لئے قوی وجہ نہیں بن سکتا کیونکہ پوسٹ مارٹم معائنہ کے لئے لائی جانے والی نعشوں میں سے بہت سی ایسی ہوتی ہیں جن کے ظاہری معائنہ سے موت کا سبب مثلاً قتل وغیرہ کا علم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح زہر خوری کے باعث ہلاک ہونے والے بہت سے افراد میں ظاہری معائنہ ہی سے زہر خوری کے موت کا سبب ہونے کا علم ہو جاتا ہے۔ بعض افراد میں قوی ضرورت ہوگی تو فقط ان سے غذا کے اجزا حاصل کر کے معائنہ کرنے سے کافی معلومات اکٹھی ہو جائیں گی۔ بہت ہی کم ایسے Cases ہوں گے جن میں کسی اندرونی عضو کے معائنہ کی ضرورت پیش آئے۔

پوسٹ مارٹم معائنہ سے اصل غرض یہ ہونی چاہئے کہ موت کا کوئی ایسا سبب معلوم ہو جائے کہ یقینی طور پر یا غالب گمان کے طور پر میت میں موت کی نسبت اس کی طرف کی جاسکے۔ اگر وہ ظاہری معائنہ ہی سے معلوم ہو جائے تو بس اس پر اکتفا کیا جائے اس سے تجاوز کر کے نعش کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں۔ اور اگر فی الواقع ظاہری معائنہ کافی نہ ہو اور کسی انتہائی قوی ضرورت کی بنا پر اندرونی معائنہ کرنا پڑے تو فقط اتنا حصہ کھولا جائے جو تحقیق کے لئے واقعی ضروری ہو۔ اس سے تجاوز کرنا قطعاً جائز نہیں۔

مروجہ پوسٹ مارٹم میں مذکورہ بالا اصولوں کے توڑنے کو ایک مثال سے سمجھیں۔

Medico-Legal case کے طور پر ایک بائیس سالہ نوجوان کی نعش لائی گئی جس کو خنجر کا وار کر کے ہلاک کیا گیا تھا۔ اس کو بیضوی شکل کا بھونکا ہوا زخم 3 سم لمبا اور ڈیڑھ سم چوڑا کمر پر لگا۔ یہ زخم دائیں کمر پر درمیان سے ساڑھے چار سم باہر کی جانب اور دائیں Scapula کے 7 سم نیچے اور اندر کی جانب واقع تھا۔ ماہرین کا اندازہ تھا کہ زخمی ہونے کے بعد ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ مر گیا تھا۔ کمر کی جانب قیص خون سے بھری ہوئی تھی اور بہت سا خون ضائع ہو چکا تھا۔

اس Case میں ظاہری معائنہ سے موت کا ایسا سبب سامنے ہے جس کی طرف موت کی نسبت یقینی طور پر بلا کسی تردد کے کی جاسکتی ہے۔ شرعی اصولوں کی روشنی میں اب ایسی کوئی قوی وجہ موجود نہیں کہ نعش کا ستر کھولا جائے اور اس کی چیر پھاڑ کی جائے۔

باب 53

تشریح الابدان کی تعلیم کے لئے نعش کی کانٹ چھانٹ (Body Dissection)

- 1- پوسٹ مارٹم معائنہ کی بحث میں نعش کی حرمت و احترام کا ذکر ہو چکا ہے۔
- 2- مردے کو نہلانا اور اس کی تجھیز و تکفین کرنا اور اس پر نماز جنازہ پڑھنا اور اس کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ کسی کے بھی نہ کرنے سے اس مردہ کے بارے میں تمام باخبر مسلمان گناہ گار ہوتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِلْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتُّ خِصَالٍ يُعَوِّدُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ وَيُجَنِّبُهُ إِذَا دَعَا وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ وَيُسَمِّئُهُ إِذَا عَطَسَ وَيَنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَا (نسائی)

- 3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ (جب وہ) بیمار (ہو جائے تو اس) کی عیادت کرنا۔ (اس کے) جنازہ کے ساتھ چلنا (جب) وہ (مدد کے لئے) بلائے تو اس کی مدد کرنا اور جب اس سے ملے تو اس کو سلام کہے اور جب وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا۔ اور اس کی خیر خواہی کرنا خواہ وہ سامنے ہو یا پیٹھ پیچھے ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ باتیں مسلمان میت کا دوسرے مسلمانوں پر حق ہیں۔ نعش کی کانٹ چھانٹ (Dissection) میں مندرجہ ذیل قباحتیں لازم آتی ہیں۔

- 1- نعش کی ہتک حرمت ہوتی ہے۔
- 2- میت اپنے حق سے محروم رہتی ہے۔

3- اس سے باخبر تمام مسلمان فرض کفایہ کے ترک اور مسلمان کے حقوق کے ضائع کرنے کی بنا پر گناہ گار ہوتے ہیں کیونکہ (Dissection) میں کام آنے والی نعش اگر نماز جنازہ سے نہیں تو تکفین و تدفین سے محروم رہتی ہے۔

4- یہ شرعی حکم گزر چکا ہے کہ لاش کا مثلہ نہ کرو۔ اس حکم کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جِيُوشَهُ قَالَ لَا تَغْدِرُوا... وَلَا تَمَثِّلُوا... (احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے لشکر روانہ کرتے تھے تو ان سے فرماتے تھے کہ نہ تو نفض عہد کرنا اور نہ مثلہ کرنا۔

5- میت کے ستر چھپانے کا لحاظ نہیں رکھا جاتا۔
اب ہمیں دیکھنا ہوگا کہ نعش کی (Dissection) کرنے میں یہ پانچ بڑی بڑی قباحتیں لازم آتی ہیں تو کیا اس کا متبادل طریقہ کوئی ہے؟

موجودہ دور میں مصنوعی ڈھانچے اور مصنوعی اجسام (Dummies) تیار کئے جا رہے ہیں اور ان سے استفادہ بھی کیا جا رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ تشریح الابدان کے علم کی تحصیل میں ان پر اکتفا نہ کیا جائے۔

غرض ان قباحتوں کا نخل کرنے کی کوئی قوی وجہ موجود نہیں ہے اور اس لئے انسانی میت کی Dissection کسی طور پر جائز نہیں ہے۔

تنبیہ: Dissection کے جائز نہ ہونے پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ دور میں سرکاری کالجوں میں اور بہت سے پرائیویٹ کالجوں میں بھی Dissection کو میڈیکل یعنی انگریزی طبی تعلیم کا ایک لازمی جزو ہے تو کیا طبی تعلیم حاصل کرنا بھی ناجائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت کے مقاصد میں سے ایک حفاظت جان بھی ہے جو کہ طبی تعلیم پر موقوف ہے لہذا طبی تعلیم کو تو ترک نہیں کیا جائے گا اگرچہ اصحاب اختیار پر لازم ہے کہ وہ اصلاح احوال کریں اور طبی تعلیم کے غیر شرعی حصوں کو تبدیل کریں۔ جب تک حالات شریعت کے مطابق نہیں بنتے تعلیم تو حاصل کی جائے البتہ Dissection میں عملی دلچسپی نہ لی جائے صرف مشاہدہ پر اکتفا کیا جائے، دل میں اس کو غلط اور برا سمجھا جائے اور یہ عزم رکھا جائے کہ اصلاح احوال کی سنجیدگی سے کوشش

کریں گے۔

باب: 54

طیب و معالج کی اجرت

طیب کا اجرت لینا جائز ہے

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ احْتَجَمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَعْطَى الْحَجَّامَ أَجْرَهُ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھینے لگوائے اور لگانے والے کو اس کی اجرت دی۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ نَفْرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مَرُّوا بِمَائٍ فِيهِ لَدَيْغٌ أَوْ سَلِيمٌ فَعَرَضَ لَهُمْ رَجُلٌ مِنَ الْمَائِ فَقَالَ هَلْ فِيكُمْ مِنْ رَاقٍ فَإِنَّ فِي الْمَائِ رَجُلًا لَدَيْغًا أَوْ سَلِيمًا فَأَنْطَلَقَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَى شَيْءٍ فَجَاءَ بِالشَّيْءِ إِلَى أَصْحَابِهِ فَكَّرَ هُوَ ذَلِكَ وَقَالُوا أَخَذْتَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا حَتَّى قَدِمُوا الْمَدِينَةَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخَذَ عَلَى كِتَابِ اللَّهِ أَجْرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ أَجْرًا عَلَيْهِ كِتَابُ اللَّهِ۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اصحاب کا ایک پانی پر گزر ہوا (جس کے پاس عرب کا ایک قبیلہ آباد تھا۔ اس قبیلہ کے یعنی) وہاں کے لوگوں کے سردار کو سانپ یا بچھونے ڈس لیا تھا۔ اس قبیلہ کا ایک شخص ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس آیا اور پوچھا کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے کیونکہ قبیلہ کے سردار کو سانپ یا بچھونے ڈس لیا ہے۔ ان میں سے ایک صاحب گئے اور کچھ بکریوں کے عوض سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ وہ سردار ٹھیک ہو گیا (اور ان صحابی کو بکریاں مل گئیں)۔ یہ صحابی بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے تو ساتھیوں نے ان کے اجرت لینے کو ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ

واپس مدینہ منورہ آئے (اور نبی ﷺ کی خدمت میں پہنچے) تو کہا اے اللہ کے رسول انہوں نے تو کتاب اللہ پر اجرت وصول کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (یہ تو بیماری کا علاج تھا عبادت کا کام نہیں تھا اور کسی بیماری کے علاج میں) سب سے صحیح بات جس پر تم اجرت لو کتاب اللہ ہے (کہ اور دواؤں کے مقابلہ میں اس کا ذریعہ علاج ہونا زیادہ پختہ بنیادوں پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام اور اس کا کلام ہی حقیقتاً مؤثر ہیں جب کہ دواؤں کے پیچھے بھی اللہ ہی کا حکم اور اسی کی قدرت کار فرما ہوتی ہے)۔

طیب کی اجرت سے متعلق احکام

مسئلہ: طیب کو مشورہ فیس یعنی تشخیص و تجویز نسخہ کی اجرت لینا جائز ہے۔¹

تنبیہ: لیکن اس کی مقدار مقرر کرنے میں انسانی ہمدردی اور اسلامی خیر خواہی کے پہلو کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ یہی تاکید طب کے دوسرے شعبوں مثلاً دوائیں بنانے والی کمپنیوں اور لیبارٹریوں کے لئے ہے کیونکہ ان کا نظام بھی اکثر و بیشتر سرمایہ دارانہ Capitalist بنیادوں پر چل رہا ہے۔ دنیا کی دوسری چیزوں کے لینے نہ لینے میں آدمی کو اختیار ہوتا ہے لیکن طب سے متعلقہ ضروریات کے لینے میں آدمی مجبور ہوتا ہے اور کسی کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا خود ناجائز ہے۔

مسئلہ: طیب کی اجرت لینے کی بظاہر دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت۔ طیب کسی مریض کو خواہ اپنے مکان پر دیکھتا ہے یا مریض کے مکان پر دیکھتا ہے اور اس کے مرض کی تشخیص کرتا ہے اور اس کو دوا بتلاتا ہے یا اپنے پاس سے دوا دیتا ہے اور نہ کچھ فیس مقرر کرتا ہے اور نہ کوئی شرط رکھتا ہے لیکن اس کے باوجود مریض طیب کو کچھ دیتا ہے۔ یہ صورت بظاہر ہدیہ (Gift) کی ہے کہ اس نے محض اللہ تعالیٰ سے ثواب کی خاطر مریض کی خدمت کی اور مریض نے بطور ہدیہ طیب کو کچھ دیدیا۔ یہ شرعاً جائز ہے۔

مذکورہ بالا صورت میں مریض نے کچھ نہیں دیا تو طیب کو جبراً لینے کا حق نہیں۔ اگر لے گا تو

حلال نہ ہوگا۔

یہ صورت اکثر ان ڈاکٹروں کو پیش آتی ہے جو اپنی پرائیویٹ پریکٹس Private

practice نہیں کرتے۔

دوسری صورت۔ یہ ہے کہ طبیب کوئی رقم بطور فیس و اجرت کے مقرر کر لے کہ میں اپنے عمل پر یا اپنی دوا پر یہ رقم لوں گا۔ شرعاً یہ بھی جائز ہے۔¹

مسئلہ: طبیب کو اپنے معالجہ کے معاوضہ میں فیس مقرر کر کے لینا حلال ہے خواہ مریض صحت یاب ہو جائے یا مرجائے۔²

مسئلہ: اگر طبیب کو گمان ہے کہ مریض مرجائے گا تو اس وقت بھی فیس مقرر کر کے لینا جائز ہے۔ (3)

مسئلہ: ڈاکٹر اور کسی لیبارٹری کے درمیان یا طبیب اور دوا والے کے درمیان کمیشن کا معاملہ کہ ڈاکٹر و طبیب جتنے مریضوں کو اس لیبارٹری یا دوا والے کے پاس بھیجے گا اس پر فی مریض اتنا کمیشن وصول کرے گا۔ یہ رشوت ہے اور ناجائز و حرام ہے کیونکہ ڈاکٹر اپنے مشورہ کی فیس تو لیتا ہی ہے خواہ وہ دوا کی قیمت کے اندر ہی شامل ہو اور ضرورت ہو تو کسی اچھی لیبارٹری کا یا کسی اچھے دوا والے کا مشورہ دینا ڈاکٹر کے فرائض میں شامل ہوا۔ (4)

معالج پر تاوان لازم ہونے نہ ہونے کے مسائل

مسئلہ: طبیب حاذق نے طب کے اصولوں کے مطابق کام کیا اور کسی جنایت کا مرتکب نہیں ہوا لیکن اس کے جائز فعل سے کوئی عضو یا جان تلف ہوگئی تو اس پر تاوان نہیں آئے گا۔ (5)

مسئلہ: عطائی کے ہاتھوں کوئی مریض مر گیا یا اس کا کوئی عضو تلف ہو گیا تو اگر مریض کو علم تھا کہ وہ جاہل و لاعلم ہے اور اس کے باوجود اس نے عطائی کو علاج کی اجازت دی تو عطائی پر تاوان نہیں ہوگا۔

اور اگر مریض اس کو مستند طبیب سمجھتا تھا اور اسی بنا پر اس کو علاج کی اجازت دی تو اس عطائی پر تاوان آئے گا۔¹

مسئلہ: طبیب حاذق نے اپنے اجتہاد سے مریض کیلئے ایک دوا تجویز کی جس کا استعمال اس جیسی بیماری میں نہ تو اب کے اطباء میں معروف اور نہ پچھلے اطباء سے منقول ہے اور نہ ہی اس کا عدم ضرر تجربوں سے ثابت ہوا ہے۔

لیکن اس دوا سے مریض مر گیا تو اس صورت میں طبیب پر دیت آئے گی۔²

مسئلہ: طبیب حاذق نے مریض یا اس کے لواحقین کی اجازت سے طبی اصولوں کے مطابق کام کیا لیکن اس کا ہاتھ خطا کر گیا جس کی بنا پر مریض کا صحیح عضو تلف ہو گیا مثلاً ختنہ کرتے ہوئے ہاتھ آگے تناسل کو لگ گیا تو خطا کی وجہ سے ضروری دیت لازم ہوگی۔

مسئلہ: طبیب حاذق نے طبی اصولوں کے مطابق کام کیا لیکن مریض یا اس کے ولی کی اجازت کے بغیر کیا مثلاً بغیر اجازت کے ختنہ کیا اور صحیح کیا لیکن اس سبب سے بچ مر گیا تو اس صورت میں بھی تاوان آئے گا۔ (3)

مسئلہ: آپریشن کرنے والے نے اگر معمول کی جگہ سے تجاوز نہ کیا ہو تو اس پر تاوان نہیں آتا اور اگر اس نے تجاوز کیا ہو اور مریض ہلاک ہو گیا ہو تو نصف دیت آئے گی کیونکہ ہلاکت اجازت یافتہ عمل اور غیر اجازت یافتہ عمل دونوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ لہذا دیت نصف ہوگی۔ (4)

مسئلہ: کسی مریض کو ایمر جنسی (Emergency) کر کے لایا گیا ہو لیکن طبیب نے سستی کی وجہ سے اسے دیکھنے میں زیادہ تاخیر کی اور مریض مر گیا۔

مسئلہ: مریض کی ضروری دیکھ بھال نہیں کی اور مریض مر گیا تو معالج پر تاوان آئے گا۔
مسئلہ: طبی احتیاطیں ملحوظ نہ رکھیں مثلاً ضروری ٹیسٹ نہیں کروائے مثلاً ایک مریض کو بے ہوشی یا نیم بے ہوشی میں لایا گیا۔ مریض کے دیگر ٹیسٹ کروائے لیکن شوگر کا ٹیسٹ نہیں کرایا حالانکہ اس مریض کا بڑا مسئلہ ہی شوگر کا تھا۔ اس غفلت کی وجہ سے مریض مر گیا تو طبیب پر تاوان آئے گا کیونکہ اس نے اصول و تقاضوں کی خلاف ورزی کی اور لا پرواہی سے کام لیا۔

مسئلہ: طبیب ماہر ہو اور کمال احتیاط اور کمال رعایت کے ساتھ علاج کیا لیکن کچھ بھول چوک ہو گئی یا تشخیص کرنے میں خطا کی جب کہ اس میں ایک سے زیادہ اسباب کا احتمال ہو طبیب ضامن نہ ہوگا۔ (جدید فقہی مباحث ص 58 ج 10)

طیب و معالج پر تاوان

علاج تین طرح سے کیا جاتا ہے

- 1- آپریشن کے ذریعے
 - 2- ہسپتال میں داخل کر کے مریض کے مرض کی تشخیص کرنا اور علاج کرنا۔
 - 3- مریض کا معائنہ کر کے دوا زبانی بنانا یا نسخہ تحریر کر کے دے کر مریض کو فارغ کرنا۔
- آپریشن کے ذریعے علاج کرنے میں تاوان سے بچنے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں۔
- (i) سرجری کے معروف طریقے اور طبی اصول و ضوابط کے مطابق آپریشن کرنا۔
 - (ii) مریض یا اس کے ولی کی اجازت سے آپریشن کرنا۔
- ان میں سے ایک بات بھی مفقود ہو اور کوئی نقصان ہو جائے تو طیب پر تاوان آئے گا۔
- اس بات کو علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے بجز رائق میں اس طرح ذکر کیا:

و ظاهر عبارة المؤلف ان الضمان ينتفى بعدم المجاوزة. و ذكر في الجامع الصغير و حجة العبد بامر المولى حتى اذا لم يكن بامر المولى يجب الضمان. قال في الكافي عبارة المختصر ناطقة بعدم التجاوز و ساكنة عن الاذن. و عبارة الجامع الصغير ناطقة بالاذن ساكنة عن التجاوز فصار مانطق به هذا بيان لما سكت عنه الآخر و يسفاد بمجموع الرويتين اشتراط عدم التجاوز و الاذن لعدم وجوب الضمان حتى اذا عدم احدهما او كلاهما يجب الضمان (29/8)

مثالیں

- i- دانتوں کے سرجن سے ایک دانت نکلوا یا لیکن اس نے احتیاط نہ کی اور ساتھ والا دانت بھی گر گیا تو سرجن پر تاوان آئے گا۔
- ii- ولو قلع ما امره و لكن سن آخر متصل بهذا السن سقط ضمنه۔ کسی کا ختنہ کیا یا اس کے نشتر لگایا اور مریض مر گیا یا کچھ اور نقصان ہوا تو اس پر تاوان نہیں ہوگا الا یہ کہ اس نے جو معروف طریقہ ہے اس سے تجاوز کیا ہو اور کچھ زیادہ کاٹ دیا گیا ہو۔

حجم او ختن او بزغ و تلف لم یضمن الا اذا تجاوز المعتاد۔ (بزاز ج 5 ص

(89)

iii- ختنہ کرتے ہوئے اگر حشفہ (Glans Penis) کاٹ دیا تو تاوان آئے گا اور اگر بچہ یا بڑا اس سے مرگیا تو اس سرجن پر نصف دیت آئے گی۔

اور اگر تندرست ہو گیا تو پوری دیت آئے گی۔

فرق کی وجہ یہ ہے کہ جب ختنہ کرانے والا مرگیا تو اس کی موت دو وجہ سے ہوئی۔ ایک وجہ اجازت یافتہ فعل سے ہوئی یعنی کھال کاٹنے سے اور دوسری وجہ بغیر اجازت کے ہوئی یعنی حشفہ کاٹنے سے۔ اس لیے نصف دیت آئے گی۔ اور جب تندرست ہو جائے تو کھال کے کاٹنے کی اجازت تھی تو وہ تو ایسے ہوا گویا کہ ہوا ہی نہیں اور حشفہ کا کاٹنا باقی رہا لہذا پوری دیت آئے گی۔ طیب کی دیت اس کی عاقلہ یعنی یونین پر آئے گی۔

الا اذا جاوز الحشفة۔ و ان مات منه فعليه نصف بدل النفس و ان برأ فعليه تمام بدل النفس۔ و الفرق انه اذا مات فقد تلف بامرین ما ذون و هو قطع الجابدة و غیر ما ذون و هو قطع الحشفة۔ و اذا برئ فقطع غیر الحشفة ما ذون فجعل کان لم یکن و بقی قطع الحشفة فیضمن کمال الایة۔

قال الخطابی... و جنایة الطیب فی قول عامة الفقهاء علی عاقلته (بذل

المجهود ص 187 ج 6)

صرف دواؤں سے علاج کیا خواہ ہسپتال میں داخل کر یا اس کے بغیر

اس صورت میں تاوان سے بچنے کی یہ شرطیں ہیں:

- i- طیب ہنر یافتہ ہو۔
- ii- صحیح تشخیص کے لیے ضروری ٹیسٹ کرائے ہوں۔
- iii- طبی اصولوں کے مطابق اور کامل احتیاط کے ساتھ علاج کیا ہو اور اگر مریض ہسپتال میں داخل ہو تو اس کی مکمل دیکھ بھال کی ہو۔

اور اگر تشخیص کرنے میں اور علاج کرنے میں غفلت اور لاپرواہی اور سستی سے کام لیا اور کوئی ضروری ٹیسٹ نہ کرایا یا ہسپتال میں ہونے کے باوجود مریض کی دیکھ بھال کرنے میں

لا پرواہی کی جس کی وجہ سے مریض کو نقصان پہنچایا وہ مرگیا تو طبیب پر تاوان آئے گا۔
یہاں لا پرواہی، غفلت اور سستی سے مراد وہ ہے جو طبیب نے جان بوجھ کر اختیار کی ہو۔
مکمل احتیاط کے باوجود کسی بھول چوک کا ہو جانا معاف ہے۔ اسی طرح جب متعدد احتمالات ہوں
اور مرض کی تعیین کرنے یعنی تشخیص کرنے میں خطا کا ہو جانا بھی معاف ہے۔
جدید فقہی مباحث میں (i) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:
اگر کمال احتیاط اور کمال رعایت کے باوجود معالج سے کہیں بھول چوک واقع ہوگئی اور کسی
ایسے معاملہ میں اس نے غلط رائے اختیار کی جس میں ایک سے زیادہ رائے کی گنجائش تھی تب بھی وہ
ضامن نہیں۔ (ص 58)

بھول چوک کی ایک مثال یہ سامنے آئی کہ ایک 55 سالہ شخص جس کی شوگر کی سطح 300 تھی
اور جس کو خون کی الٹیاں آرہی تھیں ہسپتال میں آیا۔ خون کی ایشاں کو روکنا بھی ایک ایمر جنسی
ضرورت تھی اس لیے ڈاکٹر نے اپنی توجہ اس طرف لگا دی اور اس مشغولیت میں شوگر ٹیسٹ کرانا
بالکل بھول گیا۔ اس ٹیسٹ کی ضرورت اس وجہ سے تھی کہ زیادہ شوگر کی وجہ سے Acidosis ہو
سکتا تھا۔ آٹھ دس گھنٹے کی دیکھ بھال کے باوجود مریض کی حالت بجائے بہتر ہونے کے خراب
ہوتی گئی۔ اب ڈاکٹر کو اس ٹیسٹ کا خیال آیا۔ ٹیسٹ کرانے پر شوگر 300 نکلی اور معلوم ہوا کہ اس
کی وجہ Acidosis ہو چکا ہے۔ اس کا علاج شروع کیا لیکن مریض جانبر نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر کا خیال
ہے کہ اگر ٹیسٹ بروقت ہو جاتا اور Acidosis کا علاج بھی ساتھ ساتھ ہوتا تو شاید مریض کی
جان بچ جاتی۔

اس بارے میں ہمارے ایک ساتھی مولانا مفتی رفیق صاحب کی یہ تجویز مناسب معلوم
ہوتی ہے کہ چند ماہر اور تجربہ کار ڈاکٹروں کا ایک بورڈ یہ فیصلہ کرے کہ مریض کو نقصان ڈاکٹر کی سہل
پسندی اور غفلت کی وجہ سے ہوئی یا بھول چوک سے ہو اور کیا وہ بھول چوک عذر بن سکتی ہے یا
نہیں۔ اس کے باوجود بھی انسان ہونے کے ناطے ڈاکٹر سے غلطیاں سرزد ہونا یا مریض کو نقصان
پہنچ جانا بعید نہیں۔ اس صورت میں تقریباً تمام فقہاء متفق ہیں کہ ڈاکٹر پر اس کی ذمہ داری نہ ہوگی۔
امام ابو حنیفہ کے نزدیک وجہ یہ ہے کہ علاج کرنا ایک اجتماعی ضرورت ہے۔ طبی خدمات کے
دوران ہونے والے نقصانات کا ذمہ دار اگر ڈاکٹر کو قرار دیا جائے اور قانونی یا تمدنی کسی بھی اعتبار

سے اس کی گرفت کی جائے تو اس سے ڈاکٹروں کی حوصلہ شکنی اور ان کے فن اور خدمات کی ناقدری ہوگی اور اس صورت میں کوئی بھی ڈاکٹر کھلے دل اور حاضر سے دماغ کے ساتھ مریض کا علاج نہیں کر سکتا بلکہ بہت ممکن ہے کہ قانونی یا معاشرتی گرفتوں کا احساس پر اس حد تک غالب ہو جائے کہ وہ اپنے آپ کو خطرات میں ڈالنے کی بجائے اپنی فنی خدمات ہی سے سبکدوش ہو جائے اور خدا نخواستہ اگر ایسا ہو جائے تو بہت بڑا اجتماعی نقصان ہوگا۔ (ص 123)

مسئلہ: طبیب حاذق نے اپنے اجتہاد سے مریض کے لیے ایک نئی دوا تجویز جس کا استعمال اب تک کسی نے تجویز نہ کیا ہو اور اس کے استعمال کے تسلی بخش تجربے بھی نہ ہوئے ہوں اور اس دوا سے مریض مر گیا ہو تو اس صورت میں طبیب پر تاوان آئے گا۔

مسئلہ: طبیب حاذق نے مریض کی دکھتی آنکھ میں دوا ڈالی جس سے آنکھ کی بینائی جاتی رہی تو طبیب پر تاوان نہ آئے گا۔ لیکن اگر طبیب نے غفلت سے غلط اور نقصان دہ دوا ڈالی تو اس پر تاوان آئے گا۔

الكحاح اذا صب الدواء في عين رجل فذهب ضوءه لم يضمن كالاختان الا اذا غلط۔ (بزازیہ 89/5)

مسئلہ: طبیب نے مریض کے لیے لیزر شعاعوں (Laser) سے آنکھ کا علاج تجویز کیا۔ مریض نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ میرا علاج کرو لیکن شرط یہ ہے کہ میری بینائی زائل نہ ہو۔ طبیب نے ضابطے کے مطابق کام کیا لیکن مریض کی آنکھ کی بینائی جاتی رہی تو طبیب پر تاوان نہیں آئے گا کیونکہ صحیح علاج کے باوجود قدرتی طور پر نقصان نہ ہونے دینا طبیب کی طاقت سے باہر ہے۔

قال للكحاح داو بشرط ان لا يذهب البصر فذهب لا يضمن لانه ليس في وسعه۔ (بزازیہ، ج 5 ص 89)

غیر ہنرمند طبیب اگر علاج میں مریض کا نقصان کر دے تو اس پر تاوان آئے گا

عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جدته ان رسول الله ﷺ قال من تطيب ولا يعلم

منہ طب فہو ضامن۔ (ابو داؤد)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مریض کا علاج کیا جب کہ وہ طبیب نہیں ہے تو (کوئی نقصان ہونے پر وہ ذمہ دار ہوگا اور) اس پر تاوان آئے گا۔

عن عبد العزیز قال قال رسول اللہ ﷺ ایما طبیب تطب علی قوم لا یعرف له تطب قبل ذلک فاعنت فہو ضامن۔ (ابو داؤد)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس طبیب نے کسی قوم کا علاج کیا حالانکہ پہلے سے اس کا طبیب ہونا معروف نہ ہو اور اس نے مریضوں کو نقصان پہنچایا (اور ہلاک کیا) تو اس پر تاوان آئے گا۔

باب: 55

دوا کے نمونہ جات (Samples)

اور

ہدایا (Gifts) کے احکام

مسئلہ: دواؤں کی کمپنیوں کی جانب سے نمونہ جات (Samples) یا چھوٹے چھوٹے ہدیے مثلاً معمولی قیمت کا قلم، نسخہ لکھنے کا پیڈ، کیلنڈر وغیرہ ڈاکٹروں کو دیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کے لیے ان کو لینا اور ان کو اپنے استعمال میں لانا یا دوسروں کو مفت استعمال کیلئے دینا جائز ہے۔

مسئلہ: قیمتی ہدیے مثلاً کوئی کار، ریفریجریٹر، کمپیوٹر کسی بیرونی ملک کے سفر کا ٹکٹ، دواؤں میں کمیشن اور کسی بڑے ہوٹل میں کھانے کا خرچ وغیرہ، یہ سب رشوت کی صورتیں ہیں اور ان کا لینا دینا دونوں ناجائز ہیں قیمتی ہدیوں سے مراد وہ ہدیے ہیں جو کمپنی والے ہر کسی ڈاکٹر کو نہیں دیتے۔

مسئلہ: وہ ڈاکٹر جو سرکاری ہسپتالوں میں کام کرتے ہیں ان کو بھی کمپنیوں کے نمائندے (Representatives) دواؤں کے نمونہ جات ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے دیتے ہیں سرکاری ملازم کی حیثیت سے نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ اگر وہ ڈاکٹر ملازمت چھوڑ کر اپنا نجی مطب کھول لے تب بھی یہ نمائندے اس کے پاس آتے ہیں اور نمونہ جات وہ دے دیتے ہیں۔

البتہ اگر کوئی ڈاکٹر سرکاری ملازمت میں ایسی حیثیت میں ہو کہ اس کو کمپنیوں سے دوائیں خریدنے کا اختیار ہو اور کمپنیوں کے نمائندے اس کو نمونہ جات دیتے ہوں تو یہ نمونہ جات سرکاری ملکیت ہونگے اور ڈاکٹر کے ذمہ واجب ہوگا کہ وہ ان کو ہسپتال کے سٹور میں جمع کرائے اور جائز

مصرف میں خرچ کرے۔ اسی حیثیت میں جو ہدیے ملیں وہ بھی سرکاری ملکیت ہونگے۔ ڈاکٹر کی ذاتی ملکیت شمار نہیں ہوں گے۔ ہدیے اگر ہسپتال کے استعمال میں آسکیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو فروخت کر کے دوائیں یا ہسپتال کی ضرورت کی دیگر اشیاء خرید لی جائیں۔

تنبیہ: مذکورہ اختیار والا سرکاری ڈاکٹر اگر علاج معالجہ بھی کرتا ہو اور مریضوں کو نسخہ جات تجویز کرتا ہو تو اگرچہ اس بات کا احتمال ہے کہ اس کو معالج کی حیثیت سے نمونہ جات و ہدیے دیے گئے ہوں لیکن چونکہ کاروباری نقطہ نظر سے سرکاری اختیار کی حیثیت غالب ہوتی ہے اور احتیاط بھی اسی پہلو کو اختیار کرنے میں ہے لہذا اس ڈاکٹر کو ملنے والے تمام نمونہ جات و ہدایا خواہ ہسپتال میں دیے گئے ہوں یا نجی مطب میں دیے گئے ہوں سرکاری ملکیت شمار ہونگے۔

2- کسی غیر سرکاری ادارے کے تحت چلنے والے ہسپتال میں ایسے بااختیار ڈاکٹر کیلئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ: کمپنیاں ڈاکٹروں کو جو نمونے دیتی ہیں اس شرط کے ساتھ دیتی ہیں کہ ان کو فروخت نہیں کیا جائے گا۔ چونکہ کمپنیوں کا ہبہ مطلق نہیں ہوتا بلکہ اس غرض سے ہوتا ہے کہ ڈاکٹر ان کے نمونوں (Samples) کو خود استعمال کر کے یا دوسروں کو استعمال کرا کے ان کے اثرات کا تجربہ و مشاہدہ کریں اور مفید پاکر مریضوں کو تجویز کریں۔ اور چونکہ یہ غرض اسی وقت پوری ہو سکتی ہے جب ڈاکٹر ان کو بازار میں فروخت نہ کریں بلکہ ان کو خود استعمال کریں یا خود دوسروں کو استعمال کرائیں لہذا کمپنیوں کی جانب سے یہ شرط فاسد نہیں ہے بلکہ غرض کے مناسب ہے اور الْمُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ کے تحت اس شرط کی پابندی و پاسداری ضروری ہے۔

غرض شرط کی پابندی کرتے ہوئے ڈاکٹروں کیلئے جائز نہیں کہ وہ نمونہ جات کو فروخت کریں۔ لیکن اگر کوئی ان کو فروخت کر دے تو اصل ہبہ کے اعتبار سے بیع صحیح ہو جائے گی البتہ ڈاکٹر پر لازم ہوگا کہ وہ ان کی قیمت کو اپنے استعمال میں نہ لائے بلکہ اس رقم سے وہی دوا یا اگر وہ دوا اس کے دائرہ استعمال میں نہ آتی ہو تو کوئی اور دوا خرید کر لوگوں کو مفت استعمال کیلئے دیدے۔ اور اگر کسی وجہ سے ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اس رقم کو صدقہ کر دے۔

اگر ڈاکٹر نمونہ جات کو فروخت کر کے حاصل شدہ رقم اپنے استعمال میں لائے گا تو اگرچہ وہ

رقم اور اس سے خرید کردہ شے ڈاکٹر کے حق میں حرام نہیں ہوتی لیکن شرط کے خلاف کرنے پر ڈاکٹر گناہ گار ہوگا۔

تنبیہ: کسی کو یہ خیال ہو کہ تجربہ و مشاہدہ تو ایک دو مرتبہ کے استعمال سے ہو جاتا ہے جبکہ کمپنیوں والے نمونہ جات بار بار دے جاتے ہیں۔ لہذا بار بار دینے میں کمپنی کی وہ غرض باقی نہیں رہتی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ کمپنی والے لنگر کے ساتھ نمونہ (Sample) کہہ کر اور لکھ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح شرط بھی لکھی ہوتی ہے۔ اور دوا میں نمونہ (Sample) سے غرض وہی ہوتی ہے جو اوپر مذکور ہوئی جبکہ بار بار تجربہ و مشاہدہ کرنا بے فائدہ نہیں ہوتا بلکہ مفید ہی ہوتا ہے کیونکہ مختلف مریضوں میں ایک دوا کے مختلف مفید و مضر اثرات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ لہذا غرض معدوم نہیں ہوتی بلکہ باقی رہتی ہے۔

مسئلہ: آج کل نمونہ جات (Samples) میں رشوت کا عنصر شامل ہوتا جا رہا ہے۔ کمپنیاں زیادہ ہونے کی وجہ سے ان کے مابین مقابلہ بھی زیادہ ہو گیا ہے اور کمپنی کے نمائندے اپنی ملازمت کو مستقل کرانے کی خاطر یا مزید ترقی کی خاطر ان ڈاکٹروں کو زیادہ نمونہ جات دیتے ہیں جو ان کی کمپنی کی مصنوعات زیادہ لکھتے ہیں یا زیادہ لکھنے پر آمادہ نظر آتے ہیں۔ اس وجہ سے ڈاکٹروں پر لازم ہے کہ وہ کمپنیوں سے نمونہ جات اور ہدیے لینے میں استغناء کو اختیار کریں اور کمپنی کے نمائندوں کی خاطر ضابطہ اخلاق و قانون شریعت کو نہ توڑیں۔

مسئلہ: کمپنی کے نمائندوں کی خاطر یا ان سے مزید نمونہ جات (Samples) یا دیگر ہدایا اور مفادات حاصل کرنے کی خاطر بلا ضرورت دوا میں تجویز کرنا یا کم استطاعت والے مریضوں کو متبادل مسوٹر اور سستی ادویہ کے ہوتے ہوئے مہنگی ادویہ تجویز کرنا ظلم و خیانت ہے اور ناجائز ہے۔

مسئلہ: نمونہ (Sample) کی دوائیں اگر کسی میڈیکل سٹور پر فروخت ہو رہی ہوں تو بہتر ہے کہ ان کو نہ خریدا جائے۔ اگر خرید ہی لیا تو دوا حلال ہوگی لیکن کراہت تہزیہی کے ساتھ۔ یہ حکم اس وقت ہے جب معلوم نہ ہو کہ سٹور میں دوا کس ذریعہ سے آئی۔

البتہ اگر معلوم ہو کہ کمپنی کے نمائندوں نے مال چوری کر کے سٹور کو دیا ہے یا ڈاکٹروں میں تقسیم کرنے کے بجائے سٹور کو فروخت کر دیا ہے۔ تو چونکہ وہ غصب اور چوری کا مال ہے لہذا اس کو

خریدنا ناجائز ہے۔

دواؤں کی کمپنیوں کی زیر سرپرستی طبی کانفرنسیں

کمپنیاں از خود یا ڈاکٹروں کی تحریک و درخواست پر طبی کانفرنسیں کرواتی ہیں۔ یہ کانفرنسیں چھوٹے بڑے پیمانے پر ہوتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کانفرنس کا کل خرچہ صرف ایک یا ایک سے زائد کمپنیاں برداشت کرتی ہیں۔ اس میں شرکائے کانفرنس کے اعلیٰ ہوٹل میں قیام و طعام کا خرچہ اور بعض خصوصی شرکاء اور مہمانوں کے سفری اخراجات بھی شامل ہوتے ہیں۔

مسئلہ: کمپنی از خود اپنی تحریک پر ایسی کوئی کانفرنس کرے تو بظاہر کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ اس سے کمپنی کا مقصود اپنی مصنوعات کی ترویج ہوتا ہے اور ترویج کا ذریعہ ڈاکٹر ہوتے ہیں لہذا ڈاکٹر کمپنی کی ایسی کسی پیشکش سے فائدہ اٹھانا جس سے وہ کسی بھی حد تک اس کمپنی کی مصنوعات کی ترویج کا پابند ہو جائے یا اپنے آپ کو پابند محسوس کرے ناجائز ہے اور رشوت ہے۔ اس میں اعلیٰ ہوٹل میں قیام و طعام بھی شامل ہے اور سفری خرچہ بھی۔

مسئلہ: جب خود ڈاکٹروں کی درخواست و مطالبہ پر کوئی کمپنی کسی طبی کانفرنس کی سرپرستی کرے تو اس صورت میں ڈاکٹروں کو بہت زیادہ احتیاط اور استغناء کی ضرورت ہے۔ کوئی ایسا فائدہ اٹھانا خواہ وہ سفری ٹکٹ کا ہو یا ہوٹل میں قیام و طعام کا ہو جس کے بعد ڈاکٹر کمپنی کے کسی درجہ میں پابند ہو جائیں یا پابندی محسوس کریں جائز نہیں۔

مسئلہ: خاص کانفرنس کے انتظام کی مجبوری ہو یا کسی خاص ناگزیر مہمان کو باہر سے بلانا ہو تو یہ کمپنی کے سپرد کیا جاسکتا ہے۔ البتہ دیگر تنظیمیں ڈاکٹر اور شرکاء کے قیام و طعام کے اور سفر کے اخراجات خود ان کے اپنے ذمے ہوں۔ کمپنی کے انتظام کرنے سے کمپنی کو اپنی مطلوبہ تشہیر حاصل ہو جائے گی اور قیام و طعام اور سفر کے اخراجات خود برداشت کرنے سے ڈاکٹر کمپنی کے پابند بھی نہیں رہیں گے۔

مسئلہ: مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں ضروری ہے کہ اسراف و تبذیر سے بچا جائے اور مادی آسائشوں کے بجائے علمی معیار کو ترجیح دی جائے۔

باب: 56

دوا کے بارے میں احکام

جو چیزیں علاج میں کام آتی ہیں چار قسم کی ہیں۔ جمادات، نباتات، حیوانات اور ان سے مرکب چیزیں۔

دوا کے استعمال کے طریقے

علاج میں کام آنے والی دواؤں کے استعمال کے دو طریقے ہیں اور دونوں کے شرعی حکم علیحدہ ہیں۔ ایک داخلی استعمال اور دوسرا خارجی استعمال۔

داخلی استعمال صرف حلق میں اور پیٹ میں پہنچ جانے کو کہتے ہیں یعنی داخلی استعمال کھانے پینے کا نام ہے۔ اس کے سوا جتنے طریقے استعمال کے ہیں سب خارجی ہیں حتیٰ کہ تر چیز ناک میں سڑکنا (استنشاق) اور تر دوا ناک میں ٹپکانا (سعوط) اور ناک میں دوا پھونکنا (نفوخ) اور منجن ملنا (سنون) اور کوئی تر یا خشک دوا سونگھنا (شموم) اور ناس لینا (عطوس) اور چباننا اور کلی کرنا اور ٹیکہ لگوانا بھی خارجی استعمال ہیں بشرطیکہ دوا حلق میں نہ پہنچے۔ لیکن سوائے شوموم (سونگھنے) کے اور ٹیکے کے سب میں خطرہ ہے کہ دوا حلق میں پہنچ جائے بلکہ اغلب ہے کہ پہنچ جاتی ہے لہذا اکثر کا اعتبار کرتے ہوئے یہ سب بھی داخلی استعمال کے حکم میں ہیں اور یہ احتیاط ضروری ہے کہ جس چیز کا داخلی استعمال درست نہیں وہ ان طریقوں سے استعمال نہ کی جائیں ورنہ اگر ذرا بھی حلق میں پہنچ گئی تو حرام چیز کھانے کا گناہ ہوگا اور کوئی احتیاط کر سکے (کہ حلق میں نہ جانے پائے) تو استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔

داخلی اور خارجی استعمال کا حکم

مسئلہ: جو چیز نجس العین ہے یعنی خود ناپاک ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، شراب، مردار (اور

اس کا گوشت چربی وغیرہ) اور خنزیر کا گوشت وغیرہ اس کا نہ تو خارجی استعمال درست ہے اور نہ ہی داخلی استعمال درست ہے۔

مسئلہ: اور جو چیز دوسری چیز کے ملانے سے نجس ہوئی ہے اس کا داخلی استعمال درست نہیں البتہ خارجی استعمال جائز ہے۔ جیسے ناپاک پانی یا وہ سرمہ جس میں پتوں کا پانی (Bile) پڑا ہو جبکہ ادویات سے پتوں کا پانی زیادہ نہ ہو اور جیسے شراب آمیز ادویات جبکہ شراب مغلوب اور دوغالب ہو۔

اس استعمال کی صورت میں جس حصہ پر دوا لگی ہو اس حصہ کو نماز کے وقت دھونا اور باقاعدہ پاک کرنا ضروری ہے۔

ایسی ناپاک چیز سے خارجی استعمال میں بھی پرہیز کرے تو زیادہ بہتر اور مناسب ہے کیونکہ بعض اوقات شدت مرض میں خیال نہیں رہتا اور کپڑوں میں بھی نجاست لگ جاتی ہے یا ہاتھ بلا دھوئے کسی برتن میں پڑ جاتا ہے اور وہ برتن اور پانی ناپاک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے گھر کے دوسرے افراد کو بھی نجاست لگ جاتی ہے۔

تنبیہ: شریعت اسلامی میں کسی چیز کی حرمت کی علت چار چیزیں ہیں۔

(1) نجاست

(2) مضرت

(3) خباث یعنی گھن والی ہونا جیسے کیڑے کلوڑے۔

(4) نشہ۔

مسئلہ: جب مضر اور غیر مضر چیزیں مل جائیں تو اگر ملانے سے نقصان جاتا رہے۔ تو ممانعت بھی جاتی رہے گی جیسے سنکھیا کے ساتھ کوئی اس کا اتار ملا دیا جائے۔

مسئلہ: جب خبیث اور غیر خبیث مل جائیں تو اگر خباث اور گھناؤنا پین باقی رہے تو حرمت کا حکم ہوگا اور اگر نہ رہے تو حلت کا حکم ہوگا۔ جیسے دیگ میں مکھی پڑ جائے کہ اگر مکھی شوربے میں حل نہیں ہوئی تو اس مکھی کا کھانا جائز نہیں اور اگر وہ گل مل گئی تو ایک دیگ میں مکھی کامل جانا عرفاً مستحب نہیں لہذا وہ شور باحلال ہے حالانکہ مکھی کے اجزاء اس میں بالیقین موجود ہیں۔ (بہشتی زیور جزو طبی جوہر)

امداد الفتاویٰ ص 103 ج 4 سرکہ، پھل وغیرہ میں پیدا ہونے والے کیڑے جو مخلوط ہو گئے ہیں وہ ضرورت کی وجہ سے عفو میں کما قوالا نزع بجوء حمام و عصفور مع حرمة تثار لهما ایضاً نفع المفتی والسائل۔ عبدالحی لکھنوی ص 110)

جمادات کا بیان

جمادات سے مراد وہ اشیاء ہیں جو جڑی بوٹیوں (نباتات) اور حیوانات اور حیوانوں کے فضلہ اور اجزاء کے علاوہ ہیں جیسے مٹی سونا، چاندی، ہڑتال، تانبہ، زہر مہرہ، سنگ یشب وغیرہ (دیگر معدنیات Minerals)

جمادات سب پاک اور حلال ہیں سوائے اس کے جو مضر ہو یا نشہ لانے والا ہو۔ اور اگر مضر چیز کا نقصان کسی طرح جاتا رہے یا چیز نشہ لانے والی نہ رہے تو ممانعت بھی نہ رہے گی۔ مٹی کھانے، پان میں چونہ کھانے اور گل ارمنی، گیرو، ملتانہ اور سنگ یشب وغیرہ کھانے کا حکم یہ ہے کہ اگر نقصان کریں تو جائز نہیں اور اگر نقصان نہ کریں تو درست ہے مثلاً پان میں چونہ زیادہ کھانا جو دانتوں کو خراب کرے یا اس سے اور کوئی نقصان ہو تو درست نہیں اور بقدر ضرورت و نفع درست ہے۔ چونہ اتنا کھانا جس سے دانتوں پر دھڑی جم جائے جائز نہیں ہے نہ مردوں کو نہ عورتوں کو کیونکہ مضر ہے۔

مسئلہ: تمباکو اگرچہ نباتات میں سے ہے لیکن اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک اور جس مقدار میں تمباکو نوشی نقصان نہ کرے تو مکروہ تنزیہی ہے اور جب اور جس مقدار میں نقصان دینے لگے تو مکروہ تحریمی ہے۔

تنبیہ: اگر کوئی زیادہ چونہ کھانے کا عادی ہو گیا اور دھڑی جم گئی تو اگر آسانی سے وہ چھوٹ سکے تو غسل کرنے میں چھڑانا ضروری ہے اور نہ چھوٹ سکے تو معاف ہے۔

کشتہ جات اور سمیات (Poison and poisonous drugs) کا حکم بھی معلوم ہوا کہ کسی حاذق اور قابل اعتماد طبیب کی رائے کے بغیر انکا استعمال درست نہیں اور اگر حاذق و قابل اعتماد طبیب کھلائے تو درست ہے کیونکہ وہ کسی نفع کیلئے کھلاتا ہے۔

مسئلہ: سونا چاندی بھی جمادات میں سے ہیں لیکن یہ دوسرے جمادات کی طرح دوا میں

کام آنے کے علاوہ آرائش وغیرہ کے کام بھی آتے ہیں۔ دوا کے طور پر اور عورتوں کیلئے زیور کے طور پر استعمال کرنے کے علاوہ شریعت نے ان کے اور استعمالات سے منع کیا ہے۔ لہذا سونے چاندی کی سلوائی یا سرمہ دانی یا اور آلات کا استعمال یا ان کے برتن میں دوا بھگوننا یا رکھنا یا پینا یا کوئی معجون یا اور کئی دوا مرہم وغیرہ سونے چاندی کے برتن میں رکھنا جائز نہیں نہ مرد کو نہ عورت کو۔ اسی طرح سونے چاندی کی کمائی اور فریم والی عینک لگانا بھی منع ہے۔

مسئلہ: سونے چاندی کے ورق کھانا یا سرمہ میں ڈالنا یا چاندی کا ٹکڑا دوا میں بھگودینا یا چاندی کا بچھاؤ دینا دوا میں جائز ہے۔

مسئلہ: دانت کو سونے چاندی کے تار سے باندھنا دفع حرج کیلئے جائز ہے کیونکہ اور کسی دھات کے تار سے باندھنے سے مسوڑھے گل جاتے ہیں۔

مسئلہ: سونے کی ناک لگانا یا بدن میں کسی جگہ سونے کی نلی چڑھانا جائز ہے۔

مسئلہ: اگر سونے چاندی کے ورق معجونوں میں اس طرح کر دیے جائیں کہ تمام ادویہ کے ساتھ حل ہو کر ایک ذات ہو جائیں تو اس صورت میں وہ سونا چاندی کسی شمار میں نہ ہوگا اور اگر پوری طرح حل نہ ہوں تو کپڑے کی گوٹ کی طرح محض تابع ہیں کیونکہ اس کو سونا چاندی کی معجون کوئی نہیں کہتا بلکہ جزو غالب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

مسئلہ: بدن میں جو عین پڑتی ہوں تو بطور علاج مردوں کیلئے بھی ریشم کا کپڑا پہننا جائز ہے۔

نشہ کی چیزوں کا حکم ا-

i- ان میں جو چیزیں خشک (Solid) ہیں وہ سب پاک ہیں اور شدید ضرورت کے وقت مثلاً کسی علاج کیلئے طبیب کی رائے سے اتنی مقدار ان خشک چیزوں کا کھانا درست ہے جو نشہ نہ لائے اور اتنی مقدار کا استعمال جس سے نشہ آتا ہو ہرگز جائز نہیں ہے۔ لیکن حتی الامکان غیر نشہ آور مقدار سے بھی پرہیز اور احتیاط زیادہ مناسب ہے کیونکہ اکثر تھوڑے سے بہت تک نوبت ضرور آجاتی ہے اور ضرورت و عدم ضرورت کا خیال نہیں رہتا۔ اور اگر ان خشک نشہ آور اشیاء کا استعمال محض اہو و لعب کیلئے ہو تو حرام ہے۔ خشک نشہ آور اشیاء میں افیون (اور اس سے حاصل نشہ آور ادویہ و اشیاء مثلاً کوڈی Codeine، پتھیدیٹین

Pethidine، ہیروئن، Heroine، بھنگ، گانج، چرس، مجون فلک سیر وغیرہ شامل ہیں۔

ii- وہ نشہ آور اشیاء جو سیال (Liquid) ہوں ان کی دو بڑی اقسام ہیں۔

(الف) جو بالاتفاق تمام ائمہ مجتہدین کے نزدیک ناپاک اور حرام ہیں ان کی چار قسمیں ہیں۔

1- انگور کی پکی شراب

2- انگور کی پکی شراب

3- منقی کی شراب

4- کھجور کی شراب

ان چار قسموں کا ایک قطرہ بھی پینا یا گھر میں رکھنا یا کسی کام میں لانا جائز نہیں اور ان کی خرید و فروخت بھی نہیں ہو سکتی۔

(ب) ان چار کے علاوہ اور شرابیں مثلاً آلو، جو اور گندم سے حاصل شدہ سپرٹ اور الکوہول (Alcohol)۔ ان کا حکم یہ ہے کہ ایک روایت کی رو سے یہ بھی حرام اور نجس ہیں اور ایک کی رو سے پاک ہیں۔ لہذا دوا کے طور پر ان کے استعمال کی اجازت ہے البتہ اگر الکوہول انگور، کھجور یا منقی سے تیار کی گئی ہو وہ ناپاک و حرام ہوگی۔ اس کا ایک قطرہ بھی پینا یا کسی طرح استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

مسئلہ: ہومیو پیتھک ادویات میں بھی یہی حکم ہے کہ ان کو جب دوا کی ضرورت ہو صرف اس وقت استعمال کیا جائے کیونکہ ان میں بھی الکوہول کا استعمال ہوتا ہے۔
مسئلہ: کلووفارم یا ایٹھر (Ether) وغیرہ سونگھا کر عمل جراحی کیلئے بے ہوش کرنا جائز ہے۔

نباتات کا بیان

نباتات سب پاک اور حلال ہیں سوائے اس کے جو مضر ہو یا جو نشہ آور ہو۔ مضر میں ممانعت کی وجہ ضرر ہے جب ضرر نہ رہے تو اس کے استعمال میں کچھ بھی حرج نہیں ہے۔ جیسے جمال گوٹہ، کچلہ وغیرہ کہ طبیب کی رائے سے ان کا استعمال بلا تکلف جائز ہے۔

حیوانات کا بیان

مسئلہ: عورت کا دودھ آنکھ میں یا کان میں بطور دوا کے ڈالنا ناجائز ہے۔

مسئلہ: زندہ جانور کو جلانا یا ضرورت سے زیادہ تکلیف دینا جیسے زندہ جانور کو تیل میں ڈال کر جلانا یا شیشی میں کیڑوں کو بھر کر گرم کچھڑی یا پانی میں رکھ کر تیل بنانا درست نہیں۔ مار کر تیل میں ڈالنا چاہیے اس سے اثر میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ بیر بہوٹی کو شیشی میں بند کر کے چند روز رکھتے ہیں تاکہ وہ مر جائیں یہ بھی بے رحمی ہے۔ اگر کوئی اور ترکیب نہ ہو تو بدرجہ مجبوری جائز ہے۔

مسئلہ: زندہ جانور کا کوئی جزو جس میں حس ہوتی ہے کاٹ کر کام میں لانا درست نہیں اور ایسا جزو کاٹ کر کام میں لانا جو غیر ذی حس ہو جیسے زندہ ہاتھی کا دانت کاٹ لیں یا بکری کے بال کاٹ لیں تو یہ پاک ہے پھر اگر یہ حلال جانور کا جزو ہے تو اس کا کھانا بھی حلال ہے اور اگر غیر ماکول یعنی حرام جانور کا جزو ہے تو اس کا صرف خارجی استعمال درست ہے۔

اسی قاعدے کی بنا پر سانپ کا دانت سرمہ میں ڈالنا جائز ہے خواہ زندہ کا لیا جائے یا مردہ کا۔

مسئلہ: دریائی جانور سب پاک ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے مذبوح ہوں یا غیر مذبوح لہذا تمام دریائی جانوروں کا اور ان کے تمام اجزاء کا خارجی استعمال درست ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سوائے مچھلی کے کسی اور دریائی جانور کو کھانا درست نہیں۔

تنبیہ: مینڈک کو مارنے میں کراہت ہے جیسا کہ ایک حدیث میں آتا ہے؟

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ طَبِيبًا ذَكَرَ صِفْدَ عَافِي دَوَائِي عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَتَنَّهُا عَنْ قَتْلِهَا (مسند احمد)

حضرت عثمان بن عبد الرحمن رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کے سامنے ایک طبیب نے دوا میں مینڈک کے اجزاء ملانے کا ذکر کیا تو آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے مینڈک کو مارنے سے منع فرمایا۔

ہاں اگر مارا ہوا ہو تو خارجی استعمال میں کچھ حرج نہیں۔ یہ حکم دریائی مینڈک کا ہے۔ رہا خشکی کا مینڈک توہ نجس ہے لہذا وہ مرا ہوا مردار کے حکم میں ہے البتہ ذبح کیا گیا ہو تو پاک ہے یا بہت ہی چھوٹا ہو۔ دریائی مینڈک کے پیروں کی انگلیوں کے بیچ میں کھال ہوتی ہے جیسے بطخ کی۔

مسئلہ: سرطان کا اثر چونکہ جلانے کے بعد بھی باقی رہتا ہے لہذا سرطان کو جلا کر استعمال کرنا

چاہیے۔

مسئلہ: جند بیدستر کا داخلی استعمال بالاتفاق جائز نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک اس کی دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ دریائی جانور کا جزو ہے دوسرے یہ کہ خصیہ (Testicle) ہے جس کی صریح ممانعت حدیث میں آئی ہے۔

مسئلہ: کیڑے مکوڑے اور خشکی کے وہ تمام جانور جن میں دم سائل (بہنے والا خون) نہ ہو پاک ہیں جیسے بہت سے حشرات الارض بچھو، تیتے، چھوٹی چھپکلی (یعنی وہ جو بالشت سے کم ہو) جس میں دم سائل نہ ہو۔ چھوٹا سانپ (یعنی جو بالشت سے کم ہو) جس میں دم سائل نہ ہو ان کا خارجی استعمال ہر طرح درست ہے اور سوائے ٹڈی سب کا داخلی استعمال حرام ہے۔ لہذا چیچک کے مریض کو مکھی یا قوت باہ کیلئے خراطین (کینچوے) کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ: کینچوے Earthworms وغیرہ کا اثر لینے کی تدبیر یہ ہے کہ یہ چیزیں مرغی کے بچوں کو کھلائی جائیں پھر بچوں کو ذبح کر کے کو خود کھالے۔ مرغی کے بچوں کو کینچوے کھلانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جگہ وہ ڈال کر مرغی کے بچوں کو اس طرف ہکا دے وہ خود کھالیں گے۔ اپنے ہاتھ سے ان کے سامنے نہ ڈالے۔

مسئلہ: کیڑوں کے لعاب سے بعض پیدا شدہ چیزیں جن سے گھن نہ ہو حلال ہیں جیسے ابریشم، شکر تغال اور لاکھد (LOC) وغیرہ۔

مسئلہ: کسی معجون وغیرہ کو جس میں کیڑے پڑ گئے ہوں مع کیڑوں کے کھانا جائز نہیں اور کیڑے نکال کر جائز ہے۔ اور اگر شہد نچوڑنے میں کچھ وہ بچے بھی مل جائیں جن میں ابھی جان نہیں پڑی تو اس شہد کے کھانے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ نہ تو وہ مردہ ہے اور نہ حیوان ہے۔

مسئلہ: تریاق الافاعی (ایک مرکب جس میں سانپ کا گوشت بھی ملا یا جاتا ہے) حرام ہے۔

مسئلہ: سوائے خنزیر کے تمام وہ جانور جن میں دم سائل (بہنے والا خون) ہو خواہ ان کا گوشت کھانا حلال ہو یا حرام باقاعدہ ذبح کرنے سے گوشت اور چربی کے علاوہ دیگر اجزاء مثلاً کھال، آنتیں اور جھڑی سنگدانہ پتہ اعصاب سب پاک ہو جاتے ہیں اور ان کا ہر طرح کا خارجی استعمال درست ہے۔ جیسے سر پر باندھنا وغیرہ۔ آنتوں اور اوچھڑی اور سنگدانہ اور پتے کو نجاست ظاہری سے دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ: مردار اور باقاعدہ ذبح نہ کیا ہوا جانور نجس ہے سوائے اجزائے ذیل کے۔ ((1 بال،

اور ((2 ہڈی جبکہ اس پر گوشت اور چکنائی بالکل نہ رہے۔)) (3 کھال جبکہ دباغت ہو جائے۔
 ((4 کھال ہی کے حکم میں وہ اعضاء بھی ہیں جو جلدی اعضاء جلدی کہلاتے ہیں جیسے مثانہ،
 اوجھڑی، پوست، سگندانہ، آنتیں، جھلیاں۔ یہ سب چیزیں بھی کھال کی طرح دباغت سے پاک
 ہوجاتی ہیں۔)) (5 پٹھے جبکہ دباغت ہو جائیں (6) ناخن ((7 سم، (8) سینگ، (9) پر۔

مردار کے ان اجزاء کو پاک کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز ان کے ساتھ درست ہے، ان کی
 خرید و فروخت جائز ہے اور اگر ان کا کسی طرح کا خارجی استعمال کیا جائے درست ہے۔ مگر مردار
 کے کسی جزو کو کھانا درست نہیں خواہ وہ مردار جانور بذات خود حرام ہو یا حلال ہو۔

نوٹ: خنزیر کے مذکورہ بالا یہ اجزاء بھی ناپاک ہوتے ہیں۔

مسئلہ: ہاتھی دانت پاک ہے خواہ مردار ہاتھی کا ہو یا زندہ ہاتھی کا لیکن اس کا داخلی استعمال
 جائز نہیں۔ خارجی استعمال ہر طرح کا درست ہے۔

مسئلہ: جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے ان کا دودھ بھی حرام اور نجس ہے اور حلال
 جانور کا دودھ حلال اور پاک ہے۔ اگر حلال جانور مر بھی جائے تو اس کے تھنوں سے نکلا ہوا دودھ
 پاک اور حلال ہے۔ گدھی کا دودھ دق اور سہل میں پینا تداوی بالحرام ہے۔ گھوڑی کا دودھ حلال
 اور پاک ہے کیونکہ گھوڑا بذات خود حلال ہے اگرچہ جہاد کی مصلحت سے اس کے گوشت کھانے کی
 ممانعت ہے۔

مسئلہ: جو خون جونک نے پیا وہ ناپاک ہے البتہ جب وہ جونک کا جز بن جائے تو تبدیلی
 ماہیت کی بنا پر پاک ہو جاتا ہے۔ جونک کا جزو بننے کی علامت یہ ہے کہ سونٹے سے خون نہ نکلے۔
 مسئلہ: حلال پرندوں کے کل فضلات سوائے خون کے پاک ہیں مگر استنجابث کی وجہ سے
 داخلی استعمال کسی کا بھی درست نہیں ہے۔ البتہ مرغابی، مرغی اور بطخ کی بیٹ نجس ہے۔

مسئلہ: وہ سرمہ جس میں پتوں کے پانی ملائے جاتے ہیں اس میں اگر حلال پرندوں کے
 پتوں کا پانی پڑا ہے تب تو بلا تکلف جائز اور پاک ہے (سوائے مرغابی اور مرغی اور بطخ کے کہ ان
 کے پتوں کا حکم بھی بیٹ کا سا ہے) اور اگر حرام پرندوں کے پتوں کا پانی یا پرندوں کے علاوہ کسی
 اور خون والے جانور کا پتہ پڑا ہے تو ناپاک ہے اور صرف اس وقت جائز ہے جب پتوں کے پانی
 کی بنسبت دوسری ادویات مقدار میں زیادہ ہوں۔ لیکن نماز کے وقت آنکھوں کو دھونا پڑے گا اگر

آنکھوں کے اوپر ادویات ملا پینے کا پانی بہا ہے۔ اور اگر ادویات زیادہ نہیں ہیں بلکہ غلبہ پتوں کے پانی کو ہے تو جائز نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں یہ سرمہ نجس العین ہے۔

مسئلہ: بکری کا پینے مع پانی کے چھلوری (انگلی یا ناخن کے اندر ہونے والے چھالے) پر چڑھانا امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر درست ہے۔

مسئلہ: اگر پینے چھلوری پر چڑھایا اور اس کا اتارنا مضر ہے تو اس پر وضو کے وقت پانی بہالے اور اگر پانی بہانا بھی مضر ہو تو مسح کرے اور اگر مسح بھی مضر ہو تو چھوڑ دے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: حلال پرندوں کے علاوہ باقی تمام جانوروں کا پاخانہ ناپاک ہے۔ اور جس سے احتراز (بچاؤ) ممکن نہ ہو وہ معاف ہے جیسے کبھی کی بیٹ یا ریشم کے کیڑے کا فضلہ جو باوجود حتی الامکان کوشش کے بھی کچھ نہ کچھ ابریشم میں لگا ہی رہ جاتا ہے اور عموم بلوئی کی وجہ سے چمکا ڈر کی بیٹ پاک اور معاف ہے۔ چونکہ معاف ہونے کا مدار عموم بلوئی پر ہے لہذا جہاں عموم بلوئی نہیں ہوگا جیسے سانپ کی بیٹ اور چونک کی بیٹ تو یہ نجس ہوگی اور شیاغسی (آنکھ میں لگانے کی ایک دوا ہے جس میں کبھی کی بیٹ پڑتی ہے) نجس ہوگا کیونکہ آنکھ کے بارے میں بلوئی نہیں مگر آنکھ میں لگانا جائز ہوگا کیونکہ غلبہ دیگر ادویات کو ہے نجس العین نہیں ہے۔ ہاں اگر آنکھ کے باہر بھی بہا ہو تو نماز کے وقت دھونا ضروری ہے۔

مسئلہ: پرندوں کے علاوہ حلال حیوانات کا لعاب پسینہ اور میل پاک ہے اور پیشاب نجاست خفیفہ ہے اور باقی فضلات سب نجس ہیں۔ نجاست غلیظہ ہیں۔

مسئلہ: غیر پرند حرام جانوروں کے تمام فضلات اور لعاب اور پسینہ اور میل سب نجاست غلیظہ ہیں اسی کے مطابق ہاتھی کے کان کا میل بھی نجس ہے۔ دوسری چیز میں ملا کر اس کا خارجی استعمال اس وقت درست ہے جبکہ میل اس پر غالب نہ ہو اور تنہا یا دوسری چیز پر غالب اس کا استعمال خارجی بھی درست نہیں۔ جس طلاء میں ہاتھی کے کان کا میل پڑا ہو لگانا جائز ہوگا کیونکہ اور اجزائے کم ہے۔ ہاں ناپاک ہوگا اور نماز کے وقت دھونا ضروری ہوگا۔

مسئلہ: چوہے کا پیشاب نجس ہے مگر مشقت و تنگی کی وجہ سے معاف ہے ایسے ہی اس کی مینگی میں معافی کا حکم مواقع حرج تک محدود رہے گا مثلاً مینگنیاں کسی دوا یا عرق میں پڑ جائیں بشرطیکہ ٹوٹ کر مل نہ گئی ہوں یا مقدار میں زیادہ نہ ہوں اور بالقصد ان کا استعمال درست نہ ہوگا جیسے پیٹ

پر لپ کرنا یا کتے کے کاٹے ہوئے کو کھلانا الا یہ کہ اور کوئی دوا نہ ہو۔

مسئلہ: گدھے اور خچر کا پسینہ خلاف قیاس پاک ہے تو ان کا میل بھی پاک ہو اور ان کا خارجی استعمال درست ہے۔

مسئلہ: انسان کا پسینہ اور میل اور آنسو اور سنک اور لعاب پاک ہے۔ لعاب داد پر لگانا یا آنکھ میں لگانا اور کان کا میل خارجی استعمال میں لانا درست ہے اور استنجاب (یعنی گھن والے ہونے کی وجہ سے) اس کا داخلی استعمال جائز نہیں۔ ان کے سوا تمام انسانی فضلات نجس ہیں اور ان کا داخلی اور خارجی استعمال کوئی جائز نہیں۔ قے قلیل جو ناقض وضو نہ ہونا پاک نہیں مگر استنجاب کی بنا پر اس کا داخلی استعمال جائز نہیں۔

مسئلہ: حاملہ عورت کے پیشاب سے Human Chorionic Gonadotrophin کے نام کا ایک ہارمون حاصل کیا جاتا ہے جو مرد و عورت کے بانجھ پن کے علاج میں استعمال ہوتا ہے۔ جو عورت آئسہ ہو چکی ہو یعنی اس کو حیض آنے بند ہو گئے ہوں اس کے پیشاب سے ہارمون (Human Menopausal Gonadotrophin) حاصل کیا جاتا ہے اور مرد و عورت کے بانجھ پن کے علاج میں استعمال ہوتا ہے۔

آئسہ عورت کے پیشاب سے ایک ہارمون Follide Stimulating Gonadotrophin حاصل کیا جاتا ہے جو عورت کے بانجھ پن کے علاج میں استعمال کیا جاتا ہے۔

حکم: یہ دوائیں جنس ہیں لیکن ضرورت پڑنے پر تداوی بالحرام کے تحت ان کا استعمال جائز ہے۔
مسئلہ: انسولین دو طرح کی ملتی ہے ایک جو گائے وغیرہ سے حاصل کی جاتی ہے اور دوسری جو مصنوعی طریقوں سے حاصل کی جاتی ہے۔

دوسری قسم (Humilin) وغیرہ اگرچہ نسبتاً مہنگی ہے لیکن جو مریض اس کی استطاعت رکھتے ہوں ان کیلئے فقط اسی قسم کے استعمال کی اجازت ہے پہلی قسم کا استعمال جائز نہیں۔
البتہ جو لوگ (Humilin) خریدنے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں ان کیلئے پہلی قسم کا استعمال مجبوری کی وجہ سے جائز ہوگا۔

وجہ یہ ہے کہ انسولین یورپ وغیرہ میں تیار کی جاتی ہے جہاں گائے کا ذبح بھی شرعی طریقہ

پر نہیں ہوتا لہذا اس سے حاصل شدہ انسولین بھی ناپاک اور حرام ہے۔ البتہ مجبوری و اضطرار کی حالت میں حرام کا استعمال بطور دوا کے جائز ہے جبکہ کوئی متبادل دوا موجود نہ ہو۔

تبدیل ماہیت کا بیان

تبدیل ماہیت سے احکام بھی بدل جاتے ہیں مثلاً انگور کا پانی (رس) پاک ہے لیکن جب وہ ایک دوسری چیز یعنی شراب بن گیا تو وہ نجس ہو گیا اور شراب جب دوسری چیز یعنی سرکہ بن جائے تو پاک ہوگئی۔

تبدیل ماہیت کے یہ معنی ہیں کہ ایک چیز سے ایسی دوسری چیز بن جائے جس کا حکم پہلی چیز کے بالکل خلاف ہو مثلاً ناپاک چیز ایسی چیز میں بدل گئی جو پاک ہوتی ہے تو وہ ناپاک چیز پاک ہوگئی مثلاً شراب ناپاک ہے مگر جب سرکہ بن گئی تو سرکہ ایک پاک چیز ہے تو وہ پاک ہوگئی۔ اور اگر انقلاب ایسی چیز کی طرف ہو جس کا حکم ویسا ہی ہے جیسا کہ انقلاب سے پیشتر تھا تو وہی حکم رہے گا پاک تھی تو پاک اور ناپاک تھی تو ناپاک مثلاً ہڈی جل کر راکھ ہوگئی تو انقلاب تو ہو مگر حکم وہی رہا کیونکہ راکھ بھی پاک ہے اور اگر نطفہ خون بن گیا تو انقلاب تو ہو مگر ناپاک کا ناپاک کی طرف اور حکم بدستور رہا۔ ہاں جب وہ گوشت بن گیا تو پاک ہو گیا کیونکہ گوشت پاک ہوتا ہے۔

اور اگر انقلاب یعنی تبدیلی نامتتام ہو اور دوسری غیر چیز نہیں بنی بلکہ صرف ظاہری شکل و صورت میں تبدیلی ہوگئی تو احکام نہ بدلیں گے جیسے ناپاک گہیوں کی روٹی پکالی کہ گہیوں کے بجائے روٹی کی شکل و صورت پیدا ہوگئی لیکن گہیوں کسی دوسری چیز میں تبدیل نہیں ہوئی۔

مسئلہ: اگر حشرات الارض کو شیشی میں بھر کر بذریعہ آٹھ کے تیل بنالیا گیا ہو تو اس کا کھانا درست نہیں۔ یہ انقلاب نہیں بلکہ صرف شکل کی تبدیلی ہے جیسے ناپاک گندم کا نشاستہ نکال لیا یا ناپاک پانی کا عرق کھینچ لیا یا مردار یا باقاعدہ ذبح نہ ہوئے جانور کے لبلبہ سے انسولین (Insulin) حاصل کر لی۔

مسئلہ: ماء اللحم کشید کیا گیا اور اس میں خون یا اور کوئی ناپاک چیز پڑ گئی تو عرق نجس اور حرام ہوگا اور اگر ماء اللحم میں کینچوے وغیرہ غیر ماکول پاک چیزیں ڈالی گئیں تو اس کا پینا حرام ہوگا۔ دونوں صورتوں میں تبدیل ماہیت نہیں ہوئی۔

مسئلہ: دھواں ہر چیز کا پاک ہے کیونکہ دھواں ان جلے ہوئے اجزاء کا نام ہے جو نہایت چھوٹے اور پلکے ہونے کی وجہ سے حرارت کے اثر سے اڑنے لگتے ہیں یا کونلہ کے باریک ٹکڑے ہیں اور ظاہر ہے کہ ایسا کونلہ جلنے کے بعد ہوتا ہے اور جل جانا تبدیل ماہیت ہے۔

نجس چیز کی بھاپ بھی نجس ہے کیونکہ بھاپ میں جلنا نہیں ہوا بلکہ وہی نجس پانی حرارت کے اثر سے اڑنے لگا اور بھاپ بن گیا۔ اگر نجس بھاپ اور دھواں مل جائے تو نجس ہوگا کیونکہ نجس اور غیر نجس کا خلط ہو گیا۔ بھاپ اور دھواں کے مل جانے کی علامت یہ ہے کہ کسی جگہ جم کر ٹپکنے لگے۔ تو کسی ناپاک چیز میں سے اگر سیاہ رنگ کی بھاپ بھی اٹھے تو وہ بھاپ اور دھواں ملا ہوا ہے اور ناپاک ہے۔

مسئلہ: خرگوش کی خشک میٹنیاں حقہ میں بھری گئیں تو پیٹ کے ریا ح توڑنے کیلئے انکا پینا درست ہے کیونکہ دھواں پاک ہے اگرچہ پانی میں ہو کر آیا ہے کیونکہ پانی میں آنے سے پہلے پاک تھا۔ اور اگر تر میٹنیاں بھری گئیں یا خشک میٹنیوں کو شیرہ میں ملا کر بھرا گیا تو اس کا دھواں کی آمیزش کی وجہ سے نجس ہوگا اور حقہ اور چلم اور منہ سب نجس ہوگا اور اس کا پینا حرام ہوگا۔

مسئلہ: ناپاک چیز پانی میں پکا کر بھپارہ دینا یعنی اس کی بھاپ بدن کو یا کپڑے کو لگانا ناپاک چیز کا لپ کرنے کے حکم میں ہے یعنی بذات خود درست ہے مگر بدن یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا بشرطیکہ اتنی بھاپ لگ جائے کہ کوئی قطرہ ٹپک جائے اور صرف گرم ہونے سے نجاست کا حکم نہیں ہوتا۔

مسئلہ: نوشادر کو گدھے کے پیشاب میں یا کسی اور نجس چیز میں ملا کر ایک برتن میں رکھ کر اوپر دوسرا برتن رکھا پھر گل حکمت کر کے جو ہراڑایا تو جو ہر اوپر کے برتن میں جم گیا وہ پاک نہیں کیونکہ وہ اسی نجس نوشادر کے بخارات ہیں اور بخارات میں تبدیلی ماہیت نہیں ہوتی۔

مسئلہ: راکھ ہر چیز کی پاک ہے کیونکہ تبدیل ماہیت ہو گئی۔ اسی بنا پر انسان کی ہڈی کی راکھ اور خنزیر کی ہڈی کی راکھ بھی پاک ہے اور اس کا داخلی اور خارجی استعمال بھی جائز ہے لیکن انسان کی ہڈی کو جلانا مسلمان کو درست نہیں اگر ضرورت ہو تو ہندوؤں کے مرگھٹ میں سے راکھ لے لیں۔

مسئلہ: اگر تیل میں حشرات الارض جلا کر کونلہ کر لئے گئے تو اس تیل کا کھانا اور لگانا اور اس جلے ہوئے کونلہ کا کھانا اور لگانا مناسب درست ہے کیونکہ تبدیل ماہیت کی وجہ سے حشرات میں جو

استحباب تھا وہ جاتا رہا۔

مسئلہ: اگر گوبر یا اور کسی ناپاک چیز کو تیل میں ڈل کر جلا لیا گیا تو وہ چیز تبدیل ماہیت کی بنا پر پاک اور حلال ہوگئی تیل سے خوب اچھی طرح صاف کر کے کام میں لائیں اور تیل نجس ہے کیونکہ جب نجس چیز اس میں ڈالی گئی تو وہ ناپاک ہو گیا اور اس کے بعد کسی طریقہ سے اس کی طہارت نہیں ہوئی۔ اس کا خارجی استعمال درست ہے البتہ نماز کے وقت دھولیا جائے اور داخلی استعمال جائز نہیں۔

تجویز ادویہ سے متعلق چند اور احکام

مسئلہ: زہریلی ادویات کی اتنی قلیل مقدار کہ جو مضر نہ ہو اس کا استعمال معالج میں جائز ہے لیکن مضر مقدار کا استعمال حرام ہے۔

مسئلہ: کسی شخص کو کسی نشہ کی مثلاً افیون کی عادت پڑ گئی ہو کہ اگر اس نشہ آور شے کا استعمال نہ کرے تو ہلاک ہو جائے گا تو زندگی بچانے کے لیے اس نشہ آور شے کا استعمال اس کے لیے حلال بلکہ واجب ہو گیا اور ضروری ہوگا کہ وہ بتدریج اس میں کمی کرے یہاں تک کہ اس سے خلاصی حاصل ہو جائے۔

مسئلہ: مسلمان طبیب غیر مسلم مریض کو نجس دوا دے سکتا ہے بشرطیکہ وہ غیر مسلم مریض اپنے مذہب کی رو سے اس کو نجس یا ناجائز نہ سمجھتا ہو اور بعد اطلاع وہ مریض خود اپنے اختیار سے اس کو استعمال کرے۔

شراب بھی اسی حکم میں داخل ہے بشرطیکہ طبیب محض زبانی بتلا دیتا ہے یا نسخہ لکھ دیتا ہے۔ اور اگر دوا اپنے پاس سے دیتا ہے تو ایسی دوا اگر نجس العین مثل خمر کے ہے تو ناجائز ہے۔

مسئلہ: زخم پر گوندھا ہوا آٹا رکھا اور معلوم ہے کہ اس سے فائدہ ہوتا ہے تو کھانے کی چیزوں کا مرہم کے طور پر استعمال جائز ہے۔

باب: 57

جیلٹن (Gelatin) کپسولز

جیلٹن کے بارے میں لکھا ہے

A product obtained by the partial hydrolysis of collagen derived from the skin, white connective tissues, and bones of animals.

There are two types of gelatin, Type A, derived mainly from pork skins by acid processing, and Type B, obtained from bones and animal skins by alkaline processing.

Uses- In pharmacy to coat pills and form capsules, and as an emulsifying agent in the preparation of emulsions. It is also recommended as an emulsifying agent in the preparation of emulsions. It has also been used as an adjuvant protein food in malnutrition.

(Remington: The Science and Practice of Pharmacy)
(Seventeenth edition)

غرض جیلٹن جانوروں کی کھال، ہڈیوں اور جوڑنے والی سفید بانٹوں میں موجود چھپے مادے سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے تیزاب اور شورے سے مدد لی جاتی ہے۔ پھر اس جیلٹن سے جہاں دوا کے خالی کپسول بنائے جاتے ہیں وہیں گولیوں پر اس کی تہہ چڑھائی جاتی ہے اور اس کو متعدد میں رکھنے والی دوا میں بھی ملا یا جاتا ہے۔

پاکستان میں تیار کیا جانے والا جیلٹن اور اس سے بنائے جانے والے کپسول کے بارے میں تو پریشانی کی بات نہیں ہے کیونکہ عام طور سے ذبح شدہ جانوروں سے خام مال حاصل کیا جاتا ہے لیکن خود پاکستان میں درآمد شدہ کپسول کی بہت بڑی مقدار استعمال ہوتی ہے حالانکہ جن

ملکوں سے وہ درآمد کئے جاتے ہیں وہاں خنزیر اور غیر مذہب جو جانوروں ہی کی کھالوں اور ہڈیوں اور بانٹوں سے جیلاٹن حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر امریکہ اور یورپ میں حلال کپسول کا تو کوئی تصور ہی نہیں حالانکہ وہاں مسلمان بھی کثیر تعداد میں رہتے ہیں اور مشرق وسطیٰ میں اکثر و بیشتر دوائیں یورپ اور امریکہ سے پیک شدہ حالت میں آتی ہیں۔

ایک طرف کپسول کا استعمال اتنا عام ہے اور دوسری طرف اس سے اجتناب بھی تقریباً ناممکن ہے۔ کپسول کو تبدیل کرنا بھی آسان نہیں اور ہر ایک کے بس کی بات نہیں اور اس میں سے دوا نکال کر کھانا بھی انتہائی مشکل ہے۔

چونکہ کوئی بھی کھال دباغت یعنی Tanning سے پاک ہو جاتی ہے اور کھال کے کولاجن (collagen) سے جیلاٹن بنتا ہے اس لئے بعض حضرات کا خیال ہے کہ پانی اور تیزاب کے ذریعہ کولاجن جس کیمیائی عمل (Chemical Process) سے گزرتا ہے اس سے کولاجن کی دباغت اور قلب ماہیت ہو جاتی ہے اور نتیجہ میں حاصل ہونے والا جیلاٹن پاک اور حلال ہوتا ہے۔ لیکن یہ رائے قابل تسلیم نہیں کیونکہ کولاجن پر ہونے والا عمل جزوی Hydrolysis ہے جس سے کولاجن والا پیچھا مادہ دیگر غیر مطلوب اجزاء سے جدا ہو جاتا ہے۔ خود اس پیچھے مادے کی حقیقت نہیں بدلتی۔ کھال دباغت کے بعد اپنی اندرونی سطح سے پیچھا ہٹ کھودیتی ہے اور پانی سے تر ہونے کے باوجود وہ پیچھا ہٹ واپس نہیں آتی جب کہ جیلاٹن میں اسی طرح پیچھا ہٹ موجود ہوتی ہے جیسے کولاجن میں ہوتی ہے اور کپسول کو تر کرتے ہی پیچھا ہٹ نمایاں ہو جاتی ہے۔

کپسول کے استعمال کے جواز کی کسی درجے میں صرف یہی توجیہ کی جاسکتی ہے کہ چونکہ دوا کی ضرورت ہوتی ہے اور کپسول کو تبدیل کرنا یا اس میں سے دوا نکال کر کھولنا انتہائی دشوار ہے اس لئے اس کو دوا کا جزو سمجھا جائے اور مجبوری میں تدویٰ بالحرام جائز ہے۔ حاصل یہ ہے کہ:

- 1- جہاں تک ہو سکے حرام کپسول کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔
- 2- مجبوری ہو تو اس کے استعمال کی گنجائش ہے۔
- 3- حلال کپسول کے استعمال کے پھیلاؤ کی زیادہ سے زیادہ کوشش کی جائے۔

باب 58

تعدیہ امراض

تعدیہ امراض کے بارے میں دو قسم کی حدیثیں ہیں۔

قسم اول

جن سے بظاہر تعدیہ کی نفی ہوتی ہے مثلاً

1- عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا عَدْوَى... (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: لَا عَدْوَى یعنی امراض کا کوئی تعدیہ نہیں ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا عَدْوَى وَلَا صَفَرٌ وَلَا هَامَةٌ فَقَالَ أَعْرَابِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الطَّبَائِءُ فَيَخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الْأَجْرَبُ فَيَخْرِبُهَا قَالَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ۔ (بخاری)

2- حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اسلام میں) نہ تعدیہ (امراض) ہے نہ ہامہ (ایک پرندہ جس سے عہد جاہلیت میں لوگ بدشگونی لیتے تھے) اور نہ صفر (کے مہینے کی نحوست) ہے۔ اس پر ایک بدو نے کہا یا رسول اللہ ﷺ پھر یہ کیا بات ہے کہ کچھ اونٹ جو ریت اور ریگستان میں اس طرح صاف ستھرے ہوتے ہیں گویا کہ وہ ہرن ہیں پھر ان کے ساتھ کوئی خارش زدہ اونٹ آتا ہے جو ان کو خارش زدہ کر دیتا ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش متعدی کی۔

قسم ثانی

وہ حدیثیں ہیں جن سے تعدیہ کا وجود ثابت ہوتا ہے مثلاً

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ... فَرَزَ مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ- (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجذوم سے ایسے بھاگو جیسے تم شیر سے بھاگتے ہو۔

نوٹ: جذام یا کوڑھ کو انگریزی میں (Leprosy) کہتے ہیں۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْدُومٌ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنَا قَدْ بَايَعِينَاكَ فَأَرْجِعْ- (مسلم)

شرید بن سوید ثقفی روایت کرتے ہیں کہ ثقیف (قبیلہ) کے وفد میں ایک مجذوم (جذامی، کوڑھی) شخص بھی تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کو پیغام بھیجا کہ ہم نے تمہیں بیعت کر لیا ہے لہذا تم (ہمارے پاس نہ آؤ بلکہ اپنی جگہ ہی سے) واپس لوٹ جاؤ۔

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَخَذَ بِيَدِ مَجْدُومٍ فَوَضَعَهَا مَعَهُ فِي الْقِصْعَةِ وَقَالَ كُلْ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ- (ابن ماجہ)

3- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جذامی (کوڑھی) کا ہاتھ تھاما اور اس کو اپنے ساتھ پیالے میں ڈالا اور فرمایا كُلْ ثِقَةً بِاللَّهِ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ (میرے ساتھ) کھاؤ۔ میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل کرتا ہوں۔

ان احادیث کی روشنی میں ایک قول تو یہ ہے کہ تعدیہ امراض سرے سے منفی ہے اور اس کا کسی درجہ میں بھی وجود نہیں۔ اس قول والوں کے دلائل پہلی قسم کی احادیث ہیں اور قسم ثانی کی حدیثوں کے بارے میں یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تعدیہ امراض کے احتمال کی بنا پر نہیں ہیں بلکہ سد ذرائع کے طور پر تعدیہ کے غلط اعتقاد سے حفاظت کرنے کیلئے کئے ہیں یعنی اگر کسی نے جذامی سے اختلاط کیا اور اتفاق سے ابتداء اس کو بھی مستقل سبب سے جذام ہو گیا تو اس شخص کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ شاید جذام کا تعدیہ ہوا ہے۔ اس میں فساد اعتقاد ہے۔ لہذا اس سے دور ہی رہنا چاہیے تاکہ کسی حال میں تعدیہ کے اعتقاد کا خیال پیدا نہ ہو۔

لیکن دوسرا قول جو راجح معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ تعدیہ کی نفی سے اس کی ہر طرح سے نفی کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ تعدیہ کا تو مشاہدہ ہے بلکہ اس تعدیہ کی نفی مقصود ہے جس کے قائل اہل

جاہلیت تھے۔ اور وہ یہ تھا کہ بعض امراض کی یہ خاصیت طبعی لازمی ہے کہ ضرور متعدی ہوں اور ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ متعدی نہ ہوں۔ تعدیہ کے یہ معنی جس طرح حدیث سے منفی ہیں اسی طرح مشاہدہ سے بھی منفی ہیں چنانچہ مثلاً کسی مقام پر طاعون پھیلتا ہے۔ طاعون کے ختم ہونے کے بعد دیکھا جاتا ہے تو اموات کی تعداد بچ جانے والوں کی تعداد سے بہت کم ہوتی ہے حالانکہ اگر تعدیہ ضروری و لازم ہوتا تو حالت اس کے برعکس ہوتی بلکہ ایک شخص بھی نہ بچتا۔ غرض تعدیہ کے طبعی و لازمی ہونے کی نفی کی گئی ہے اور اگر دوسرے ممکنہ اسباب کی طرح تعدیہ کو کبھی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مؤثر اور کبھی غیر مؤثر مان لیا جائے تو اس طرح سے تعدیہ کے قائل ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ اس قول کے قائلین کے نزدیک قسم ثانی کی احادیث میں اسی درجہ کے تعدیہ کا ذکر ہے۔

موجودہ دور کی تحقیقات بھی اس دوسرے قول کی تائید کرتی ہیں کیونکہ جتنے بھی متعدی امراض شمار کئے جاتے ہیں ان سب میں تعدیہ جراثیم اور وائرس کے ذریعہ سمجھا گیا ہے جو خود اس بیماری کا سبب بنتے ہیں۔ اہل جاہلیت کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ بیماری خود متعدی ہوتی ہے یعنی جو بیماری مریض کو لاحق ہے وہی دوسرے کو لگ جاتی ہے جبکہ تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ بیماری خود منتقل نہیں ہوتی بلکہ بیماری کا سبب منتقل ہوتا ہے مثلاً سانس وغیرہ کے ذریعہ سے بیماری کا سبب یعنی جراثیم اور Virus کے دوسروں تک منتقل ہونے کے بعد اس کے سبب سے دوسرے میں بھی بیماری پیدا ہو جائے اس کا دار و مدار دیگر شرائط و موانع پر ہے مثلاً دوسرے کسی شخص میں اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت (Immunity) پیدا ہو چکی تھی تو یہ قوت مدافعت جراثیم و وائرس کے مؤثر ہونے میں مانع ہوگئی۔

لہذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جن احادیث میں تعدیہ کی نفی کی گئی ہے ان میں خود ان بیماریوں کے دوسروں کو منتقل ہونے کی نفی کی گئی ہے اور جن احادیث سے تعدیہ کے وجود کا علم ہوتا ہے ان میں ان بیماریوں کے اسباب کے دوسروں کی طرف منتقل ہونے کی طرف اشارہ ہے اور اسباب کا تعدیہ خود مسبب (بیماری) کا تعدیہ نہیں ہوتا۔ اور اسباب کے وجود کو مسبب کا وجود لازم نہیں بلکہ مسبب کا وجود اس بات پر موقوف ہوگا کہ شرائط پائی جائیں اور موانع میں سے کوئی باقی نہ رہے۔ لہذا جہاں یہ باتیں ہوں گی وہاں تو عادتاً بیماری پائی جائے گی اور جہاں یہ نہیں وہاں عادتاً بیماری بھی نہ ہوگی۔ لیکن چونکہ اہل جاہلیت اس غلط عقیدہ میں مبتلا تھے اور عام مسلمان بھی اس فرق کو ملحوظ

نہیں رکھ سکتے بلکہ وہ تو بیماری کا تعدیہ بھی خیال کرتے ہیں لہذا ایک عام قاعدہ فرما دیا گیا کہ بیماری کا تعدیہ نہیں ہوتا اور چونکہ اسباب کا تعدیہ ہوتا ہے اور اسباب فی الجملہ موثر ہوتے ہیں اور بیماری کی طرف لے جاتے ہیں لہذا اسباب سے بچنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا جس میں دو فائدے ہیں۔ ایک تو بیماری سے بچاؤ اور دوسرے حفاظت اعتقاد۔

باب: 59

طاعون (Plague)

طاعون کے بارے میں شریعت نے کچھ مخصوص احکام دیے ہیں۔
عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ میں چھ طاعونوں کا ذکر ملتا ہے۔

1- طاعون شیرویہ۔

یہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں 6ھ میں مدائن میں پھیلا۔

2- طاعون عمواس

یہ 17ھ، 18ھ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شام کے علاقے میں ہوا۔
عمواس رملہ اور بیت المقدس کے درمیان ایک بستی تھی۔ چونکہ اس طاعون کی ابتدا اس بستی سے
ہوئی تھی اس لئے اس کے نام پر یہ طاعون عمواس کے نام سے مشہور ہوا۔
اس طاعون میں پچیس ہزار اموات ہوئیں جن میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ
عنہ (جو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اس امت کے امین ہیں) اور حضرت معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ (جو رسول اللہ ﷺ کے قول مبارک کے مطابق حلال و حرام کو سب سے زیادہ
جاننے والے تھے) اور ان کی دو بیویاں اور ایک صاحبزادے شامل ہیں۔

3- 50ھ کا طاعون

جو کوفہ میں پھیلا۔ اس میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ مبتلا ہو کر فوت ہوئے۔

4- طاعون جارف

یہ 67ھ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے دور خلافت میں پھیلا۔ جارف سے مراد موت
ہے اور چونکہ اس طاعون میں اموات بہت ہی زیادہ ہوئیں اس لئے اس کو طاعون جارف کہا جاتا

ہے۔ تین دن میں ستر ہزار اموات یومیہ کے حساب سے دو لاکھ دس ہزار اموات ہوئیں۔ اس طاعون میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے تہتر یا تراسی لڑکے اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے چالیس بیٹے شہید ہوئے۔

5- طاعونِ فتیات

یہ 67ھ میں بصرہ، واسط، شام اور کوفہ میں عبدالملک بن مروان کے دور حکومت میں پھیلا۔ فتیات جو ان لڑکیوں کو کہتے ہیں اور اس طاعون کا یہ نام اس وجہ سے ہوا کہ اس کی ابتداء جو ان لڑکیوں سے ہوئی۔ اس کو طاعونِ اشرف بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں بڑے بڑے لوگ جاں بحق ہوئے۔

6- طاعونِ عدی بن ارطاة

یہ 100ھ میں واقع ہوا

مدینہ منورہ طاعون سے محفوظ ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُهَا - (ای المدینة) الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَالُ - (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ (منورہ) میں مسیح دجال اور طاعون داخل نہ ہو سکیں گے۔

طاعون سے مرنے والے کی فضیلت

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ كُلِّ مُسْلِمٍ - (بخاری و مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا طاعون ہر مسلمان کی شہادت ہے (یعنی اس سے مرنے والے مومن کو شہادت کا ثواب ملتا ہے)۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشُّهَدَاءُ خَمْسَةَ الْمَطْعُونِ وَالْمَبْطُونِ ... (بخاری و مسلم)

2- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا شہید (آخرت) پانچ طرح کے ہیں (ان میں سے دو یہ ہیں) طاعون میں مرنے والا اور پیٹ کی تکلیف میں مرنے والا۔

طاعون کے مقام پر ثابت قدم رہنے والے کی فضیلت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الطَّاعُونِ فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللَّهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِينَ لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُونُ فِي بَلَدِهِ فَيَمُوتُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّهُ لَا يُصِيبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيدٍ۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے بتایا کہ یہ عذاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ جس پر چاہتے ہیں بھیجتے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مؤمنین کیلئے (باعث) رحمت بنا دیا ہے۔ پس جو کوئی بندہ ایسا ہو کہ اس کے شہر میں طاعون پھوٹ پڑے اور وہ صبر کرتے ہوئے اپنے شہر میں ٹھہرا رہے اس یقین کے ساتھ کہ اس کو ہرگز کچھ نہ ہوگا مگر جو اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے لکھ دیا ہے تو اس کیلئے شہید کا اجر ہے۔
مسئلہ: جو شخص مقام طاعون سے باہر ہو وہ اس میں داخل نہ ہو مگر کسی مجبوری سے۔
مسئلہ: مقام طاعون سے طاعون کی وجہ سے بھاگنا حرام ہے۔

اس بارے میں مندرجہ ذیل روایات ہیں۔

عَنْ سَعْدِ أَنَّهُ سَأَلَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي الطَّاعُونِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الطَّاعُونُ رِجْزٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِ وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے بارے میں کیا سنا تھا۔ اسامہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل یا تم

سے پیشتر لوگوں پر بھیجا گیا تھا اور جب تم اس کا کسی جگہ میں ہونا سنو تو اس جگہ مت جاؤ اور جب وہ ایسی جگہ واقع ہو جہاں تم خود ہو تو وہاں سے فرار ہوتے ہوئے مت نکلو۔

2- حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ شام کی طرف روانہ ہوئے۔ جب حجاز سے متصل شام کی ایک بستی سرغ میں پہنچے تو لشکروں کے امراء (Commanders) یعنی حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور ان کے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ شام میں طاعون کی وبا چھوٹ پڑی ہے۔ اس پر یہ مسئلہ اٹھا کہ سفر آگے کو جاری رکھا جائے یا نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے (مجھ سے) کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین (جو دونوں قبلوں کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھ چکے تھے ان) کو بلا لاؤ۔ میں ان کو بلا لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا۔ ان میں اختلاف رائے ہوا۔ بعض نے کہا کہ آپ ایک اہم کام کیلئے نکلے ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ آپ واپس نہ لوٹئے۔ (اللہ پر توکل کر کے آگے چلئے) دوسروں نے یہ رائے دی کہ آپ کے ساتھ باقی لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہفتن ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ آپ و (با) (کے علاقے) کی طرف پیش قدمی نہ کیجئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سب کا مشورہ لے کر ان سے فرمایا کہ اب آپ تشریف لے جائیے۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پاس انصار کو بلا لاؤ تو میں ان کو بلا لایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے مشورہ طلب کیا تو ان میں بھی مہاجرین کی طرح ویسا ہی اختلاف رائے ہوا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے بھی مشورہ مکمل کر کے فرمایا کہ اب آپ حضرات تشریف لے جائیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ مہاجرین فتح میں سے قریش کے جو شیوخ یہاں موجود ہیں ان کو میرے پاس لاؤ۔ ان میں سے کسی دو میں بھی اختلاف نہیں ہوا اور سب نے متفقہ طور پر کہا کہ آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور ان کو وازدہ علاقہ میں لے جا کر نہ ڈالئے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے لوگوں میں اعلان کر دیا کہ کل صبح واپس چلنے کو تیار ہو جائیں میں بھی چلوں گا۔ اس پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا یہ واپسی کا حکم تقدیر الہی سے بھاگنے کے لئے دیا جا رہا ہے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کے اختلاف کو پسند نہیں کیا اور جواب دیا کہ آپ کے علاوہ اگر کسی اور نے یہ بات کہی ہوتی (تو مجھے تعجب نہ ہوتا یا میں اس کو تادیب کرتا) اور فرمایا ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے

اللہ ہی کی تقدیر کی طرف فرار ہو رہے ہیں۔ بتائیے کہ اگر آپ کے پاس کچھ اونٹ ہوں اور آپ ایسی وادی میں پہنچیں جس کے دو حصے ہوں ایک سرسبز اور دوسرا خشک۔ کیا ایسا نہیں ہے کہ اگر آپ سرسبز حصہ پر جائیں تو آپ اس پر اللہ کی تقدیر سے چرائیں گے اور اگر آپ خشک پر جائیں تو آپ اس پر (بھی) اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے چرائیں گے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (اس وقت) حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ جو اپنی کسی ضرورت (میں مشغولیت) کی بنا پر موجود نہ تھے تشریف لائے اور انہوں نے کہا کہ اس بارے میں میرے پاس علم ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی جگہ طاعون کے بارے میں سنو تو وہاں نہ آؤ اور جب ایسی جگہ طاعون واقع ہو جہاں تم ہو تو وہاں سے طاعون سے فرار ہونے کی خاطر مت نکلو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ (اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور پھر واپس (مدینہ منورہ) لوٹ آئے۔ (بخاری)

مسئلہ: جو شخص طاعون زدہ شہر میں رہ رہا ہو اس کیلئے آب و ہوا کی تبدیلی کی غرض سے بھی نکلنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: البتہ ایک ہی شہر کے اندر ایک مکان سے دوسرے مکان کی طرف یا ایک محلہ سے دوسرے محلہ کی طرف منتقل ہونا درست ہے۔ اسی طرح شہر کی آبادی سے متصل جو کھلی جگہ شہریوں کے مصالح میں کام آتی ہو چونکہ وہ بھی شہر ہی کے حکم میں ہے لہذا وہاں بھی منتقل ہو سکتے ہیں۔

باب: 60

تغییر خلق اللہ

اور

Cosmetic Surgery

اللہ تعالیٰ نے جسم انسانی کی جس طرز پر تخلیق فرمائی ہے اور قدرتی طور پر جس انداز سے بدن انسانی کی نشوونما ہوتی ہے اس میں انسانوں کی جانب سے کچھ تبدیلیاں کی جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغیر کی جاتی ہے۔ اس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

1- تحصیل حسن و زینت

مثلاً کان چھیدنا، مہندی لگانا، خضاب لگانا، ناخن تراشنا، بال صاف کرنا، سر کے بال کتر وانا، موچھیں تراشنا، داڑھی سنوارنا، داڑھی مونڈنا، جسم گودنا، بالوں کو بیچ کرنا وغیرہ۔

2- جسمانی اصلاح

مثلاً ختنہ کرنا، زائید انگلی کٹوانا، عورت کا اپنے چہرے پر اگے ہوئے داڑھی موچھوں کے بال صاف کرنا، کٹے ہوئے ہونٹوں کی سرجری کرنا۔

3- دوسرے انسان کا فائدہ

مثلاً انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور اس کے لئے اس شخص کے اعضاء نکالنا جسکی دماغی موت (Brain Death) واقع ہو چکی ہو یا اس شخص سے آنکھ حاصل کرنا جس کی ابھی تازہ تازہ موت ہوئی ہو۔

4- غرض فاسد

مثلاً زیادہ آبادی سے بچنے کے لئے مردوں اور عورتوں کی نس بندی + Vasectomy
Tubal ligation کرنا۔ مردوں کو خنسی کرنا Castration کرنا۔

5- تعذیب و سزا

مثلاً عدوات و دشمنی میں کسی کی ناک وغیرہ کا ٹنا اور حکومت کا حدود و قصاص کو جاری کرنا۔

6- شرک و فاسد عقائد کی پیروی

مثلاً کسی کے نام پر ناک یا کان چھدوانا، کسی کے نام کی چوٹی رکھنا، ابرؤوں کو صاف کرنا۔

مذکورہ بالا اسباب کی شرعی حیثیت

ان اسباب میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کا شریعت و دین میں کچھ اعتبار نہیں مثلاً شرک اور فاسد عقائد کی پیروی بالکل حرام ہے اور کچھ اسباب وہ ہیں جن کا اگرچہ شریعت نے اعتبار کیا ہے۔ مثلاً حسن و زینت کی تحصیل لیکن اس کا معیار اور Standard شریعت نے خود اپنے پاس رکھا ہے انسانوں کے عرف و رواج پر نہیں چھوڑا کیونکہ انسانوں کا علم اور ان کی نظر اتنی وسیع نہیں جتنی اللہ تعالیٰ کی ہے اور پھر انسانوں کے رواج بھی باہم متضاد ہوتے ہیں۔ آگے ہم ہر سب سے متعلق کچھ تفصیل بیان کرتے ہیں۔

شرک و فاسد عقائد کی پیروی

1- وَلَا أَمْرٌ لَهُمْ فَلْيَعْبُدُوا اللَّهَ (سورہ نساء: 119)

اور شیطان نے کہہ رکھا ہے کہ میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدائش کو بدل ڈالیں گے۔

2- ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي خُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ أَتَتْهُمْ فَأَجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ فَحَزَمَتْ عَلَيْهِمْ مَا أَخَلَّتْ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا لَمْ أَنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَمَرَ لَهُمْ أَنْ يُعْبُدُوا مَا خَلَقْتُ (تفسیر قرطبی 5-250)

میں نے اپنے بندوں کو موحد پیدا کیا (یعنی پیدائش کے وقت ان کی فطرت میں شرک نہیں تھا

بلکہ توحید تھی) پھر شیطان (خواہ وہ انسان ہوں یا جن) ان کے پاس آئے اور ان کو ان کے دین فطرت سے پھیر دیا اور ان پر وہ چیزیں حرام کر دیں جو میں نے ان کے لئے حلال کی تھیں اور ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرائیں جن کے بارے میں میں نے کوئی دلیل و حجت نازل نہیں کی اور انہوں نے ان کو حکم دیا کہ وہ خلق و پیدائش کو بدل دیں۔

تعزیر و سزا

1- جان بوجھ کر عداوت و دشمنی میں یا کسی بھی وجہ سے کسی کے اعضاء کاٹ دے تو سزا میں کاٹنے والے کے انہی اعضاء کو کاٹا جائے گا اور زخم کے بدلے زخم لگائے جائیں گے جبکہ مساوات کا لحاظ رکھنا ممکن ہو۔

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسَّارِقَ وَالسَّارِقَةَ فَاقْتَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ (سورہ مائدہ: 45)

ترجمہ: اور ہم نے یہود پر تورات میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان کے بدلے جان ہے اور آنکھ کے بدلے آنکھ ہے اور ناک کے بدلے ناک ہے اور کان کے بدلے کان ہے اور دانت کے بدلے دانت ہے اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔

2- وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْتَعُوا أَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ (سورہ مائدہ: 38)

اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے تو ان دونوں کے ہاتھ کاٹ ڈالوان کے کردار کے عوض بطور سزا کے اللہ کی طرف سے۔

3- إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ (سورہ مائدہ: 33)

ترجمہ: جو لوگ (یعنی راہزن) اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے (ان کے دیے ہوئے امن کو توڑ کر) لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے کہ (اگر انہوں نے کسی کو صرف قتل کیا ہو مال نہ چھینا ہو تو وہ) قتل کیے جائیں یا (اگر انہوں نے قتل بھی کیا ہو اور مال

بھی لوٹا ہو تو وہ) سولی دیے جائیں یا (جب کہ انہوں نے صرف مال لوٹا ہو قتل نہ کیا ہو) ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے (یعنی دایاں ہاتھ بائیں پاؤں) کاٹ دیے جائیں یا (اگر وہ کچھ کارروائی کرنے سے پہلے گرفتار کر لئے گئے ہوں تو وہ) قید کر دیے جائیں۔

جسمانی اصلاح

1- لا باس بقطع العضوان وقعت فیہ الاكلة لثلاثتسری (عالمگیری: 5-360)

جب کوئی عضو گل جائے تو اس عضو کو قطع کرنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ فساد باقی جسم میں سرایت نہ کرے۔

2- اذا اراد الرجل ان یقطع اصبعاً زائدة او شیئاً آخر... ان كان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذلك (عالمگیری: 5-360)

جب آدمی کوئی زائد انگلی یا اسی طرح کوئی اور زائد عضو کاٹنا چاہے تو اگر غلبہ حفاظت کا ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

3- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفِطْرَةُ خَمْسُ الْخِتَانِ وَالْإِسْتِخْدَادُ وَقَصُّ الشَّرَابِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَفْثُ الْإِبْطِ۔ (بخاری و مسلم)۔

3- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا پانچ باتیں فطرت میں شامل ہیں ختنہ کرنا، زیر ناف بال صاف کرنا، مونچھیں کترنا، ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا۔

ان حوالجات کی مناسبت سے ہم کہتے ہیں کہ جسم میں کوئی پیدائشی عیب ہو یا بعد میں کسی حادثہ کی بناء پر کوئی نقص و عیب واقع ہو گیا ہو تو چونکہ اس زمانہ میں فن جراحی Surgery بڑی ترقی پر ہے اور ہلاکت و نقصان کا کچھ خوف نہیں ہوتا اس لئے ان کو دور کرنے کے لئے جو آپریشن کئے جائیں وہ جائز ہوں گے۔ ایسی جراحی کو جراحی برائے اصلاح بدن کہا جاتا ہے۔ بہت زیادہ ٹیڑھے دانت جن کو سیدھا کرنے کی خاطر مستقل تار (Fixed Braces) لگانے کے لئے چار دانت نکالنے پڑتے ہیں وہ بھی اسی ضابطہ کے تحت آتے ہیں۔

فاسد اغراض

مثلاً غلاموں یا ملازموں کو خصی Castrate کرنا تاکہ وہ گھر کی عورتوں میں بلا کسی خطرے کے آجا سکیں اور اس اندیشے سے نص بندی یعنی Tubal resection اور Vasectomy کرنا کہ لڑکی ہوگئی تو بدنامی ہوگی یا اس فکر سے کہ اگر دنیا کی آبادی بڑھ گئی تو ان کو خوراک مہیا نہ ہو سکے گی۔

اول تو ابھی تک یہی طے نہیں کیا جاسکا کہ کسی علاقے کی آبادی کتنی ہو کہ اس سے تجاوز نقصان دہ ہوگا۔ یعنی اس بارے میں کوئی Optimum level تجویز نہیں کیا جاسکتا۔ علاوہ ازیں اس کو اجتماعی فکر بنانا اور اس کو قوم کی ترقی و فلاح کا ذریعہ قرار دینا قرآن و سنت کی تعلیمات کا مقابلہ کرنا ہے۔

قرآن پاک میں ہے

وَمَا مِنْ ذَاتِ بَيْتٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا (سورہ

ہود: 16)

زمین پر چلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو۔ وہ ان سب کے کھٹکانے کو جانتا ہے۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس عالم میں جتنی جانیں پیدا فرماتے ہیں ان کے رزق کی فراہمی کی کفالت خود فرماتے ہیں، البتہ انسانوں کی ذمہ داری اتنی ہے کہ وہ اختیاری اسباب کی حد تک زمین کی پیداوار کو بڑھانے کی کوشش کریں، اناج و سامان کو بچانے کی فکر کریں اور حاصل شدہ سامان کی تمام انسانوں میں تقسیم عدل و انصاف کے ساتھ کریں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کرتے تھے۔ جوانی کے تقاضے سے جنسی خواہش ہمیں پریشان کرتی تھی اس لئے ہم نے حضور ﷺ سے اجازت چاہی کہ ہم اختصاء Castration کر لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے منع فرمایا اور (اس فعل کے حرام ہونے سے متعلق) قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَاتٍ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

الْمُعْتَدِينَ۔

اے ایمان والو تم اللہ کی ان پاکیزہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام نہ بناؤ جو اس نے تمہارے لئے حلال کی ہیں اور حد سے تجاوز نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔
مذکورہ بالا حدیث میں صحابہ مکتبہ کی غرض یہ تھی کہ جنسی خواہش کے غلبہ سے آزاد ہو کر پوری دل جمعی کے ساتھ جہاد میں شریک رہیں لیکن اس غرض کے تحت بھی اجازت نہیں ملی تو جو اغراض شریعت کی نظر میں فاسد ہیں ان کے تحت اجازت تو بطریق اولیٰ نہ ہوگی۔

دوسرے انسان کا فائدہ

انسانی اعضاء کی بیوند کاری۔

اس کے بارے میں دیکھئے باب 61

حسن وزینت کی تحصیل

ناخن تراشنا، زانڈ بال صاف کرنا، عورتوں کا ہاتھوں میں مہندی لگانا، مردوں کا سفید بالوں کو سیاہ کے علاوہ کسی اور رنگ سے رنگنا، ٹھوڑی سے ایک مشت زانڈ داڑھی کے بال کاٹنا، مونچھیں کترنا عورتوں کا بندے اور بالیاں پہننے کے لئے اپنے کان چھیدنا یہ چیزیں ایسی ہیں جن کے جواز کے شرعی دلائل سے ہر عام و خاص مطلع ہے۔

البتہ چند چیزیں ایسی بھی ہیں جن کو اگرچہ حسن وزینت کے لئے اختیار کرتے ہیں لیکن شریعت نے ان سے منع کیا ہے۔

1- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَأَشِمَاتِ وَالْمُسْتَوِشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ الْمُتَقَلِّجَاتِ لِلْحَسَنِ الْمُعْتَبِرَاتِ لِخَلْقِ اللَّهِ (مشکوٰۃ)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی جسم گودنے والیوں پر اور جسم گودوانے والیوں پر اور چہرے (یعنی ابرو) کے بال اکھیڑنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور حسن کے لئے دانتوں کو گھس کر جدا جدا کرنے والیوں پر اللہ کی بناوٹ کو بدلنے والیوں پر۔

2- عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَوْ فِرُوا اللَّحْيَ وَأَخْفُوا الشَّوَارِبَ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا تم مشرکین کی مخالفت کرو اور ان کا داڑھی منڈانے اور موچھیں لمبی کرنے کا طرز مت اختیار کرو بلکہ داڑھیاں بڑھاؤ اور موچھیں کتر واؤ۔

3- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَكُونُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُونَ بِهَذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نقل کرتے ہیں رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جو اس سیاہ رنگ سے اپنے بالوں کو خضاب کریں گے کبوتر کے پوٹے کی مثل۔ وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گے۔

ان حدیثوں میں جو باتیں ذکر کی گئی ہیں وہ حسن و زینت کی تحصیل کے لئے اختیار کی جاتی ہیں جیسا کہ خود پہلی حدیث میں اس کی تصریح بھی ہے۔، جب تحصیل حسن بذات خود ممنوع بھی نہیں ہے تو پھر ان میں ممانعت اور وعید کی وجہیں یہ نظر آتی ہیں۔

- 1- دوسرے کو دھوکہ دینا مثلاً بڑھاپے کو چھپایا جائے اور اپنے آپ کو جوان دکھایا جائے۔
- 2- تحصیل حسن میں محض تکلف کرنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تحصیل حسن کے لئے جو تبدیلی کی جا رہی ہے وہ تمام انسانوں کے نزدیک حسن کے معیار پر نہیں بلکہ کچھ لوگ اس میں حسن سمجھتے ہیں تو دوسرے علاقے یا قوم کے لوگ اس میں سرے سے حسن خیال نہیں کرتے یا لانا اس میں بدنمائی خیال کرتے ہیں اور یہ سب کچھ بھی اس وقت ہے جب ان طریقوں کو اختیار کرنے والی اگر عورتیں ہوں تو وہ محض شوہر کی خاطر یہ کریں اور اگر ان طریقوں سے عورتوں کی غرض غیر محرموں میں نمائش ہو یا اعضا مستورہ کا اظہار ہو تو یہ تو خرابی درخراہی ہے۔

اب ہم موجودہ زمانے میں رائج جراحت برائے تحسین یعنی Cosmetic Surgery کا حکم ذکر کرتے ہیں۔

Cosmetic surgery سے یہ مراد نہیں کہ کسی پیدائشی یا حادثاتی جسمانی نقص و عیب کو دور کیا جائے بلکہ اس سے مراد سرجری کے ذریعے

1- یا تو جسمانی بناوٹ میں وہ تغیرات کرنا ہے جن کا شمار محض تکلف میں ہوتا ہے مثلاً ایک شخص کا خیال ہے کہ اس کے ہونٹ کچھ موٹے ہیں تو وہ اپنے ہونٹوں کو پتلا کرواتا ہے حالانکہ اس کے ہونٹوں کی موجودہ موٹائی ناقابل قبول نہیں اور وہ قدرتی تفاوت کی قابل قبول وسعت کے اندر ہے۔

اسی طرح ایک شخص خیال کرتا ہے کہ اس کی ناک کچھ دبی ہوئی ہے حالانکہ وہ Normal Range میں ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اس کی ناک کو کچھ اونچا کر دیا جائے یا وہ چاہتا ہے کہ اس کی ناک میں کچھ چوچ سی بن جائے یا اگر چوچ ہے تو وہ اس کو پسند نہیں کرتا اور چاہتا ہے کہ اس کو دور کر دے۔

ظاہر ہے کہ تحصیل حسن کے لئے اس قسم کے طریقے محض تکلفات ہیں خصوصاً جب مردان کو اختیار کریں۔

2- یا وہ تغیرات ہیں جن سے دھوکہ و فریب دینا ہو، مثلاً چہرے سے بڑھاپے کی جھریوں کو سرجری کے ذریعے سے دور کر دیا جائے تاکہ آدمی خصوصاً عورت جوان نظر آئے۔

3- یا وہ تغیرات ہیں جن سے غرض فاسد کو پورا کرنا مقصود ہو مثلاً عورت کی چھاتیاں ڈھلک جائیں تو سرجری کر کے ان کو دوبارہ اٹھا دینا یا حمل کی وجہ سے زیر ناف جو داغ اور جھریاں پڑ جاتی ہیں ان کو دور کرنا تاکہ دوسرے لوگوں کے سامنے ان اعضاء کی نمائش اور انکا اظہار کیا جاسکے۔

تنبیہ: وہ تمام تغیرات جن کے بارے میں اوپر ذکر ہوا کہ وہ شریعت کے مخالف ہیں ظاہر ہے کہ اگر کوئی ان کا ارتکاب کرے تو اس کے پاس ان کے جواز میں کوئی شرعی دلیل تو نہ ہوگی۔ اس وقت ان کا ارتکاب محض نفس و شیطان کے اتباع میں ہوگا اور نفس کو بھی شیطان ہی اپنا آلہ بناتا ہے۔ لہذا اس قسم کے تمام تغیرات شیطان کی بیروی میں ہوں گے اور قرآن پاک کی اس آیت میں داخل ہیں۔

وَلَا مَرَّ نَفْسٌ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ... يع ني شیطان نے کہہ رکھا ہے کہ میں لوگوں کو حکم دوں گا کہ وہ اللہ کی پیدائش کو بدل ڈالیں گے۔

کیونکہ یہ شریعت کی نظر میں فقط بگاڑ ہے اس لئے ایسی تمام باتوں سے بچنا ضروری ہے۔

باب: 61

انسانی اعضاء کی پیوند کاری

Transplantation of human organs

اس وقت انسانی دل، گردے، جگر، پھیپھڑے، بانقریاز (Pancreas)، آنکھ کے قرنیہ (Cornea) اور ہڈی گوشت وغیرہ کی پیوند کاری کی جا رہی ہے۔ یہ اعضاء عطیہ کرنے والے کی موت پر تو حاصل ہوتے ہی ہیں لیکن ایک آدمی اپنے جگر کے ایک ٹکڑے (عموماً Right Lobe) کا اور اپنے ایک گردے کا عطیہ اپنی زندگی میں بھی کر سکتا ہے۔

جس شخص کا کوئی عضو ناکارہ ہو گیا ہو اور وہ کسی بھی طریقے سے دوسرے سے وہ عضو حاصل کر سکتا ہے اس کے لئے اور اس کے متعلقین کے لئے پیوند کاری کی حلت و حرمت کا مسئلہ نہ صرف اہم بلکہ انتہائی جذباتی بھی بن جاتا ہے۔ ہمارے دور میں اس مسئلہ میں دو متضاد قول سامنے آئے ہیں ایک حرمت کا جو کہ عام طور سے پاکستان و ہندوستان کے علماء کا ہے اگرچہ اب کچھ حضرات بعض پابندیوں کی قید لگاتے ہوئے حلت کے قول کی طرف مائل ہوئے ہیں۔ دوسرا قول حلت کا ہے جو عام طور سے مصر و عرب کے علماء کا رہا ہے۔ ہم پہلے دونوں کے دلائل ذکر کرتے ہیں اس کے بعد ان کے درمیان فیصلہ کرتے ہوئے کمزور قول کے دلائل کے جواب کو ذکر کریں گے۔

عدم جواز کے دلائل

1- زندہ انسان اپنے جسم اور اعضاء کا خود مالک نہیں ہے اور وہ ان میں مالکانہ تصرفات نہیں کر سکتا۔ اس کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں۔

i- خودکشی حرام ہے

عَنْ ثَابِتِ بْنِ الصَّحَّاحِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عَذَبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ (مسلم)

ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے دنیا میں اپنے آپ کو جس شے سے قتل کیا اسی شے سے وہ قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا۔

ii- کسی عضو کا بگاڑنا بھی حرام ہے

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمَدِينَةِ هَاجَرَ إِلَيْهِ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَهَاجَرَ مَعَهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ فَأَجْتَوُوا الْمَدِينَةَ فَمَرِضٌ فَجَزَعُ فَأَخَذَ مَشَاقِصَ لَهُ فَقَطَعَ بِهَا بَرَأجِمَهُ فَشَخِبَتْ يَدَاهُ حَتَّى مَاتَ فَرَأَاهُ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فِي مَنَامِهِ فَرَأَاهُ وَهَيْئَتُهُ حَسَنَةً وَرَأَاهُ مُعْطِيًا يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ مَا صَنَعَ بِكَ رَبُّكَ فَقَالَ غَفَرْتُ لِي بِهَجْرَتِي إِلَى نَبِيِّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ مَالِي أَرَأَاكَ مُعْطِيًا يَدَيْكَ قَالَ قَبِيلٌ لِي لَنْ نُصَلِّحَ مِنْكَ مَا أَفْسَدْتَ فَقَضَاهَا الطُّفَيْلُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَلِيَدَيْهِ فَاعْفِرْ۔ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ (منورہ) کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ کی طرف حضرت طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کی اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے ایک شخص نے بھی ہجرت کی۔ مدینہ کی آب و ہوا ان کو اس نہ آئی اور وہ شخص بیمار ہو گیا اور (بیماری سے) اتنا پریشان ہوا کہ مجبور ہو کر اس نے اپنے تیر کے پھل سے اپنی انگلیوں کے جوڑ کاٹ ڈالے۔ اس کے ہاتھوں سے خون بہتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ وہ اچھی بیعت میں ہے اور دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھوں کو ڈھانپ رکھا ہے۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کہ (تمہارے مرنے کے بعد) تمہارے رب نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف میری ہجرت کی وجہ سے میری بخشش کر دی۔ پھر انہوں نے اس سے پوچھا کہ کیا بات تم نے اپنے ہاتھ کیوں ڈھانپ رکھے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھ سے کہا گیا کہ اپنے ہاتھ جو تم نے خود کاٹ کر بگاڑے ہیں، ہم ان کو درست نہ کریں گے اور چونکہ وہ درست نہیں ہوئے اس لئے میں ان کو ڈھانپے ہوئے ہوں۔ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ (اے اللہ) اس شخص

کے ہاتھوں کو بھی بخش دیجئے۔

مذکورہ بالا ضابطہ کی بنیاد پر مندرجہ ذیل مسائل بھی اخذ کئے گئے ہیں۔

i- لحم الانسان لا يباح في الاضطرار۔ (رد المحتار ص 227 ج 5)

اضطرار کی حالت میں بھی انسان کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔

ii- لا يجوز التداوى بشيء من الآدمى الحى اكر امله (شرح السیر الكبير)

اکرام کی وجہ سے زندہ آدمی کے کسی جز کو بھی بطور دوا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

iii- خاف الموت جوعا و ان قال له الآخر اقطع يدى و كلها لا يحل (رد

المحتار ص 222 ج 5)

جس شخص کو بھوک کی وجہ سے موت کا خوف ہو اگر اس کو کوئی دوسرا یہ کہے کہ میرا ہاتھ کاٹ کر

کھا لو تو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

پیوندکاری کے لئے جب معطی (Donor) کا عضو مثلاً آنکھ یا گردہ نکالا جائے گا تو ظاہر

ہے کہ جسمانی ہیئت بگڑے گی جس کی اجازت حدیث کی رو سے جائز نہیں۔

2- آدمی مردہ ہو تو شریعت نے اس کے اکرام کا بھی حکم دیا ہے۔

i- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جَبِيضَةً قَالَ... لَا تَمَثَلُوا۔

(احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنے لشکر روانہ کرتے تھے تو

ان کو یہ (بھی) فرماتے تھے کہ (لاش کا) مثلہ نہ کرنا (کہ اس کے ناک، کان یا دیگر اعضاء کا ٹٹے

لگو)۔

ii- قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كَسْرُ عَظْمِ الْمَيِّتِ كَكَسْرِ عَظْمِ الْحَيِّ۔ (ابوداؤد)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مردہ کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے جیسے زندہ کی ہڈی توڑنا۔

پیوندکاری کے لئے مردہ جسم سے اعضاء نکالنا اس کے اکرام کے خلاف بھی ہے اور اس میں

مثلہ بھی ہے جو ناجائز ہے۔

3- کسی دوسرے انسان کے اجزاء کا استعمال جائز نہیں

عَنِ ابْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْوَأَصِلَةَ وَ الْمُسْتَوَصِلَةَ۔ (بخاری و

(مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی دوسرے انسان کے بال لگانے والی پر اور لگوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

انسانی اعضاء کی پیوند کاری کو ناجائز سمجھنے والے کہتے ہیں کہ پیوند کاری میں مذکورہ بالا تینوں ہی باتوں کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

(1) معطلی کا عضو مثلاً آنکھ یا گروہ نکالا جائے گا تو جسمانی ہیئت بگڑے گی۔

(2) اس میں جسم انسانی کی بے اکرامی بھی ہے اور اس کا مثلہ بھی ہے۔

(3) دوسرے کے بالوں کی پیوند کاری پر لعنت ہوئی ہے۔ بال جسم کا ایک عضو ہے اور قرنیہ، گردے، جگر اور دل وغیرہ بھی جسم کے اعضاء ہیں۔ ایک کی پیوند کاری میں لعنت کی وجہ صرف یہ بنتی ہے کہ دوسرے کے عضو کا استعمال ہے ورنہ اگر زینت اور تحسین اس کی وجہ ہوتی تو مصنوعی بال یا جانوروں کے بال لگانے میں بھی لعنت ہوتی جو کہ نہیں ہے۔

ان باتوں کی وجہ سے یہ حضرات کہتے ہیں کہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری بالکل ناجائز ہے اور اضطرار کی حالت میں بھی جائز نہیں۔

جواز کا قول کرنے والوں کے اقوال اور دلائل اور ان کے جواب

1- زندہ و مردہ کے اعضاء لینے کا جواز

جو لوگ زندہ و مردہ انسانی اعضاء کی پیوند کاری کے قائل ہیں ان کے پاس اس کے جواز کی صرف ایک دلیل ہے یعنی مصالحہ مرسلہ میں سے ہونا یعنی ایسے کام جن میں جان یا مال یا دین یا عقل یا نسل کی حفاظت کا فائدہ ہو اور خاص ان کاموں کے خلاف کوئی شرعی نص موجود نہ ہو وہ جائز ہوتے ہیں۔ موضوع سے مناسبت رکھنے والی جو چند مثالیں یہ لوگ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

1- جنگ میں اگر کافر مسلمان قیدیوں کو اپنی ڈھال کے طور پر اپنے سامنے کر لیں تاکہ مسلمان فوج اپنے مسلمانوں کے مرنے کے خوف سے حملہ کرنے سے باز رہیں اور خود کافر آزادی سے مسلمانوں پر حملہ کر کے ان پر غلبہ حاصل کر لیں۔ اس صورت میں مسلمان فوج یہ دیکھ کر کافر غلبہ پالیں گے تو تمام مسلمانوں کی جان و مال اور دین کا نقصان ہوگا اور تقریباً یقینی ہے

کہ فتح کے بعد کافران مسلمان قیدیوں کو بھی قتل کر دیں گے تو ایسی صورت حال میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے مفاد کی خاطر وہ ان تھوڑے سے مسلمان قیدیوں کی پروا نہ کرتے ہوئے کافروں پر حملہ جاری رکھے اور بیچ میں مسلمان قیدیوں کے قتل ہونے کی پروا نہ کرے۔

2- جنین کی اتنی عمر ہو چکی ہے کہ وہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اس وقت اگر حاملہ مر جائے اور جنین زندہ ہو تو حاملہ کے پیٹ کو چاک کر کے جنین کو نکال لیں گے۔

3- ایک شخص دوسرے کی سونے کی ڈلی یا قیمتی ہیرا نگل گیا۔ اگر اس کے ترکہ میں اتنا مال نہیں ہے تو میت کے پیٹ کو چاک کر کے وہ قیمتی چیز نکال کر مالک کے سپرد کریں گے۔

ان حضرات کا کہنا ہے کہ یہ تینوں کام ایسے ہیں کہ جن میں جان اور مال کی حفاظت ہے اور خاص ان کاموں کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں کوئی شرعی نص موجود نہیں ہے۔

مذکورہ بالا دلیل کا جواب

ذرا غور کیا جائے تو یہ دلیل ہی درست نہیں اس کا بیان یہ ہے:

موجودہ دور کے نامور عرب عالم علامہ وہب زحیلی مصالِحِ مرسلہ کی یہ تعریف لکھتے ہیں۔

ہی الاوصاف النبی ثلاثم تصرفات الشارِع و مقاصدہ و لکن لم يشهد لها دليل معين من الشرع بالا اعتبار او الالغاء و يحصل من ربط الحكم بها جلب مصلحة او دفع مفسدة عن الناس (اصول الفقه الاسلامی ص 757)۔

مصالِحِ مرسلہ وہ اوصاف ہیں جو شارع کے تصرفات اور (دین، نفس، عقل، نسل اور مال کی حفاظت کے) مقاصد سے مناسبت رکھتے ہیں لیکن ان کے اعتبار کرنے یا نہ کرنے کی کوئی متعین شرعی دلیل موجود نہ ہو اور ان کے ساتھ حکم کو وابستہ کرنے سے لوگوں کو فائدہ ہوتا ہے اور وہ نقصان سے بچتے ہیں۔

پھر مصالِحِ مرسلہ پر عمل کرنے کی تین شرائط ہیں جو خود علامہ وہب زحیلی کے الفاظ میں یہ ہیں:

1- ان تكون المصلحة ملائمة لمقاصد الشرع بحيث لا تنافي اصلا من اصوله

ولا تعارض نسا او دليلا من ادلته القطعية بل تكون متفقة مع المصالح التي قصد

الشارع الى تحصيلها و بان تكون من جنسها و ليس غريبة عنها و ان لم يشهد لها دليل خاص بها۔

وہ مصلحت مقاصد شرع کے ساتھ مناسبت رکھتی ہو اس طرح سے کہ نہ تو شریعت کے کسی اصول کے منافی ہو اور نہ کسی شرعی نص یا کسی قطعی شرعی دلیل کے معارض ہو بلکہ شارع نے جن مصلحتوں کی تحصیل کا قصد کیا ہے ان کے موافق ہو اور ان کے ہم جنس ہو اور ان کے غیر مناسب نہ ہو اگرچہ اس مصلحت کے حق میں کوئی مخصوص دلیل نہ ہو۔

2- ان تكون معقولة في ذاتها جرت على الاوصاف المناسبة المعقولة التي يتقبلها العاقل بحيث يكون مقطوعا ترتب المصلحة على الحكم و ليس مظنونا و لا متوهما۔

وہ مصلحت فی ذاتہ عقل میں آنے والی ہو اور ان مناسب اوصاف میں سے ہو جن کو کسی عاقل کی عقل قبول کرتی ہو اور حکم پر مصلحت کا ترتیب قطعی و یقینی ہونہ ظنی ہو اور نہ وہی ہو۔

3- ان تكون المصلحة التي يوضع الحكم بسببها عامة للناس و ليس لمصلحة فردية او طائفة معينة لان احكام الشرع موضوعة لتطبيق على الناس جميعا فمثلا قتل مسلم تترس به الكفار في قلعة لا يصح تجويزه متى امكن حصارهم و لا يخشى منهم التسلط على بلاد المسلمين۔

وہ مصلحت جس کی وجہ سے حکم لگا یا گیا ہے لوگوں کے لئے عام ہونی چاہئے کسی ایک خاص فرد یا ایک خاص جماعت کے ساتھ مخصوص نہ ہو کیونکہ شرعی احکام تو سب لوگوں کے لئے ہوتے ہیں لہذا کافر فوج اگر قلعہ میں ہو اور کسی مسلمان قیدی کو اپنی ڈھال بنا لے تو جب تک کافروں کا محاصرہ کرنا ممکن ہو اور ان کا مسلمان علاقوں پر تسلط حاصل کرنے کا خوف نہ ہو مسلمان فوج کے لئے اس مسلمان قیدی کو قتل کرنا جائز نہیں۔

ان تینوں شرطوں کو علامہ دہبہ زحلی نے مختصر طور پر یوں لکھا:

ان تكون مصلحة حقيقة لا وهمية بحيث يجلب بها نفع او يدفع بها ضرر و الا يعارض العمل بهذه المصلحة حكما او مبداً اثبت بالنص او الاجماع و ان تكون مصلحة عامة بحيث تجلب النفع لا كبر عدد من الناس۔ (اصول الفقه الاسلامی ص

(800)

وہ مصلحت حقیقی و واقعی ہو مومہوم نہ ہو اس طرح سے کہ اس سے فائدہ حاصل ہوتا ہو یا نقصان کو دور کیا جاتا ہو اور اس مصلحت پر عمل نص یا اجماع سے ثابت ہونے والے کسی حکم یا مبدء کے مخالف نہ ہو اور مصلحت عام ہو کہ اس سے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو نفع پہنچتا ہو۔

ان تینوں شرائط کو سامنے رکھا جائے تو جواز کے قائلین کی دی ہوئی مذکورہ بالا کوئی بھی مثال درست نہیں بنتی کیونکہ ان میں سے ہر ایک مثال مصالح مرسلہ کے موثر ہونے کی تین شرائط میں سے پہلی ہی شرط کے منافی ہے۔ پہلی شرط میں یہ بات شامل ہے کہ مصلحت شریعت کے کسی اصول کے منافی نہ ہو اور شریعت کی کسی نص اور دلیل قطعی کے مخالف نہ ہو جب کہ ذکر کردہ ہر مثال شریعت کے اس اصول کے منافی ہے کہ مسلمان خواہ زندہ ہو یا مردہ اس کی حفاظت اور اس کا احترام واجب ہے اور یہ اصول چونکہ نصوص سے ثابت ہے اس لئے مذکورہ مصالح شرعی نص کے مخالف بھی ہیں۔ سعودیہ کے کبار علماء کے ایک بورڈ نے جو خود انسانی اعضاء کی پیوند کاری کو مصلحت مرسلہ شمار کر کے اس کو جائز کہتا ہے یہ لکھا ہے۔

ثبتت عصمة دم المسلم بالكتاب والسنة و اجماع الامة فلا يحل لاحد ان يسفك دم مسلم او يحنى على بشرته او عضو من اعضائه الا اذا ارتكب من الجرائم ما يبيح ذلك منه او يوجب شرعا كان يقتل موثرا عمدا عدوا انا او يزنى وهو محصن او يترك دينه و يفارق الجماعة او يحارب الله و رسوله و يسعى في الارض فسادا او نحو ذلك مما اوجبت الشريعة فيه قصاصا او حدا او تعزيرا۔ (حکم تشریح جثۃ المسلم 9)

مسلمان کے خون کی عصمت قرآن سنت اور اجماع امت سے ثابت ہے لہذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کا خون بہائے یا اس کی کھال یا اس کے کسی عضو پر کوئی جنایت کرے مگر جب کہ وہ کسی ایسے جرم کا مرتکب ہو جو جواز روئے شرع ایسی جنایت کو جائز یا واجب کر دے مثلاً کسی مسلمان کو جان بوجھ کر سرکشی سے قتل کرے یا محصن ہونے کی حالت میں زنا کرے یا اپنے دین کو ترک کر دے اور مسلمانوں کی جماعت سے جدائی اختیار کر لے یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی اختیار کرے اور زمین میں فساد کرے وغیرہ جس میں شریعت قصاص یا حد یا تعزیر کو واجب کرتی

ہے۔

کما و ردت نصوص کثیرہ فی تکریمہ و رعایۃ حرمتہ بعد موتہ ففی سنن ابی داؤد وغیرہ ان النبی ﷺ قال کسر عظم المیت ککسرہ حیا۔

جیسا کہ آدمی کی موت کے بعد اس کی تکریم اور اس کے احترام کی رعایت کے بارے میں بہت سی نصوص وارد ہوئی ہیں مثلاً سنن ابی داؤد وغیرہ میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا میت کی ہڈی توڑنا ایسے ہے جیسے کسی زندہ کی ہڈی کو توڑنا۔

غرض مذکورہ بالا مثالوں میں چاہے کتنا ہی فائدہ ہو لیکن بہر حال وہ مصالِحِ مرسلہ کی مثالیں نہیں بن سکتیں کیونکہ ان میں یا تو کسی مسلمان کو قتل کیا جا رہا ہے یا میت کا پیٹ چاک کیا جا رہا ہے جو دین کے اصول اور دین کی نصوص کے خلاف ہے۔

مصالِحِ مرسلہ کی وہ مثالیں جو شرائط پر پوری اترتی ہیں وہ چند ایک یہ ہیں:

1- جب بیت المال خالی ہو اور فوجی ضروریات کے لئے رقم نہ ہو تو ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے مالداروں پر ٹیکس لگانا جائز ہے کیونکہ اگر وہ ضروریات پوری نہ ہوں گی تو فوج کے سپاہی وغیرہ اپنی کمائی میں لگ جائیں گے اور فوجی ڈسپلن میں نہ رہیں گے تو باہر سے کافر چڑھ دوڑیں گے اور اندر سے باغی اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس طرح سے مسلمانوں کا بہت نقصان ہوگا جس سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ مالداروں پر ان ضروریات کا بوجھ ڈال دیا جائے۔

2- حضرت عثمان ص کا ایک مصحف پر لوگوں کو جمع کرنا۔

3- حضرت عمر ص کا مفتوحہ اراضی کو ان کے سابقہ مالکان کی ملکیت میں برقرار رکھنا اور ان سے خراج وصول کرنا تاکہ خراج سے آئندہ آنے والی نسلیں بھی فائدہ اٹھائیں۔

تنبیہ: اوپر ذکر کی ہوئی مثالیں یعنی مسلمان فوج کا مسلمان قیدیوں کو قتل کرنا اور میت کا پیٹ چاک کرنا ان کے بارے میں اگر یہ کہا جائے کہ ان میں ذکر کردہ حکم تو بہر حال متفقہ ہیں پھر ان کو مصالِحِ مرسلہ کی مثال نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ یہ مسائل و احکام تو واقعی متفقہ ہیں لیکن ان کی وجہ مصالِحِ مرسلہ ہونا نہیں بلکہ کچھ اور ضابطے ہیں اور ان کو مصالِحِ مرسلہ نہ ماننے سے یہ فرق پڑتا ہے کہ انسانی

اعضاء کی پبوندکاری میں بھی چونکہ کسی زندہ یا مردہ انسان کے اعضاء نکالے جاتے ہیں جس میں اس انسان کے اکرام و احترام کی مخالفت ہے لہذا انسانی اعضاء کی پبوندکاری کا مسئلہ بھی مصالح مرسلہ کے تحت نہیں آتا اور جائز نہیں بنتا۔ البتہ مذکورہ بالا مثالوں کے جواز کی وجوہات اور ہیں جو یہ ہیں:

کافر فوج جب مسلمان قیدیوں کو اپنی ڈھال بنا لے تو چونکہ کافروں سے جہاد کرنا اور لڑائی کرنا فرض ہے جو اسی وقت ہو سکتا ہے جب مسلمان قیدیوں کو نظر انداز کر دیا جائے جس کی صورت یہ ہے کہ مسلمان فوج خاص مسلمان قیدیوں کو قتل کرنے کا ارادہ نہ کرے بلکہ کافروں کو قتل کرنے کی نیت سے حملہ کرے اگرچہ اس کی لپیٹ میں مسلمان قیدی بھی آجائیں۔ غرض اس کو اگر مصالح مرسلہ کی مثال بنائیں تو حقیقت یہ ہوگی کہ بہت سے مسلمانوں کی خاطر چند ایک مسلمانوں کو قصداً قتل کرنا جائز ہے جب کہ دوسری وجہ سے اس کی حقیقت یہ ہوگی کہ جہاد کو جاری رکھنا فرض ہے جو مذکورہ حالت میں اسی وقت ہو سکتا ہے جب مسلمان کافروں پر حملہ کا قصد رکھیں اگرچہ مسلمان قیدی اس کی لپیٹ میں آکر ہلاک ہو جائیں، مسلمان قیدیوں کو قتل کرنے کا قصد نہ ہو۔

جنین کی خاطر حاملہ میت کا پیٹ چاک کرنا اور دوسرے کے مال کی خاطر میت کے پیٹ کو چاک کرنے کی وجہ یہ ہے کہ میت کے ساتھ دوسرے کا حق وابستہ ہوا ہے اور حقدار کو اس کا حق دلانا ایک شرعی ضابطہ ہے۔

ان مسائل کی جو توجیہ ہم نے ذکر کی ہے اس کو سامنے رکھیں تو انسانی اعضاء کی پبوندکاری کا مسئلہ ان مسائل سے بہت مختلف ہے۔ متاثر اور مریض شخص کا نہ تو کسی تندرست یا میت کے اعضاء پر کوئی حق ہوتا ہے اور نہ ہی کسی فرض کی ادائیگی انسانی اعضاء کے لینے پر موقوف ہے۔

سابقہ بحث کا حاصل یہ ہے کہ دلائل کے اعتبار سے انسانی اعضاء کی پبوندکاری کا عدم جواز ہی راجح ہے۔

2- صرف میت کے اعضاء لینے کا جواز

دلیل:

وان كان يباح الدم كالحربي والمرتد فذكر القاضي ان للمضطر قتله واكله لان قتله مباح و هكذا قال اصحاب الشافعي لانه لا حرمة له فهو بمنزلة السباع وان

و جدہ میتا بیح اکلہ لان اکلہ مباح بعد قتلہ فکذلک بعد موتہ۔

وان وجد معصوما میتا لم ییح اکلہ فی قول اصحابنا۔ وقال الشافعی و بعض

الحنفیه یباح و هو اولی لان حرمة الحی اعظم۔ (المغنی ص 80 ج 11)

مضطر یعنی جو حالت اضطرار میں ہو وہ اگر کسی حربی یا مرتد کو پائے جس کو قتل کرنا جائز ہوتا ہے تو قاضی ابوبکر باقلانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ مضطر کو اجازت ہے کہ وہ اس کو قتل کر دے اور اس کا گوشت کھالے کیونکہ اس کا قتل پہلے سے جائز ہے۔ یہی قول امام شافعی کے دیگر اصحاب کا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ حربی یا مرتد کو حرمت حاصل نہیں اور وہ شریعت کی نظر میں چوپائے کی مانند ہے۔ اور اگر مضطر حربی یا مرتد کے مردہ جسم کو پائے تو اس کا گوشت کھا سکتا ہے کیونکہ وہ تو اس کو قتل کر کے اس کو کھا سکتا تھا تو اسی طرح اس کی موت کے بعد اس کو کھا سکتا ہے۔

اور اگر مضطر کسی ایسے شخص کی لاش پائے جس کو قتل کرنا حرام ہو تو ہمارے اصحاب کے نزدیک مضطر کے لئے اس کا گوشت کھانا جائز نہیں جب کہ امام شافعی اور بعض حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کا گوشت کھانا بھی جائز ہے اور یہی قول اولیٰ ہے کیونکہ زندہ مضطر کا احترام مردہ سے زیادہ ہے۔

جو شخص بھوک سے مضطر ہو اور مرنے کے قریب ہو جان بچانے کے لئے جب اس کو مردہ آدمی کا گوشت کھانے کی اجازت ہے تو گردے یا دل یا جگر کے ناکارہ ہونے کی وجہ سے جو مرنے کے قریب ہو اس کے لئے مردہ آدمی کے اعضاء کا استعمال بھی جائز ہوگا۔

زندہ آدمی کے اعضاء لینے کی اجازت نہیں

وان لم یجد الا آدمیا محقون الدم لم ییح له قتلہ بالا جماع و لا اتلاف عضو منہ

مسلم کان او کافر الا نہ مثلة۔ (المغنی ص 80 ج 11)

اور اگر مضطر کسی ایسے زندہ شخص کو پائے مثلاً مسلمان کو یا ذمی کو جس کی جان کو احترام حاصل ہے تو مضطر بالاتفاق اس کو قتل نہیں کر سکتا اور اس کے کسی عضو کو تلف بھی نہیں کر سکتا کیونکہ یہ مثلہ ہے۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حالت اضطرار میں بھی ان حضرات کے نزدیک کسی زندہ کا عضو لینا جائز نہیں جب کہ دوسرے فقہاء نہ زندہ نہ مردہ کسی کا بھی عضو لینے کو جائز نہیں کہتے۔ اس سے

ظاہر ہوا کہ کسی زندہ کا عضو لینے کی حرمت پر تمام فقہاء کا اتفاق و اجماع ہے۔
 اگرچہ جواز اور عدم جواز دونوں کا قول مضطر کے بارے میں ہے لیکن اس قول کو لینے والے
 فقہاء کے مذکورہ بالا مسائل کو مندرجہ ذیل وجوہ سے ترجیح دیتے ہیں:

1- انسانی اعضاء کی پیوند کاری کا خاصا رواج ہو گیا ہے جس کے تحقق میں عرب و عجم کے بعض
 علماء کے فتوؤں کو دخل ہے اگرچہ وہ بذات خود حجت نہیں اور ان کے دلائل بھی بے وزن
 ہیں۔

2- سائنس اور ٹیکنالوجی نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ کسی میت کے اعضاء بڑی شائستگی کے ساتھ
 نکالے جاتے ہیں اور ضرورت مند کو لگائے جاتے ہیں۔ اہانت اور بے اکرامی اور ایذا کا تصور
 نہیں ہوتا۔

اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

”یہ شبہ کہ انسان کے اجزاء کا استعمال ناجائز ہے اس لئے وارد نہ ہونا چاہئے کہ استعمال کی
 جو صورت کہ مستلزم اہانت ہو وہ ناجائز ہے اور جس میں اہانت نہ ہو تو ضرورت وہ استعمال بھی ناجائز
 نہیں“۔ (کفایت المفتی ص 131 ج 9)

3- طب کی ترقی کی وجہ سے اب ضرورت بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

مذکورہ بالا قول پر ہونے والے چند اعتراضات اور ان کا جواب

مذکورہ بالا عبارتوں میں حالت اضطرار میں مردہ آدمی کا گوشت کھانے کی اجازت دی گئی ہے
 علاج کے طور پر انسانی اعضاء کے استعمال کی نہیں اس لئے بعض حضرات نے اس پر چند اعتراض
 کئے ہیں۔ ذیل میں ہم ان اعتراضات کو بھی اور ان کے جواب کو بھی ذکر کرتے ہیں۔

1- جان بچانے کے لئے حرام تک کھانا واجب ہے جب کہ علاج معالجہ بذات خود واجب نہیں
 ہے بلکہ محض مستحب و مسنون ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ علاج کرنا واجب نہیں ہے لیکن علاج کرنا ہو تو حلال علاج نہ
 ہونے کی صورت میں حرام کے استعمال کی اجازت ہے۔

2- ممکن ہے کہ جن فقہاء نے انسانی میت کے گوشت کو کھانے کی اجازت دی ہے اس کی وجہ

ان کے نزدیک اضطرار اور کھانے کے وجوب کا مجموعہ ہو۔ اس صورت میں اس پر علاج معالجہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی میت کا گوشت بھی عام حالت میں حرام ہے اور اس کے مباح و حلال ہونے کی علت صرف اضطرار ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ذکر ہے کہ **إِلَّا مَا اضْطُرُّوْا بِهٖ** (مگر جب کہ تم اس کی طرف لاچار ہو جاؤ)۔ علاوہ ازیں وجوب تو خود حکم ہے وہ علت یا جزو علت نہیں بن سکتا۔ لہذا اضطرار کی حالت میں کھانے کی خاطر ہو یا علاج کرانے کی خاطر ہو دونوں میں حرام مباح ہو جاتا ہے البتہ کھانے میں وجوب ہونے کی وجہ سے اگر نہ کھائے گا تو گناہ گار ہوگا اور علاج میں استحباب ہونے کی وجہ سے اگر حرام کا استعمال نہ کرے گا تو گناہ گار نہ ہوگا۔

3- حرام کھانا تو موت کے دفعیہ کا قطعی و یقینی سبب ہے جب کہ یہ معالجات ظنی سبب ہیں یقینی نہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ تداوی بالحرām یعنی حرام چیز کو بطور دوا استعمال کرنا مضطر اور غیر مضطر دونوں کے لئے جائز ہے۔

4- اعضاء کی پیوندکاری تداوی بالحرām میں شامل نہیں کیونکہ پچھلے فقہاء نے تداوی بالحرām میں انسانی اعضاء کے استعمال کو شمار نہیں کیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ پچھلے فقہاء کے دور میں موجودہ دور کی پیوندکاری کا کوئی تصور موجود نہ تھا اور کسی شے کے ذکر نہ ہونے کو اس شے کا معدوم ہونا لازم نہیں ہوتا۔

5- دل یا گردوں کے ناکارہ ہونے کی صورت میں خود اضطرار ثابت نہیں ہو جاتا بلکہ ایسے مریض بہت عرصہ تک زندہ رہتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مثلاً جب گردے اور دل مکمل طور پر ناکارہ ہو جائیں اور مریض کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ تو مشینوں کی کار فرمائی ہے کہ مریض کم و بیش مدت گزار لیتا ہے غرض اپنی حالت کے اعتبار سے وہ مضطر ہی ہوتا ہے۔ مشینوں پر سہارا کرنا خود ایک پر مشقت کام ہے جو کسی وقت بھی غیر مفید ہو سکتا ہے۔

یہ قول بھی قابل اختیار نہیں

اگرچہ فقہاء کے اختلاف کے ہوتے ہوئے اضطرار کی حالت میں محدود پیوند کاری کے اس قول پر عمل کرنے کی بظاہر گنجائش نظر آتی ہے لیکن کچھ اور پہلو ایسے بھی ہیں جو اس قول پر عمل کرنے میں رکاوٹ ہیں۔ وہ یہ ہیں:

- 1- عدم جواز کے دلائل جو شروع میں ذکر ہوئے
- 2- بھوک کا اضطرار اول تو ویسے ہی نادر الوقوع ہے پھر ایسی صورت کہ اضطرار کو دور کرنے کے لئے انسان کے مردہ جسم کے علاوہ کوئی بھی حلال یا حرام شے نہ ملے انتہائی نادر ہے جب کہ اعضاء کی پیوند کاری کی ضرورت کثیر الوقوع اور دائمی ہے۔ ایک انتہائی نادر بات کو بنیاد بنا کر بہت سے مردہ انسانوں کے تمام اعضاء رئیسہ کے نکالنے کو جائز کہا جائے یہ بات غیر معقول ہے۔
- 3- ضرورت مندوں کی تعداد حاصل شدہ اعضاء سے زیادہ ہونے پر اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ جو لوگ اپنے اعضاء کی وصیت نہ کریں گے یا جو لوگ اپنی میت کے اعضاء دینے پر راضی نہ ہوں گے تو دوسرے لوگ ان کے طرز عمل کو برا سمجھیں گے حالانکہ ایک ایسے عمل نہ کرنے کو برا سمجھنا جو زیادہ سے زیادہ مستحب ہو بدعت اور ناجائز ہے۔
- 3- دماغی موت اور حقیقی موت کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ حقیقی موت اس وقت کہلاتی ہے جب دل اپنی حرکت چھوڑ بیٹھے۔ پیوند کاری کے لئے اعضاء عام طور سے حقیقی موت سے پہلے محض دماغی موت طاری ہونے پر نکالے جاتے ہیں۔ محدود جواز کے قول میں قوی اندیشہ ہے کہ اعضاء نکالنے والے جلد بازی کا مظاہرہ کریں اور دماغی موت پر ہی اعضاء نکالنے کی کوشش کریں حالانکہ دماغی موت کا فیصلہ کرنے میں بھی غلطی کا امکان ہوتا ہے۔

تنبیہ: اس مضمون سے اور آگے آنے والے انتقال خون کے مسئلہ کے مباحث سے ایک اصولی بات یہ سامنے آتی ہے کہ اگر مرضی کی جان کا خطرہ ہو یا سخت مجبوری ہو اور معطلی کا کوئی جزو لینے سے اس کی جسمانی ہیئت بدلتی اور بگڑتی نہ ہو تو اس حد تک پیوند کاری کی گنجائش ہے مثلاً Needle biopsy کے ذریعہ معطلی کے جگر کے کچھ خلیے لے کر مریض کے جسم میں داخل کر

دیئے جائیں جن میں پھر تقسیم در تقسیم کے عمل سے اضافہ ہو جائے۔ اسی طرح Needle biopsy کے ذریعہ ہڈی کا گودا (Bone- marrow) حاصل کر کے مریض کے جسم میں داخل کرنا بھی جائز ہے۔

باب: 62

انتقال خون (Blood Transfusion)

1- خون انسان کا جزو ہے اور جب بدن سے نکال لیا جائے تو وہ نجس اور ناپاک بھی ہے، اس کا اصل تقاضا یہ ہے کہ عام حالات میں ایک انسان کا خون دوسرے کے بدن میں داخل کرنا حرام ہو۔ اجزائے انسانی کی تکریم بھی اس کا تقاضا کرتی ہے اور اس کا نجاست غلیظہ ہونا بھی حرمت ہی کا تقاضا کرتا ہے۔

لیکن اضطراری حالات اور عام معالجات اور دوا میں شریعت اسلام کی دی ہوئی سہولتوں میں غور کرنے سے امور ذیل سامنے آتے ہیں۔

اول یہ کہ خون کے استعمال کی حرمت دو وجہ سے ہو سکتی ہے۔ ایک یہ کہ خون انسان کا جزو ہے اور جزو انسان کا استعمال جائز نہیں۔
دوم یہ کہ خون نجس اور حرام ہے۔

جہاں تک پہلی وجہ یعنی اس کے جزو انسان ہونے کا تعلق ہے اس میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خون اگرچہ جزو انسانی ہے مگر اس کو دوسرے انسان کے بدن میں منتقل کرنے کے لئے اعضاء انسانی میں کانٹ چھانٹ کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ انجکشن کے ذریعہ خون نکال کر دوسرے بدن میں ڈالا جاتا ہے اس لئے اس حیثیت سے اس کی مثال انسانی دودھ کی سی ہوگی جو بدن انسان سے بغیر کسی کانٹ چھانٹ کے نکلتا ہے اور دوسرے انسان کے بدن کا جزو بنتا ہے اور شریعت اسلام نے بچہ کی ضرورت کے پیش نظر انسانی دودھ ہی کو اس کی غذا قرار دیا ہے۔

بچوں کے علاوہ بڑوں کے لئے بھی دوا علاج کے لئے عورت کے دودھ کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے۔ عالمگیری میں ہے۔

ولا باس بان يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للذواء۔²

اس لئے جزو انسانی ہونے کی حیثیت سے اگر خون کو دودھ پر قیاس کیا جائے تو کچھ بعید قیاس نہیں لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح شریعت اسلام نے عورت کے دودھ کو جزو انسانی ہونے کے باوجود ضرورت کی بنا پر بچوں کے لئے جائز کر دیا ہے اسی طرح ضرورت کی بنا پر خون دینا بھی جائز ہو۔

خون کا استعمال حرام ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ خون ناپاک ہے۔ اب یہ تداوی بالحرام میں داخل ہوگا اور اس کی بنا پر مریض کو خون دینے کے حکم میں یہ تفصیل ہے۔

- 1- جب خون دینے کی مجبوری ہو، یعنی کسی مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہو، اور ماہر ڈاکٹر کی نظر میں اس کی جان بچنے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہ ہو تو خون دینا جائز ہے۔
- 2- جب ماہر ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے کی حاجت ہو، یعنی مریض کی ہلاکت کا خطرہ تو نہ ہو لیکن ڈاکٹر کی نظر میں خون دینے بغیر صحت کا امکان نہ ہو اس وقت بھی خون دینا جائز ہے۔
- 3- جب خون نہ دینے کی گنجائش ہو تو اس سے اجتناب بہتر ہے۔

لما فی الہندیہ وان قال طیب یتعجل شفاءک فیہ وجہان۔

- 4- جب خون دینے سے محض منفعت یا زینت مقصود ہو، یعنی جب ہلاکت یا مرض کی طوالت کا اندیشہ نہ ہو بلکہ محض قوت بڑھانا یا حسن میں اضافہ کرنا مقصود ہو تو ایسی صورت میں خون دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔

انسانی خون کی خرید و فروخت

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ (بخاری)

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت (یعنی اس کی خرید و

فروخت) سے منع فرمایا۔

خون کی بیع تو جائز نہیں، لیکن مجبوری اور حاجت کے حالات میں جب مریض کو خون دینا جائز ہے تو ان حالات میں اگر کسی کو خون بلا قیمت نہ ملے تو اس کے لئے قیمت دے کر خون حاصل کرنا بھی جائز ہے مگر خون دینے والے کے لئے اس کی قیمت لینا درست نہیں ہے۔

کافر یا فاسق کا خون کسی دیندار مسلمان کو لگانا

جائز تو ہے لیکن یہ ظاہر ہے کہ کافر یا فاسق فاجر انسان کے خون میں جو اثرات خبیثہ ہیں ان کے منتقل ہونے اور اخلاق پر اثر انداز ہونے کا خطرہ قوی ہے۔ اسی لئے امت کے صلحاء نے جائز ہونے کے باوجود فاسق فاجر عورت کا دودھ پلوانا بھی پسند نہیں کیا، اس وجہ سے اگر متبادل خون مہیا ہو تو کافر اور فاسق فاجر انسان کے خون سے اجتناب بہتر ہے۔

اشتقال خون سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا

مسئلہ: شوہر کا خون بیوی کے بدن میں یا بیوی کا خون شوہر کے بدن میں داخل کرنے سے نکاح پر شرعاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نکاح بدستور قائم رہتا ہے، کیونکہ شریعت اسلام نے حرمت کو نسب، مصاہرت اور رضاعت کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔

DNA اور اس سے متعلق احکام

خلیے انواع و اقسام کے اعمال میں مصروف رہتے ہیں۔ کچھ خلیے بنیادی اعمال کے علاوہ مخصوص ذمہ داریاں بھی نبھاتے ہیں مثلاً کچھ خلیے صرف خون کے اجزاء بناتے ہیں، کچھ عمل انہضام میں مصروف ہیں تو کچھ اعصابی نظام کو قائم رکھنے کے لیے کام کرتے ہیں، کچھ خلیے پٹھوں کے نظام میں اہم رول نبھا رہے ہیں اور کچھ خاص قسم کے ہارمون (Hormone) اور خا مرے (Fnyzyme) پیدا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

ہمارے جسم کے اندر جو بھی اعمال پائے جاتے ہیں وہ کیمیائی اعمال (Chemical Reactions) کے مرہون منت ہیں اور یہ خود یہ کیمیائی اعمال خا مروں کی مدد سے احسن طریقے پر پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ اگر خا مرے موجود نہ ہوں تو کیمیائی عمل رک جائے گا اور وہ ساختی یا فعلی خصوصیات جو ایک صحت مند خلیہ میں ہوتی ہیں نہیں ہوں گی۔

ہر خا مرہ یا ساختی لحم بننے کی معلومات جینیاتی مادہ جو کہ DNA کی شکل میں ہوتا ہے میں موجود ہوتی ہیں۔ اگر DNA کی ساخت صحیح رہے تو صحیح خا مرے بنیں گے اور آخر کار خلیہ یا جاندار اپنی صحت مند حالت میں قائم رہے گا، اور اگر DNA کی ساخت تبدیل ہو جائے تو اصل خا مرے نہ بنیں گے اور خلیہ اور جاندار بیمار ہوگا۔

DNA کی ساخت

دوہری ہنسل نما ساخت نیوکلوائڈز کی دو زنجیروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ دو زنجیریں ایک دوسرے کے ارد گرد ہنسل کی طرح لپٹی ہوئی ہے۔ دونوں زنجیریں ایک دوسرے کی مخالف سمت میں مرتب ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ہائیڈروجن Hydroger بانڈ کے ذریعے جڑی ہوتی ہیں۔ یہ بانڈز دراصل نامیاتی اساسوں کے درمیان واقع ہوتے ہیں جو نہ تو بہت زیادہ مضبوط ہوتے ہیں اور نہ ہی نازک۔ اگر DNA کو 85°C سے زیادہ درجہ حرارت پر گرم کیا جائے تو یہ

بانڈ زٹوٹنے لگتے ہیں یہاں تک کہ دونوں زنجیریں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتی ہیں۔ اس محلول کو آہستہ آہستہ ٹھنڈا کرنے سے یہ دونوں زنجیریں دوبارہ سے ایک دوسرے کے ساتھ بائیڈروجن بانڈز کی وجہ سے جڑ جاتی ہے۔ DNA کی دونوں زنجیریں ی دراصل نیوکلوتاائیڈ (Nucleotide) سے مل کر بنتی ہیں۔ ایک نیوکلوتاائیڈ تین اجزا پر مشتمل ہوتا ہے:

(i) پیچ کاربنی شکر (ii) فاسفورس کا تیزاب (iii) نامیاتی اساس
پیچ کاربنی شکر جو DNA کا حصہ ہے وہ Deoxyribose کہلاتی ہے کیونکہ اس میں Ribose شکر کے مقابلے میں ایک آکسیجن کم ہوتی ہے۔

نامیاتی اساسیں دو قسم کی ہوتی ہیں Purine اور Pyrimidine

Purine اساسیں یہ دو ہیں: (i) Adenine (A) (ii) Guanine (G)

Pyrimidine اساسیں یہ تین ہیں:

(i) Cytosine (ii) Thymine (iii) Uracil

(U)

(T)

(C)

نامیاتی اساسیں پیچ کاربنی شکر کے کاربن نمبر 1 کے ساتھ جڑی ہوئی ہوتی ہیں۔ ان مرکبات کو Nucleoside کہتے ہیں۔ پھر جب فاسفورس کے تیزاب کا ایک سالمہ Nucleoside کے ساتھ مل جاتا ہے تو اس کو Nucleotide کہتے ہیں۔

جین

DNA میں Nucleotides یا نامیاتی اساس کی خاص ترتیب کا وہ حصہ جو کہ ایک مکمل

خامرہ یا لحم بنانے کی معلومات رکھتا ہو، اس کو جین (Gene) کہتے ہیں۔

اگر ہم مرکزے کی ساخت کو دیکھیں تو اس کے اندر ہمیں دھاگا نما ساختیں نظر آتی ہیں جنہیں کروموسوم Chromosome کہتے ہیں۔ یہ کروموسوم بنیادی طور پر DNA اور لحمیات

سے مل کر بنے ہوتے ہیں۔ ہر جاندار کے اندر کروموسوم کی اپنی مخصوص تعداد ہوتی ہے۔ انسان

میں 46 کروموسوم موجود ہوتے ہیں (بلی میں 38 اور مرغی میں 78)

کروموسوم کی بھی 2 قسمیں ہوتی ہیں۔

(i) جنسی (SEX) کروموسوم۔ یہ اس جاندار کی جنس کو متعین کرتے ہیں۔ یہ انسانی

مادہ میں XX اور نر میں XY ہوتے ہیں۔

جنسی خلیے کے اندر کروموسوم کی تعداد باقی جسم میں خلیوں کی نسبت آدھی ہوتی ہے۔ وہ خلیے جو بعد میں جنسی خلیوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں ان میں کروموسوم کی تعداد پوری ہوتی ہے لیکن جنسی خلیے بننے وقت ایک خاص قسم کے عمل تقسیم Meiosis سے کروموسوم کی تعداد آدھی رہ جاتی ہے۔

جب بارآوری (Fertieisation) کا عمل ہوتا ہے تو آدھے ((23 کروموسوم ماں سے آتے ہیں اور آدھے ((23 باپ سے۔ اس عمل سے بننے والے Zygote میں کروموسوم کی تعداد ہوگی جو کہ ماں باپ میں ہے۔ جنسی تولید کے ذریعے بننے والے بچوں کی جینیاتی اپنے ماں باپ سے مختلف ہوتی ہیں کیونکہ آدھی خصوصیات ماں سے آتی ہیں اور آدھی باپ سے۔ یہی وجہ ہے کہ قدرت میں ہمیں Variations ملتی ہیں یعنی بچوں کی شکل و صورت و عادات گو ماں باپ سے ملتی ہیں یا ان کی جھلک نظر آتی ہے مگر یہ سو فیصد اپنے ماں باپ سے نہیں ملتی۔

کروموسوم ہزاروں خصوصیات حیات کے مادی جواہر ہیں اور ان میں سے ہر ایک حیاتی صفت کی ایک مادی اکائی ہونی چاہئے جو کسی خاص صفت کا مادی مظہر ہوگی۔ ان صفات (Traits) کی مادی اکائیاں ہی جین کہلاتی ہیں۔ جو شخص مکمل برص کا شکار ہو اس میں سیاہ رنگ (Melanin) بنانے کا فعل جین نہیں ہوتا۔

کروموسوم ہزاروں جینز کی اقامت گا ہیں ہیں لہذا یہ سمجھنا بالکل آسان ہے کہ ہر جین کیمیاوی طور پر DNA ہیہ ہوتا ہے جو کسی خاص کیمیاوی تعامل میں مدد فراہم کر کے مطلوبہ شے کو بنانے کے لیے ناگزیر ہے۔ یہ جین کروموسوم میں ایک خاص ترتیب سے یکے بعد دیگرے لے دھاگے میں مختلف دھاریوں کی طرح پھیلے ہوئے ہوتے ہیں اور ہر جین کی کروموسوم میں ایک خاص جگہ متعین رہتی ہے۔

چونکہ ہر شخص اپنی جداگانہ صفات کا حامل ہوتا ہے اس لیے اس کے جین بھی مختلف ہوتے ہیں اور چونکہ جین کا مجموعہ کروموسوم اور کیمیاوی مادہ DNA ہے اس لیے ہر شخص کا DNA مختلف ہوتا ہے اور اس کا یہ اختلاف اس میں پائے جانے والے چار اجزاء یعنی Cyrosine, Guanine, Adenine اور Thiamine کی ترتیب سے پہچانا جا سکتا ہے، مثلاً کسی فرد

واحد میں کسی خاص کروموسوم کے کسی خاص جین کے کسی حصہ میں ان اجزاء کی ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔ Atcggacctat اور دوسرے فرد میں اسی مقام پر یہ ترتیب ایسے ہے۔ Accggacctat۔ تو اس ادنیٰ سے فرق کو مشین پہچان لیتی ہے اور کمپیوٹر بتا دیتا ہے کہ دونوں DNA مختلف ہیں لہذا یہ مختلف افراد کے ہو سکتے ہیں۔

DNA کو مختلف طریقوں سے پہچاننے کی تکنیک ایجاد ہو چکی ہے جن سے ثابت ہوا کہ ہر انسان کا مکمل DNA جیسے Genome کہتے ہیں لیتا ہوتا ہے۔

انسان کے مکمل DNA جس کو Genome کہتے ہیں اس میں 35,000 جینز ہوتے

ہیں۔

جسم کے بیشتر خلیات میں ہر جین کی دو کاپیاں ہوتی ہیں جو ایک جیسی بھی ہو سکتی ہیں اور تھوڑی سی مختلف بھی۔ انسانی خصوصیات و اوصاف کا فرق ان دو کاپیوں کے مجموعی فعل Neteffect پر منحصر ہوتا ہے ورنہ ہر انسان میں وہی 35000 جین پائے جاتے ہیں۔ بچے کا اپنے والدین سے کچھ اوصاف میں اختلاف بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ والدین میں انہی جینز کی دو کاپیاں اپنے بچوں کی کاپیوں سے الگ ہو سکتی ہیں۔

یاد رہے کہ ہر جین کی دو کاپیاں دراصل دراصل بچے کے ماں باپ سے بچے میں منتقل ہوتی ہیں اور ماں اور باپ کے نطفوں کے ملنے کے وقت ترتیب بگڑے بغیر کاپی نمبر 1 اور کاپی نمبر 2 میں Re-shuffling ہو جاتی ہے۔ اس لیے ایک ہی والدین کے اگر کئی بچے ہوں تو سب الگ الگ خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں حالانکہ ایک ہی والدین کا ہر بچہ ان تمام چیزوں کی ایک کاپی اپنے والد سے اور ایک کاپی اپنی والدہ سے وراثت میں پاتا ہے۔

DNA کے ذریعہ ہم ایک انسان کی ولدیت کا پتہ بھی لگا سکتے ہیں۔ اس کے لیے DNA فنکر پرنٹنگ ٹیکنیک استعمال کی جاتی ہے۔ یہ فنکر پرنٹ کسی بھی انسان کے DNA نکال کر اس حل کرانے کے بعد اس میں موجود ٹکڑے کی دریافت سے کی جاتی ہے۔ ہر انسان میں الگ الگ طرح کے ٹکڑے ہوتے ہیں جو وہ ماں باپ سے پاتا ہے۔ اگر چار ٹکڑے ہیں تو دو ماں سے اور دو باپ سے۔ اگر ان میں سے کوئی ٹکڑا الگ ہے تو ولدیت غلط ہے۔

y	a	a
b	b	x
صحیح ماں باپ	باپ	ماں بیٹا یا بیٹی
z	a	x
غلط باپ	y	b
باپ	بچہ	ماں

DNA اور ثبوت نسب

باب: 63

سر کا گنجاپن چھپانے کے مروجہ طریقے

1- بالوں کی پیوند کاری (Hair Transplantation)

اس کے عقلاً دو طریقے ممکن ہیں۔

(1) کسی دوسری جگہ سے بال کو جڑ سمیت نکال کر سر کی کھال میں گاڑ دیا جائے یعنی (Implant) کر دیا جائے اگر اپنے ہی جسم کے بال ہوں تو یہ جائز ہے اور اگر کسی دوسرے شخص سے بال حاصل کیے جائیں تو یہ جائز نہیں کیونکہ ایک شخص کے بال دوسرے شخص کے لگانا جائز نہیں۔ اور اگر دوسرے سے بال عوض میں خریدے ہوں تو یہ دوسری خرابی ہوئی۔

(2) کسی دوسری جگہ سے بال سمیت کھال اتار کر سر کی کھال کو کھرچ کر اس کے ساتھ لگا دی جائے۔ اگر اپنے ہی جسم کی کھال ہو تو جائز ہے اور اگر دوسرے کے جسم کی کھال ہو تو جائز نہیں۔

2- Hair by Hair Process

اس طریقہ میں ایک مصنوعی جھلی یا جلد میں انسانی بال قدرتی انداز سے پیوستہ کر دیے جاتے ہیں۔ اس وجہ سے بالوں کا کوئی بھی سٹائل بنا یا جاسکتا ہے۔ اس مصنوعی جھلی یا جلد میں مسام (Pores) بھی ہوتے ہیں جن کے راستہ سے پسینے اور پانی کا اخراج ہوتا ہے۔ سر پر اگر کچھ قدرتی اصلی بال لگے ہوں تو ان کو ایک خاص مطلوبہ حد تک کتر دیا جاتا ہے۔ پھر اس جھلی کو ایک خاص محلول (Liquid) کے ذریعہ سر کے اصل بالوں کے ساتھ ان کی جڑوں تک جوڑ دیا جاتا ہے۔ یہ Liquid واٹر پروف ہوتا ہے یعنی یہ پانی کو جذب نہیں کرتا اور اصل بالوں تک پانی کو پہنچنے سے روکتا ہے۔ جھلی لگانے کے بعد دو مہینے آسانی سے نکل جاتے ہیں جب تک کہ نیچے کے

قدرتی بال بڑھ نہ جائیں۔ جب بال نیچے سے بڑھ جاتے ہیں تو جھلی اتار کر سر پر موجود اصل بالوں کو مطلوبہ حد تک کتر کر جھلی کو دوبارہ چپکا دیتے ہیں۔

یہ طریقہ مختلف وجوہات کی بناء پر ناجائز ہے۔

1- کسی دوسرے انسان کے بالوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔

2- انسانی بالوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

3- جھلی کے نیچے اصل بالوں تک Liquid کی وجہ سے پانی نہیں پہنچتا اس لئے فرض غسل ادا نہیں ہوتا۔

4- اگر پورے سر پر جھلی لگی ہو تو وضو میں سر کے مسح کا فرض ادا نہیں ہوتا۔

5- اگر چوتھائی سر کی مقدار کے برابر سر پر جھلی نہ لگی ہو تو اگرچہ اس پر مسح کا فرض ادا ہو جائے گا لیکن مسح کی سنت کہ پورے سر کا مسح کیا جائے اس سے مستقل محرومی رہے گی۔

باب: 64

نظر لگنے کا بیان

مسئلہ: نظر کا واقعی وجود ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْعَيْنُ حَقٌّ وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقْتَهُ الْعَيْنُ (مسلم)

نظر واقعی چیز ہے اور اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت لے جاسکتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی۔

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ الْعَيْنُ تَدْخُلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَتَدْخُلُ الْجَمَلَ الْقَدْرَ (ابن عدی)

حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں نظر (دیگر بیماریوں کی طرح ایک سبب ہے جو آدمی کی موت کا

باعث بن کر اس) کو قبر میں داخل کر دیتی ہے اور اونٹ (کو موت کے قریب کر کے اس کے ذبح کا

باعث بنتی ہے اور اس کے گوشت) کو دیگ میں داخل کر دیتی ہے۔

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَدُ جَعْفَرٍ يَسْرَعُ إِلَيْهِمُ الْعَيْنُ

أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ شَيْءٌ سَابِقَ الْقَدَرِ لَسَبَقْتَهُ الْعَيْنُ۔ (احمد و ترمذی)

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جعفر کے بچوں کو نظر لگ

جاتی ہے۔ کیا میں ان کو دم کر دیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور اگر کوئی شے قضاء پر

سبقت لے جاسکتی تو نظر اس پر سبقت لے جاتی۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ بْنِ حَنِيفٍ قَالَ رَأَى عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ سَهْلَ بْنَ حَنِيفٍ يَغْتَسِلُ

فَقَالَ وَاللَّهِ مَا زَأَيْتُ كَالْبُرْمِ وَلَا جِلْدَ مُخْبَأَةٍ قَالَ فَلَبِطَ سَهْلٌ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقِيلَ لَهُ

يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حَنِيفٍ وَاللَّهِ مَا يَزْفَعُ رَأْسَهُ فَقَالَ هَلْ تَتَّهَمُونَ لَهُ أَحَدًا

فَقَالُوا نَتَّهَمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ قَالَ فَدَعَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَامِرًا فَتَغَلَّطَ عَلَيْهِ وَ قَالَ عَلَامٌ

يَقْتُلُ أَحَدَكُمْ أَحَاهُ إِلَّا بَرَكْتَ۔ (شرح السنة)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو غسل کرتے دیکھا تو کہا اللہ کی قسم نہ تو میں نے آج کا سادن (پہلے) دیکھا اور نہ ہی سہل بن حنیف کی جلد کی طرح نرم و ملائم کسی کنواری کی جلد دیکھی۔ اسی وقت سہل زمین پر گر پڑے۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کیلئے آپ کے پاس کچھ علاج ہے۔ اللہ کی قسم وہ تو اپنا سر بھی نہیں اٹھاتے۔ آپ ﷺ نے یہ اندازہ کر کے کہ سہل کو کسی کی نظر لگی ہے پوچھا کہ تم اس (کو نظر لگنے) کا کس کو ذمہ دار سمجھتے ہو تو لوگوں نے جواب دیا کہ ہم عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کو ذمہ دار سمجھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے عامر کو بلوایا اور ان سے ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کس بنا پر تم میں سے ایک اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے تم نے بَارِکَ اللہِ عَلَیْکَ کیوں نہیں کہا۔ اب تم سہل کیلئے اپنے اعضاء کا دھو دوں دو تو عامر نے ان کیلئے ایک تسلی میں اپنا چہرہ اور بازو اور کہنیاں اور گھٹنے اور پاؤں اور شرمگاہ دھوئی۔ پھر وہ پانی سہل کے اوپر ڈلا گیا تو وہ فوراً ہوش میں آگئے اور ان کی قوت بحال ہو گئی اور وہ لوگوں کے ساتھ چل دیے کہ ان کو کچھ تکلیف نہ تھی۔

مسئلہ: نظر جہاں انسانوں کی لگ سکتی ہے وہیں جنوں کی بھی لگ سکتی ہے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى فِي بَنَاتِهَا جَارِيَةً فِي وَجْهِهَا سَفْعَةٌ نَعْنِي صُفْرَةً فَقَالَ اسْتَشْرِقُوا لَهَا فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ۔ (بخاری و مسلم)

1- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک بچی کے چہرے پر سفحہ (جن کی نظر) کے اثرات دیکھے تو فرمایا اس کیلئے جھاڑ پھونک کرو کیونکہ اس کو جنات کی نظر لگی ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَعَوَّذُ مِنَ الْجَانِّ وَعَيْنِ الْإِنْسَانِ۔ (ترمذی)

2- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جنوں سے اور انسان کی نظر سے پناہ مانگتے تھے۔

مسئلہ: نظر صرف دیکھنے ہی سے نہیں لگتی بلکہ چونکہ یہ حسد کی ایک نفسیاتی کیفیت ہوتی ہے جو دوسرے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لہذا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص نابینا ہو اور اس کے سامنے

دوسرے کے اوصاف و حالات بیان کیے جائیں جن کو سن کر اس کے اندر حسد کی نفسیاتی کیفیت پیدا ہو اور اس کے ذریعے سے وہ اس دوسرے شخص پر اثر انداز ہو۔

مسئلہ: کبھی بغیر قصد و ارادہ کے بھی یہ نفسیاتی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے بلکہ آدمی کی طبعیت ہی بن جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کے قصد و ارادہ کے بغیر بھی دوسروں کو نظر لگ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اس کے شر سے بچنے کیلئے اس شخص کو کسی مکان میں نظر بند کر دیا جائے اور اگر وہ غریب ہو تو اس کیلئے خرچہ و وظیفہ مقرر کر دیا جائے یہاں تک کہ اس کو موت آجائے۔

تنبیہ: چونکہ نظر ایک نفسانی کیفیت کا اثر ہوتا ہے خواہ وہ دیکھنے سے ہو یا اس کے بغیر ہی اس لئے یہ علم نفسیات کے ماہرین کیلئے طبع آزمائی کا عمدہ میدان ہے۔

مسئلہ: جس شخص کو معلوم ہو یا اس کو ڈر ہو کہ اس کی نظر لگتی ہے تو اس کو چاہیے کہ جب وہ کوئی خوش کن چیز وغیرہ دیکھے تو

اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ يَا هَذَا شَأَى اللَّهِ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

کہے۔ ان دعائیہ کلمات کا صدور مذکورہ کیفیت کے ٹوٹنے ہی پر ہو سکتا ہے۔ لہذا فوراً ان کلمات کو کہنے سے وہ کیفیت ہی پیدا نہ ہوگی یا اگر کچھ ہوگی بھی تو ضعیف و غیر مضر ہوگی۔

مسئلہ: جس شخص کی نظر لگی ہے اس سے جب اس کا دھوون (پانی جس سے اعضاء دھوئے ہوں) طلب کیا جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ دے کیونکہ حدیث میں ہے

عَنْ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ... وَإِذَا اسْتُغْسِلْتُمْ فَأَغْسِلُوا۔ (مسلم)

نبی ﷺ نے فرمایا جب تم سے دھوون مانگا جائے تو تم دو۔

اور اگر نہ دے تو اس پر اس کیلئے جبر کیا جاسکتا ہے۔

دھوون کی تفصیل یہ ہے

فَعَسَلٌ لَهُ عَامِرٌ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ وَرُكْبَتَيْهِ وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدْحٍ ثُمَّ صَبَّتْ عَلَيْهِ فَرَأَى مَعَ النَّاسِ لَيْسَ لَهُ بَأْسٌ (شرح السنة)

(اوپر کے قصہ میں) عامر بن ربیعہ نے (جن کی نظر سہل لگتی تھی) ایک ٹب میں اپنا چہرہ دھویا اور اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں کہنیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں دھوئے اور اپنی

شرمگاہ دھوئی۔ پھر وہ دھوون سہل بن حنیف (کی پشت کی جانب سے ان کے سر پر ڈالا گیا تو وہ ایک دم ٹھیک ٹھاک ہو کر لوگوں کے ساتھ چل دیئے اور ان کو کچھ تکلیف نہ رہی۔

مسئلہ: مختلف قسم کی دعاؤں سے بھی نظر اتارنی منقول ہے۔ مثلاً

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَأَمَّةٍ (حصن

حصین)

میں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں ہر شیطان اور زہریلی بلا کے شر سے اور ہر لگنے

والی نظر بد کے شر سے۔

باب: 65

چھینک آنے کے احکام

مسئلہ: عام حالات میں چھینک کا آنا مفید ہوتا ہے اور ناک کے بالائی حصے اور (Sinuses) کی صفائی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ چونکہ یہ نعمت الہی ہے اور نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی تعریف کرنا چاہیے لہذا چھینکنے والے کو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یَا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہنا چاہیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (بخاری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہے ایک اور روایت میں ہے۔

اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ (ابوداؤد)

جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد لله رب العالمین کہے۔

مسئلہ: ان کلمات کے علاوہ یا ان کے متبادل کوئی اور کلمہ اپنی طرف سے نہ ملائے

ہلال بن یساف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہم سالم بن عبید رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ موجود لوگوں میں سے ایک شخص کو چھینک آئی۔ اس نے چھینکنے پر السلام علیکم کہا۔ سالم رضی اللہ عنہ نے جواب میں اس کو وَعَلَيْكَ وَعَلَى اُمَّكَ کہا (یعنی تجھ پر بھی اور تیری ماں پر بھی سلام ہو) اس شخص نے اس جواب کو اپنے دل میں ناپسند کیا۔ اس کی ناگوار محسوس کر کے سالم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تو صرف وہی بات کہی ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے السلام علیکم کہا تھا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

وَعَلَيْكَ وَعَلَىٰ أُمَّكَ وَأُفْرَمَايَا كَبْتَمِ فِي سَمِي كُو چھینک آئے تو وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کہے۔ (ابوداؤد)

مسئلہ: چھینکنے والے کے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے پر موجود سننے والے لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ جواب میں يَزُحْمُكَ اللّٰهُ کہیں۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ فَشَمَّتُوهُ وَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ فَلَا تَشَمُّتُوهُ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ الحمد لله کہے تو اس کو جواب میں يَزُحْمُكَ اللّٰهُ کہو اور اگر وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہے تو اس کو يَزُحْمُكَ اللّٰهُ نہ کہو۔

مسئلہ: يَزُحْمُكَ اللّٰهُ کہنا اکثر حضرات کے نزدیک فرض کفایہ ہے جبکہ بعض حضرات کے نزدیک فرض عین ہے۔

مسئلہ: ایک مجلس میں تین دفعہ تک کسی کے چھینکنے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنے پر سننے والوں پر يَزُحْمُكَ اللّٰهُ کہنا ضروری ہے۔ تین دفعہ سے زیادہ میں اختیار ہے چاہے کہیں یا نہ کہیں۔ کہہ لیں تو بہتر و مستحب ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ شَمِمْتُ أَحَاكَ ثَلَاثًا فَإِنْ زَادَ فَهُوَ زَكَاةٌ (ابوداؤد)

وقال لا اعلمه الا انه رفع الحديث الى النبي صلى الله عليه وسلم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے بھائی کو تین مرتبہ تک يَزُحْمُكَ اللّٰهُ کہو۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو وہ زکام ہے اور اس قول کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی۔

مسئلہ: اگر کسی کافر کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو مسلمان حاضرین جواب میں اس کو يَهْدِيْكُمْ اللّٰهُ وَيُصْلِحْ بِاَلْكُم (اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے معاملہ کو درست فرمائے) کافر کو يَزُحْمُكَ اللّٰهُ نہ کہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ الْيَهُودُ يُتَعَاطَسُونَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ يَزُحْمُونَ أَنْ يَقُولَ لَهُمْ يَزُحْمُكَ اللّٰهُ فَيَقُولُ يَهْدِيْكُمْ اللّٰهُ وَيُصْلِحْ بِاَلْكُم۔ (ترمذی و ابوداؤد)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہودی نبی ﷺ کی مجلس میں اس امید پر

چھینکتے تھے کہ آپ ﷺ ان کو یَزَحْمُكُمْ اللَّهُ (یعنی اللہ تم پر رحم فرمائیں) کہیں گے لیکن آپ ﷺ ان کو یَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ فرماتے تھے۔

مسئلہ: یَزَحْمُكَ اللَّهُ کہے جانے پر چھینکنے والے کو چاہیے کہ وہ یَزَحْمُكَ اللَّهُ کہنے والے کو یوں دعا دے۔

يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ

(اللہ تمہیں ہدایت پر رکھیں اور تمہارے معاملہ کی اصلاح فرمائیں)

یا یہ کلمات کہے

يَغْفِرُ اللَّهُ لِيْ وَلَكُمْ (اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائیں)

چھینکنے والے کا یہ دعائیہ کلمات کہنا مندوب ہے۔

مسئلہ: چھینکنے والے کو چاہیے کہ وہ چھینک آنے کے وقت اپنے چہرہ کو ڈھانپے اور کوشش کرے کہ آواز کم نکلے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا عَطَسَ غَطَّى وَجْهَهُ بِيَدِهِ أَوْ ثَوْبِهِ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهُ (ترمذی و ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھینک آتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کو اپنے ہاتھ یا اپنے کپڑے سے ڈھانپ لیتے تھے اور اپنی آواز کو پست کرتے تھے۔

باب: 66

ختنہ کے احکام

مسئلہ: ختنہ کا مستحب وقت سات سال کی عمر سے بارہ سال کی عمر تک ہے اور بعض علماء کا قول ہے کہ پیدائش کے ساتویں دن کے بعد جائز ہے۔ شمس الائمہ حلوانی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جب سے بچے میں برداشت کی قوت پائی جائے اس وقت سے بلوغت تک کی عمر ختنہ کا وقت ہے۔
مسئلہ: اگر ختنہ کی کھال کاٹی لیکن پوری نہ کٹی تو اگر نصف سے زائد کٹ گئی تو ختنہ ہو گیا اور اگر نصف یا اس سے کم کٹی تو ختنہ نہ ہوا

مسئلہ: اگر ختنہ کی کھال اتنی چھوٹی ہے کہ بغیر مشقت اور سختی کے اس کو حشفہ (Glans Penis) سے اوپر نہیں کھینچ سکتے اور حشفہ بھی ایسا کھلا نظر آ رہا ہے کہ جب کوئی شخص اس کو دیکھتا ہے تو خیال کرتا ہے کہ اس کا ختنہ ہو چکا ہے اور ختنہ کرنے کے ماہر بھی یہی کہیں کہ ختنہ کرنا ممکن نہیں تو مزید ختنہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ: جب کوئی بوڑھا شخص مسلمان ہو جائے اور ختنہ کرانے کی اس میں طاقت نہ ہو اور ماہرین کی رائے بھی یہی ہو کہ اس میں ختنہ کرانے کی طاقت نہیں تو اس کا ختنہ نہیں کیا جائے گا۔
مسئلہ: بچپن میں ختنہ نہ کرایا ہو اب بلوغت کے بعد کرائے تو ختنہ کرنے والے کے لئے محض ختنہ کی جگہ پر نظر ڈالنا جائز ہے۔

مسئلہ: عورتوں کا ختنہ کرنا بھی جائز ہے کیونکہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَ الْمَكَرْمَةُ لِلنِّسَاءِ (احمد) ختنہ مردوں کیلئے سنت اور عورتوں کیلئے اکرام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَ الْاِسْتِحْدَاذُ وَ قَصُّ الشَّارِبِ وَ تَقْلِيمُ الْاُظْفَارِ وَ نَتْفُ الْاِطْبِطِ (بخاری و مسلم) پانچ

باتیں فطرت میں داخل ہیں ختنہ کرنا اور زیر ناف بال صاف کرنا اور موچھیں کترنا اور ناخن کاٹنا اور بغلوں کے بال صاف کرنا۔

اور فطرت اس قدیمی سنت کو کہتے ہیں جس کو تمام انبیاء نے اختیار کیا اور جو سب شریعتوں میں مسلم رہی ہو اور انسانوں کی جبلت و فطرت میں داخل ہو۔

صاحب شریعت نے ذکر کیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام محتون پیدا ہوئے سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے (کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں بھی ان کی آزمائش فرمائی اور) انہوں نے (اللہ تعالیٰ کے حکم پر اسی سال کی عمر میں) اپنا ختنہ خود کیا تاکہ ان کے بعد آنے والے لوگوں کیلئے یہ ایک طریقہ بن جائے۔

باب: 67

مریض کے علاج اور تیمارداری میں پردے کا اہتمام

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا اسْتَأْذَنَتْ رَسُولَ اللَّهِ الْجَحَامَةَ فَأَمَرَ أَبَا طَيْبَةَ أَنْ يَحْجِمَهَا قَالَ حَسِبْتُ أَنَّهُ كَانَ أَخَاهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ أَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمِ (رواه مسلم)

حضرت جابر رضي الله عنه سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضي الله عنها نے رسول اللہ صلی الله عليه وآله وسلم سے پچھنے لگوئے (cupping) کی اجازت طلب کی۔ اس پر آپ صلی الله عليه وآله وسلم نے ابو طیبہ کو حکم دیا کہ ام سلمہ رضي الله عنها کو پچھنے لگا دیں۔ یہ واقعہ بیان کر کے حضرت جابر رضي الله عنه نے کہا کہ ابو طیبہ سے جو سینگ لگوئی تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت ام سلمہ رضي الله عنها کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے سلسلے میں بھی پردے کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر معالج کے سامنے بے پردہ ہو کر آجانے میں کچھ حرج نہ ہوتا تو حضرت جابر رضي الله عنه نے یہ کہنا نہ پڑتا کہ ابو طیبہ رضي الله عنه حضرت ام سلمہ رضي الله عنها کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے۔

مسئلہ: مرد معالج کو تو پردے کا خیال ہو لیکن مریض عورتیں اگر نقاب کے بغیر یا پردے میں کوتاہی کرتے ہوئے اس کے پاس علاج کے لئے آئیں اور معالج ان کو پردے کی پابندی کے ساتھ آنے پر مجبور نہیں کر سکتا تو مرد معالج کو چاہئے کہ وہ جہاں تک ہو سکے اپنی نظروں کی حفاظت کرے اور دل کو قابو میں رکھے۔

مسئلہ: عورت کو زنا نامہ امراض سے ہٹ کر کوئی آپریشن کرانا ہے لیکن کوئی خاتون سرجن ایسی نہیں کہ جس کی مہارت پرتسلی ہو تو مرد سے بھی آپریشن کرا سکتی ہے

اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کیلئے جس میں ستر کھولنا پڑے محرم کو تلاش کرنا

چاہیے۔ اگر کوئی ماہر معالج محرم نہ ملے تو غیر محرم سے بھی علاج کرا سکتے ہیں لیکن اس میں شریعت کے ایک اہم اصول الضرورہ تنقید بقدر الضرورہ کا خیال رکھنا لازم ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہو معالج بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے۔ مثلاً علاج کیلئے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہے تو اس سے زیادہ دیکھنے اور ہاتھ لگانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر بازو میں یا پاؤں میں زخم ہے تو جتنی جگہ بدرجہ مجبوری دیکھنے کی ضرورت ہو بس اسی قدر معالج دیکھ سکتا ہے۔ اگر علاج کی مجبوری کیلئے آنکھ، ناک، دانت دیکھنا ہے تو اس صورت میں بھی پورا چہرہ کھولنا جائز نہیں جس قدر دیکھنے سے کام چل سکتا ہو بس اسی قدر دکھا سکتے ہیں۔ بلکہ ایسے معالج کے متعلق بھی یہی تفصیل ہے جو عورت کا محرم ہو جس کی وجہ یہ ہے کہ محرم کیلئے بھی اپنی محرم عورت کا پورا بدن دیکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ عورت کو اپنے محرم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ اور ران کھولنا منع ہے۔ پس اگر پیٹ میں یا پیٹھ میں زخم ہو تو حکیم، ڈاکٹر خواہ محرم ہو یا نامحرم صرف زخم کی جگہ دیکھ سکتا ہے اس سے زیادہ دکھانا گناہ ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پرانا کپڑا پہن کر زخم کی جگہ سے اس کو کاٹ دیا جائے تاکہ پیٹ کے بقیہ حصے پر اس کی نظر نہ پڑے اور چونکہ عورت کو ناف سے لے کر گھٹنے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا جائز ہے اس لئے اگر لیڈی ڈاکٹر کو مثلاً ران یا سرین کا پھوڑا وغیرہ دکھانا ہو تو اس صورت میں بھی کپڑا کاٹ کر صرف پھوڑے کی جگہ دکھائی جائے۔

اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ضرورت کیلئے حکیم، ڈاکٹر کو جو جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و قریبی موجود ہوں ان کو اس جگہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔ ہاں اگر حاضرین میں سے کوئی ایسا شخص ہے جسے شرعاً اس جگہ کا دیکھنا جائز ہے تو وہ اس پابندی سے خارج ہے مثلاً اگر پنڈلی میں زخم ہے اور وہ ڈاکٹر یا جراح کو دکھانا ہے اور عورت کا باپ یا حقیقی بھائی بھی وہاں موجود ہے اس نے اگر دیکھ لیا تو گناہ نہ ہوگا کیونکہ پنڈلی کا کھولنا محرم کے سامنے درست ہے۔

تنبیہ: یہ تفصیل جو ابھی ذکر کی گئی ہے مرد کے علاج کے سلسلے میں بھی ہے کیونکہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مرد کا بھی پردہ ہے۔ اگر ران یا سرین کا زخم کسی ڈاکٹر کو دکھانا ہے یا کو لھے میں انجکشن لگوانا ہے تو صرف بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے۔ دوسرے لوگوں کا دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ: زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے کے بدن کو کھولنا

درست نہیں ہے کوئی کپڑا وغیرہ ڈال لینا چاہیے بلا ضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔ مسئلہ: اگر لڑکا بڑا ہو تو ختنہ کراتے وقت صرف ختنہ کرنے والے کو بقدر ضرورت دیکھنا جائز ہے دوسرے لوگوں کو دیکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

مسئلہ: بچہ پیدا ہونے کے وقت دائی اور نرس کو صرف بقدر ضرورت پیدائش کی جگہ دیکھنا جائز ہے اس سے زیادہ منع ہے۔ اور آس پاس جو عورتیں موجود ہوں اگر چہ ماں بہنیں ہی ہوں ان کو بھی دیکھنا منع ہے اس وجہ سے کہ ان کا دیکھنا بلا ضرورت ہے۔

مسئلہ: اگر غیر مسلم دائی یا نرس بچہ پیدا کرانے کیلئے بلائی جائے تو اس کے سامنے سر کھولنا حرام ہوگا کیونکہ کافر عورت کے سامنے مسلمان عورت صرف چہرہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے تک دونوں پیر کھول سکتی ہے۔ ان کے علاوہ ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں ہے۔ غیر مسلم عورتیں مثلاً بھنگن، دھوبن، مانن، نرس، لیڈی ڈاکٹر جو بھی ہوں ان سب کے متعلق یہی حکم ہے۔

مسئلہ: بعض لوگوں میں یہ رواج ہے کہ بجائے دائیوں کے مرد ڈاکٹروں سے بچے جنواتے ہیں جبکہ ہم جنس کو اپنی جنس کے ستر کی طرف بھی بلا ضرورت نظر ڈالنا جائز نہیں تو غیر جنس (Opposite sex) کو کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اور غیر جنس میں بھی جتنا بعد ہوتا جائے گا اتنا ہی ممانعت اور حرمت میں تشدد بڑھتا جائے گا۔ مسلمان عورت کی ہم جنس قریب مسلمان عورت ہے۔ اول بوقت ضرورت اس کو اختیار کیا جائے۔ اگر وہ دستیاب نہ ہو تو اس کے بعد کافر عورت ہے جو اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔ اس کے بعد مرد ڈاکٹر کی اگر ضرورت ہی آپڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے اگر وہ دستیاب نہ ہو تو اس کے بعد کافر کی طرف رجوع کیا جائے نہ کہ اول ہی قدم میں کافر مرد کی طرف پہنچ جائیں۔

مسئلہ: علاج کے سلسلے میں بھی بے احتیاطی نہیں ہونی چاہئے مریض کا ستر کھل جائے تو فوراً اس کو ڈھانپ دینا چاہئے۔ یہ شرعاً حرام ہے۔

جب الطراساؤنڈ کرنے کے لئے ماہر لیڈی ڈاکٹر موجود ہو اور مریض خاتون اس کے اخراجات برداشت کر سکتی ہو تو اس کو چھوڑ کر مریض خاتون کا کسی مرد ڈاکٹر سے الطراساؤنڈ کرانا جائز نہیں۔ البتہ اگر مریض خاتون میں استطاعت نہ ہو یا ماہر لیڈی ڈاکٹر دستیاب نہ ہو تو مجبوری

میں مرد سے کروا سکتی ہے۔ لیکن مرد ڈاکٹر پر بھی ضروری ہے کہ وہ عورتوں کا الٹراساؤنڈ کرنے میں کسی نرس کی مدد حاصل کرے جو مریض عورت کے جسم پر آلہ خود پھیرے۔

تنبیہ: جو اصول اوپر ذکر کیے گئے ہیں ان کا لحاظ مختلف قسم کے دیگر اپریشنوں (عملیات جراحی) میں بھی رکھنا ضروری ہے۔

باب: 68

سگریٹ نوشی و دیگر مضر اشیاء کے استعمال کا حکم

شریعت میں کسی شے کے استعمال کے منع اور حرام ہونے کی وجہیں چار ہیں

- 1- نجاست ہو جیسے پیشاب، پاخانہ اور مردار وغیرہ
 - 2- مضر ہو جیسے سٹکھیا
 - 3- نشہ آور ہو جیسے شراب
 - 4- گھنونا پن ہو یعنی طبیعت سلیمہ اس سے گھن کرتی ہو جیسے کیڑے کھوڑے وغیرہ
- اگر مضر چیز کا نقصان کسی طرح جاتا رہے یا اتنی کم مقدار میں استعمال ہو کہ نقصان نہ کرے تو ممانعت باقی نہیں رہتی۔

اس ضابطہ سے مٹی کھانے اور پان میں چونہ کھانے اور گل ارمنی، گیرو، ملتانی اور سنگ یشب اور تمباکو اور سگریٹ کا حکم معلوم ہوتا ہے کہ اگر نقصان کریں تو جائز نہیں اور اگر نقصان نہ کریں تو درست ہے مثلاً پان میں چونہ زیادہ کھانا جو دانتوں کو خراب کرے یا کوئی اور نقصان کرے درست نہیں۔ زیادہ چونہ کھانے میں یہ بھی نقصان ہے کہ دانتوں پر دھڑی اس طرح جمتی ہے کہ جس سے پانی غسل میں مسوڑھوں کے اندر نہیں پہنچتا اور اگر اس کو چھڑایا جاسکتا ہو اور نہ چھڑایا جائے تو فرض غسل ادا نہیں ہوتا۔ البتہ اگر چھڑانے سے نہ چھوٹے تو اس کے نیچے پانی پہنچانا معاف ہو جاتا ہے۔

عورت کا حالت حمل میں طبیعت سے مجبور ہو کر تھوڑی سی مٹی کھا لینا جائز ہے لیکن اتنی مقدار میں کھانا جو نقصان کرے جائز نہیں۔

چونکہ سگریٹ میں بو بھی ہوتی ہے اس لئے جب تک سگریٹ نوشی نقصان نہ کرے مکروہ تزیہی ہے لیکن جب وہ نمایاں طور پر نقصان کرنے لگے تو اس وقت اس کا استعمال مکروہ تحریمی اور

چند متفرق مسائل

مسئلہ: جس شخص کو طب میں مہارت نہ ہو یعنی اس نے ماہر و حاذق اطباء سے علم طب حاصل نہ کیا ہو اس کو معالجہ کرنا جائز نہیں ہے۔ اور ایسے لوگوں پر علاج معالجہ کرنے سے اجتناب کی پابندی عائد ہونی چاہیے۔¹

مسئلہ: خون و دیگر انسانی اعضاء کی بیع ناجائز ہے۔ اسی طرح انسان کی ہڈیوں کے ڈھانچوں یا تنہا ہڈیوں کی بیع بھی ناجائز و باطل ہے۔

مسئلہ: سگریٹ نوشی کرنے والی کی اکثریت میں چونکہ اس کے مضر اثرات پڑتے ہیں لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ”کیونکہ مکروہ تنزیہی ہے اور جس شخص کو سگریٹ نوشی میں واضح نقصان معلوم ہو رہا ہو اس کے لیے مزید سگریٹ نوشی ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔“

حکم زوجہء مجنون

مسئلہ: بچوں کو کسی بیماری کی وجہ سے داغ لگایا جائے تو جائز ہے۔ (3)

مسئلہ: چہرے پر داغنا صحیح نہیں۔ (4)

مسئلہ: شوہر کی خاطر عورت موٹا پا حاصل کر سکتی ہے لیکن اس کیلئے پیٹ بھرے سے زیادہ

کھانا جائز نہیں۔ (7)

مسئلہ: زخم پر گوندھا ہوا آثار کھا تو اگر یہ علم ہے کہ اس سے فائدہ ہوتا ہے تو اس میں کچھ حرج

نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کھانے کی چیز کو اس طرح بطور دوا استعمال کرنا جائز ہے۔ (8)

مسئلہ: عورتوں کو اپنے کان چھدوانا جائز ہے۔ اسی طرح چھوٹی بچیوں کیلئے بھی یہ جائز

ہے۔ (9)

مسئلہ: عورتوں کے ناک چھدوانے میں اختلاف ہے۔ بہتر ہے کہ احتیاط کی جائے

چھیدنے کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: انسانوں کو خصی کرنا (Castration) بالاتفاق حرام ہے۔ (10)

اسی طرح قدرتی شہید (Shelpac (E904)

یہ گوند کی مانند سرخ دانے ہیں جنہیں چھوٹے چھوٹے لاکھی کیڑے پلاس، بیری پیپل اور برگد وغیرہ کی شاخوں پر بطور گروندہ تیار کرتے ہیں۔ لاکھی کیڑے درخت کی پتیوں کا رس چوس کر شاخوں پر جا بیٹھ جاتے ہیں تو ان کے جسم سے رال دار مادہ خارج ہونے لگتا ہے جن سے ان کے ارد گرد گھروندہ کے طور پر گھڑیالی سی بن جاتی ہے۔ نر کیڑے دو تین ماہ کے بعد گھڑیالی پھوڑ کر باہر نکل جاتے ہیں۔ لیکن مادہ کیڑے اپنے گھروندوں میں اندر ہی پڑے رہتے ہیں اور اس میں انڈے دے کر مر جاتے ہیں۔ جب انڈوں میں سے بچے نکل آتے ہیں تو وہ اپنی ماں کے جسم سے غذا حاصل کرتے ہیں اور پرورش پانچنے کے بعد گھڑیالی توڑ کر باہر نکل جاتے ہیں۔ یہ گھڑیالیاں توڑ کر پانی میں اوثالی جاتی ہیں تو پانی سرخ ہو جاتا ہے۔ محقق رطوبت اور حابس الذم ہے۔ بدن کا تحقیق کرتی ہے۔ معدہ اور جگر کو طاقت بخشتی ہے..... (کتاب المفردات۔ حکیم مظفر حسین اعوان)

Manufacturing Process

Shellac is Produced By a tiny red insect. Swarms of the insects feed on certain trees, prunarily in India and Thailand, Known is formally as fae frees. The pac bugs life cydle is of six months, in whih time they eat, propaate and secrete the resin they home taken in from the tree and propuce shellac.

--- They snck up the sac and absorb it---

The sap is chemically allered in the fac bugs body and is ther exuded onto the free bronch. On cntact with the air, the excrdtion forms a hard. shell- like covering

over the entire swarm. The covering forms a crust over the twig and insects.

Workers cut millions of encrusted loraiches, called stickpac.

At refining centres, shcklac is scraped to remove the secretions from the twigs. Shckpac and grainlac is ground with rotating millstones. The resulting ground material is quite impure, containing resin in seeds, twigs, leaves etc. The mixture is forced through a screen, removing the largest of the impurities.

The refined resin mixture is put into large jars and stomped by a worker to crush granules and force the red dye from the pac seeds and the insect remains will be freed from the resin.

SANHA the shellac manufacturers have confirmed that the Purification process may reduce the insect component in shcklac but is incapable of eliminating the insect remains in its entirety.

وفی رد المحتار

(قوله والخبيث) قال في معراج الدراية اجمع العلماء على ان المستخبيثات حرام بالنص الطيبات. وما استخبيته العرب فهو حرام بالنص وهو قوله تعالى وبحرم عليهم الخبائث. وما استطابه العرب حلال لقوله تعالى ويحل لهم الطيبات. وما استخبيته العرب فهو حرام بالنص.

والذين يعتبر استطابتهم اهل الجمار من اهل الامصار لان الكتاب نزل عليهم وخطوبوا به ولم يعتبر اهل البوادي لانهم للضرورة والمجاعة ياكلون ما يجدون. وما وجد في امصار المسلمين مما لا يعرفه اهل الحجاز رد الى اقرب ما يشبه في الحجاز. فان كان مما يشبه شيئاً منها فهو مباح لدخوله تحت قوله قل لا اجد الآيات و لقوله عليه الصلوة والسلام ما سكت الله عنه فهو مما عفا الله عنه.

احياء علوم الدين 92/2

وما لم يذبح دبحا شرعيا او مات فهو حرام ولا يحل الاميتان السمك
والجراد و في معناهما ما يستحيل من الاطعمة كدود القضاح والخل والجبن فان
الاحتراز منهما غير ممكن۔ فاما اذا افردت واكلت فحكهما حكم الذباب و
الخنفساء والعقرب وكل ما ليس له هو نفس سائلة لا سبب في تحريمهما الا الا
ستقذار، ولو لم يكن لكان لا يكره۔

فان وجد شخص لا يستقدره لم ينفذ الي خصوص طبعه فانه التحق بالخبائث
لعموم الاستقذار فيكره اكله۔

احكام القرآن للحصاص (273/3)

(قوله تعالى يحزج من بطونها شراب مختلف الوانه فيه شفاء للناس) فيه بيان
طهارة العسل و معلوم انه لا يخلو من النحل الميت و فراخه فيه و حكم الله تعالى مع
ذلك بطهارته فاخبر عما فيه من الشفاء للناس فعل ذلك على ان ما لادم له لا يفسد
ما يموت فيه۔